خطباتِ محسن

جلد اول

تقریریں

حمادِ اہلبیت سید محسن نقوی شہید

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون 5425372

نام ....خطبات محسن (جلد اول)

تقریریں ......سید محسن نقوی شہید

اہتمام..........مولانا ریاض حسین جعفری

کمپوزر..........ادارہ منہاج الصالحین لاہور

ایڈیشن .... تیسرا

تعداد 1100

قیمت..........125 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین (رجسٹرڈ)

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20

غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225252

فہرست

اھداء 4

انتساب 5

......اپنے محسن کو بھول جاتے ہیں 6

اے موت!......آ ضرور......مگر احترام سے 9

حرفِ عقیدت 14

حماد اہل بیتؑ 16

محسن نقوی کی کہانی' اس کی اپنی زبانی 23

انٹرویو 25

مجلس اول: قافلہ حسینیؑ کی مدینہ سے روانگی 36

مجلس دوئم: مدینے سے کربلا تک 66

مجلس سوئم: حضرت فاطمہؑ کی شہادت 89

مجلس چہارم: عونؑ و محمدؑ کی شہادت 112

مجلس پنجم: حضرت امام حسنؑ کی شہادت 139

مجلس ششم: حضرت عباسؑ کی شہادت 158

مجلس ہفتم: حضرت سکینہؑ کی شہادت اور معصومہؑ کی شہادت 206

مجلس ہشتم: حضرت علی اکبرؑ کی شہادت 213

مجلس نہم: حضرت امام حسینؑ کی شہادت 241

مجلس دہم: شامِ غریباں 259

دعا' حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید 269

اھداء

اے میری قوم کے

"محسن شہید"

تم پر

لاکھوں سلام

ریاض حسین جعفری

انتساب

ہم اس کتاب کی خصوصی اشاعت کو امام زمانہ حضرت قائم آل محمدؑ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ماؤں کے دودھ سے ہی پیا یاعلیؑ مدد
ہم نے تو بچپنے سے سنا یاعلیؑ مدد
محسن میری لحد میں وہ منظر عجیب تھا
جب میں نے خود علیؑ سے کہا یاعلیؑ مدد

اور اس شعر کے خالق حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید کی روح کی نذر کرتے ہیں۔

دعا گو

جعفر علی میر

ؔ

عرضِ ناشر

......اپنے محسن کو بھول جاتے ہیں

شیعہ قوم کے واقعی و حقیقی محسن، سید محسن نقوی شہید نے مدح و ثنائے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا عہد و پیمان تو روزِ الست ہی سے باندھ رکھا تھا، مگر خمِ غدیر میں اس کی روح کی بادہ کشی اور سانحہ کربلائے معلٰی میں اس کی روحانی شمولیت سونے پہ سہاگے کا کام کر گئی۔ اس نے ۱۹۷۰ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک، ۲۶ سال شیعہ قوم کو رزقِ مودت اور درسِ حسینیتؑ دیا اور اسی جرم کی پاداش میں دشمنانِ اہل بیتؑ کی گولیوں کا نشانہ بنا۔ افسوس، صد افسوس!! اس کے قاتل کیفرِ کردار کو پہنچائے گئے نہ اس کے دروس مجالس کو محفوظ کیا گیا اور اگر ایک آدھ کوشش ہوئی بھی تو اس کے فن کے شایانِ شان ہرگز نہ تھی۔

محسن نقوی کی مجالس کو یکجا کیا جائے تو بیسیوں کتب ترتیب دی جا سکتی ہیں، ہم ممنون ہیں سید رضا عباس **نقوی** کے کہ جنہوں نے ہمیں اس کارِ خیر کی طرف رجوع کر کے اپنے محسن کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی ترغیب دی، وہ بھی محسن ہی کے قبیلے کے فرد ہیں لہٰذا ہم ان کے احسان کا شکریہ بھی ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے...... دلی خواہش

ہے کہ محسن نقوی شہید اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی تمام کی تمام مجالس کو متعدد کتب کی صورت میں ترتیب دے کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ ادارہ منہاج الصالحین کو جہاں علمی و تحقیقی کتب کی اشاعت کا شرف حاصل ہے' وہاں مجموعہ ہائے مجالس کی اشاعت کا بھی بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ سید محسن نقوی کی لافانی خطابت کی اشاعت ہماری اشاعتی ترجیحات میں سے ایک ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ بہ تصدق چہاردہ معصومینؑ اور بہ تعاون مومنین و مومنات ہم اس مشن کو بطریق احسن جاری و ساری رکھ سکیں۔

علامہ ریاض حسین جعفری

چیئرمین ادارہ منہاج الصالحین' لاہور

محسن!

تیری یاد میں اب بھی

مولائی کھو جاتے ہیں

محسن!

تیرے سوگ میں اب تک

منبر اشک بہاتے ہیں

محسن!

تیرا نور حوالہ اب بھی مومن دیتے ہیں

محسن!

تیرے لفظوں سے ہم درد کی لذت لیتے ہیں

محسن!

ہم نے عہد کیا ہے تیرا ساتھ نبھائیں گے

محسن!

ہم بھی تیری طرح ہی عشق ترانے گائیں گے

محسن!

ہم بھی عزم شہادت لے کے میدان میں اترے ہیں

محسن!

ہم بھی عشق سفر ہیں تیرے ہی پیچھے پیچھے ہیں

مظہر عباس

اے موت!...... آ ضرور...... مگر احترام سے

پروفیسر مظہر عباس چودھری

میں نے اگرچہ اپنی کتاب ''نقد نور'' میں دیگر معاصر شعرائے اہل بیتؑ کے ساتھ ساتھ حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید کی بلند تخیل شاعری پر بھی ایک تنقیدی مضمون تحریر کیا ہے' لیکن ناشر علوم اہل بیتؑ علامہ ریاض حسین جعفری کے اذنِ نگارش پر محسن شہید کے فن خطابت پر بھی قلم اٹھانے کا موقع مل رہا ہے...... میں دیگر پرستارانِ محسن کی طرح جذبات کی رو میں بیٹھ کر منطقیت اور عقلیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتا اور نہ ہی تشبیہ و استعارہ کے بادشاہ کو تشبیہاتی و استعاراتی انداز میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ میرے خیال میں ایسا کرنا ایک طرف سورج کو چراغ دکھانا ہے' تو دوسری طرف استدلال کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا...... محسن نقوی شہید ایک ہی وقت میں بڑا شاعر' بڑا ادیب' بڑا خطیب اور بڑا سیاستدان تھا' اس کی ہمہ جہت شخصیت کے تمام پہلوؤں پر خامہ فرمائی ایک ہی کاوش میں ناممکن ہے' یہ کام مستقبل میں انشاء اللہ شہید کے فن اور شخصیت پر پی ایچ ڈی کرنے والے ریسرچ سکالر انجام دیں گے' ہمارے حصہ میں فی الحال محسن شہید کی خطابت کی نظارت آئی ہے' جو عبادت و سعادت کے ساتھ ساتھ بہت بڑی ریاضت بھی ہے۔

محسن نقوی بڑا شاعر تو تھا ہی' اس کی مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی نے اسے انیس و دبیر' حالی و اقبال اور فیض و ندیم کی صف میں کھڑا کر دیا' اس کی ''بند قبا''،

''خیمہ جاں''، ''طلوعِ اشک''، ''موجِ ادراک''، ''عذاب دید''، ''ریزہ حرف''، اور ''فراتِ فکر'' وغیرہ ہمارے دعوے کا منہ بولتا اور زندہ و پائندہ ثبوت ہیں۔ کچھ اہل زبان نے بربنائے حسد اور کچھ منکرین ولایت نے بوجہ تعصب اس کا ادبی قد گھٹانے کی کوششیں بھی کی ہیں لیکن حق کو باطل کہنے سے حق باطل نہیں ہو جاتا' حق ہمیشہ حق رہتا ہے اور محسن نقوی کی شاعری کے ساتھ ساتھ اس کی خطابت بھی برحق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محسن شہید کی شاعری جزو پیغمبری تھی' تو اس کے ساتھ اس کا فن خطابت بھی معجزاتی و کراماتی اور وہبی و عطائی تھا اور یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جتنے بڑے عطا کرنے والے ہوں' اتنی ہی زیادہ عطا ہوتی ہے۔ محسن شہید کا اپنا کہنا تھا کہ میں نے آیت اللہ العظمیٰ محسن الحکیم کی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنا نام غلام عباس سے بدل کر محسن رکھ لیا تھا' لیکن میرے خیال میں محسنین انسانیتؑ (محمدؐ و آلِ محمدؐ) کے ذکر کی کثرت نے اسے بھی محسن بنا دیا اور وہ شیعہ قوم پر وہ احسانِ خطابت کر گیا جو تا قائم قیامت بھلایا نہ جا سکے گا۔

مولانا کوثر نیازی نے کہا تھا کہ شیعہ خطباء نے فن خطابت کو اوجِ کمال تک پہنچایا ہے' محسن شہید بھی انہیں خطباء میں سے ایک تھا۔ آج کے قحط الرجال کے دور میں محسن کی خطابت مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے' وہ سُریں لگاتا تھا نہ چیختا چنگھاڑتا تھا بلکہ ہمیشہ ادب کے تقاضوں اور آدابِ منبر کو ملحوظ خاطر رکھتا تھا' وہ نثری مرثیہ نگار تھا اور اپنی مجلسوں میں چہرۂ سراپا' رِجز' جنگ اور گریز کو اس طرح بیان کرتا تھا کہ بڑے بڑے مرثیہ نگاروں کی روحیں اسے خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو جاتی تھیں' اس کی نثری شخصیت نگاری اور منظر کشی کے دو نمونے ملاحظہ فرمائیے:

''شبیہ ختم الانبیاءؐ شہزادۂ سلطنت حُسن معصومؑ ولی عہد بلالؓ' جمالِ

محمدؐ و علیؑ' تاثیر دعائے حسینؑ و زینبؑ' ثمر شاخ امامت ثالث' شمس تخیل لیلیٰؑ' نقطہ معیار حسن یوسف... حسن' شرافت' خلق' تہذیب' مودت' ایثار اور جذبہ قربانی کی سجدہ گاہ' نام کے لحاظ سے علی اکبرؑ' کربلا والوں کی امیدوں کا محور' ماں کی ضعیفی کا جوان سہارا' حسینؑ کے تصور کی دوسری کمند' رسالت اور امامت کے درمیان خط استویٰ' معیار تربیت زینبؑ کا قطب اکبر' نماز تہجد سادات کی دعاؤں کا مقصد' باعث زیارت انبیاءؑ..... اس بارگاہ جلیل القدر میں آج ہم آب حیات سے زیادہ قیمتی آنسوؤں کا مقدس نذرانہ پیش کریں گے۔''

محسن شہید کی شامِ غریباں کی منظر کشی دیکھئے:

''برباد ہو گیا حسینؑ کا گھر' آج کی صبح کتنا آباد تھا یہ گھر' آج کی صبح ہر بہن کا بھائی اس کے سامنے تھا' آج کی صبح ہر شوہر والی بی بی کا شوہر اس کے سامنے تھا' ایسی ہوا چلی کہ زہراؑ کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا' (آؤ پرسہ دیتے ہیں) زہراؑ کی بیٹی! آج سے تو علیؑ کی بیٹی کی بجائے ام المصائب ہے' وہ سامنے حسینؑ کی لاش پڑی ہوئی ہے' ادھر فرات ہے' جہاں بغیر بازوؤں کے جرنیلؑ پڑا ہے' یہ اکبرؑ ہے' یہ قاسمؑ ہے' دور عونؑ و محمدؑ ہیں' اصغرؑ دفن ہو چکا ہے' گزر گیا کربلا کا محشر' شروع ہو گئی وہ قیامت جس نے زہراؑ کی بیٹی کی چادر چھین لی' (آؤ مل کر پرسہ دیں) اس وقت شامِ غریباں ہے' کائنات میں یہی ایک شام ہے جسے شامِ غریباں کہتے ہیں۔''

محسن نقوی کے اس فن خطابت کا حقیقی صلہ شہادت اور مقام جنت ہی تھا ورنہ جس طرح جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم ''ذاکر سے خطاب'' میں مجالس کے معاوضے کو خون اہل بیتؑ میں لقمہ تر کرنے سے تعبیر کیا ہے' محسن بھی کچھ اسی طرح کا نقطہ نظر رکھتا تھا:

> ''ذاکر بھی مجالس کا معاوضہ نہیں لیتے' البتہ نیاز سمجھ کر' ہدیہ سمجھ کر زادِ راہ کے طور پر نذرانہ لینے میں کوئی قباحت نہیں' یہ بات میں مجتہدین کی رائے لینے کے بعد کہہ رہا ہوں' کیونکہ بعض مجتہدین نے نیاز قبول کرنے میں احتیاط کو تقویٰ قرار دیا۔''

محسن شہید سچ کا شاعر' صداقت کا ادیب' مودت کا خطیب اور انسانیت کا دانشور تھا' اس کی نظم و نثر میں انیس کا سا تخیل' دبیر کی سی علمیت' میر کا سا سوز' غالب کی سی جدت و ندرت' جوش کی سی شوکت لفظی اور فیض کی سی انقلابیت موجود تھی اور اس پر مستزاد اس کے افکار و خیالات دین کے تابع تھے۔ نثر کے حوالے سے اردو نثر کے عناصر خمسہ کے اوصاف نثری محسن کی نثر میں بیک وقت موجود تھے' سادگی و روانی' زباندانی' شعریت' مقصدیت اور عقلیت جیسی سبھی خصوصیات محسن شہید کی نثر میں موجود ہیں' وہ زود نویس اور کثیر التخلیق تھا' لیکن بدقسمتی سے اس کی عمر نے وفا نہ کی اور زندگی بھر مصروفیات کے سبب وہ اپنی تخلیقات کا مکمل ناقدانہ جائزہ بھی نہ لے سکا' اب یہ اس کے جانشینوں اور اس کی فکر کے امینوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے فن کو مزید نکھاریں اور سنواریں' غالبیات اور اقبالیات کی طرح محسنیات بھی ایک مکمل موضوع و مضمون ہے' لیکن صد حیف کہ قوم محسن کا علمی و ادبی سرمایہ یکجا نہ کر سکی۔ مقام مسرت ہے کہ علامہ ریاض حسین جعفری نے اس کارِ خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کیا ہے' ہمیں

توقع ہے کہ محسن اپنے محسن کا حق نہیں رکھے گا اور محسن کے عشرہ ہائے محرم اور دیگر چیدہ چیدہ مجالس کے مرقعے نہ صرف مجموعہ ہائے مجالس میں اضافے کا باعث بنیں گے' بلکہ مرقع ہائے ادب بھی قرار پائیں گے۔

محسن شہید عالم ادیب اور خطیب تھا' اس کی شاعری کی طرح اس کی نثری تخلیقات کی تدوین' اس کے فن و شخصیت پر تحقیق اور اس کی تصنیفات کے دوسری زبانوں میں تراجم قوم کی ذمہ داری ہے' وہ زندہ تھا تو خمس زندگانی ادا کرتا رہا' اب موت کی آغوش میں چلا گیا ہے تو اس کا احترام اور جاودانی کا اہتمام ہم پر فرض ہے۔

لے زندگی کا خمس علیؑ کے غلام سے
اے موت آ ضرور مگر احترام سے

حرفِ عقیدت

حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی کو میں غزل اور نظم کے بڑے شاعر سے زیادہ حماد اہل بیتؑ سے جانتا ہوں اور مانتا ہوں' کیونکہ میں نے جناب جوش ملیح آبادی کے بعد صرف سید محسن نقوی کو دیکھا ہے کہ وہ لفظوں اور خیالوں کا خزانہ ہے۔ ان کی نثر آغا شورش کاشمیری سے زیادہ تیکھی اور نظم' سلام' مرثیہ' قطعہ' منقبت' قصیدہ یا حالات حاضرہ' کسی بھی موضوع پر اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔ انہوں نے مذہبی شاعری کو غزل کا جمال اور پہاڑی چشموں کی طرح چمک دمک اور ترنم سکھایا ہے۔ آج تک کوئی بھی شاعر ہمارے مذہبی سٹیج پر اتنا مقبول' اتنا بارُعب اور اتنا پُراثر ثابت نہیں ہوا...... جتنا محسن نقوی کو اللہ تعالیٰ نے عزت' شہرت اور مقبولیت سے نوازا۔

سید محسن نقوی تقریباً گزشتہ بیس سال سے لاہور کے منبر پر عشرہ مجالس سے خطاب کر رہے ہیں اور اب تو کربلا گامے شاہ کا عشرہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ سید محسن نقوی کے بارے میں خطیب آل محمدؐ مولانا سید اظہر حسن زیدی کی رائے یہ تھی کہ حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت و عقیدت میں ڈوب کر لکھتے ہیں اور پھر اپنی تخلیق کو جس دبنگ انداز میں مجمع کو سناتے ہیں' برصغیر میں ایسا بڑا شاعر اس وقت موجود نہیں ہے۔ خطیب آل محمدؐ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (سورۂ فاتحہ) میں سمجھتا ہوں کہ فضائل و مصائب محمدؐ و آل محمدؐ کے سلسلے میں محسن نقوی میری قوم کا عظیم اور قیمتی ترین

سرمایہ تھے اور پڑھنے کا انداز بھی اس کا اپنا تھا۔

قوم اور مجھے یتیم کرنے والا میرا محسن دربار سید الشہداؑ میں پورے جوش و جذبہ اور اپنی گھن گرج کے ساتھ حاضری دے رہا ہے' مجھ پر فرض تھا کہ اس کی شہادت کے بعد کم از کم اس کے ایک عشرہ محرم کی مجالس پر مشتمل کتاب شائع کروں' شہید محسن اور میرے تعلقات باپ بیٹے والے تھے۔ ۱۹۷۴ء سے لے کر شہادت تک اس نے اپنے والد بزرگوار سید چراغ حسین شاہ مرحوم کے مقام پر مجھے عزت اور احترام کیا' پھر قومی زندگی میں بھی اس نے بھرپور میرا ساتھ دیا' خصوصاً شیعہ مطالبات کمیٹی پھر بھکر شیعہ کنونشن سے لے کر اسلام آباد شیعہ محاذ و کنونشن تک جرات اور بہادری کے ساتھ سٹیج کو بھی سنبھالا اور اپنی خطابت سے قوم کو رواں دواں رکھا۔

بہرحال ''گفتار محسن'' جو کہ کربلا گامے شاہ لاہور ۱۴۱۲ ہجری کا عشرہ ہے' آپ کے سامنے ہے' انشاء اللہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو دوسری جلد بھی جلدی منظر عام پر لاؤں گا۔ میں جناب مولانا ڈاکٹر منظور حسین اسد (میلسی) کا ممنون ہوں جنہوں نے کیسٹ سے تقاریر تیار کر کے مجھے عنایت کی۔

مجھے امید ہے کہ مومنین اس کتاب کو بہت زیادہ پسند کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے اور اپنی رائے سے بھی ہمیں مطلع فرمائیں گے۔

والسلام دعاگو!

جعفر علی میر

مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''ندائے شیعہ''

اندرون موچی گیٹ' لاہور

حماد اہل بیتؑ

علامہ سید عرفان حیدر عابدی
رکن اسلامی نظریاتی کونسل (پاکستان)

شاعری سچے جذبوں' خوبصورت سوچوں' پاکیزہ جملوں' حساس اور بیدار دھڑکتے ضمیروں کی سب سے گرج دار آواز کا نام ہے۔ جمالیاتی ذوق کا اظہار کرے تو پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے' ظالم ومظلوم کی ازلی کشمکش پر نگاہ ڈالے تو ہیرے کی چوٹ سے چٹانیں چٹخا رے' محبوب مجازی کے حریم ناز میں غزل سرا ہو تو صرف زلف دوتا کو طول شب فرقت سے بھی دو ہاتھ بڑھا دے' عشق حقیقی کے ساگروں میں غوطہ زن ہو تو معرفت کے موتی اچھال کر ساری کائناتی جدتوں کو ایک حرف ''ہو'' میں سما دے' ہزاروں صفحات پر محیط ہدایت نامہ شاید مسلمان کو مومن نہ بنا سکے' لیکن مکمل شاعر کا صرف ایک مکمل شعر چودہ صدیوں پر محیط آفاقی غم کو قیامت کی سرحدوں سے پرے لے جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ حق کس طرح ادا ہو گا
غم حسینؑ زیادہ ہے زندگی کم ہے

انسانی حیات کے مشاہدے میں طویل ترین عمر کو عمر نوح کہا جاتا ہے' مگر وہ بھی نو صدیوں کے بعد ہانپ جاتی ہے' یہ غم حسینؑ ہے جو ہر صدی کی اکھڑی

ہوئی سانسوں سے اپنی سوز و گداز اور اپنی ہمیشگی کا خراج لے کر اسے تاریخ کے اوراق میں چھپا دیتا ہے اور خود زندگی، پائندگی، درخشندگی اور معراج بندگی کی قوس قزح بن کر ہر صبح کے ابھرتے سورج اور ہر رات کے آخری ستارے سے حلف لیتا ہے کہ

غم حسینؑ سلامت رہے قیامت تک

زندہ شاعری صرف کربلا کے حوالے سے کی گئی وہ یوں بھی کہ کربلا نے فطرت کے ہاتھوں نوک نیزہ کی بلندی سے ابدیت کا تاج پہن لیا تھا، میرے مطالعہ سے نہیں گزرا کوئی شاعر جس کے فکر تخیل کے خیموں کی طناتوں نے کربلا کی زمین کو سجدہ نہ کیا ہو، میں نے تو ہر ادب کے حوالے سے ہونے والی شاعری کو کربلا کی سچائی اوڑھے ہوئے دیکھا۔ میں نے تو قدیم و جدید شعر کے کلام کو کربلا کے استعارے کے بغیر نامکمل اور ادھورا پایا، جہاں کہیں فطرت کا بے باک شاعر ریاکاری کی صفیں یزیدان عصر نو کے مقابل صف آراء ہوا، اس نے یقیناً قلم کو خاک کربلا سے مسیقل کیا۔ میر انیس ''خدائے سخن''، میرزا دبیر ''ناخدائے سخن''، جوش ''پروردگار رزق لغت''، نجم آفندی ''نوح سفینہ نوحہ''، اختر چنیوٹی کوکب ''فلک دہلیز بتول''، یہ سب عظیم بہت عظیم فکر و فن کی بلندی کے ہمالہ صفت شاعر جنہوں نے صرف اور صرف کربلا بیان کی اور فنی اعتبار سے ابدیت کی چادر اوڑھ کر سو گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقیان پاک طینت را

مگر میر صاحب جس پر مجھ سے لکھوانا چاہتے ہیں، رب محمدؐ و آل محمدؐ کی قسم میں نہیں لکھ سکتا، کیا لکھوں۔

دل ہوا جب سے شرمسار شکست
بن گئے دوست پر سہ دار شکست

مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں ۱۵ جنوری ۱۹۹۶ء کی منحوس شام سے اب تک عذاب دید میں مبتلا ہوں' خیمہ جاں میں طلوع اشک کا ماتم برپا ہے' ریزہ حرف کا الماس کرچی کرچی ہے' موج ادراک شہر کا راستہ بھول گئی ہے' قرات فکر کسی ہولناک سانحہ سے خود جاں بلب ہے' اب تو بند قبا کی سلوٹیں بھی چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں۔

یا اپنا گریباں چاک یا دامن

دیکھیں میر صاحب' ہم بھی کتنے بزدل ہیں کہ کسی بہادر شاعر کا مصرع مکمل بھی نہیں لکھ سکتے' مجبوری مصلحت اصل میں بزدلی اور منافقت کا دوسرا نام ہیں' ایک وہ بہادر تھا جو اس معاشرے کے سنگ زادوں سے اپنے جسم پر سارے شفاف آئینے اوڑھ کر ملتا اور بارش سنگ میں بھی مسکرا کر کتنی جرات سے کہہ جاتا۔

ہزار تہمتیں دنیا نے بخش دیں مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

کتنوں نے کہا اس شخص پر لکھو' میں نہ لکھ سکا نہ لکھ سکوں گا' نہ لکھ سکتا ہوں' اپنے حال کا مرثیہ خود نہیں لکھا جاتا۔ میر صاحب آپ واقعی عظیم بھی ہیں اور دلیر بھی کہ اس کی ''گفتار'' جمع کر کے شائع کر رہے ہیں' ٹوٹے تو آپ بھی میری ہی طرح ہیں' بکھرے تو آپ بھی میری طرح ہیں' مگر یہ سلیقہ مجھے نہیں آتا' یہ حوصلہ آپ کا ہے کہ آپ ''گفتار'' میں خود کو سمیٹنے کی کوشش کر رہے ہیں' پروردگار محمدؐ و آل محمدؐ آپ کو حوصلہ دے' مجھے تو اس کا یہ مصرع نہیں بھولتا جو وہ نہ جانے ہم جیسے کتنے کم نصیبوں کے لئے کہتا تھا۔

مروں گا خود بھی تجھے بھی کڑی سزا دوں گا

ظالم نے جو کہا تھا سچ کر دکھایا واقعی کڑی سزا دے گیا' اب لکھتے رہو' تڑپتے

رہو' ادھورے پھرو' نامکمل بے حس جامد ناتمام تلاش ادھار مانگی ہوئی زندگی خرچ کرتے پھرو' بھگتو وہ سزا جو وہ دے گیا' کم بخت کتنی بے نیازی سے کہتا تھا اکثر "منے بہت یاد آؤں گا" ہم کہتے تھے ایسا نہیں کہتے یار تو ریشمی تبسم کے ساتھ اپنی محبت سے لبریز بلوری آنکھوں کو نیم وا کرتے ہوئے تسلی دیتا' ارے ہٹ پگلے' نا' نا میں نہیں مرتا' میں اس قبیلے سے نہیں ہوں جو جی جی کر مرتے ہیں اور مر مر کر جیتے ہیں۔

چند اہم وہ ہیں۔

جو جینے کیلئے جیتے ہیں...... اور بس

اس کے جملے کتنے غلافوں میں لپٹے ہوتے تھے جن کی تہہ تک پہنچتے پہنچتے انسانی دماغ شل ہو جاتے اور ذہانت کی ساری رگیں چیخ جاتیں' لوگ سوچتے رہ گئے کہ یہ جینے کے لئے جیتے ہیں۔ کیا مطلب آخر اس نے خود ہی اپنے سینے کے ابلتے ہوئے گرم گرم خون سے افق تاریخ پر اپنے جملے کی سب سے بڑی سچائی کی تفسیر کی۔

علی من مات علی حبِ آلِ محمدٌ مات شهیداً

جن کی محبت میں جیے' ان کی محبت میں شہید' اب جو غور سے دیکھا تو عندیہ کھلا کہ یہاں تو موت یا ملک الموت کا واقعی کوئی وجود نہیں' وہ خاموش مسکراہٹ لبوں پر سجائے موت سے زندگی کا خراج لے رہا تھا' یہ شعر پڑھے جا رہا تھا۔

لے زندگی کا خمس علیؑ کے غلام سے
اے موت آ ضرور مگر احترام سے

ہم روتے تھے وہ خاموش تھا' کبھی چپ نہ رہنے والا جیسے اپنے سارے دوستوں سے کہہ رہا ہو۔

میت پہ تم پکارتے ہو' ہم خاموش ہیں
یہ آخری تمہارے ستم کا خواب ہے

میر صاحب آپ کو تو پتہ ہے کہ وہ میرا آپ کا اور سب کا کیا تھا' لوگ کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ وہ اس دور کا سب سے بڑا شاعر تھا' وہ اقلیم قلم و قرطاس کا مطلق العنان سلطان تھا' ہاں تھا' وہ بہت عظیم دانشور تھا' وہ تخیل کا انیس' تبحر کا دبیر' شوکت الفاظ کا جوش' سوز کا میر' تغزل کا غالب' فکر کا فیض' حافظے کا حافظ' حکایات کا سعدی' قصائد کا رومی' رباعیات کا مونس' قطعات کا رئیس تھا۔ ہاں تھا یقیناً تھا' مگر یہی سب کچھ تو نہ تھا' وہ تو اور بہت کچھ تھا' وہ رخت شب کا مسافر بھی تھا۔ وہ ریزہ حرف کا کلیم بھی تھا۔ وہ ردائے خواب کی تعبیر بھی تھا۔ وہ بند قبا کا تقدس بھی تھا۔ وہ موج ادراک سے اشک طلوع کرنے کا ہنرور بھی تھا۔ وہ خیمہ جاں میں رہا' کب وہ تو فرات فکر سے موج ادراک اڑا کر اس دنیا کو اپنے لہو کی سچائی سے یہ بتا گیا کہ دنیا کے سب منظر عذاب دید ہیں' دید کی عید صرف ماتم حسینؑ اور بس' دید کی معراج مشہد حسینؑ' زبان کا وضو نام حسینؑ' قلم کی نماز پیام حسینؑ ۔ وہ کہتا تھا کہ حسینؑ لکھو' حسینؑ سوچو' حسینؑ سیکھو' حسینؑ پڑھو' حسینؑ سمجھو اور بس وہ حسینؑ کے حوالے سے موت کا قائل نہیں تھا' اس کی نگاہ میں زندگی' پائندگی' تابندگی یہ سب حسینؑ کے مختلف نام ہیں' استعارے ہیں' تخلص ہیں' وہ قبر میں بھی اپنی بات پر اٹل رہا' اس نے کہا' نا...... نا...... نا ہم نہیں مرنے کے' ہم تو۔

زندگی وار کے اس واسطے پہنچے ہیں یہاں
قبر میں ہم کو یقیں ہے کہ علیؑ آتے ہیں

میر صاحب! بڑا کٹھن کام سونپ دیا آپ نے' وہ مرا تو یقیناً نہیں' عام مومن

عزادار نہیں مرتا وہ تو حماد اہل بیتؑ تھا' ذاکر مسافرۂ شام تھا' نوحہ خواں زندان شام تھا' میں نے کسی غیر کے جنازے پر ان دیکھی ماؤں کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ ''اے اللہ! میرے پنج دے پنج پتر لے ساڈا محسن واپس کر دے۔''

اس منحوس شام جب ٹی وی پر یہ خبر نشر ہوئی اللہ رسولؐ اور حسینؑ کی ماں گواہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں گھروں میں ماتم برپا ہو گیا' کسی گھر میں چولہا نہیں جلا' ۱۵ جنوری ۱۹۹۶ء سے اب تک کی کوئی مجلس' کوئی محفل' کوئی نجی گفتگو ایسی نہیں جس کا سرنامہ یا اختتامیہ محسن نہ ہو۔ آخر آپ' میں' اسد' عقیل' حسن' علی' ظفر' فرحت' اختر' جمشید اور بہت سے اسے کیسے بھول سکتے ہیں' اس کی خوش مزاجی' خوش لباسی' خوش کلامی' نماز صبح میں اس کی خوش الحانی' اس کا انداز دعا' اس کا آغاز مجلس' اس کی اٹھان' اس کے شعروں کی اڑان' فضائل علیؑ کا طوفان' مصائب حسینؑ کا سیلاب ان سب سے ہم کیسے دامن بچا سکتے ہیں؟ یہ سوچیں آپ بھی اور میں بھی اور وہ بھی جنہیں یقین ہے کہ جانا سب کو ہے' ہمیشہ یہاں کوئی نہیں رہنے والا کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ محبتوں کے دھنک رنگ چھڑکنے والا اپنے ہی خون میں کیوں نہلا دیا گیا؟ وہ تو بڑا محبتی تھا' ریشمی تھا' کھردرے پن سے تو اسے نفرت تھی' وہ مخملی تخیلات سے کمخوابی نچوڑ کر اپنائیت' محبت' اخوت' عفو و درگزر کے سارے پاکیزہ جام اس انسانی معاشرے کی رگوں میں انڈیلتا رہا۔ ہاں میر صاحب ہاں! ایک بات اٹل تھی وہ بیٹا تھا چراغ حسین کا' لاڈلہ تھا خادم حسین کا' باپ تھا اسد عباس کا' ابو تھا عقیل عباس کا' قوت بازو تھا ظفر عباس کا' نشان تھا سادات کے جاہ و حشم کا' امین تھا شرافت خون علیؑ و بتولؑ کا' اس کے پاکیزہ شجرۂ نسب کی کڑی خاکم بدہن' کہیں سے چٹخی ہوئی نہیں تھی' اس لئے وہ عظمت ولایت علیؑ اور وجوب عزاداری حسینؑ ابن علیؑ پر عمامہ فروش عبا بردوش علماء سو سے ایک لمحے

کے لئے بھی سمجھوتہ کرنا' اپنے خون خاندان حسب' نسب' فن' فکر' تخیل' علم صلاحیت کی توہین سمجھتا تھا۔ جہاں کہیں دشمنان ولایت علیؑ نے پَر نکالے' اسی موقع پر وہ ملت کے جوانوں کی رگوں میں ولایت علیؑ اور مودت آلِ محمدؐ کے ہزاروں ایٹم بم بھر کر پورے گرجدار لہجے میں کہتا تھا:

''نادِ علیؑ پڑھو...... کہ عقائد کی جنگ ہے''

عقیدہ کی منزل میں اپنے ہی گفتار کے حوالے سے مختارؓ مزاج' سلمانؓ طبیعت' ابو ذرؓ حشبت' میثمؓ شخصیت اور قنبر سیرت تھا' ہر دور کے مفسروں کے لئے منکرین ولایت علیؑ کے لئے دشمنان غم حسینؑ کے لئے اس کا یہ پیغام بغیر کسی رورعایت تھا۔

کیوں دشمنی ہے تجھ کو علیؑ و حسینؑ سے
فرصت ملے تو پوچھ کبھی والدین سے

زندہ باد شہید محسن زندہ باد

ہم تو بینائی کھو چکے کہ تیرے قاتلوں کے چہرے نہیں پہچان سکتے' لیکن دوست...... وقت ضرور بدلہ لے گا۔

☆☆☆

محسن نقوی کی کہانی' اس کی اپنی زبانی

محسن نقوی اپنی شاعری کے نصف النہار پر پوری قوم وملت کو اداس چھوڑ کر امر ہو گیا' اس کی شاعری کے حوالے سے اس پر بہت کچھ لکھا جائے گا' شنید ہے کہ پی ایچ ڈی کے لئے اس کو عنوان قرار دے دیا گیا ہے۔ اس پر مزید بہت کام ہو گا' تشبیہ و استعارے پر اسے مکمل گرفت تھی اور وہ خود تشبیہ و استعارہ بن جائے گا۔

شاعری کے علاوہ آج کل اس کی کتابوں کے لکھے ہوئے دیباچے' پیش لفظ زیر بحث ہیں کہ وہ جتنا بڑا شاعر تھا اتنا بڑا ہی نثر نگار تھا' اس کے نثر پاروں کی پہلی کتاب ''محسن نقوی نے کہا'' ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

محسن نقوی کی شہادت کے سانحے کو جس طرح قوم نے محسوس کیا' یہ اعزاز کم لوگوں کو ملتا ہے اس کی صف ماتم ہر گھر میں بچھی' ہر دل میں وہ ٹیس بن کر موجود رہے گا' وہ بڑا مشترکہ سا سرمایہ تھا جبھی لوگ ایک دوسرے کو اس کا پرسہ دے رہے ہیں اور یہ اداسی بڑی دیرپا اور دائمی ہو گی جس جس سے اس کا تعلق رہا وہ سسک سسک کر اسے یاد کر رہے ہیں اور انہیں کوئی ڈھارس نہیں مل رہی۔ اس کے وجود و کلام سے ذہن کی توجہ نہیں ہٹ پاتی' وہ ہے بھی تو یاد رکھنے کے قابل' اس کے نام کے گھروں میں بین ہوئے' ماتم برپا ہوئے اور اس کے بغیر مجالس' محافل سونی سونی سی لگنے لگیں۔ اتنا بڑا شاعر قوم' مذہب' ملت کو بہت مدت کے بعد نصیب ہوتا ہے' وہ جتنا زود نویس

اور بسیار گو تھا اتنا ہی موثر تھا' رگ و پے میں سرایت کر جانے والی تحریروں کا قلمکار تھا' لفظوں پر اتنی مضبوط گرفت تھی کہ کیا مجال کوئی حرف بھی ادھر ادھر ہو' وہ جب چاہتا' جہاں چاہتا' جتنا چاہتا' جیسا چاہتا لکھ سکتا تھا۔ اس کے جانے سے مجھ جیسے ان گنت انسان نامکمل اور ادھورے سے ہو گئے ہیں' اس کے حالات زندگی اس کے اپنے قلم سے پیش کرنا چاہوں گا جو ماہنامہ ''دستک'' لاہور' ستمبر ۱۹۹۱ء کے ''محسن نقوی نمبر'' سے تحریر ہیں۔ ایک اور بات' کسی طرف سے بھی تحریر نہیں کی گئی کہ وہ غلام عباس سے ''محسن'' کیسے بنے؟ ان کی اپنی کہی ہوئی بات ہے:

> ''میں عراق کی زیارات کے لئے گیا تو نجف اشرف میں آقای محسن الحکیم سے ملاقات ہوئی' میں نے ان کی شخصیت کا اس قدر اثر قبول کیا کہ ان کے نام کو اپنا تخلص رکھ کر نام کا حصہ بنا لیا۔''

اب آئیں محسن نقوی کے حالات زندگی اس کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے پڑھیں:

انٹرویو

(یہ انٹرویو پندرہ روزہ ''دستک'' لاہور...... مدیر محترم افضال شاہد نے یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو کیا):

☆ آپ نے زندگی کا یہ طویل عرصہ کیسے طے کیا؟ اس سفر میں پیش آنے والی مشکلات کیا تھیں؟ اپنے خاندانی پس منظر میں اب تک کی واردات بیان کریں؟

○ یہ سوال ہے یا امتحانی پرچہ؟ یار ایک ہی سانس میں اتنا کچھ پوچھ لینا اور پھر تفصیلاً پوچھنا' باقی سوال ضرور کرنے ہیں؟

زندگی کا طویل سفر...... واقعی یار افضال اب تک کا سفر طویل بھی تھا اور پاگداز بھی' کبھی پاؤں لہولہان ہوئے' کبھی سرابوں نے بینائی کو زخمی کیا' کہیں تازہ ہوا کے جھونکوں نے لوریاں دیں تو کہیں گرم لو نے تازیانے برسائے' بچپن کی محرومیاں' لڑکپن کے خواب' جوانی کی پہیلیاں اور پھر خیالوں کی گھنی چھاؤں میں آہستہ آہستہ عمر کی دھوپ کا پھیلنا' سب کچھ ایک ہی سانس میں کیسے بیان ہو؟ کیونکر کہا جائے؟ عدم میکدے کی راہ سے ہو کر گزر گیا' فانی کے ہاتھ سے جام گر کر ٹوٹ گیا' جوش نے اسے پھول والوں کی گلی اور چمپا کلی سمجھ کر برتا' فراق نے سوچا اور اداس ہو گیا۔ اقبال نے اسے رواں دواں اور پیہم رواں قرار دیا' فیض کو مفلس کی قبا محسوس ہوئی' قاسمی نے اسے ریت کے ذروں کی گنتی سے

تعبیر کیا۔ میاں یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں' ہم زندگی کے طویل سفر میں اپنے ''ہونے'' کے یقین و گماں کے اسیر لوگ اپنا تو یہ حال ہے بھائی کہ دھوپ چاٹتے رہے' چاندانی اگلتے رہے کہ منصب ہی ایسا تھا۔ ڈیرہ غازی خان کی پسماندہ سرزمین' چھوٹا سا شہر' اس شہر کا ایک چھوٹا سا بلاک یا محلّہ (جسے بلاک نمبر ۴۵ یا محلّہ سادات کہتے ہیں)' اسی محلے میں ایک چھوٹی سی گلی اور اس گلی میں ایک نیم تاریک مکان' جہاں ۵ مئی ۱۹۴۷ء (سکول کے سرٹیفکیٹ کے مطابق) کی صبح کی پہلی کرن کے ساتھ دنیا کے بے شمار جانداروں میں ایک اور معمولی سی جان کا اضافہ ہوا۔ چھوٹا سا گھر تھا' حسب روایت خوشی منائی گئی' دو چار لمحوں کی' مبارک باد اور پھر سناٹا۔ بچے کا نام گھر والوں نے غلام عباس رکھا جو آٹھویں جماعت پاس کرتے ہی غلام عباس محسن نقوی بن گیا' والد کا نام سید چراغ حسین (مرحوم)' دادا کا نام سید مہر حسین اور نانا سید غلام سرور شاہ' شجرۂ نسب امام علی نقیؑ سے ملتا ہے۔ جد امجد علی راجن کا مزار ضلع لیہ میں ہے اور بستی اور اسٹیشن علی راجن کے نام سے ہی مشہور ہے۔ دادا پولیس کے ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل تھے' ایک چچا سید منظور حسین ریلوے میں افسر تھے (یہ سوتیلے چچا تھے)' انہی کے ایک بھائی سید رحم شاہ پاکستان بننے سے پہلے کے گریجوایٹ تھے اور شاعری بھی کرتے تھے' انگریزوں کی حکومت نے وظیفہ دیا' مگر رحم شاہ جو ''خیال'' تخلص کرتے تھے' ٹی بی کے عاشقانہ مرض میں مبتلا ہوئے' ولایت جانے سے دو چار دن پہلے انتقال کر گئے' ان کا صرف ایک شعر ہم تک پہنچا ہے۔

موت اور موت بھی جوانی کی
دھوم ہے مرگ شادمانی کی

ہماری سگی دادی کی آٹھ اولادیں تھیں' چار بیٹے' چار بیٹیاں۔ بیٹوں میں سب سے بڑے سید نور احمد شاہ پولیس انسپکٹر ریٹائرڈ تھے' دوسرے سید در محمد شاہ بارڈر ملٹری پولیس میں جمعدار رہے اور پھر آنزیری جمعدار ریٹائرڈ ہوئے' تیسرے ہمارے والد سید چراغ حسین اور چوتھے سید خادم حسین شاہ صاحب ان میں تین بیٹے (سید نور احمد شاہ' سید محمد شاہ اور ہمارے والد سید چراغ حسین) اور تین بیٹیاں انتقال کر چکے ہیں' باقی ہمارے چچا جان سید خادم حسین شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر سلامت رکھے اور ایک پھوپھی ماشاء اللہ زندہ ہے' والد اور چچا جان (سید خادم حسین) اکٹھے کاروبار کرتے تھے' پہلے زین سازی کی دکان تھی' پھر پاکستان بننے کے بعد غلہ منڈی میں سادات آڑھت کے نام سے دکان کھولی' جو اب تک باقی ہے۔ ہمارے والد کی وفات ۸ مارچ ۱۹۷۲ء کو ہوئی' والدہ صاحبہ خیر سے حیات ہیں اور ہماری کائنات ہیں' ہم دو بھائی' پانچ بہنیں ہیں' ہمارے چھوٹے بھائی سید فرحت عباس اب ڈیرہ غازی خان میں اپنے چچا کے زیر سایہ فیکٹری میں ہوتے ہیں۔ والد مرحوم کے بعد ہمارے چچا جان نے ہمیں یوں سنبھالا کہ والد مرحوم سے کہیں زیادہ شفقت اور محبت عطا کی اور اب تک ان کی محبت اور شفقت اسی طرح رواں دواں ہے جیسے پہلے دن تھی۔

ہم نے پرائمری تعلیم اپنے محلے کے ساتھ ہی ایک پرائمری سکول نمبر ۲ میں حاصل کی' میٹرک ڈیرہ غازی خان گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ا سے فسٹ ڈویژن

میں پاس کیا' ایف اے اور بی اے گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان سے کیا اور ایم اے گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان سے ۱۹۷۰ء میں پاس کیا۔ اس عرصہ میں ایوب خان کی آمریت کے خلاف نظم لکھنے کے جرم میں مقدمات میں ملوث بھی ہوئے۔ ڈیرہ غازی خان کے کالج کے مجلّہ ''الغازی'' کے دو مرتبہ مدیر بھی رہے' سٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری اور نائب صدر بھی رہے۔ مشاعروں میں انعامات' مباحثوں میں ٹرافیاں بھی جیت کر لائے' ملتان میں ایم اے کے دوران ملتان کالج کے رسالہ ''نخلستان'' کے ایڈیٹر بھی رہے' امروز ملتان میں مسعود اشعر کے زمانے میں کام بھی کیا' کالم بھی لکھے' شاعری آٹھویں جماعت میں شروع ہوئی' یعنی پہلا شعر ہم نے آٹھویں جماعت میں کہا۔ کالج میں ۱۹۶۳ء میں داخلہ لیا تو شعر مسلسل کہنا شروع کر دیئے' پہلے پانچ سال کا کلام خود سے ضائع کر دیا ''نا گفتنی'' تھا' ۱۹۷۰ء میں ملتان سے ایم اے کے دوران پہلا مجموعہ ''بند قبا'' کے کلام کا انتخاب شائع ہوا۔ اصلاح باقاعدہ طور پر کسی سے بھی نہیں لی' البتہ مولانا حسرت موہانی کے شاگرد حضرت شفقت کاظمی مرحوم جو خود چار مجموعہ ہائے کلام کے خالق اور برصغیر کے سہل ممتنع کے صف اول کے شاعر تھے' ہمارے منہ بولے استاد تھے' انہی کی صحبت میں اساتذہ کا کلام پڑھنے کا شوق ہوا اور دوسرے ہمارے مرحوم ماموں سید صاحب علی شاہ صاحب مخدوم نقوی تھے' جو اشعار کا خزانہ اپنے حافظے میں محفوظ رکھتے تھے' انہوں نے حوصلہ افزائی کی اور ہم جی بھر کر شعر کہنے لگے۔ والد اور چچا جان چاہتے تھے کہ ہم اپنا بزنس سنبھالیں' مگر اپنی طبیعت لفظوں کے جنگل میں گھر چکی تھی' سوچنا سوچنا اور سوچنا' شعر کہنا اور پھر مشاعرے پڑھنا' ۱۹۷۰ء ہی میں مجالس کا آغاز ہوا' جو

اب تک جاری ہے۔

شاعری کے سلسلے میں جن جان لیوا مشکلات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا' ان کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے بس یہ تھا کہ اپنے شہر میں ادبی مجادلے جاری تھے' مشاعروں میں ٹھنی رہتی تھی' ہم انہی جھمیلوں میں گم رہتے تھے' وہ تو اللہ زندگی کرے ہمارے بھائی ظفر عباس نقوی کی جس نے بی اے کر کے کاروبار سنبھال لیا اور اب خاندان کا ذمہ دار فرد ہے' ہمارا دست بازو' ظفر عباس!

ابھی بی اے سے فارغ ہوئے تھے کہ والدین نے شادی کے فرض سے سبکدوش ہونے کا ارادہ کر لیا اور یوں ۱۹۶۸ء میں ہماری شادی (ہمارے چچا جان سید خادم حسین کی بیٹی سے ہو گئی)' اب ہمارے دو بیٹے اسد عباس اور عقیل عباس اور ایک بیٹی قرۃ العین ہے۔

شاعری اور مجالس کے سلسلے میں ''احباب'' کی کرم فرمائیوں کے طفیل ہمیں دو مرتبہ زہر بھی دیا گیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' مگر ہم کچھ زیادہ ہی سخت جان نکلے کہ بچ گئے۔ ۱۹۸۰ء میں لاہور میں ایک جھونپڑا تعمیر کیا' اب اسی میں رہتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں احباب کو۔ یہ تھی اب تک کی مختصر سی داستان جو ایک سانس میں سنائی جا سکتی ہے' اس سے آگے کچھ چھیڑیں گے تو داستان طویل ہو جائے گی اور آپ سو جائیں گے!

☆ شاعری کی طرف کب اور کیوں راغب ہوئے؟

○ ہمارا خیال ہے اس سوال کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ طبیعت بچپن سے شاعرانہ تھی' آپ سے ایک بھید کہیں کہ چاندنی ہماری کمزوری ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے ہر چاند کی چودھویں کو کبھی نہیں سوئے۔ خدا جانے کیا وجہ ہے؟

عجیب و غریب کیفیت ہوتی ہے۔ ''گھر رہیں تو ویرانی دل کو کھانے کو آوے'' والا معاملہ ہوتا ہے' چاندنی' سگریٹ کا دھواں اور آوارگی (صحت مند معنوں میں) ہماری تین شدید کمزوریاں ہیں' جو اب تک پوری تابندگی سے جاری ہیں۔ سفر' سگریٹ اور چاندنی' تینوں بے وجہ ذہن کو الجھا کر رکھ دیتے ہیں اور ہماری شاعری ان کے بغیر سانس لینا بھی گوارا نہیں کرتی۔

☆ آپ بنیادی طور پر سرائیکی بولنے والے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے سرائیکی کی بجائے ایک ایسی زبان کا انتخاب کیوں کیا جس کو آپ کے علاقے میں سمجھنے والوں کی تعداد محدود ہے؟

C بلاشبہ میرا تعلق سرائیکی علاقے سے ہے' میں سرائیکی میں شاعری بھی کرتا ہوں اور میری بہت سی سرائیکی غزلیں سرائیکی گلوکاروں نے گائی بھی ہیں' ریڈیو پاکستان ملتان کے مشاعروں سے لے کر ٹیلی ویژن پر سرائیکی پروگرام ''رت رنگیلڑی'' کی کمپیئرنگ تک میرا خاصہ حصہ ہے' مگر اردو زبان کو وسیلہ اظہار اس لئے بنایا کہ ایک تو ہماری قومی زبان ہے' دوسرے یہ کہ میرے علاقے میں جہاں آپ کے بقول اسے سمجھنے والوں کی تعداد محدود ہے' وہاں یہ بھی ضرورت تھی کہ قومی زبان کو فروغ دیا جائے اور تیسرے یہ کہ اپنے شعبہ کے اعتبار سے بھی مجھے چوبیس گھنٹوں میں تقریباً بیس گھنٹے تو بولنا پڑتی ہے' تقریر' تحریر' شاعری' گفتگو' کمپیئرنگ' خطوط' کالم' قطعہ وغیرہ۔ جب سب کچھ اردو ہی میں کرنا پڑتا ہے تو پھر اردو ہی بولنا پڑتی ہے۔ جہاں تک سرائیکی زبان کا تعلق ہے بہت میٹھی اور رسیلی زبان ہونے کے باوجود اس کے ساتھ حادثہ یہ ہے کہ سرائیکی سننے والے تو بہت سے لوگ ہیں مگر اسے پڑھنے والوں کی تعداد بہت محدود ہے' ابھی

بہت کم عرصہ ہوا ہے کہ اس کے حروف تہجی طے کیے گئے ہیں' ابھی اس کی ٹائپ' کتابت' خوشنویسی اور پھر اس کو پڑھنے پر تھوڑا عرصہ لگے گا۔

☆ اساتذہ میں آپ کے نزدیک کون کون سے شعراء ایسے ہیں جنہیں شعری ادب کا محسن کہا جا سکے؟

○ یہ سلسلہ ولی دکنی سے شروع ہوتا ہے' پھر مصحفی' میر' غالب' انیس سے ہوتا ہوا حالی اور اقبال تک پہنچتا ہے۔ اقبال کو بعض اہل زبان مستند نہیں مانتے' مگر میرے نزدیک اقبال' جوش' فیض صاحب اور احمد ندیم قاسمی بھی شعری ادب کے محسنوں میں سے ہیں اور ن۔ م راشد' میرا جی' مجید امجد اور جعفر طاہر نے نظم میں ہیئت اور موضوع کے خوبصورت تجربے کیے اور یہ کارواں چلتا رہا اور چلتا رہے گا۔

☆ آپ بیک وقت شاعر بھی ہیں' ذاکر و خطیب اور سیاست دان بھی' شاعری کے علاوہ باقی شعبوں سے آپ کس طرح انصاف کرتے ہیں؟

○ باقی کے شعبوں میں میرے اندر کا شاعر میرے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور تینوں آپس میں مل کر ایک دوسرے کے مشورے سے چلتے ہیں۔

☆ جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم ذاکر سے خطاب میں معاوضے کو خون اہل بیتؑ میں لقمہ تر کرنے سے تعبیر کیا ہے' مجالس کا معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

○ ذاکر کبھی مجالس کا معاوضہ طے نہیں کرتے' البتہ نیاز سمجھ کر' ہدیہ سمجھ کر یا زاد راہ کے طور پر نذرانہ لینے میں کوئی قباحت نہیں' یہ بات میں مجتہدین کی رائے لینے کے بعد کہہ رہا ہوں' کیونکہ بعض مجتہدین نے نیاز قبول کرنے میں احتیاط کو تقویٰ قرار دیا ہے' ویسے آپ اگر مجلس کرائیں تو آپ سے میں یا علامہ عرفان

حیدری عابدی کوئی نیاز بھی نہیں لیں گے' جعفر علی میر کی گواہی لے لیں۔

☆ آپ پیپلز پارٹی میں کب شامل ہوئے؟

○ دلچسپی پہلے دن سے تھی' ۱۹۶۹ء میں ملتان میں پی ایس ایف کی بنیاد رکھنے والوں میں ہم پیش پیش تھے' پھر قائد عوام نے جب بھی ملتان کا دورہ کیا' ہم طلباء کے دستوں کو لے کر ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ان دنوں ملتان ڈویژن جس میں ڈیرہ غازی خان بھی شامل تھا' پارٹی کے جلسہ میں نظمیں پڑھا کرتا تھا' ''امروز'' میں کالم لکھتا تھا' حنیف رامے صاحب کے پرچہ نصرت اور مولانا کوثر نیازی کے ''شہاب'' میں میری نظمیں اور مضامین اسی دور میں شائع ہوا کرتے تھے اور آج تک اسی پارٹی میں ہوں۔ ۱۹۷۷ء میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ڈیرہ غازی خان میں قومی اتحاد کے قائد مرحوم مفتی محمود کے مقابلے میں ایم این اے کا ٹکٹ مجھے دیا تھا اور یہ بات میرے لئے اب تک ایک اعزاز کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆ آپ کے نزدیک اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

اس وقت پاکستان کا ہر مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے' بے روزگاری اور غربت کی آندھی ذہنوں کے چراغ گل کر رہی ہے' مہنگائی کا عفریت منہ کھولے غریبوں کو نگل رہا ہے' دہشت گردی نے ہنستے کھیلتے گھرانوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے' رشوت اور چور بازاری رسم و رواج کی طرح عام ہیں' بلیک میلنگ کاروبار میں شامل ہے' قتل' اغواء' ڈکیتی اور چوری معمول میں شامل ہو کر رہ گئے ہیں' قومی تشخص تعصبات کی دھول سے اٹ گیا ہے' پنجاب پولیس کے ہاتھوں میں' سرحد اور بلوچستان دہشت گردی کے پنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں' سندھ میں علیحدگی

پسند قوتیں زور پکڑ رہی ہیں' جام صادق خود ایک مسئلہ بن گیا ہے اور سب سے بڑا مسئلہ وہ خوف اور بے یقینی ہے جس نے ہر انسان کی سوچ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ ہر آدمی یہی سوچتا ہے کہ کل کیا ہوگا؟ اور کل کے پاس اندھیرے اور مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہو رہا ہے' کچھ اتحاد پہلے سے کام کر رہے ہیں' پٹرول مہنگا ہوا' کپڑا مہنگا ہوا' کھانے پینے کی اشیاء مہنگی ہوئیں' افراط زر نے راتوں رات اپنے کرشمے دکھائے' مگر حکومت کے پاس نہ تو کوئی حل ہے نہ علاج۔

طالب علم کتاب کی بجائے کلاشنکوف کے معاملے میں مصروف ہے' مہنگائی نے ڈکیتی کو جنم دیا' جو لوگ پہلے چوری سے نفرت کرتے تھے اب چوروں کے سرپرست بن گئے' اب تو ہماری حالت اس مریض کی سی ہے جو ایک بیماری کا علاج کرتا ہے تو ''چیک اپ'' کرانے سے ایک اور بیماری سامنے آ جاتی ہے۔ غریب کا مسئلہ روٹی' کپڑا' مکان ہے جو وزیراعظم کی سخاوت کی تشہیر سے حل نہیں ہوسکتا' پاکستان مسئلے کا نہیں بلکہ مسائل کا ملک بن کر رہ گیا ہے اور سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے' جس نے نوجوان نسل کے ساتھ خاندانوں کو مفلوج کیا ہوا ہے' مگر میرا خیال ہے کہ اگر یہی حکومت اسی طرح کام کرتی رہی تو کچھ دنوں کے بعد جرائم' دہشت گردی اور مہنگائی کا خوف موت کے خوف سے بڑھ جائے گا۔

☆ موجودہ صورت حال میں پاکستان کا سیاسی نظام کیا ہونا چاہئے؟

○ ہمارا ملک ''جمہوریہ'' ہے' مگر جمہوریت کو پھلنے پھولنے نہیں دیا جا رہا' جب بھی کوئی جمہوریت پسند جماعت ملک میں جمہوریت کا راستہ ہموار کرنے کے لئے

میدان میں آتی ہے‘ شخصی اقتدار کی پشت پناہی کرنے والی قوتیں آڑے آ جاتی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ پیپلز پارٹی جو اس کو ختم کرنے کے لئے آمریت کے ’’مزارعین‘‘ نے کیا کچھ نہیں کیا؟ کبھی بے خوف ہو کر ایک فرد نے اسمبلی توڑ دی اور پھر انتخابات ہوئے تو اس میں دھاندلی‘ دھونس‘ دھن اور دھند کیا‘ کیا کچھ نہیں ہوا؟ پی ڈی اے کی جماعتیں انتخابات کے بارے میں ہونے والی دھاندلی کے خلاف ثبوت اکٹھے کر کے عنقریب وائٹ پیپر میں شائع کر رہی ہیں تاکہ عوام کو محسوس ہو سکے کہ ان کی حکومت پر شب خون مارنے والوں نے کیا گل کھلائے‘ ’’ہارس ٹریڈنگ‘‘ کے ذریعے اور کبھی دوسرے ذرائع استعمال کر کے عوام کی آنکھوں میں کیا کیا دھول جھونکی گئی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس وقت ملک میں جمہوری قوتوں میں سب سے بڑی قوت جسے سیاست دانوں نے یا ’’خواص‘‘ نے عوام سمجھ کر ہمیشہ نظر انداز کیا ہے‘ اسے آگے آنا چاہئے۔

☆ آپ کو کس سیاستدان نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

○ قائداعظم کے بعد قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو میری آئیڈیل شخصیت ہیں اور اب اپنے ملک میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا انداز سیاست متاثر کرتا ہے‘ رہیں دوسرے ملکوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات تو بہت سی ہیں‘ ایک شخصیت ایسی جو مذہبی طور پر مجھے متاثر کر گئی اور سیاست کو سچ بولنے کی تربیت دیتی رہی‘ وہ رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خمینیؒ کی شخصیت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؑ

مجلس اول

قافلہ حسینیؑ کی مدینہ سے روانگی

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے ایک صلواۃ......! مزاج معلّٰی کی نفاستیں اگر برداشت کرسکیں تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں......

ہم میں سے ہر انسان آلِ محمدؐ کے احسانات کا دائمی مقروض ہے' اب جس جس لوحِ ضمیر پر' تختی دیدہ و دل پر آلِ محمدؐ کے احسانات کا کوئی نقش محفوظ ہو تو صلواۃ خمس سمجھ کر پڑھیں' بلند آواز سے......

بڑی نوازش' ماشاء اللہ چشم بدور' مجمع میری توقع سے بھی زیادہ ہے اور صلواۃ بھی اسی معیار کی ہونا چاہیے' صلواۃ پڑھو بلند۔

محسن نقوی دعا گو ہے کہ محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کا خالق محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کو اپنی پہچان اور تعارف کے لئے پیدا کرنے والا اللہ...... محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کے تصدق و طفیل میں کائنات کو پیدا کرنے والا بحق محمدؐ و آل محمدؐ عشرہ محرم میں اس بارگاہ جلیلۃ القدر میں آپ کی حاضری کا آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ دعا کرتا ہوں کہ امن کا اللہ شیعان آلِ محمدؐ کو عشرہ محرم میں ہر قسم کے شر پسند عناصر کے سازشی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے' شیعوں کی عزت و ناموس کا محافظ بنا رہے' خالق کوئی آنچ نہ آنے دے عباسؑ کے پرچم پر' آلِ محمدؐ کے تصدق و طفیل میں بخیر و عافیت ہم شہداء اعظم کو خراج عقیدت پیش کرسکیں۔

مجھے روزانہ اسی وقت آپ سے گفتگو کی سعادت نصیب ہوگی اور یہ جو بارہ تیرہ سال سے میں آپ کی خدمت کربلا گامے شاہ میں کرتا ہوں' مولائے کائنات کی بارگاہ میں قبول ہو۔ آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ذرا وقت سے تشریف لایا کریں تاکہ مجھے یہ احساس نہ ہونے پائے کہ ابھی مومنین مصروف ہوں گے یا نہیں آئے ہوں گے' وہ باتیں جو مجھے کہنا ہوتی ہیں' ذرا وقت پر تشریف لائیں تاکہ میں کہہ سکوں۔

آج یکم محرم ہے' ۱۴۱۲ ہجری کا آغاز ہو رہا ہے' عجیب سال ہے' ایک طرف چودہ ایک طرف بارہ ہے' بڑا مقدس اور برکت والا سال ہے' چودہ سو بارہ ہجری خالق کرے کہ یہ سال مسلمانان عالم کے لئے انتہائی پرامن اور تحفظ دینے والا سال' اتحاد و اتفاق دینے والا سال گزرے۔ خوش بختی یہ ہے ہماری کہ سال کا آغاز ہو رہا ہے' اس حسینؑ کے نام سے جس نے پوری انسانیت کے لئے امن کا ایک پیغام چھوڑا ہے۔

اس وقت میری گفتگو پوری انتظامیہ تک پہنچ رہی ہے' اس لئے یہ گفتگو آپ کے لئے قابل توجہ ہے کہ ہم ہر سال عشرہ محرم اسی انداز سے مناتے ہیں' جیسے اب منا رہے ہیں' مجالس کرتے ہیں' ماتم کرتے ہیں' نوحے پڑھتے ہیں' سبیلیں لگاتے ہیں' کربلا کے ۷۲ شہیدوں کی یاد میں سوگوار رہتے ہیں' دس دن ہم امن کا پرچار کرتے ہیں' پوری دنیائے انسانیت کو مقصد شہادت عظمیٰ سمجھاتے ہیں' حسینؑ اس لئے کربلا میں شہید ہوئے' حسینؑ اس لئے شہید نہیں ہوئے کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ حسینؑ کی یاد منانے والوں کو کافر کہے' بڑے پرامن طریقے سے برادری کے ایک فرد کی حیثیت سے دردمندانہ گزارش ہے میری کہ شیعوں سے زیادہ پرامن قوم کوئی نہیں۔ دس دن دور سے نظر آتا ہے کہ کسی مظلوم کی یاد منا رہے ہیں' مظلوم کی یاد منانے والا کبھی ظالم نہیں ہو

سکتا' مقتول کی یاد میں آنسو بہانے والا کبھی قاتل نہیں ہوسکتا' دین کے چوروں کی نشاندہی کرنے والا کبھی چوری چھپے کسی پر حملہ نہیں کرتا' نہیں سمجھے آپ' یہ باتیں نوٹ کر لیجئے۔ اللہ اور محمدؐ کے سامنے اپنے دین کے' اپنے دین کے اصولوں کے جواب دہ ہیں ہم۔

میں اس ایمان بھرے مجمع میں بتائے دیتا ہوں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں' اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں' ہم توحید پر ایمان رکھتے ہیں' ہم عدل پر ایمان رکھتے ہیں' ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عادل ہے' توحید کے بعد ہمارے دین کی دوسری اصل...... دوسری بنیاد...... اصول عدل ہے' ہم ختم نبوتؐ پر ایمان رکھتے ہیں' ہم اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ ختمی مرتبتؐ کے ہوتے ہوئے نہ ہم کسی کو نبی کہہ سکتے ہیں' نہ مان سکتے ہیں' نہ مسلمان مان سکتے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

ہم امامت پر کامل ایمان رکھتے ہیں' محمدؐ سے لے کر مہدیؑ تک چہاردہ معصومینؑ ہماری زندگی اور شہ رگ حیات ہیں' بلکہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تر ہیں۔ ہم قیامت پر ایمان رکھتے ہیں' اللہ کے فرشتوں پر' کتابوں پر' محشر پر' قبر کے حساب پر ایمان رکھتے ہیں' اگر اسلام اس کے سوا کچھ ہے تو ہمیں بتایا جائے؟ (ذرا بولتے آؤ میرے ساتھ) اگر اسلام اس کے سوا کچھ ہے تو......؟

جملہ اہل اسلام کے ہاں پہلی شرط ہے' لا الہ الا اللہ وہ ہمارا ایمان دوسری شرط اسلام ہے' محمدؐ رسول اللہ وہ ہمارا کلمہ' تیسری شرط اسلام ہے' مسلمانوں کے نزدیک قیامت ہمارا ایمان ہے' تمہارا قیامت کا وارث کوئی نہیں' ہمارا وارث بھی ہے۔ (جاگتے آؤ ذرا جاگتے آؤ) تمہیں پتہ نہیں قیامت کب آئے گی' ہمیں پتہ ہے قیامت کب آئے گی' تم آج بھی عیسائی پامسٹوں اور عیسائی منجموں اور عیسائی ماہرین

علم نجوم کے کہنے پر قیامت فلاں دن آئے گی......

''ہمارا ایمان ہے کہ جب تک ہمارا آخری طلوع نہ ہوا' نہیں آ سکتی۔''

اس کے علاوہ ہمارے فروع دین ہیں' (میرے شیعہ سنی بھائی موجود ہیں' توجہ) اصول دین ہیں' (پوری توجہ) اصول دین انہیں کہتے ہیں جو کسی مقام پر بدلے نہ جائیں مثلاً توحید اللہ ایک ہے' اکیلا ہے' وہ وحدہ لاشریک ہے' کائنات کا خالق ہے' یہ نہیں کہ گھر میں اللہ ایک ہے' بازار میں اللہ دو ہیں' یہ نہیں کہ پاکستان میں اللہ ایک ہے' انگلینڈ میں اللہ دو ہو جاتے ہیں' جہاں ہو گا اللہ ایک ہو گا۔

دوسرا اصول ہمارا عدل ہے' اللہ عادل ہے' منصف نہیں' منصف اور عادل میں بڑا فرق ہے۔ منصف نکلا ہے انصاف سے' انصاف نکلا ہے نصف سے (ہے توجہ)' میں کہتا ہوں یہ نوٹ بک میری ہے' شاہ جی کہتے ہیں یہ نوٹ بک میری ہے' ایک آدمی کے پاس جاتے ہیں انصاف کے لئے وہ نوٹ بک کے صفحے گنے اور آدھے آدھے گن کے آدھی کاپی اسے دے دی' آدھی کاپی مجھے دے دی جائے' ہم انصاف کے قائل نہیں' عدل کا تقاضا یہ ہے کہ چاہے چھ مہینے لگ جائیں جس کی نوٹ بک ہے اسے ملے' اللہ عادل ہے منصف نہیں' یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں عدالتیں ہیں انصاف نہیں' عدالت میں عدل ہونا چاہیے۔

تیسرا ہمارا اصول دین ہے نبوت' تمام نبیوں پر ہمارا ایمان' حسینؑ کا نانا آخری نبیؐ ہے' ہمارا ایمان ہے' اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' قیامت تک اس پہ ہمارا ایمان' یہ اصول بھی نہیں بدلے گا' نہ خلوت میں' نہ جلوت میں' نہ بازار میں' نہ بزم میں' نہ محفل میں' نہ تنہائی میں' نہ گھر میں' نہ باہر کہیں نہیں بدلے گا۔

چوتھا اصول دین ہمارا امامت ہے' ہمارے بارہ امامؑ ہیں جو نبوتؐ کی لائی

ہوئی شریعت اور قوانین پر امت محمدیہ سے عمل کراتے ہیں (سمجھ میں آ گئی ہے یہ بات)۔

پہلا امام علیؑ بادشاہ ہے' دوسرا امام علیؑ کا بیٹا حسنؑ' تیسرا امام ہمارا علیؑ کا بیٹا حسینؑ (امام تو دیکھو نا ہمارے)' چوتھا امام حسینؑ کا بیٹا' نام علیؑ' لقب زین العابدینؑ' سید الساجدین' قیامت تک سجدہ کرنے والوں کا سردار' عبادت کرنے والوں کی زینت' (کسی اپنے کا ایک لقب ایسا لاؤ نا)' پانچویں محمد باقرؑ' نام محمدؑ لقب باقرؑ' باقر اسے کہتے ہیں کہ علم کے سمندر کی تہہ میں جا کر سیپیاں لا کر واپس آ کر معرفت کی سیپیاں بانٹنے والا۔ باقر کہتے ہیں' علم کی خیرات بانٹنے والے کو' باقر وہ لفظ ہے اسے جس طرح بگاڑو گے اپنے معنی دیتا جائے گا' باقر علم کے سمندر کا تیراک' اسے آپ پیار سے باقرو کہہ دو' اپنے معنی تبدیل نہیں کرے گا' باقرو کا مطلب ہے کھلے چہرے والا' باقری کہہ دو' باقری اولاد' باقرہ کہہ دو' فرات کے ساتھ پڑھا جانے والا' یہ ہیں آلِ محمدؐ کے کمالات' ہمارا چھٹا امام جعفر صادقؑ جعفر نام' صادق لقب' جنت میں جس نہر سے انبیاء کو دودھ پلایا جائے گا اسے جعفر کہتے ہیں۔ جعفر صادقؑ' صادق کے معنی ہیں سچا' ساتواں امام موسیٰ کاظمؑ' آٹھواں علی رضاؑ' نواں محمد تقیؑ' دسواں علی نقیؑ' گیارہواں حسن عسکریؑ' بارہواں مہدی آخر الزمانؑ' نام محمد لقب مہدی' ہادی' صاحب الزمان' صاحب العصر' لقب بقیۃ اللہ' صاحب الامر۔

یہ ہیں ہمارے اصول دین' پہلا اصول دین توحید' کہیں نہیں بدلے گا' دوسرا عدل کہیں نہیں بدلے گا' تیسرا اصول دین نبوت کہیں نہیں بدلے گا' چوتھا امامت کہیں نہیں بدلے گا' ان بارہ کے مقابلے میں ہم کسی کو امام تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں' پانچواں اصول قیامت کہیں نہیں بدلے گا۔

بارہ کے بارہ معجز نما' بارہ کے بارہ اللہ کی طاقت کے مظہر' بارہ کے بارہ قوی' بارہ کے بارہ ہمارے مددگار' بارہ کے بارہ ہماری شفاعت میں شامل' بارہ کے بارہ کی شکلیں ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی عقلیں ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا کردار ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا معیار ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی رفتار ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا مزاج ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی معراج ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی گفتگو ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی جستجو ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا انداز ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا اعجاز ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا رنگ ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی امنگ ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی ذہنیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی نیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی شخصیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی شریعت ایک جیسی۔ (نعرۂ حیدری)

پانچواں اصول ہے قیامت' قیامت نے آنا ہے' ٹل نہیں سکتی' قیامت نے آنا ہے' ٹل کر نہ رہے گی۔ یہ پانچ اصول توحید' عدل' نبوت' امامت' قیامت' شیعوں کے پانچ کبھی نہیں بدلیں گے' چاہے جلوت میں ہوں یا خلوت میں ہوں' زندہ ہوں یا مر جائیں' گھر میں ہوں' گھر سے باہر ہوں' تنہا ہوں' بیمار ہوں' شفایاب ہوں' ملک میں ہوں' ملک سے باہر ہوں جہاں بھی ہوں یہ اصول نہیں بدلیں گے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہیں فروع دین' اصول جمع ہے اصل کی' اصل کے معنی ہیں جڑ' بنیاد' فروع جمع ہے فرع کی' ف۔ ر۔ ع فرع' فرع کہتے ہیں شاخ کو فروع یعنی شاخیں' جڑیں ہماری ہیں پانچ' جس پر دین کا شجر کھڑا ہے۔ فروع دین ہیں' اس کی شاخیں اصول اور فروع میں فرق کیا ہے؟ اصول کبھی نہیں بدلتے' فروع بدلتے رہتے ہیں' نماز ایک ہے فروع دین' گھر میں پوری سفر میں آدھی' روزہ گھر میں پورا' سفر میں قضا' مریض ہو تو نہ رکھے' جب شفایاب ہو جائے تب رکھے' سفر میں ہو نہ رکھے' جب

گھر میں ہو قضا کی ادا کرے' تیسرا فروع دین حج' طاقت ہے تو کرو' استطاعت ہے تو کرو اگر استطاعت نہیں تو واجب نہیں' زکوٰۃ مال ہے تو دو' بچت ہے تو دو ورنہ کوئی بات نہیں' پانچواں خمس' جس طرح مال بچے' پانچواں حصہ سادات کا غریب سادات کا' بچ جائے تو دو ورنہ نہیں۔ یہ سہم امام ہے' سہم معصوم ہے' چھٹا جہاد' طاقت ہے تو کرو' بچہ ہے' مریض ہے یا جہاد کرنے کے قابل نہیں تو کوئی واجب نہیں۔

ساتواں ہے تولا' آلِ محمدؐ کی ولادت کی محبت ماں کے دودھ کی طرح رگوں میں رواں رہے' آٹھواں تبرا' تبرا کا مطلب بھی غلط لیتے ہیں' بعض ہمارے دوسرے فرقہ کے دوست' تبرے کا مطلب گالی گلوچ نہیں' تبرے کا مطلب ہے بریت اختیار کرنا' جو شخص آلِ محمدؐ کا دشمن ہو' اس سے دور ہو جانا' بیزاری اختیار کرنا' تعلق نہ رکھنا' یہ نہ ہو کہ قیامت کے دن وہ ہمیں لے ڈوبے (غلط تو نہیں کہہ رہا)' گفتگو ذرا خشک ہو گئی' مگر ہے ضروری اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد کی بات میرا خیال ہے کہ آپ کی سمجھ میں آ جائے۔ یہ ہیں ہمارے فروع دین' وہ ہیں ہمارے اصول دین' اس کے علاوہ کیا ہے تیرا اسلام بھائی وہ ہمیں بتا دے۔ (ٹھیک ہے نا) فروعی اختلاف ہیں' نماز ہاتھ کھول کے پڑھو' نماز ہاتھ باندھ کے پڑھو' روزہ سورج ڈوبے آخری کنارہ زائل ہو نہ ہو روزہ کھول دو' چاہے اس کی سزا میں ساری رات کیوں نہ کھڑا ہونا پڑے' روزہ کھول دو' یہ فروعی اختلافات ہیں یہاں تک آپ میری بات کو سمجھ گئے ہیں تو اب میں۔

شیعوں کا یہ ایمان واضح کرنے کے بعد ''میں کسی کافر کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ ہمیں کافر کہے۔''

(تھک گئے ہو' ذرا جاگ کے سنو!)

تخریبی نہ کوئی شیعہ نہ کوئی شیعہ خطیب۔

پاکستان ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز' پاکستان کی سرحدیں ہمیں جان سے زیادہ عزیز' جب بھی پاکستان، پر کوئی مشکل وقت آیا شیعوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دیں۔ پاکستان کی بنیاد کی رکھی جانے والی پہلی اینٹ شیعوں کے خون پر رکھی گئی' پاکستان کا نام وجود میں لانے والا محمد علی پاکستان اور اسلام ہماری میراث ہے' اسلام پھیلا ہے' شعب ابی طالبؑ سے یا خدیجۃ الکبریٰؑ کی دولت کی بدولت ''وہ ہمارے''، پاکستان بنا ہے راجہ محمود آباد کی دولت سے اور قائداعظم کی فکر سے ''یہ دونوں بھی ہمارے''، پاکستان ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز' مگر حسینیتؑ پاکستان سے زیادہ عزیز اس لئے کہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' اور ''چشتی اجمیریؒ'' کہہ گیا کہ

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

لا الہ کی بنیاد' اگر پاکستان کی بنیاد بچانا چاہتے ہو تو مینار پاکستان کے قریب حسینؑ کا علم بلند کر کے' جو اس کے سائے میں آنا چاہئے ''وہ ہمارا بھائی ہے،' (جھکے ہوئے ہو خوف کی وجہ سے)' زندگی ایک دن جانی ہے' مقصد انتظامیہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دس دن سیدالشہداء کی یاد منانے کے لئے جو آنا چاہے وہ ہمارا بھائی' یہ دس دن ''حسینؑ اصحاب حسینؑ' انصار حسینؑ کے لئے وقف ہیں۔'' ان میں کوئی ''شرپسند عنصر''..... یا ''تخریب کار عناصر'' اگر ماتم حسینؑ میں گڑبڑ کریں گے وہ یاد رکھیں کہ انہیں ہم ان کا شجرۂ نسب بتانا جانتے ہیں۔ علیؑ کی عزت کی قسم شیعیت انتظامیہ کے تعاون سے کبھی نہیں پھیلی' ''شیعیت کو بچانے کے لئے ہمارا اپنا لہو بہت ہے''، اپنی لاشیں بہت ہیں' لیکن ہم تو چاہتے ہیں کہ کوئی اپنا نسب بتائے۔

انتظامیہ کے ساتھ ہم دس دن مکمل تعاون کریں گے' شیعوں کی طرف سے کوئی گڑبڑ کا اندیشہ ہے ہی نہیں۔

''میں شیعوں کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ ان دس دنوں میں کہیں کسی شیعہ کی طرف سے کوئی گڑبڑ پھیلے' انتظامیہ مجھے آ کر گولی مار دے۔'' مگر عزاداری کے جلوسوں کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ بنے یا رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرے تو انتظامیہ اس کے ساتھ خود نمٹے' بات لیڈروں کی نہیں' کون لیڈر ہے' کون لیڈر نہیں' میں نے اشتہار پڑھا ہے کہ امن کمیٹیوں کے افراد جلوسوں کے ساتھ جائیں گے' امن کمیٹیوں کی شرکت حکماً ہے' یہ غلط ہے۔

ہمیں نہ چھیڑو کہ پھر ہماری زبان بیان قضا بنے گی
جہاں جہاں تم ستم کرو گے وہاں وہاں کربلا بنے گی

(نعرۂ حیدری)

چونکہ انتظامیہ موجود ہے' اس لئے میں پہلی مجلس میں یہ پیغام دے رہا ہوں' ہمیں پاکستان کی سرحدیں بھی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہیں' لیکن یہ جو علم ہے ناں ماں کے دودھ کی پہلی دھار کی قسم کھا کے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب تک ہماری زندگی ہے' جب تک یہ دنیا ہے۔

اٹل وعدہ ہے اپنا اے سخی عباسؑ کے پرچم
یہ دنیا کیا ہے محشر کو بھی ہم بیدار کر دیں گے
اگر شبیرؑ کے ماتم پر پابندی ہو جنت میں
تو پھر جنت میں بھی جانے سے ہم انکار کر دیں گے

(آخری آدمی تک جسے میری یہ بات اچھی لگی ہو تو مل کر بلند آواز سے

''نعرۂ حیدری''، یاعلیؑ)

انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ ہمارا تحفظ کرے ہم انتظامیہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے' ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے' ہم تو کربلا گامے شاہ کے گیٹ پر بھی تلاشی دیتے ہیں' اپنی سیکورٹی کے لئے' ہماری قوم کا ہر فرد تعاون کرے گا' ہر جوان تعاون کرے گا' ہر بزرگ تعاون کرے گا' اگر کسی کی یہ بھول ہو کہ ہم انہیں مٹا دیں گے' ہمیں اس وقت بھی نہیں مٹایا جا سکا جب ہمارا ایک تھا۔(یاحسینؑ تیرے ماتم دار چپ ہیں)

ہمارا ایک تھا مختار ثقفی' اس وقت ایک تھا' گوشت مودۃ حسینؑ جیل کی سلاخیں کھا گئیں' ہڈیوں کا ڈھانچہ بچ گیا' زنجیروں میں جکڑا ہوا' سترہ سیڑھیاں زیر زمین زندان میں' نہ سورج کے ابھرنے کا علم نہ ڈوبنے کا پتہ' چپ پڑا ہوا ہے' کبھی کبھی سجدہ کرتا ہے' زخم دیکھتے ہی خون آتا ہے' ہلکا سا' کڑی پہ کڑی مار کے کہتا ہے:

''یاعلیؑ تیری بھی خیر تیرے چاہنے والوں کی بھی خیر' یاعلیؑ تیری محبت کا مزا تو اب آ رہا ہے۔''(نعرۂ حیدری)

یاعلیؑ تیرے چاہنے والوں کی خیر' یہ تو اتنے ہیں اس وقت ایک تھا' ابن زیاد (لعنت)......

اس وقت کے ابن زیاد نے حکم دیا' ہے کوئی حسینؑ کا نام لینے والا' میں اسے بتاؤں کہ حسینؑ کی محبت کتنا بڑا جرم ہے۔ ایک کھڑا ہوا اس نے کہا' خوش نہ ہو' ایک ہے سہی' لیکن ہے تیرے زندان میں' مختار ابوعبیدہ ثقفی کا بیٹا' زندان میں پڑا ہے' اسے لینے کے لئے چار سو سپاہی گئے' زندان کے دروازے پر پہنچے دروازہ کھولا' ایک سپاہی دوسرے سے کہتا ہے تو جا' وہ کہتا ہے میری موت آئی ہے' علیؑ کا بھوکا شیر ہے' میں

کیوں جاؤں؟ ادھر مختار نے اپنے زیور درست کیئے' مجبوراً کسی نہ کسی کو تیار کر کے انہوں نے بھیجا' ایک سپاہی نے چند سیڑھیاں نیچے اتر کے آواز دی' مختار کہتا ہے شیر کی کچھار میں کس نے آواز دی؟ کہا باہر آ۔

مختار باہر نکلا' چار سو سپاہی دشمن کے مسلح سامنے کھڑے ہیں' علیؑ کا بھوکا شیر زنجیروں میں جکڑا ہوا' گردن میں طوق' ہاتھوں میں ہتھکڑیاں' پاؤں میں زنجیر' کمر میں لنگر...... نہ سپاہیوں سے خوف آیا نہ چہرے کا رنگ زرد ہوا' آسمان پر چمکتے ہوئے سورج کو دیکھ کے کہتا ہے کہ میرے مولا علیؑ کی انگشت کی پُشت پر اگے ہوئے ناخن کی ہلکی سی جنبش کے اشارے سے واپس پلٹ آنے والے پیر بھائی ''تیرا کیا حال ہے؟'' (آخری آدمی تک گونج آئے نعرے کی) ''تیرا کیا حال ہے؟'' سپاہیوں کا رنگ زرد ہوا' آواز آئی مختار ہم سے کلام کر' کہتا ہے کیوں آئے ہو؟ ابن زیاد نے بلایا ہے' کہتا ہے ایک شرط پر چلوں گا (قیدی ہے شرط اپنی طرف سے لگا رہا ہے) کون سی شرط؟ میں آگے آگے چلوں گا تم پیچھے پیچھے' پتہ چلے کہ میں قیدی نہیں' مودۃ علیؑ کا بے تاج بادشاہ ہوں' سپاہی پیچھے پیچھے' مختار آگے آگے۔

ابن زیاد نے آرڈیننس پاس کیا (کوئی تو ہو گا لفظوں کا قدردان) بارہ عشرے ہو گئے مجھے یہاں پڑھتے ہوئے اور جب تک زندگی ہے زندگی کے آخری سانس تک نوکری دینا ہے۔

اس وقت کے ابن زیاد نے آرڈیننس پاس کیا (اسے بھی بڑا ناز تھا آرڈیننسوں پر) خبردار مختار باغی ہے' دربار میں آ رہا ہے' کوئی سپاہی' کوئی درباری' کوئی کرسی والا اس کے استقبال میں کھڑا نہ ہو۔

ادھر دروازے کے افق سے مودۃ علیؑ کا دمکتا ہوا آفتاب مختار طلوع ہوا۔ اللہ

جانے کیسی ہیبت تھی' اس کی آنکھوں میں؟ ہر کرسی نشین نے کرسی چھوڑی' دونوں ہاتھوں کو پیشانی بر رکھتے ہوئے ہر ایک نے کہا' ہمارا سلام' ہمارا سلام' ہمارا سلام' زنجیروں کی جھنکار سے مودۃ علیؑ کے ترانے بنتا ہوا آگے بڑھا۔ جہاں قیدیوں کے ٹھہرنے کی جگہ تھی وہاں نہیں رکا' آگے بڑھا اور آگے آیا اور آگے آیا' ابن زیاد ملعون کے سامنے آ کے ایک کمان کے فاصلے پر......

دیکھ کے کہتا ہے' ابن زیاد' ابن زیاد' ابن زیاد! مودۃ علیؑ کی مسلسل عبادت میں بے وقت دخل دینے کا سبب کیا ہے؟ (کوئی سمجھ نہیں رہا) مودۃ علیؑ کی مسلسل عبادت میں بے وقت دخل دینے کا سبب کیا ہے؟ ابن زیاد کہتا ہے تو باغی ہے۔ مختار کہتا ہے' ابن زیاد تیرے بوسیدہ کاغذوں میں میرا عقیدہ رکھنے والا قیامت تک باغی کہلائے گا' لیکن میں مودۃ علیؑ کا بے تاج بادشاہ ہوں۔

ابن زیاد کہتا ہے' مختار میں تیرے لئے سزائے موت کا اعلان کرتا ہوں۔ شیعو! میرے لفظ سننا اپنی قوم کو اپنی ہسٹری' اپنی تاریخ بتا رہا ہوں' کسی قوم کے کسی فرد' کسی کے مسلک پر' کسی کے عقیدے پر محسن نقوی طنز نہیں کر رہا' اپنی قوم کو اپنا مزاج' اپنی قوم کو اپنا Meinfesto' اپنی قوم کو اپنی Line of Demartion دے رہا ہے' کسی پر طنز نہیں' آواز آئی میں تیرے لئے سزائے موت تجویز کرتا ہوں' سزائے موت کا نام سن کر مختار کے خشک ہونٹوں پر تبسم کی کہکشاں نمودار ہوئی۔

(میرے جیسے نیم پڑھے لکھے دوستوں کے لئے کہہ رہا ہوں) مختار مسکرایا' ابن زیادہ کہتا ہے' جلاد قریب آ۔ اس نے دوبارہ سزائے موت کا اعلان سنایا' مختار ہنس پڑا' جلاد قریب آیا' ابن زیادہ کہتا ہے' تلوار کی نوک مختار کی شہ رگ پر رکھ' جلاد نے تلوار کی نوک زنجیروں میں جکڑے ہوئے مختار کی شہ رگ پر رکھی' دیکھنا شیعو! جب تلوار کی

نوک مختار کی شہ رگ پر آئی نا' تلوار کی نوک سے شہ رگ پہ چبھن محسوس ہوئی' مختار نے کھا جانے والی آنکھوں سے جلاد کو دیکھا' جلاد کے ہاتھوں میں رعشہ آیا' مختار کی رگوں میں درد محسوس ہوا' مختار مسکرا کے کہتا ہے یا علیؑ تیری محبت کا لطف تو آب آ رہا ہے۔

(نعرۂ حیدری)

(جاگتے آؤ نا) یا علیؑ تیری محبت کا لطف تو اب آ رہا ہے' ابن زیاد کہتا ہے' جلاد رک جا' جلاد رک گیا۔ کہتا ہے' مختار تم علیؑ والے۔

(یہ لفظ نہیں سمجھو گے تو تم جانو علیؑ بادشاہ جانے)

جس کی سمجھ میں آ جائے گا' یہ لفظ اس کی رگوں سے نام علیؑ ضرور پھوٹے گا۔

ابن زیاد کہتا ہے' مختار' مختار! تم علیؑ والے' تم علیؑ والے.....موت کا نام سن کر' موت کا نام لے کر' موت کی آغوش میں پل کر' مسکراتے کیوں ہو؟ مختار نے انگڑائی لی' (شاہ جی) زنجیریں گریں' اس کے قدموں میں آئیں' علیؑ کا غلام آزاد ہوا اور آگے بڑھا' چار چکر دربار کے لگائے' مختار آگے بڑھ کے کہتا ہے ابن زیاد' ابن زیاد! اس وقت کا ابن زیاد لکنت آلود زبان میں کہتا ہے مختار تو اتنا قریب کیوں آ گیا ہے؟ مختار کہتا ہے ابن زیاد تو اپنا سوال دہرا' دیکھ کے لکنت آلود زبان میں کہتا ہے' مختار تم علیؑ والے موت کا نام سن کے مسکراتے کیوں ہو؟ ابن زیاد نے جب سوال دہرایا' مختار نے چار چکر دربار کے لئے اور کہا' سن ابن زیاد' سن ابن زیاد!

میں ابھی کم سن بچہ تھا کہ مودۃ علیؑ کے تاجور بادشاہ نے' میں ابھی مودۃ علیؑ کی آغوش میں پل رہا تھا کہ نبوت کے وارث علیؑ نے' قرآن کے وارث علیؑ نے' شریعت کے وارث علیؑ نے' کل کی خبریں دینے والے علیؑ نے' سورج پلٹانے والے

علیؑ نے' تقدیر کی طنابیں کھینچنے والے علیؑ نے' میرے مقدر کے مالک علیؑ نے' قرآن بولنے والے علیؑ نے' مجھے اپنی آغوش میں بٹھا کر میرے گھنگریالے بالوں کو بوسہ دے کر میری پیشانی چوم کر کہا تھا کہ مختار تو ایک دن بڑا ہو کر اسی منبر پر ایک عرصہ حکومت کرتے ہوئے تین لاکھ چھیالیس ہزار دشمنانِ علیؑ کو تہ و تیغ کرے گا:

"او بے ضمیر اور نمک حرام ابن زیاد ابھی تیرے جیسا کتا مارا ایک نہیں موت پہلے آ گئی۔"

اب نعرہ سنا جن کی رگوں میں علیؑ پھوٹتا ہے۔(نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر...... نعرۂ رسالت' یا رسول اللہؐ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... ایٹم بم نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

او نمک حرام' بے ضمیر ابن زیاد تیرے جیسا کتا مرا ایک نہیں' موت پہلے آ گئی' موت کا وارث تو علیؑ ہے۔ سارے مختار مزاج دیوانے جاگ گئے ہو' سارے جاگ گئے ہو' پڑھوں رباعی' بتا دینا چاہتا ہوں' انتظامیہ کو کہ وہ دشمنانِ ملک کو پہچانیں' شرپسند عناصر کو پہچانیں' وہ جو یا رسول اللہؐ کے دشمن ہیں' انہیں میرے بریلوی دوست بھی پہچانیں' دونوں سنی شیعہ اکٹھے مل کر ان سے کہیں کہ اگر تم یا کے دشمن ہو تو پھر یا تم رہو گے یا ہم رہیں گے۔ پہلی رباعی پڑھ رہا ہوں' چالیس منٹ تک متواتر جگانے کے پورے چالیس منٹ کی گفتگو کے بعد پہلی رباعی پڑھ رہا ہوں' اگر میری یہ رباعی ضائع ہو گئی تو مجھے قبر تک دکھ ہو گا' تم سے تو میں ناراض ہو نہیں سکتا' بولنا ضرور۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ حسینؑ کا

ایسے نہیں جاگتے آؤ' بولتے آؤ' میرے ساتھ' آخری آدمی تک نہ بولے تو

مجھے چین کیسے آئے' دور دور سے آئے ہوئے عزادارو! علیؑ صرف جزو اذان نہیں بلکہ......

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ......

میں پھر پڑھتا ہوں تاکہ یہ نہ کہیں کہ دوسرے مصرعے میں محسن نقوی لغزش لسانی کا شکار ہو گیا' دیکھو! میں اپنے آپ کو کتنا نوٹ کرتا ہوں' کبھی آپ بھی اپنے آپ کو نوٹ کیا کریں' اپنی خاموشی بھی چبھے گی' آپ کو۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں

مجھے امام حسینؑ کی عزت کی قسم اس مجلس میں...... میں ممنون ہوں' ان بزرگوں کا جو شجاع آباد سے بسیں بھر کے آتے ہیں' ملتان سے' میلسی سے' فیصل آباد سے' راولپنڈی سے کچھ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں' کچھ سٹوڈنٹ بیٹھے ہوئے ہیں' میں شکرگزار ہوں ان سب کا' لیکن حسینؑ کا واسطہ دس راتیں میرے ساتھ انقلابی بن کے بولتے رہا کرو' تاکہ مجھے تنہائی کا احساس نہ ہو' رباعی اب سنیں۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ حسینؑ کا
جاگیر کبریا ہوئی تقسیم اس طرح
کعبہ علیؑ کا عرش معلیٰ حسینؑ کا

(نعرۂ حیدری)

میں دیکھتا ہوں تشریح نہیں کرتا' کون سمجھتا ہے۔

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غمِ حسینؑ
قصرِ ارم تو اس کے لئے سنگ و خشت ہے

کربلا گاہے شاہ کا مجمع ہے' پورے ملک کا چنا ہوا مجمع ہے' نئی روشنی سکول ہے۔ نہیں کہ میں قصرِ ارم کا معنی بتاؤں' جنت کا محل' سنگ کا معنی بتلاؤں' پتھر' خشت کا معنی بتلاؤں' اینٹوں کا ڈھیر کہ جس کو غمِ حسینؑ ملا اس کے لئے قصرِ ارم اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا' کیونکہ

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غمِ حسینؑ
قصرِ ارم تو اس کے سنگ و خشت ہے
جس سلطنت پہ راج ہے میرے حسینؑ کا
اس سلطنت کا ایک جزیرہ بہشت ہے

(نعرۂ حیدری)

تحت الثریٰ ہے بغضِ علیؑ کی گھٹن کا روپ
جنت میرے حسینؑ کی بخشش کا نام ہے
کوثر علیؑ کے سجدۂ وافر کی ہے زکوٰۃ
دوزخ بتولؑ پاک کی رنجش کا نام ہے

حسینؑ لکھو.....

قبا کا سینہ بنے سفینہ ذرا طبیعت رواں دواں ہو
ہوا میں خوشبو کے دائرے ہوں خلا میں کرنوں کا سائباں ہو

زمین زمرد اگل رہی ہو گلاب گلنار آسمان ہو
ہر ایک کونپل کنول اچھالے کلی کلی کنج کن فکاں ہو
چمن کے سینے پہ فصل گل کا نشاں بہ انداز کہکشاں ہو
جبین کونین پنجتنؑ کے کرم سے فردوس انس و جاں ہو
ہر ایک ذرہ بنے ستارہ ہر ایک ستارہ گہر فشاں ہو
سبھی سمندر ہوں میرے بس میں شجر شجر میرا رازداں ہو
درود کی انجمن سجاؤں دین میں جبریلؑ کی زباں ہو
خیال ہو سلسبیل جیسا، دلوں میں لفظوں کا کارواں ہو
نگر سجاؤں میں ھــل اتٰــی کا محبتوں سے بھرا جہاں ہو
کہیں قبیلہ ہو اولیا کا، کہیں پہ بہلول کی دکاں ہو
بچھا کے مسند بشارتوں کی دلوں پہ ادراک مہرباں ہو
میں اپنی سوچوں کو آب کوثر میں غسل دے دوں تو امتحاں ہو
پڑھوں میں تسبیح فاطمہؑ جب تو کعبہ فکر میں اذاں ہو
اگر یہ سب کچھ ملے تو مدح شہنشاہ مشرقین لکھوں
حیا کی تختی پہ اپنی پلکوں سے پھر میں لفظ حسینؑ لکھوں

(نعرۂ حیدری)

حسینؑ کیا ہے؟ خیال خیمہ، خلوص خامہ خرد خزانہ
حسینؑ کیا ہے؟ زبان وحدت پر انما کا حسین ترانہ
حسینؑ کیا ہے؟ ضمیر زم زم خمیر کوثر کرم نشانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تمام نبیوں کے دین محکم کا آب و دانہ

حسینؑ کیا ہے؟ محیط عالمؑ مشیر مرسل معہ زمانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تھکے ہوئے دین کے درد کا آخری ٹھکانہ
حسینؑ کیا ہے؟ خلوص پرور مشیتوں کا حسین گھرانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تمام غیرت کی ایک آواز نمازیانہ
حسینؑ کیا ہے؟ یزیدیت کے بدن پر عبرت کا تازیانہ
حسینؑ وہ ہے کہ موت جس کو ادب سے جھک کر سلام کر لے
حسینؑ وہ ہے جو نوک نیزہ پر خود خدا سے کلام کر لے

(نعرۂ حیدری)

حسینؑ اب بھی سمجھ رہا ہے یزیدیت کے سبھی اشارے
حسینؑ اب بھی سجا رہا ہے زمین پر شمس و قمر ستارے
حسینؑ اب بھی بدل رہا ہے ستم کی طغیانیوں کے دھارے
حسینؑ اب بھی سنا رہا ہے سناں پر قرآں کے ورد پارے
حسینؑ اب بھی سنبھل سنبھل کے بچا رہا ہے سبھی سپارے
حسینؑ اب بھی لٹا رہا ہے نبیؐ کے دیں پر سجل دلارے
حسینؑ اب بھی یہ چاہتا ہے کہ مشکلوں میں کوئی پکارے
یزیدیت کو یہ وہم کیوں ہے کہ صرف اک دن حساب ہو گا
حسینؑ سے جو جہاں بھی الجھے وہیں پہ خانہ خراب ہو گا

یکم محرم ہے آؤ اگر حسینیؑ ہو تو ہمارے ساتھ مل کر حسینؑ کی یاد مناؤ' تیرا کیا نقصان ہوا ہے؟ تو نے تو لا الہ ایئر کنڈیشن کمروں میں سیکھا ہے' تیرا کیا خرچ ہوا ہے؟ نقصان ہوا ہے تو حسینؑ کا' جس کا باپ تجھے برا لگتا ہے' اس کا خرچ ہوا ہے دین پر'

تیرا خرچ ہوتا تو ایسے نہ کرتا' جیسے ہو رہا ہے...... کائنات کا سب سے بڑا مظلوم ہے حسینؑ ...... تجھے کیا پتہ حسینؑ ہے کون؟ جب بچپن تھا اس کا...... اس نے عید کی رات کہا تھا' نانا...... اوروں کے بچوں کی سواریاں ہیں نانا...... میری سواری ہے نہیں۔ رسولؐ نے کہا' حسینؑ تیری سواری میں ہوں گا' صبح ہوئی' ایک شانے پر حسنؑ' دوسرے شانے پر حسینؑ لے کے چلا۔ حسینؑ کہتا ہے نانا...... اور سواریوں کی باگیں ہیں' ہماری کوئی نہیں۔ رسولؐ نے اپنی زلفیں دونوں بچوں کے ہاتھوں میں دے کے کہا' یہ لو تمہاری سواری کی باگیں' جس طرف موڑتے جاؤ گے سواری مڑتی جائے گی' صرف سواری نہیں مڑے گی' جس طرف تم باگیں موڑو گے رسالت مڑتی جائے گی' چند قدم آگے چل کر حسینؑ کہتا ہے نانا...... لوگوں کی سواریاں بولتی ہیں ہماری سواری نہیں بولتی۔ رسولؐ کہتے ہیں' تمہاری سواری بھی بولے گی' رسولؐ نے الاف کہا' دوسری دفعہ الاف کہا' تیسری دفعہ الاف کہنے کا ارادہ کیا' جبرائیلؑ آئے اور عرض کیا' یا رسول اللہؐ اب الاف نہ کہنا' اللہ کہہ رہا ہے کہ میں دوزخ کی آگ بجھا دوں گا۔ رسولؐ نے کہا' جبرائیلؑ اللہ سے جا کے کہہ دے' میں تیرے کہنے پر اب الاف نہیں کہتا' جبرائیلؑ اللہ سے کہہ دے کہ میں تیرے کہنے پر نہیں کہتا' اب اگر حسینؑ نے دوبارہ کہہ دیا بول تو اس کے سامنے بھی انکار نہیں کروں گا۔

مجھے ایمان سے بتاؤ مسلمانو! پانچ سال کی عمر میں حسینؑ کے ناز رسولؐ نے اٹھائے' ستر قدم کے فاصلے پہ دہلیز فاطمہؑ ہے' مسجد نبویؐ کی طرف اور مسجد نبویؐ سے دہلیز تک' ستر مرتبہ آئے...... گھر آئے حسینؑ ...... میں نے پوچھا اتنی دیر کہاں رہے؟ کہا' اماں ناناؐ نے کاندھوں پر اٹھایا تھا' آج عید کا دن تھا' ناناؐ نے ہمیں شانوں پر بٹھا کر تیری دہلیز سے مسجد نبویؐ تک ستر چکر لگائے۔

کھڑی ہوئی زہراؑ' آواز آئی حسینؑ میرا باباؑ...... نفیس مزاج ہے' گرمی کا موسم ہے' دھوپ ہے' اتنی تکلیف دی ہے تو نے میرے باباؑ کو...... معصوم بچپن کے انداز میں سامنے آ کے کہتا ہے اماں...... میں حسینؑ ہوں' میں حسینؑ ہوں' تیرا دودھ پیا ہے' علیؑ جیسے باپ کا خون میری رگوں میں ہے...... اماں ٹھیک ہے' تیرا بابا نفیس مزاج ہے' اماں میں نے قرض اٹھایا ہے...... اماں میں تیرا وہ بیٹا ہوں جو قرض سے زیادہ ادا کروں گا...... تیرا بابا ستر مرتبہ تیرے دروازے سے مسجد نبویؐ کے دروازے تک گیا ہے میں اپنے خیمے سے میدان تک بہتر (۷۲) نہ جاؤں...... تو حسینؑ نہ کہنا۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

ایام غم ہیں ضرورت نہیں ہوئی زیادہ پڑھنے کی' چونکہ آج یکم محرم ہے' میں ہر سال ترتیب سے عشرہ پڑھا کرتا ہوں' گامے شاہ میں...... اسی ترتیب سے شروع کر رہا ہوں' جن کی آنکھوں میں غم حسینؑ ہر وقت جھلکتا رہتا ہے' انہیں دعوت دے رہا ہوں' جو نہ رو سکے' کوئی جبر نہیں' جسے آنسو نہ آئیں جسے رونا نہ آئے' زبردستی نہیں' حسینؑ نام ہی ایسا ہے۔

آقائے مہدی مازندرانی نے لکھا ہے' قبلہ...... حسینؑ کہا کرتے تھے جب اپنے ساتھ کھیلنے والے ہم سن بچے کہتے تھے' حسینؑ تو ہنستا کیوں نہیں؟ مسکراتا کیوں نہیں؟ ہمارے ساتھ کھیلتا کیوں نہیں؟...... تو حسینؑ اپنے ہم سنوں کو کہا کرتے تھے کہ میرا نام میرے بابا نے' میرے نانا نے' میری ماں نے ایسا رکھا ہے کہ میری اماں کہتی ہیں' قیامت تک جب کوئی تیرا نام لے گا روئے گا ضرور' میرے نام میں کوئی ایسی تاثیر ہے۔ (قبلہ) کوئی لے کوئی کتنا ہنس کیوں نہ رہا ہو' منہ سے حسینؑ کا نام لے پھر ہنس نہیں سکتا۔ (مصائب کا اپنا انداز ہے) اگر روتا نہیں چپ ضرور کر جاتا ہے۔ تم

سارے عزادار بیٹھے ہوئے ہو تمہیں رلانے کی کوشش نہیں کرتا' رلانے کا سامان پیدا کرتا ہوں' جس کا جی چاہے روتا آئے' یہ راتیں یہ راتیں ہیں رونے کی' رات کے اس وقت میری مائیں' میری بہنیں دور دور سے اپنے گھروں کا خیال چھوڑ کر اپنی چھوٹی چھوٹی اولادیں لے کے بی بی زینبؑ کو پرسہ دینے کے لئے دس راتیں آئیں گی' یہ تاثیر ہے یہ غم شبیرؑ کا معجزہ ہے۔ میری مائیں' بہنیں بھی یہاں رات کے اس وقت سیدہ زینبؑ کو پرسہ دے رہی ہیں' اجازت دو میں مصائب کے دو لفظ کہہ کے آغاز کروں۔

یزید (لعنت) تخت نشین ہوا' نہ ہوتا یہ تخت نشین...... نہ زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا'

دو چار لفظ' پہلی مجلس ہے زیادہ دیر تکلیف نہیں دیتا کل سے بہت زیادہ مصائب پڑھیں گے' انشاء اللہ! یزید تخت نشین ہوا' مالی سبطین سے پڑھ رہا ہوں' یزید تخت نشین ہوا جب معاویہ مر گیا' یزید موجود نہیں تھا شکار کھیلنے گیا ہوا تھا' معاویہ نے ایک وصیت لکھوائی' اس نے وصیت میں لکھوایا کہ میں نے بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں' اسلام کی' تجھے زیادہ کوششیں نہیں کرنا پڑے گی۔ تخت سنبھالتے ہی چار آدمیوں سے فوری طور پر بیعت لینا' پہلا عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ دوسرا عبداللہ ابن زبیرؓ تیسرا عبداللہ ابن عمرؓ چوتھا حسینؑ ابن علیؑ۔

اس نے وصیت میں لکھا کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر اگر تیرے ساتھ مل جائے تو بہت اچھا ہے' اس پر اعتماد کر لینا' عبداللہ ابن زبیر پر اعتماد نہ کرنا' عبداللہ ابن عمر تجھ سے بھاگ جائے گا' ایک شخصیت ہے حسینؑ اس نے رسولؐ کی زبان چوسی ہے' بتولؑ کا دودھ پیا ہے' اس کی رگوں میں علیؑ کا خون ہے' وہ تیری بیعت نہیں کرے گا' کوشش کرنا رات کے اندھیرے میں خاموشی کے ساتھ قتل کر کے اس کے قتل سے بری الذمہ ہو جانا ورنہ سارے مسلمان تیرے خلاف ہو جائیں گے' میں نے مالی السبطین کا

حوالہ دیا ہے۔

یزید واپس آیا' اس نے وصیت پڑھی' اس نے خط لکھا' گورنر مدینہ ولید کو' مروان اس کا مشیر تھا' اس نے خط میں لکھا کہ یہ چاروں اس وقت مدینے میں ہیں' عبداللہ ابن عمر' عبدالرحمٰن ابن ابوبکر' عبداللہ ابن زبیر اور حسین ابن علیؑ' جیسے جیسے یزید کے باپ نے لکھا تھا ویسے ویسے اس نے لکھا' چنانچہ ولید نے سپاہی بھیجا۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر گھر سے باہر نہیں نکلا' عبداللہ ابن عمر مدینے سے بھاگ گیا' عبداللہ ابن زبیر نے کہا' کل صبح آیا اور چلا گیا' ایک بچ گیا' زہراؑ کا بیٹا' مظلوم حسینؑ نانا کی قبر پہ بیٹھا قرآن پڑھ رہا تھا۔ (مولا سلامت رکھے' میں پہنچ گیا مصائب کے لئے تیرے مزاج کے مطابق' مصائب کے اس لمحے پر جہاں تیری آنکھیں منتظر ہیں)۔ حسینؑ قرآن پڑھ رہا ہے' سامنے مزار محمدؐ ہے' سپاہی نے آ کے کہا' السلام علیکم یا ابن رسول اللہؐ! حسینؑ نے دیکھا اور کہا کیوں آئے ہو؟ ولید نے دربار میں بلایا ہے' حسینؑ نے قرآن کی رحل بند کی' نانا کی قبر کو دیکھا' ولید کے سپاہی کو دیکھا' عبا کے دامن سے آنسوؤں کو پونچھا اور کہا:

انا للہ و انا الیہ راجعون

مجھے ظہر کی نماز کے بعد سے تیرا انتظار تھا' ولید سے کہنا میں رات کے وقت آؤں گا۔ یہ آواز سنی عباسؑ نے قمر بنی ہاشم نے کہ میرا مولاؑ کہہ رہا ہے کہ میں رات کو آؤں گا۔ گھر میں عباسؑ نے آ کے اکبرؑ سے کہا' عونؑ سے کہا' قاسمؑ کو کہا' محمدؑ کو کہا' ۱۸ شاگرد تھے بنی ہاشم کے' جناب عباسؑ نے بتایا کچھ نہیں' صرف یہ کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں رہنا' میں اللہ اکبر کہوں تو حویلی میں آ جانا' مولا اور حکم۔ عباسؑ کہتے ہیں اس سے آگے میں بھی کچھ نہیں جانتا' بس آ جانا ... ے بنی ہاشم

چلے گئے عشاء کی نماز کے بعد۔

(دو لفظ کہتا ہوں ثانی زہراؑ مہربانی کرے گی سکون کے ساتھ تو سن رہا ہے خود بخود آنسو آئیں گے)۔

عادت تھی جناب حسینؑ کی نماز عشاء سے فارغ ہو کر شریکۃ الحسینؑ بی بی زینبؑ کے حجرے کی طرف آتے بی بیؑ حجرے میں نہیں ہوتی تھی نماز ختم کر کے بی بی زہراؑ کی حویلی میں دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو جاتی حسینؑ مسجد سے واپس آتے کافی دیر تک حسینؑ کی پیشانی چوم کے واپس آتی۔

آج کافی دیر ہوگئی حسینؑ مسجد سے واپس نہیں آئے کھڑی رہی انتظار میں زہراؑ کی حویلی کے دروازے کی اوٹ میں۔ (اللہ تجھے وہ زیارتیں نصیب کرے مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے میں جناب زہراؑ کا گھر دیکھ آیا ہوں)۔

کافی دیر کھڑی رہی جب کافی دیر ہوگئی آسمان کی طرف دیکھ کے کہتی ہے بار الٰہی خیر ہو رات کافی ہو گئی ہے حسینؑ نہیں آیا۔ نماز سے فارغ ہو کے بنی ہاشم گھروں کو چلے گئے حسینؑ نانا کی قبر کے پاس آیا آواز آئی نانا میرا سلام ولید نے دربار میں بلایا ہے لگتا ہے تیری حاضری میں دن کم رہ گئے نانا میں حسینؑ دو تین دن کا مہمان ہوں تیرے شہر میں...... روتے روتے غش کر گیا حسینؑ حسینؑ نے خواب میں کیا دیکھا جلدی سے اٹھا جلدی اپنی ماں زہراؑ کے دروازے پر آیا دروازہ بھاری نظر آیا پوچھا کون ہے؟ آواز آئی کون ہو سکتی ہے میں تیرے حصے کی بہن زینبؑ ہوں.... حسینؑ روتا رہا ہے بی بیؑ کہتی ہے نہ رو تین چار راتیں ہو گئی ہیں میں دیکھتی ہوں تہجد کی نماز سے پہلے اٹھ اٹھ گھر سے باہر جا کے اللہ جانے تو کیوں روتا ہے۔

تیرا حال تیری آنکھیں تیری بہن سے چھپی ہوئی نہیں ہیں بتلا

حسینؑ تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ دونوں ہاتھ بی بی زینبؑ کے سر پر حسینؑ زینبؑ کی چادر پر بوسہ دے کے کہتا ہے زینبؑ بہن' ولید نے مجھے دربار میں یاد کیا ہے۔ (میں پڑھ گیا مصائب) دربار کا نام آیا' سیدو! مجھے معاف رکھنا' بی بیؑ تڑپ گئی' آواز آئی' دربار......تو......اور......رات' حسینؑ کہتا ہے' یہ مدینہ ہے میں حسینؑ ہوں' بی بی زینبؑ رو کے کہتی ہے' حسینؑ کچھ ہو' جب سے اماں زہراؑ دربار سے خالی لوٹ کے آئی ہے' دربار سے اعتماد اٹھ گیا ہے' جب سے حسنؑ بھائی کا جنازہ واپس آیا ہے مسلمانوں پر اعتماد نہیں رہا...... نہیں جانے دیتی...... حسینؑ نے کہا' زینبؑ بہن میں جانتا ہوں' میرا قاتل ولید نہیں' میرا مقتل مدینہ نہیں...... میرا مدفن مدینہ نہیں۔

جب کہا تا کہ میرا مدفن مدینہ نہیں' بی بیؑ نے کہا ضرور جانا ہے' لیکن ضمانت دے کے جا' واپس آئے گا' جب ضامن کا نام آیا' رونے والو! حسینؑ نے زینبؑ کے چہرے کو دیکھا' آواز آئی' زینبؑ بہن میں جو کہہ رہا ہوں' ولید میرا قاتل نہیں' میں جو کہہ رہا ہوں مدینہ میرا مقتل نہیں' میں جو کہہ رہا ہوں مدینہ میرا مدفن نہیں' بی بیؑ کہتی ہے میں جو کہہ رہی ہوں ضامن دے کے جا۔

حسینؑ کہتا ہے میں ضامن کیسے دوں؟ بی بیؑ کہتی ہے میں ضامن کے بغیر جانے نہیں دوں گی۔ حسینؑ جانے لگا' بی بیؑ کا ہاتھ حسینؑ کی عبا کے دامن میں آیا......

اللہ جانے کیسے گزر رہی تھیں' حضرت عباسؑ کی زوجہ نے کھڑے ہو کر دیکھا' بی بیؑ کا ہاتھ عبا کے دامن میں' حسینؑ کہتے ہیں مجھے جانے دے' بی بیؑ کہتی ہے بغیر ضمانت کے نہیں جانے دوں گی۔ یہ منظر دیکھ کے زوجہ حضرت عباسؑ آئی عباسؑ کے حجرے میں' عباسؑ سویا ہوا ہے' سینے پہ فضلؑ بیٹھا ہوا ہے' عباسؑ کبھی فضلؑ کا بایاں

رخسار چومتا ہے کبھی دایاں رخسار چومتا ہے بی بیؑ نے حجرے کی دہلیز پہ بیٹھ کے زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں فضلؑ نے دیکھا ماں کو آواز دی بابا دیکھ میری ماں زمین پر بیٹھی ہے تڑپ کے اٹھا عباسؑ " آواز آئی میری زندگی میں زمین پہ کیوں بیٹھی ہے؟ بی بیؑ رو کے کہتی ہے عباسؑ تو جانے اور فضلؑ جانے مدینہ اجڑ رہا ہے آواز آئی کیا ہوا؟ آواز آئی میں دیکھ آئی ہوں زہراؑ کی حویلی میں حسینؑ کہتا ہے جانے دے زینبؑ کہتی ہے کوئی ضمانت دے۔ عباسؑ نے فضلؑ کو سینے سے ہٹایا عباسؑ اٹھا عباسؑ باہر آیا تلوار ہاتھ میں جلال کے عالم میں۔ (اللہ جانے تم سمجھو یا نہ سمجھو) جب عباسؑ جلال کے عالم میں زہراؑ کی حویلی میں آتا تھا زمین میں زلزلہ آتا تھا ادھر زلزلہ آیا ۱۸ جوانان بنی ہاشم ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے اپنے حجرے سے باہر آئے ادھر دروازے میں یہ عالم ہے حسینؑ کہتا ہے جانے دے بی بیؑ کہتی ہے نہیں جانے دوں گی ضمانت دے کے جا ادھر عباسؑ آیا بی بی زینبؑ نے حسینؑ کو دیکھا پھر عباسؑ کو دیکھا عباسؑ کا ایک ہاتھ حسینؑ کے قدموں پہ ایک ہاتھ بی بی زینبؑ کے قدموں پہ آیا۔ جب بی بیؑ نے جھک کے دیکھا عباسؑ ہے عبا کا دامن چھوڑ دیا اور آنسو پونچھ کے کہا حسینؑ اب جا ضامن آ گیا میرا عباسؑ آ گیا۔ عباسؑ کہتا ہے آقا زادیؑ کیا حکم ہے؟ بی بیؑ عباسؑ کو دیکھ کے کہتی ہے عباسؑ حسینؑ کو دیکھ حسینؑ کا عمامہ دیکھ پیشانی دیکھ آنکھیں دیکھ ہاتھ بھی دیکھ جیسا حسینؑ جا رہا ہے ویسا لوں گی۔ (پتہ نہیں تیری سمجھ میں آئی میری بات یا نہیں ماشاء اللہ آ گئے اس معیار پر) جیسا دوں گی ویسا حسینؑ لوں گی حسینؑ چلے۔ عباسؑ کہتے ہیں مولاؑ مجھے ساتھ لے چلو حسینؑ نے کہا عباسؑ تو میرے ساتھ آ مولاؑ اٹھارہ بنی ہاشم میرے ساتھ آئیں گے اچھا عباسؑ ولید کے دربار کے نزدیک آیا۔ (جتنا رو چکے ہو کافی ہے آج کے دن ایک گھنٹہ پڑھ چکا

ہوں،ختم کرتا ہوں)۔

ولید کے دربار کے نزدیک آیا حسینؑ، حسینؑ نے کہا عباسؑ یہیں رک جا، عرض کی مولاؑ رکتا نہیں، کیوں عباسؑ؟ مولاؑ ضمانت دے آیا ہوں اپنی آقا زادیؑ کو......

کوئی گستاخ اگر گستاخی کرے عباسؑ سے بی بیؑ ناراض ہو جائے گی، حسینؑ نے کہا عباسؑ مجھے تنہا جانے دے، یہ دروازہ ہے، تو علیؑ کا بیٹا ہے، یہ دروازہ خیبر کے دروازے سے زیادہ وزنی نہیں، مجھے جانے دے، اگر کسی نے گستاخی کی، میں اونچی آواز سے اللہ اکبر کہوں گا، پھر تیری مرضی تو جان دروازہ جانے، اچھا مولاؑ۔ تلواریں نیاموں سے نکلیں، عباسؑ دہلیز پہ بیٹھا، حسینؑ کی آہٹ پر کان ہیں عباسؑ کے، حسینؑ اندر گیا۔ (علم عباسؑ میرے اردگرد ہیں، جیسا میں نے کتابوں میں اپنی گناہگار آنکھوں سے پڑھا ہے ویسا سنا رہا ہوں، کوئی مبالغہ نہیں، کوئی حاشیہ آرائی نہیں، جیسے میں مصائب پڑھنے کا عادی ہوں ویسے پڑھ رہا ہوں، تیری مرضی ہے تو جس انداز میں سنے، میرا کوئی جبر نہیں)۔

حسینؑ آئے دربار میں، ولید نے کرسی پیش کی، حسینؑ بیٹھے۔ (ختم کر رہا ہوں بات، اس سے زیادہ نہیں پڑھوں گا)

ولید کہتا ہے مولاؑ معاویہ مارا گیا، حسینؑ کہتا ہے ہر شخص اپنے ٹھکانے کی طرف جائے گا، یہ ہے حسینؑ کا جواب، کہتا ہے یزید تخت نشین ہو گیا، حسینؑ کہتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ولید کہتا ہے، مولاؑ، یزید نے خط بھیجا ہے، حسینؑ سے کہو کہ وہ میری بیعت کرے ورنہ...... ورنہ کا لفظ تھا حسینؑ کرسی سے اٹھے، ولید کہتا ہے مولاؑ کیا جواب لکھوں...... حسینؑ نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں؟ کیا تو

ہیں' پہلی مجلس ہے مجھے پڑھتے ہوئے)

حسینؑ واپس آیا' عباسؑ کے عمامے گردن میں' کبھی اکبرؑ روکتا ہے عباسؑ' کبھی حسینؑ روکتا ہے عباسؑ کو کہ نہ رو عباسؑ۔ عباسؑ ہاتھ جوڑ کے اتنا کہتا ہے مولاؑ مجھے اتنا بتا دے کہ میری زندگی میں گستاخی کیسے ہوئی؟ حسینؑ کہتا ہے عباسؑ گستاخی کوئی نہیں ہوئی' عباسؑ میں غریب ہوں' مدینے کا چار دن کا مہمان ہوں مدینے میں' عباسؑ میرے ساتھ آ' پیچھے پیچھے عباسؑ' آگے آگے حسینؑ۔

حسینؑ اپنی حویلی میں داخل ہوا' زینبؑ کھڑی تھی دروازے پر' حسینؑ کے چہرے کا رنگ دیکھا' حسینؑ کا عمامہ دیکھا' اکبرؑ سے کہتی ہے جا شمع لے آ' میرا عباسؑ کہاں ہے؟ عباسؑ کی حالت کیا ہے؟ عباسؑ کبھی اکبرؑ کے پیچھے' کبھی قاسمؑ کے پیچھے' کبھی عونؑ کے پیچھے' کبھی اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔ بی بی کہتی ہے' میرے سامنے کیوں نہیں آتے عباسؑ؟ اکبر کہتا چچا عباسؑ بی بی زینبؑ بلا رہی ہے۔ عباسؑ کہتا ہے اگر بی بی نے پوچھ لیا کہ عباسؑ تیری زندگی میں تو بھی زندہ رہا اور گستاخی کیسے ہوگئی؟ میں کیا جواب دوں گا؟ عباسؑ سامنے آیا' آنکھیں دیکھیں' پوچھا عباسؑ کیا ہوا؟ بی بی کچھ نہیں' بھائی سے پوچھ' اللہ جانے جو مجھے ہر مرتبہ روک کیوں رہا ہے؟ کیا دوسری دفعہ کیسے؟ بی بی میری عمر ابھی کم تھی' بڑے بھائی حسنؑ کا جنازہ جب واپس آیا تھا' میں دوڑ کے آیا تھا' تلوار لینے کے لئے حسینؑ دوڑ کے آیا تھا مجھے روکنے کے لئے کہ عباسؑ کو تلوار نہ دینا' اس نے مدینے میں نہیں لڑنا۔ حسینؑ' میں نے ٹھیک کہا تھا تو نے مدینے میں نہیں لڑنا' بیٹھ گئے بہن بھائی' بی بی کہتی ہے کیا کہا ولید نے؟ حسینؑ کہتا ہے' انہوں نے کہا کہ بیعت کر۔ بیعت کا نام سنا بی بی زینبؑ کھڑی ہوئی'

آواز دی' حسینؑ تو نے کیا جواب دیا؟ حسینؑ کہتے ہیں زینبؑ بہن تو بتا مجھے کیا جواب دینا چاہئے؟ علیؑ کی بیٹی کہتی ہے نہیں بیعت نہیں کرنی۔ حسینؑ کہتا ہے بہن تو پھر وطن چھوڑنا ہوگا' بی بی کہتی ہے میں حاضر۔ حسینؑ کہتے ہیں میری لاش پر اترنا ہوگا' بی بی کہتی میں حاضر۔ حسینؑ کہتے ہیں یہ چادر نہیں بچے گی' بی بی کہتی ہے "چادر بچے نہ بچے اسلام بچ جائے"۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

☆☆☆

مجلس دوئم

مدینے سے کربلا تک

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں......!

مزاج معلیٰ کی نفاستوں پر ناگوار نہ گزرے تو ایک دفعہ پھر صلواۃ پڑھیں' تاحد نگاہ دیوانگان فاتح کرب و بلا کا ہجوم ہے' اس دور میں ہمارے پاس خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے صرف صلواۃ پڑھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں' صلواۃ اتنی بلند پڑھیں جتنے آلِ محمدؐ بلند ہیں.....

میری رات کی گفتگو سے جن دوستوں نے' جن احباب نے میری حوصلہ افزائی فرمائی' میں ان کا ممنون ہوں' لیکن وہ بات تنہا میری بات نہیں تھی' میری قوم کی بات تھی' یہ قوم ان اصولوں پر مرتب ہے جو اصول صدر نشین' بزم زیرک نے ترتیب دیئے۔ رات میں محسوس کرتا رہا ہوں کہ یا تو آپ کے ذہنوں میں سوالیہ نشانات تھے' جن کی وجہ سے زیادہ تر آپ خاموش رہے اور آج شاید گرمی کی وجہ سے خاموشی ہو' لیکن آلِ محمدؐ گواہ ہیں کہ میں نے ہر مجلس کو زندگی کی آخری مجلس سمجھ کر پڑھا ہے اور میں زندگی اور موت کا وارث حسینؑ کو سمجھتا ہوں' کسی کا زرخرید نہیں۔ صلواۃ اتنی بلند

پڑھیں جتنا آپ کے ذہنوں میں حسینؑ بلند ہوسکتا ہے۔

استبداد کے ہر دور میں یا تو حسینؑ نے انسانیت کو چھڑایا ہے یا حسینؑ والوں نے (کوئی لفظ میرا ضائع نہ ہو) حسینؑ یقین' عقیدے اور عمل کے امتزاج کا نام ہے' حسینؑ انسان نہیں ''انسانیت'' ہے۔(سلامت رہیں آپ)

حسینؑ ذہن نہیں ''ذہنیت'' ہے' حسینؑ آدمی نہیں ''آدمیت'' ہے' حسینؑ صرف پابند شریعت نہیں بلکہ خود ''شریعت'' ہے......

ہاں حسینؑ کو ہر دور نے سلامی دی ہے' میرا دور بھی حسینؑ کو سلامی دیتا ہے' جس دور میں کہیں نہ کہیں یزیدیت نے سر اٹھایا' اگر اس سے ٹکرا کے اس کو فضاؤں میں پاش پاش کیا ہے تو حسینؑ نے۔

(ذرا جاگتے آؤ' ذرا جاگتے آؤ' میرے ساتھ ساتھ)

جہاں بھی یزیدیت نے سر اٹھایا' حسینؑ نے اسے پاش پاش کیا' جو دوست نہیں سمجھے سمجھائے دیتا ہوں۔ (نہیں آپ تو سمجھ گئے میرے سامنے والے نہیں سمجھے)

اس دور میں بھی حسینؑ نے بتایا کہ میرا دشمن جس دور میں ہوگا نہ اسے زمین پناہ دے گی نہ آسمان جگہ دے گا۔(سلامت رہیں) حسینؑ نے اسے پاش پاش کر دیا' نہ آسمان جگہ دیتا ہے' آسمان میرے نانا کی جاگیر ہے' میں اس کا نواسہ ہوں' میرے دشمن کو نہ آسمان جگہ دے گا' نہ زمین پناہ دے گی' جہاں عزرائیلؑ ملے گا' شکار کر لے گا' چاہے گھر میں ہو' حضر میں ہو' سفر میں ہو' جہاز میں ہو' کہیں بھی ہو' ٹھیک ہے نا وہ کیا ان کے باپ دادا کا بھی یہی انجام ہوا؟ ہر دور میں حسینؑ سے ٹکرانا آسان نہیں' یزید جتنا کلیجہ چاہیے حسینؑ سے ٹکرانے کے لئے' سمجھ گئے' یزید جتنا کلیجہ چاہیے' جیسے محمدؐ سے ٹکرانے کے لئے ابوجہل جیسا کلیجہ چاہیے' علیؑ سے ٹکرانے کے لئے مرحب جتنا بڑا

کلیجہ چاہئے' اسی طرح حسینؑ سے ٹکرانے کے لئے کم از کم یزید جتنا کلیجہ چاہئے' وہ تیرے پاس نہیں کیونکہ تو...... معاویہ کا بیٹا نہیں۔

عقل فروغ دیں ہے تدبر حسینؑ کا
وجہ زوال کفر سیاست حسینؑ کی
اس بادشاہ دیں کی حکومت کی حد نہ پوچھ
جنت ہے صرف ایک ریاست حسینؑ کی

(نعرۂ حیدری)

(بڑی نوازش سلامت رہو' اسی طرح جاگتے آؤ' شاہ جی آپ کی فرمائش پر)

''شبیرؑ اگر دل میں تیرا نقش قدم ہے''

(توجہ میری جانب' کوئی لفظ میرا ضائع نہ ہو' کربلا گامے شاہ کے عالمی اجتماع میں میرا لفظ ضائع ہو)۔

شبیرؑ اگر دل میں تیرا نقش قدم ہے
کچھ خوف ہے محشر کا نہ اعمال کا غم ہے
یہ بھید کھلا حرؑ کے مقدر سے جہاں میں
جنت تو تیرے ایک تبسم سے بھی کم ہے

(نعرۂ حیدری)

(سلامت رہو' آپ کے ذہنوں میں علیؑ بلند ہوسکتا ہے' اتنا بلند نعرہ سنائیں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ حیدری)...... اب تک الجھ رہا ہے یزیدی ہجوم سے۔

جاگتے آؤ' اس وقت میں حسینؑ کا واسطہ اللہ کو بھی دوں تو وہ بھی نہیں ٹھکرائے گا' کربلا گامے شاہ ہے' دو محرم ہے' تین محرم کا چاند طلوع ہو چکا ہے' اگر اس

وقت حسینؑ کا واسطہ اللہ کو دوں وہ نہیں ٹھکرائے۔ میں ہر ایک مومن کو حسینؑ کا واسطہ دے کے کہتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ ضائع نہ کرنا۔

اب تک الجھ رہا ہے یزیدی ہجوم سے
شبیرؑ تو نے دین کو غازی بنا دیا
تجھ پہ درود پڑھ کے پہنچتی ہے حق کے پاس
تو نے نماز کو بھی غازی بنا دیا

(نعرۂ حیدری)

مرضی ہے تیری فکر میں ترمیم کر نہ کر
سلطان عقل و عشق کو تسلیم کر نہ کر
بچپن میں دیکھ لے ذرا دوش رسولؐ پر
پھر تو میرے حسینؑ کی تعظیم کر نہ کر

(نعرۂ حیدری)

دکھ ہوتا ہے جب حسینؑ کا مقابلہ انسانوں سے کرتے ہو۔ حسینؑ کا مقابلہ نبیوں سے کرو۔ (تھک گئے ہو سن رہے ہو۔ اچھی طرح سے سنو حسینؑ تمہیں سلامت رکھے) حسینؑ کا مقابلہ انبیاءؑ سے کرو۔ حسینؑ کا مقابلہ کرنا ہے تو آدمؑ سے کرو۔ آدمؑ سے کرو حسینؑ کا مقابلہ (حضور پوری توجہ۔ ارباب دانش۔ صاحبان فکر پوری توجہ۔ حسینؑ کا مقابلہ آدمؑ سے کرو)۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں
آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں

انصاف چاہتا ہوں میں دنیا کے ممتحن
صبر خلیل کے تو سبھی زاویے تو گن
لیکن سکون شاہ بھی دیکھ امتحان کے دن
سب کچھ لٹا کے بھی میرا مولا ہے مطمئن
اکبرؑ وہ سو رہا ہے یہ اصغرؑ کی قبر ہے
شبیرؑ چپ کھڑے ہیں یہ میزان صبر ہے

آج میں کوئی تقریر نہیں کرتا' چونکہ آنکھیں رو پڑیں' اگر فضائل پڑھتے ہوئے مومن رو پڑیں تو مجھے بزرگوں نے سمجھایا ہے' اس وقت مصائب پڑھ چونکہ بی بی زینبؑ یہی چاہتی ہیں۔

اگر اجازت دو تو رو لیں' میرے معیار سے بہت زیادہ مجمع ہے' میری توقع سے بڑھ کر آئے ہو' آؤ پرسہ دیتے ہیں۔ میں دیتا ہوں زہراؑ کی بیٹی' اگر وقت ملے تشریف لے آ' تو ترستی گئی ہے ۴۵۹۶ میل میں' دو دو لاکھ کے ہجوم میں' کوئی حسینؑ کا پرسہ دے؟ کسی نے تجھے پرسہ نہیں دیا' آ...... آج ہم اتنے مومن اتنی مومنات جمع ہیں' چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کے آئے ہوئے مومن' دور دور سے آئے ہوئے ہیں مومن' درد ہے ان کے دل میں حسینؑ کے اجڑنے کا' قہر ہے ان کے سینے میں حسینؑ کی' آ بی بی تشریف لے آ۔

علیؑ کی قسم......!

۴۵۹۶ میل ۳۶ شہر' ۲۷ بازار' ۱۴۴ گلیاں' ۲۸۸ موڑ' دو دو لاکھ کے ہجوم میں زہراؑ کی بیٹی دیکھتی تھی کوئی مجھے کہے گا' تیرے حسینؑ کا افسوس ہے' تیرے اکبرؑ کا افسوس ہے۔ مصائب کا موسم ہے' مصائب کی رت ہے' آ بی بی ہم پرسہ دیتے ہیں'

ہمیں نہ گھر پیارا ہے نہ نیند پیاری ہے' تو اگر کربلا میں دس راتیں جاگتی رہی ہے آقا زادی' ہم بھی جاگ رہے ہیں۔ سیدوں سے خصوصی اجازت لے کے بانیان مجلس سے خصوصی اجازت لے کے بھیک مانگنے کی راتیں ہیں' دعائیں منظور کرانے کی راتیں ہیں' قیمت ایک آنسو ہے' شبیرؑ کے غم میں ایک آنسو تیری آنکھ سے بہہ جائے' تیرے دل میں جو دعا ہے' بی بی زینبؑ کہتی ہے بارالٰہی اس نے میرے بھائی کو گھوڑے سے اترتے نہیں دیکھا' اس نے شمر کو سکینہؑ کے دُر اتارتے ہوئے نہیں دیکھا' اس نے اکبرؑ کے سینے میں برچھی لگتے ہوئے نہیں دیکھی' اس نے ۵۷ سال کے ضعیف باپ کو جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالتے ہوئے نہیں دیکھا' یہ سن کے رو رہا ہے' اگر یہ کربلا میں ہوتا' ایک میری چادر کوئی نہ چھینتا' سکینہؑ کو طمانچے کوئی نہ مارتا' اس کے دل میں جو دعا ہے خالق اسے پورا کر دے۔ (سلامت رہو)

۲۸ رجب سن ۶۰ ہجری!

۲۸ رجب ۶۰ ہجری مغرب کی نماز کے بعد زہراؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ اچانک بند ہو گیا۔

(سلامت رہو' مولاؑ تمہیں کسی غم میں نہ رلائے)

زہراؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ بند ہوا' ۲۸ رجب ۶۰ ہجری مغرب کی نماز کے بعد' کائنات کے شریف ترین خاندان کا چالیس دروازہ بند ہوا' چالیس گھروں کی چابیاں چھ سال کی بیمار صغریٰ کے ہاتھوں پہ آ گئیں۔ (میں تیرا نوکر ..... میں پھر پڑھتا ہوں) چالیس دروازوں کی چابیاں چھ سال کی بیمار بیٹی جناب صغریٰؑ کے ہاتھ میں آ گئیں' (مولاؑ تیرے چھ سال کے بچوں کی عمر دراز کرے' اگر چھ سال کی بچی بیمار ہو' کوئی دوائی نہ لیا کر' کوئی دوا نہ لیا کر اسے بستر بیماری پر سلا کے مدینے کی طرف منہ

حسینؑ خاموش' عباسؑ کہتے ہیں ٹھیک ہے مولاؑ میں تیرا بھائی نہیں' میں تیرا غلام ہوں' لیکن غلاموں سے اتنی نفرت تو اچھی نہیں۔ آواز آئی کون سی نفرت؟ آواز آئی تیری بہنیں جائیں' میری بہن رقیہؑ کیوں نہ جائے؟ آواز آئی لکھ رقیہؑ بنت علیؑ اسیرہ شام۔ بہنوں کے نام لکھے گئے' عباسؑ اب میرے بیٹوں کا نام لکھ' عباسؑ نے سجادؑ کا نام لکھا' اکبرؑ کا نام لکھا' اصغرؑ کا نام لکھا' روتا رہا' عباسؑ۔ حسینؑ کہتا ہے' اب میری بیٹیوں کے نام لکھ' سکینہؑ بیٹھی ہے حسینؑ کی آغوش میں' کہتی ہے بابا پہلے میرا نام لکھ میں تیرے ساتھ ضرور جاؤں گی۔ حسینؑ کہتا ہے لکھ فاطمہ کبریٰؑ' عباس نے لکھا فاطمہ کبریٰؑ' سکینہؑ کہتی ہے چچا لکھ فاطمہ صغریٰؑ' حسینؑ کہتا ہے نہ سکینہؑ' صغریٰؑ نہیں جائے گی' سکینہؑ نے جھولی چھوڑی' دونوں ہاتھ بابا کی گردن میں ڈال کے کہا' بابا صغریٰؑ بیمار ہے' اس کی سگی ماں کوئی نہیں' اسے کون دلاسے دے گا' بابا تجھے اکبرؑ کا واسطہ صغریٰؑ کو ساتھ لے چل۔ (سلامت رہو)

(روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ' میں نوکر)

بابا اسے ساتھ لے چل' آواز آئی سکینہؑ صغریٰؑ نے نہیں جانا' نانا کے مزار پر چراغ کون جلائے گا؟ سکینہؑ نے بابا کی جھولی چھوڑی' دوڑ کے آئی جناب ام ربابؑ کے حجرے میں' صغریٰؑ سوئی ہوئی ہے' بڑی بہن ہے صغریٰؑ' چھوٹی ہے سکینہؑ' اندازہ لگاؤ ایک بہن جو چھوٹی ہے وہ سفر پر جا رہی ہے' بڑی سفر پر نہیں جا رہی' سفر کیسے گزرے گا؟ سکینہؑ نے صغریٰؑ کو سلام کیا' صغریٰؑ میرا سلامؑ آ سکینہؑ بہن...... صغریٰؑ کیا حال ہے بیماری کا؟ آواز آئی ماں ربابؑ نے مجھے اپنی ماں بھلا دی' جب کہا نا کہ مجھے ماں بھلا دی اماں ربابؑ نے' سکینہؑ کہتی ہے اچھا' آواز آئی سکینہؑ بہن تیرا شکریہ\ جتنی دیر کے لئے تو اماں ربابؑ کی آغوش میں بیٹھا کرتی تھی اب تو نہیں

بیٹھتی، وہی وقت مجھے اماں رباب ؑ دیتی ہے، میں تیری شکرگزار ہوں۔ بہن کی پیشانی چوم کے سکینہ کہتی ہے، آج کی رات...... صغریٰ ؑ کہتی ہے سکینہ ؑ خاموش کیوں ہو گئی ہو؟ سکینہ ؑ کہتی ہے، آج کی رات ہم سفر پہ جا رہے ہیں، کون کون جا رہے ہیں؟ سکینہ ؑ کہتی ہے سارے، کہاں جا رہے ہو؟ بابا کہتا ہے عراق جائیں گے۔ صغریٰ ؑ کہتی ہے اچھا ہے آب و ہوا تبدیل ہو جائے گی، بیمار ہوں میں بھی ساتھ جاؤں گی، سکینہ ؑ رو کے کہتی ہے تو ساتھ نہیں جا رہی، صغریٰ ؑ تڑپ کے اٹھی، آواز آئی میں ساتھ کیوں نہیں جا رہی؟ آواز آئی فہرست دیکھ آئی ہوں، جانے والوں کی فہرست بن رہی ہے، صغریٰ ؑ تیرا نام فہرست میں نہیں۔ صغریٰ ؑ کہتی ہے فہرست کون بنا رہا ہے؟ چاچا عباس ؑ نام کون لکھوا رہا ہے؟ بابا حسین ؑ، صغریٰ ؑ کہتی ہے میرا بھائی اکبر ؑ کہاں ہے؟

آواز آئی میرا بھائی اکبر ؑ کہاں ہے؟ آواز آئی اکبر ؑ نہیں ہے، صغریٰ ؑ کہتی ہے سکینہ ؑ احسان کر میرے اکبر ؑ کو تلاش کر کے لا، اسے کہہ بیمار بہن تجھے ڈھونڈ رہی ہے، بیمار بہن بلا رہی ہے۔ سکینہ ؑ نے دیکھا اکبر ؑ کہیں نہیں ملا، آواز آئی صغریٰ ؑ اکبر ؑ کہیں نہیں ملا۔

بن گئی فہرست (دوستو! زیادہ طول نہ کروں مصائب میں، تیری آنکھیں بادل بن کے برس رہی ہیں، مولا تیرے آنسو قبول کرے، میں سید ہوں، مجھے معاف کر دینا، سیدوں سے معافی مانگ کے دو لفظ کہتا ہوں) بن گئی فہرست، زہرا ؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ بند ہوا، ہر بی بی آتی ہے چابی لے کے جناب رباب ؑ کے حجرے میں صغریٰ ؑ کو دیکھتی ہے، آنکھوں سے برسنے لگتا ہے پانی...... منہ پھیر لیتی ہے، منہ دوسری طرف کر کے ہاتھ بڑھا کے صغریٰ ؑ کے بستر پر چابی رکھتی ہے، باہر جا کے دیوار کی ٹیک لگا کے ہر مستور کی چیخ نکل جاتی ہے۔ جب ساری مستورات نے چابیاں دیں، آخر میں بی بی

۲۵۰ محمل تھے جن میں ۵۳ اونٹوں پر محمل تھے' کچھ اونٹ خالی تھے۔ ۷۰ اونٹوں پر سامان اور خیمے لادے گئے' ۴۰ اونٹوں پر سامان خورد ونوش' ۳۰ اونٹوں پر مشکیزوں میں پانی' ۵۳ اونٹوں پر محمل جن پر زہراؑ کی بیٹیاں سوار ہوئیں' ۱۲ اونٹوں پر پتہ نہیں سن سکو یا نہ سن سکو' میں کتاب کا حوالہ دے کے کہہ رہا ہوں۔ (غلط پڑھوں بی بی زینبؑ میری شفاعت نہ کرے' دوعلم میرے گواہ ہیں' کہتا ہے ۱۲ اونٹ ایسے تھے) عبداللہ کہتا ہے میں نے پوچھا ان پر کیا ہے؟ رو کے کہتے ہیں ان بارہ اونٹوں پر زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں ہیں' زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں ہیں' بارہ اونٹوں پر'(اگر تیرا عشق مکمل ہو گیا تو میرا ذمہ کوئی نہیں' ورنہ تو اٹھ کے ماتم کرے گا)۔

کہتا ہے ۷۰ اونٹوں پہ خیمے' ۴۰ اونٹوں پہ سامان خورد ونوش' ۳۰ اونٹوں پر پانی کے مشکیزے' ۵۳ محمل پہ زہراؑ کی بیٹیاں اور باقی سید زادیاں اور بچے' بارہ اونٹوں پہ زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے دیکھا ۴۵ اونٹ ایسے ہیں جن پر بہت سامان لادا گیا' میں نے پوچھا وہ تو مشکیزے ہیں' وہ خیمے ہیں' وہ سامان خورد ونوش ہے' وہ چادریں ہیں' ان ۴۵ اونٹوں پر کون سا سامان ہے؟ (زہراؑ کی بیٹی میں تجھ سے معافی مانگ کے ایک فقرہ کہتا ہوں' میرا پچاس ہزار کا مجمع سن کے اللہ جانے تجھے پرسہ دے نہ دے' یہ تیری قسمت) عبداللہ کہتا ہے ایک نوجوان دوڑتا ہوا آیا' اس نے سلام کیا' میں نے پوچھا ۴۵ اونٹوں پر کیا ہے؟ وہ جوان رو پڑا' تین دفعہ کہا' واغربتاہ ہائے ہماری غربت' میں نے کہا ان ۴۵ اونٹوں پر کون سا سامان ہے؟ جوان رو کے منہ پہ ماتم کر کے کہتا ہے' ہمارا سفر شروع ہے' ۴۵ اونٹوں پر جو سامان ہے ہمارا ایک شہزادہ ہے' ۱۸ سال کا کڑیل جوان علی اکبرؑ ہے' اس کی شادی قریب ہے' اس کی شادی کا سامان کچھ

اس کی ماں نے بنایا ہے' کچھ اس کی پھوپھیوں نے بنایا ہے' یہ سارا سامان علی اکبرؑ کی شادی کا ہے' ہم نے اسے ۴۵ اونٹوں پر سوار کیا ہے۔ (تو کہتا ہے شام غریباں کو کچھ نہیں ہوا) ۴۵ اونٹوں پر تھا علی اکبرؑ کی شادی کا سامان۔

(الحمدللہ مصائب آ گیا ہے' پورے معیار پر' کہو تو یہیں چھوڑ دوں' کہو تو پوری تیاری پڑھوں' اچھا بابا پڑھتا ہوں' تیاری اسی طرح سے تو روتا آ اور سنتا آ' تا کہ مل کے پرسہ دے سکیں)۔

رات ڈھلنے لگی' رات ڈھلنے لگی' حسینؑ باہر آئے' آواز آئی' میرا سفر کا..... سامان لے آ' عمامہ رسولؐ کا حسینؑ نے سر پہ رکھا' رسولؐ کی تلوار حسینؑ کے ہاتھوں پر آئی' دوسرے ہاتھ میں رسولؐ کا عصا ہے۔ عبداللہ ابن لکفان کہتا ہے' اللہ مجھے برباد کرے اگر میں جھوٹ بولوں میں نے زندگی میں پہلی بار یہ محسوس کیا کہ میرے سامنے حسینؑ نہیں رسولؐ کھڑا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا' یہ رسولؐ ہے یا حسینؑ ؟ آواز آئی یہ رسولؐ کا نواسہ حسینؑ ہے۔ حسینؑ نے کہا این این اخیک' میرا قمر بنی ہاشم بھائی عباسؑ کہاں ہے؟ ایک نوجوان آیا' اس نے کہا لبیک یا ابن رسول اللہؐ۔ اس نے دونوں ہاتھ حسینؑ کے قدموں پر رکھے' آواز آئی عباسؑ بھائی جا دیکھ زہراؑ کی بیٹیاں تیار ہوئیں یا نہیں' عباسؑ گئے واپس آئے' عرض کی مولاؑ تیاری ہو گئی مکمل' حسینؑ چلا اٹھارہ بنی ہاشم ساتھ ہیں۔

(اب دعا کرو مجھے موت آ جائے)

اٹھارہ بنی ہاشم ساتھ ہیں' حسینؑ اندر آئے' جیسے جیسے حسینؑ اندر گئے' بچے حجروں سے نکل کر حسینؑ کا ہاتھ چومنے لگے۔ کوئی کہتا ہے چاچا میں ساتھ چلوں گا' کوئی کہتا ہے ماموں میری تیاری مکمل ہو گئی' کوئی کہتا ہے میری اماں تیار ہو گئی'

حسینؑ سب کو چھوڑ کے اٹھارہ بنی ہاشم کو ساتھ لے کے بی بی زینبؑ کے حجرے کے دروازے پر آئے' حسینؑ کی چیخ نکلی:

السلام علیک یا ایها الصابرة و المجاهدة

''اے میری صابرہ اور مجاہدہ بہن سلام ہو''

آ زینبؑ باہر آ' آدھی رات کا وقت تھا' بی بی زینبؑ کا ایک قدم باہر آیا' ۳۲ سال کا عباسؑ پاؤں میں نعلین نہیں' سر پہ عمامہ نہیں' عباسؑ زور زور سے کہتا ہے آقا زادیؑ ابھی باہر نہ آنا' ابھی اندر رہنا' بی بی اندر گئی' ۳۲ سال کا عباسؑ زہراؑ کی حویلی میں چکر لگا لگا کے دونوں ہاتھ بلند کر کے بار بار کہتا ہے' الحجاب' الحجاب' پردہ پردہ...... حسینؑ کہتا ہے عباسؑ کسے کہہ رہے ہو؟ آواز آئی مولاؑ آسمانی مخلوق سے کہہ رہا ہوں' پردہ کر جاؤ' ثانی زہراؑ باہر آ رہی ہے۔ (اللہ جانے سنو یا نہ سنو) زینبؑ باہر آ رہی ہے۔

(دیکھو! میری طرف جتنے مومن رو رہے ہو' دولحوں کے لئے میری طرف دیکھو' میں ختم کروں مولاؑ تمہارے بچوں کی زندگیاں دراز فرمائے)۔

جب عباسؑ نے کہا الحجاب' ہائے او زینبؑ تیری قسمت' ہائے او زینبؑ تیرا رتبہ۔

' زینبؑ پیدل نہیں تھی' زینبؑ کا رتبہ کیا تھا؟ قبلہ جب عباسؑ کہہ چکا' الحجاب......الحجاب......الحجاب......

عباسؑ کہتے ہیں آقا زادیؑ اب باہر آ۔

بی بی زینبؑ نے باہر قدم رکھا (میری اولاد قربان ہو جائے' مجھے موت آ جاتی یہ لفظ نہ کہنا پڑتا' اے میری ماؤں' بہنو! تمہاری چادریں سلامت رہیں) بی بی

زینبؑ نے قدم باہر رکھا' حسینؑ نے ہاتھ تھاما' دایاں بازو حسینؑ نے پکڑا' بایاں بازو علی اکبرؑ نے پکڑا' اٹھارہ بنی ہاشم نے ہاتھوں میں ہاتھ ملائے' سب کے ہاتھوں کے سائے میں بی بی زینبؑ چلی۔

پہلا قدم زینبؑ نے رکھا حسینؑ نے یٰسین پڑھی' عباسؑ نے مزمل پڑھی' اکبرؑ نے سورۂ الحمد تلاوت کی' عونؑ ومحمدؑ نے سورۂ کوثر پڑھی' ہر فرد اپنے اپنے حصے کی آیت پڑھتا ہے۔ بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' دایاں ہاتھ ہے بی بی زینبؑ کا حسینؑ کی عبا میں' بایاں ہاتھ علی اکبرؑ کی عبا میں' بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' (اللہ جانے کہاں مصائب ختم ہو) بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے (اوسیدو! تم بھی ماتم کرتے آؤ' اس وقت ہر آنکھ رو رہی ہے) ادھر بی بی زینبؑ نے قدم رکھا' ۳۲ سال کا عباسؑ پیچھے مڑ کے زمین پر بیٹھ کے بی بی زینبؑ کے نشانِ قدم مٹا دیتا ہے۔ آواز آئی زینبؑ تیری اپنی قسمت۔ (سلامت رہو' روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ' جی جی میں نوکر)

بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' عباسؑ آگے زمین پر بیٹھ گئے' بی بی زینبؑ کے قدموں کے نشان مٹا دیتا ہے۔

(ایک جملہ سنو گے دعا کرو مجھے موت آ جائے)۔

جب چودہ قدم بی بی زینبؑ اپنی ماں کی حویلی میں چلی' اچانک حسینؑ کی عبا ۴۹
چھوڑ دی' اکبرؑ کی عبا چھوڑ دی' زینبؑ زمین پر بیٹھ گئیں۔ حسینؑ کہتا ہے زینبؑ بہن کیوں بیٹھ گئی ہو؟ رو کے کہتی ہے حسینؑ حسینؑ اور کتنا چلنا ہے؟ میں تھک گئی ہوں۔

حسینؑ رو کے کہتا ہے زینبؑ ابھی سے تھک گئی ہو' تجھے بازاروں میں چلنا ہے اور تجھے درباروں میں جانا ہے اور تجھے گلیوں میں جانا ہے۔

جو بی بی اپنے گھر میں چودہ قدم چل کے کہتی ہے میں تھک گئی ہوں' وہی بی

بی حسینؑ کی لاش پہ چل کے آئی' کربلا سے کوفہ' کوفہ سے دمشق' دمشق سے نو میل بازار...... بازار سے دربار...... دربار میں ساری رات لوگ شراب پیتے رہے' زینبؑ چپ کر کے کھڑی رہی۔ رات گزر گئی' صبح ہوئی ایک سال زندان میں' ایک سال کے بعد پھر دربار' دربار کے بعد' پھر بازار' بازار سے پھر کوفہ......کوفہ کے بعد پھر کربلا' کربلا کے بعد پھر مدینہ' مدینے کے بعد پھر مصر' مصر کے بعد پھر شام' جب دوبارہ شام واپس آئی' آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہے' اب میں تھک گئی ہوں' اب مجھ سے چلا نہیں جاتا' اب میری زندگی ختم ہو جائے' گھر سے باہر آئی۔ (میں پڑھ گیا مصائب' قبلہ' اگر جگر کنٹرول میں ہے تو میں ایک لفظ کہتا ہوں) بی بی زینبؑ باہر آئی' محمل پہ سوار ہونے لگی' عباسؑ نے اپنا دایاں زانو آگے بڑھایا' آواز آئی آقا زادیؑ رکھ قدم سوار ہو محمل میں۔ زینبؑ کہتی ہے سوار نہیں ہوں گی' اکبرؑ آیا' زانوں بڑھایا' آ پھوپھی اماں میں سوار کراؤں' آواز آئی نہ اکبرؑ' قاسمؑ آیا' نہ قاسمؑ میں سوار نہیں ہوں گی' حسینؑ قریب آئے' دیکھ کے کہتے ہیں زینبؑ بہن سوار کیوں نہیں ہوتی؟ آواز آئی حسینؑ مجھے سوار وہ کرے' جو پھر نہیں چھوڑ جائے' (اللہ جانے سمجھ گئے ہو یا نہیں) مجھے سوار وہ کرے جو پھر نہیں چھوڑ جائے۔ حسینؑ کی آواز آئی سجادؑ میرا بیمار بیٹا' آ پھوپھی کو سوار کر' تو وہ ہے جو اسے واپس وطن لائے گا۔ (سلامت رہو بھئی)

ہو گئی محمل میں زینبؑ سوار۔

ہو گئی محمل میں بی بی زینبؑ سوار' جناب کلثومؑ سوار ہو گئی' جناب رقیہؑ سوار ہو گئی۔ حسینؑ کہتا ہے ربابؑ کہاں ہے؟ صغریٰؑ کے حجرے میں ہے' آواز آئی ربابؑ کیا نہیں جانا؟ ربابؑ کہتی ہے کہ مولا انکار تو نہیں...... لیکن یہ بیمار ہے' اسے کیسے چھوڑوں؟ صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ ماں کی گردن میں ڈالے اور کہا اماں سارے

چلے گئے تو نہ جا' تیرا اصغرؑ چھوٹا ہے' گرمی کا موسم ہے' میں بیمار ہوں۔ حسینؑ کہتا ہے صغریٰؑ آنے دے ماں کو...... جب حسینؑ نے کہا نا کہ ماں کو جانے دے' میری بہنیں کافی دیر سے محمل میں انتظار کر رہی ہیں' صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ ماں کی گردن سے نکالے' آواز آئی جا اماں' جب بی بی ربابؑ باہر محمل کی طرف آنے لگی' صغریٰؑ کے حجرے سے' صغریٰؑ نے رو کے کہا اماں میری بات سنتی جا۔ آواز آئی کون سی بات؟ آواز آئی مجھے یقین آ گیا کہ میں یتیم ہوں' اگر میری سگی ماں ہوتی تو مجھے چھوڑ کے نہ جاتی' ربابؑ چلی گئی' قبلہ...... محمل میں' محمل تیار ہوئے' ادھر محمل تیار ہوئے' ادھر صغریٰؑ اٹھی۔

(مولا حسینؑ کا واسطہ میرے آخری لفظ سن لو) صغریٰؑ باہر آئی' کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھی ہے۔ نانی ام سلمیٰؑ کے پاس گئی' آواز آئی نانی! اللہ جانے مسافر واپس آئیں یا نہ آئیں' مجھے دادی زہراؑ کی حویلی میں بڑے دروازے پہ بٹھا دے' دیکھوں تو سہی کیسے جا رہے ہیں مسافر' ام سلمیٰؑ صغریٰؑ کو لے کے دروازے پہ بیٹھ گئی' (اب جگر پتھر کا ہو تو سنے) صغریٰؑ بیٹھ گئی' سب سے پہلے سواری گزری' آواز آئی کس کی سواری ہے؟ آواز آئی صغریٰؑ تیرے بابا حسینؑ کی سواری ہے' بابا میرا سلام' حسینؑ چلا گیا۔ یہ کس کی سواری ہے' یہ عباسؑ کی سواری ہے' نانی اسے کہہ جو تیری کچھ نہیں لگتی وہ سلام کہتی ہے' عباسؑ گھوڑے سے اترا' صغریٰؑ کے قدموں پر ہاتھ رکھ کے کہتا ہے میں تیرا بھی نوکر' تیرے بابا کا بھی نوکر ہوں' سفر کی پہلی منزل پر ناراض کیوں ہوتی ہے؟ صغریٰؑ کہتی ہے کیا ہوتا اگر فہرست میں میرا نام بھی لکھ لیتا' میں تیرے فضلؑ کی کنیز بن کے چلی جاتی۔

(سلامت رہو' روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے' آؤ سنتے بھی آؤ)

نانی اب کس کی سواری ہے؟ شہزادے قاسمؑ کی۔ آواز آئی اچھا مولاؑ اس کی زندگی دراز کرے' قاسمؑ چلا گیا' (یا ثانی زہراؑ مجھے طاقت دے میں انہیں آخری لفظ سنا سکوں) اب کس کی سواری ہے؟ بی بی ام سلمیٰؑ کہتی ہے صغریٰؑ نہ پوچھ' آواز آئی نانی جلدی بتا' مجھے کسی کی خوشبو آ رہی ہے' آواز آئی علی اکبرؑ جا رہا ہے۔

تڑپ کے صغریٰؑ اٹھی' کہتی ہے نانی اسے کہہ چلے جانا' بیمار کہتی ہے ایک لمحہ ٹھہر جا' اکبرؑ ٹھہرا' صغریٰؑ میرا سلام' صغریٰؑ کہتی ہے ہو سکے تو ایک لمحہ گھوڑے سے اتر' اکبرؑ گھوڑے سے اترا' صغریٰؑ کے قریب آیا۔ صغریٰؑ نے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے سر سے چادر اتاری' زمین پر بچھائی' کہا نبیؐ کی شکل والا جوان میرے پاس اور رہا کچھ نہیں' میں بیمار ہوں اس چادر پر بیٹھ' اکبر چادر پر بیٹھا' صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ بلند کیئے' اکبرؑ کے گلے میں دونوں بانہیں حائل کیں' صغریٰؑ نے گردن میں ہاتھ ڈالے' بے ہوش ہوگئی' ادھر اکبرؑ بے ہوش ہوگیا' ادھر اکبرؑ بے ہوش ہوا' کافی دیر دونوں بہن بھائی بے ہوش رہے' ادھر محمل رک گئے' ادھر حسینؑ کی سواری رکی۔ آواز آئی عباسؑ جا کے دیکھ تو سہی اکبرؑ نے دیر کیوں لگا دی؟ عباسؑ آیا' واپس گیا' مولاؑ مجھے معاف کرنا' میں یہ منظر نہیں دیکھ سکتا' مولاؑ آپ خود جائیں' حسینؑ آئے۔ (آخری لفظ مجلس ختم کر رہا ہوں' میں نے خود پر مصائب اوڑھ لیا ہے)

حسینؑ آئے' دیکھا اکبرؑ کے ہاتھ صغریٰؑ کے سینے پر' صغریٰؑ کے ہاتھ اکبرؑ کی گردن میں' دونوں بے ہوش۔ حسینؑ نے جگایا' حسینؑ نے کہا اکبرؑ دیکھ میری بہنیں کتنی دیر سے محمل میں بیٹھی انتظار کر رہی ہیں' اکبرؑ جلدی کر' زینبؑ تھک جائے گی۔ اکبرؑ نے کہا بابا انصاف کر' اپنی بہنیں کتنی پیاری ہوتی ہیں' بابا تیری بہنیں تیرے ساتھ ہیں' اللہ جانے میری بہن جو بیمار ہے دوبارہ مجھے ملے نہ ملے۔ صغریٰؑ اٹھی' آواز آئی' جی بابا

صغریٰؑ اجازت دے اکبرؑ کو۔

صغریٰؑ کہتی ہے جا اکبرؑ میری اپنی قسمت‘ حوالے رب کے‘ اکبرؑ جانے لگا‘ ادھر اکبرؑ جانے لگا‘ اکبرؑ کے دامن میں ہاتھ آیا‘ اکبرؑ نے مڑ کے دیکھا‘ چھ سال کی بیمار صغریٰؑ‘ آواز آئی بابا! ناراض نہ ہونا تو بھی تھوڑی دیر کے لئے رک جا‘ بے شک اکبرؑ کو ساتھ لے جا۔ حسینؑ رک گئے‘ اکبرؑ بھی رک گئے‘ حسینؑ بھی رک گیا‘ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی اکٹھا کرنا شروع کی‘ مٹی اکٹھی کر کے صغریٰؑ نے اکبرؑ سے کہا بھیا یہاں ذرا اپنا پاؤں رکھ دے‘ حسینؑ کہتے ہیں صغریٰؑ کیا کرے گی؟ رو کے کہتی ہے اکبرؑ چلا جائے گا‘ اس کا نقش قدم رہ جائے گا‘ میں بیمار ہوں‘ روزانہ اس کے پاؤں کے نشان پر بوسہ دے کر زندگی کے دن پورے کروں گی‘ (کرتا آ ماتم اب رت ہے مصائب کی) جانے لگا اکبرؑ۔ (بس آخری لفظ سن لیں‘ ہاتھ نہ جوڑیں ختم کرتا ہوں)

اکبرؑ جانے لگا‘ صغریٰؑ کہتی ہے بابا میری ایک گزارش سن‘ میری ایک وصیت سن‘ میں بیمار ہوں اکبرؑ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی‘ میں مر جاؤں گی‘ میری وصیت یہ ہے کہ میری قبر پر تین رشتہ دار نہ آئیں۔ حسینؑ کہتا ہے کون کون سے؟ صغریٰؑ رو کے کہتی ہے بابا پہلا میرا چچا عباسؑ‘ صغریٰؑ اور کون؟ دوسرا میرا بھائی علی اکبرؑ‘ جب کہا نا دوسرا میرا بھائی علی اکبرؑ حسینؑ کہتا ہے‘ تیسرا صغریٰؑ کہتی ہے بابا میری چادر چھوڑ‘ حسینؑ نے چادر چھوڑی‘ چادر سر پر رکھ کر صغریٰؑ چل پڑی...... صغریٰؑ کہاں جا رہی ہے؟ تیسرے رشتہ دار کا نام بتا‘ چھ سال کی بیمار کہتی ہے بابا اگر ناراض نہ ہو تو بھی میری قبر پر نہ آنا۔ حسینؑ کہتا ہے صغریٰؑ تو نے اپنی سنائی ہے‘ ذرا میری بھی سن لے صغریٰؑ کوئی اور آئے یا نہ آئے بابا وعدہ کرتا ہے‘ بابا نہیں آئے گا‘ بابا مارا جائے گا۔

غزیؑ واپس پلٹی، بابا کی گردن میں بانہیں ڈال کے رو کے کہتی ہے بابا یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں تمہیں یتیم کرنے جا رہا ہوں؟

☆......☆......☆

مزاجِ گل شاخِ گل پہ دیکھو، مقامِ خوشبو صبا سے پوچھو
علیؑ کا رتبہ گھٹانے والو، علیؑ کا رتبہ خدا سے پوچھو
لحد میں منکر نکیر پوچھیں گے کچھ تو یہ کہہ کے ٹال دوں گا!
سوال مشکل ہے اے فرشتو، جواب مشکل کشا سے پوچھو

الا لعنة الله على القوم الظالمين

☆☆☆

مجلس سوئم

حضرت فاطمہؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں......!

مزاج معلّیٰ کی نفاستیں برداشت کر سکیں تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں' خانوادۂ زہراؑ کے احسانات کو یاد کر کے "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" بلند آواز سے پڑھیں۔

جہاں تک میری نگاہ کام کر رہی ہے جسے آلِ محمدؐ سے مودۃ ہے' وہ بلند آواز سے صلواۃ پڑھنے میں بخل نہ کرے۔

سارے احباب مل کے صلواۃ پڑھو خاندان زہراؑ پر' بڑی نوازش' بڑی مہربانی' دوست رباعیاں پڑھ رہے تھے میں بھی شعراء کے نعلین بردار کی حیثیت سے ایک رباعی سناتا ہوں۔ آج میرا خیال ہے اتنی گرمی بھی نہیں' حوصلہ افزائی کے لئے تھوڑا تھوڑا میرے ساتھ بولیں۔

اجازت ہے' پڑھوں رباعی۔

محشر میں بھی انمول عقیدے لے کے عوض ہم
بخشش نہ خریدیں تو گنہگار نہ کہنا
جنت میں بھی شبیرؑ تیرے غم کی قسم ہے
ماتم نہ کریں ہم کو عزادار نہ کہنا

(نعرۂ حیدری)

جسے حسینؑ پسند ہے وہ صلواۃ بلند آواز میں پڑھے۔

شمس تبریزؒ سے کسی نے پوچھا ہر وقت علیؑ علیؑ کرتے ہو' قبر میں جاؤ گے' فرشتے سوال کریں گے' کچھ ان کا بھی سوچا ہے؟ تو شمس تبریزؒ نے کہا تھا۔

فشار قبر کو ایسا نڈھال کر دوں گا
میں مشکلوں کی طبیعت بحال کر دوں گا
علیؑ کے نام نے جرات تو دی کہ زیر لحد
میں خود فرشتوں پہ کوئی سوال کر دوں گا

(نعرۂ حیدری)

(بلند صلواۃ پڑھیں سارے حضرات)۔

کائنات کے سب سے سچے انسان نے' صداقت کے ملقب انسان نے' سچائی کے دوسرے نام رکھنے والے انسان نے' وما ینطق کے مصداق انسان نے' جس کی زبان کھلے تو قرآن ترتیب پائے' اس انسان نے' جو چودہ ستاروں میں بکھر کے نکھر جائے اس انسان نے' علیؑ جیسا عظیم انسان جس کی غلامی پہ ناز کرے اس انسان نے' کائنات کے آخری نبیؐ نے...... نبیوں کے سرتاج نے...... سلطان...... نے اللہ جیسے دکھائی نہ دینے والے محب کے محبوب انسان نے' کائنات کے سب

سے سچے انسان نے چند سچوں میں بیٹھ کر زندگی کی آخری سچائی بیان کی۔

کائنات کے سب سے سچے انسان سے چند سچوں میں زندگی کی آخری سچائی بیان کی' رسولؐ نے کہا:

انی تارکن فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی

"انی" میں "تارکن" "تم میں چھوڑ رہا ہوں" "فیکم الثقلین" دو ثقلین یہ عجیب بات ہے' ثقلین ایک ہو تو ثقل' دو ہوں تو ثقلین' یہ عربی کا کلیہ ہے قاعدہ ہے کہ دو ہم وزن' ہم جنس' ہم نام' ہم نسب' ہم مذہب' ہم رنگ' ہم عقیدہ' ہم ملت اکٹھے ہو جائیں تو ان کے نام کے ساتھ "ی" اور "ن" ملا دیا جائے تو ثابت کر دیا جاتا ہے' جیسے "ظہر" سے "ظہرین"' یعنی ظہر اور عصر کی نماز کو ملا دیا جائے تو ظہرین' مغرب اور عشاء کی نماز مغربین' حسنؑ اور حسینؑ حسنینؑ۔

سبط دو ہوں تو سبطین' اس لئے رسولؐ نے کہا کہ میں تم میں ثقلین چھوڑ رہا ہوں' یعنی ہم وزن چیزیں چھوڑ رہا ہوں' نہ ایک دوسری سے زیادہ ہے نہ دوسری پہلی سے کم ہے' دونوں کا رنگ ایک ہے' دونوں کی ترنگ ایک ہے' دونوں کی امنگ ایک ہے' دونوں کی آرزو ایک ہے' دونوں کی گفتگو ایک ہے' دونوں کی جستجو ایک ہے' دونوں کی شکل ایک ہے' دونوں کی عقل ایک ہے' دونوں کا مزاج ایک ہے' دونوں کا معراج ایک ہے' دونوں کی گفتار ایک ہے' دونوں کی رفتار ایک ہے' دونوں کا معیار ایک ہے' دونوں کا آغاز ایک ہے' دونوں کا انجام ایک ہے' دو ثقلین ہیں' دو ہم وزن چیزیں ہیں' دونوں ہم رنگ چیزیں ہیں' ہم مرتبہ چیزیں ہیں' رسولؐ کہہ رہا ہے' جس کی بات پر شک کرنا کفر ہے' اگر ہم شک کریں تو کافر ہو جائیں' رسولؐ کہہ رہا ہے کہ میں تم میں دو ہم وزن چیزیں چھوڑ رہا ہوں' رسولؐ نے ہم وزن کہا' ہو سکتا ہے کچھ دوست اب بھی

نہ سمجھیں ہوں تو کسی زرگر کی دکان پر' کسی سنار کی دُکان سے گزرے ہوں تو اس کے پاس ایک ترازو ہوتا ہے' اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں' زنجیر کے ساتھ وہ ڈنڈی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں' اس کے درمیان میں ایک کانٹا یا سوئی ہوتی ہے' اس سوئی سے درمیان میں ایک نقطہ کے برابر ایک نشان ہوتا ہے۔ سنار کرتا ہے ایک پلڑے میں وزن ڈالتا ہے' رتی' ماشہ' تولہ' دوسرے پلڑے میں وہ سونا چاندی ڈالتا ہے' نہ وزن کو دیکھتا ہے نہ سونے چاندی کو دیکھتا ہے' وہ دیکھتا ہے سوئی کو' نہ ذرا ادھر ہو نہ ذرا ادھر ہو' عین درمیان میں ہو' اسے کہتے ہیں ثقلین' "انی تارک فیکم الثقلین" رسولؐ نے کہا' دو ثقلین چھوڑے جا رہا ہوں' ایک ثقل کا نام ہے قرآن' دوسری ثقل کا نام ہے اہل بیتؑ دونوں ہیں الثقلین۔

اب آپ ثقلین کا معنی بھی سمجھ چکے ہیں' اس مجلس میں میرے سنی بھائی بھی موجود ہیں' حدیث ثقلین دونوں کے نزدیک متفقہ ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں' دونوں کے نزدیک معتبر اور مصدقہ ہے اور غیر متنازعہ ہے' ہر کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ رسولؐ نے فرمایا' دونوں ثقلین ہیں' ایک قرآن ایک اہل بیتؑ' پڑھے لکھے دوستوں سے اگر میں سوال کروں کہ قرآن کتنا سچا ہے تو اس کا جواب ہوگا جتنے اہل بیتؑ (اگر بات سمجھ میں آ جائے تو تھوڑی سی حوصلہ افزائی کر دیا کرو)۔

قرآن کتنا سچا ہے؟ جتنے اہل بیتؑ
اہل بیتؑ کتنے سچے ہیں؟ جتنا قرآن
قرآن کتنا وزنی ہے؟ جتنے اہل بیتؑ
اہل بیتؑ کتنے وزنی ہیں؟ جتنا قرآن
قرآن کتنا عظیم ہے؟ جتنا اہل بیتؑ

اہل بیت کتنے عظیم ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن کتنا حق پہ ہے؟ جتنا اہل بیتؑ

اہل بیتؑ کتنا حق پر ہیں؟ جتنا قرآن

(بولتے آؤ میرے ساتھ)

قرآن کتنا بلند ہے؟ جتنے اہل بیتؑ

اہل بیتؑ کتنے بلند ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن اللہ کو کتنا پیارا ہے؟

اہل بیتؑ اللہ کو کتنے پیارے ہیں؟

قرآن محمدؐ کے کتنے قریب ہے؟

اہل بیتؑ محمدؐ کے کتنے قریب ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن محمدؐ پر کس طرح سے اتارا؟ جس طرح سے اہل بیتؑ

اہل بیتؑ محمدؐ پر کس طرح اترے؟ جس طرح قرآن

قرآن زمین پر کیسے آیا؟ (بولتے آؤ نا میرے ساتھ) جس طرح اہل بیتؑ

اہل بیتؑ زمین پر کس طرح آئے؟ جس طرح قرآن

قرآن کی ایک مسند ہوتی ہے جہاں قرآن رکھتے ہیں جسے کہتے ہیں رحل۔ اگر قرآن کی مسند پر کوئی پہلی' دوسری یا تیسری کی کتاب رکھ دے' (پورے مجمع سے مخاطب ہوں)۔

اگر کوئی قرآن کی مسند پر کوئی پہلی' دوسری' تیسری کی کتاب رکھ دے' چاہے میرا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' ڈانٹ دوں گا' میں کہوں گا مسند قرآن کی بے ادبی ہے' قرآن کی مسند پہ پہلی' دوسری' تیسری کی کتاب......

وہ کہے گا' بابا محکمہ تعلیم کے بہت سے لوگوں نے اس کتاب کی ترتیب دی' سارے سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے' سارے بچے اسے تسلیم کرتے ہیں' سارے استاد اسے تسلیم کرتے ہیں' حکومت مانتی ہے' یہ منتخب کتابیں ہیں' ان کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے' ان پر بہت سی کوششیں کی گئی ہیں...... میں کہوں گا سب کچھ ٹھیک ہے' میں یہ سب کچھ مانتا ہوں لیکن قرآن کی مسند پر کوئی بڑی سے بڑی کتاب بھی نہیں آ سکتی' یہ قرآن کی مسند ہے۔ میرا بیٹا پوچھے گا' بابا کوئی قرآن کی مسند پہ آ بھی سکتا ہے یا نہیں؟ میں کہوں گا' کیوں نہیں۔

قرآن کا پہلا پارہ' قرآن کا دوسرا پارہ' تیسرا' چوتھا' پانچواں' چھٹا' ساتواں آ سکتا ہے' یہ آ سکتے ہیں قرآن کی مسند پہ' یہ قرآن کے پارے ہیں' یہ بھی قرآن ہیں۔

حدیث ثقلین مانتے ہو تو پھر ماننا پڑے گا کہ کوئی کتاب کتنی معتبر کیوں نہ ہو' کتنی بڑی کیوں نہ ہو' پاکستان کے بارہ کروڑ عوام اسے تسلیم کیوں نہ کرتے ہوں' لیکن قرآن کی مسند پر وہ نہیں آ سکتی' پارہ آ سکتا ہے' تو اہل بیتؑ کی مسند پر بھی اہل بیتؑ آ سکتے ہیں' اہل بیتؑ کا کوئی فرد آ سکتا ہے' اس لئے اگر اہل بیتؑ کا کوئی فرد کسی سے کہہ دے اتر آ میرے باپ کے منبر سے...... تو شک نہ کرنا...... کیونکہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

قرآن اور اہل بیتؑ !

قرآن کے مقابلے میں اگر جتنی کتابیں لاؤ گے...... اگر مقابلے میں لاؤ گے تو قرآن حق پر ہوگا' قرآن کے مقابلے میں...... مقابلے میں...... مقابلے میں...... ہم کوئی کتاب لا نہیں سکتے' کیونکہ قرآن حق ہے' اسی طرح اہل بیتؑ کے مقابلے میں بھی کوئی نہیں آ سکتا' اگر مقابلے میں آئے گا تو وہی حشر ہوگا جو قرآن کے مقابلے میں

آنے والے کا ہوگا۔

اہل بیتؑ کسے کہتے ہیں؟ کوئی دیوانہ پھر سمجھے نہ سمجھے اہل بیتؑ کسے کہتے ہیں؟ پڑھا لکھا دوست...... جب میں حج پر گیا...... اس وقت میری سمجھ میں آیا' جن لوگوں نے حج کیا ہوا ہے وہ میرے دوست جانتے ہیں' جب مکے میں جاتے ہیں...... خانہ خدا میں ایک بہت بڑا صحن ہے اس میں ایک کمرہ ہے' اس کمرے کی آپ تصویر بھی دیکھتے ہیں' جسے عربی میں بیت کہتے ہیں' بیت اللہ بھی کہتے ہیں' ایک خوبصورت کمرہ ہے' جسے سجدہ بھی کرتے ہو' لیکن اس بیت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟ اس پر ایک چادر ہے' تو معیار یہ ہے کہ جس پہ چادر ہے وہ ہے بیت۔

(میں بات کر رہا ہوں' اگر یہ بات ضائع ہوگئی تو مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوگا' اجر آلِ محمدؐ سے لوں گا' آپ سے داد اور دعا کا طالب ہوں)۔

جس پر چادر ہے وہ ہے "بیت" جس پر کالا کپڑا ہے وہ ہے بیت' جتنا چادر کے نیچے ہے' ہے "بیت"، جو بیت میں ہے وہ اہل بیتؑ' جتنی چادر ہے وہ ہے بیت' جو کچھ بیت کے اندر وہ ہے اہل بیتؑ۔

اس بیت کے باہر جتنا ایریا ہے وہ حرم ہے' وہ بیت نہیں' جو حرم میں آیا وہ اہل حرم' بیت وہی ہے جس پر چادر ہے جو چادر کے نیچے ہے' وہ اہل بیتؑ ہے۔

رسولؐ نے یہی سمجھایا' رسولؐ آئے' بیٹی سے کہا' بیٹا مجھے چادر دو' چادر اوڑھ کے بیٹھ گیا' حسینؑ آیا' ماں کو سلام کیا۔

اماں مجھے رسولؐ نانا کی خوشبو آ رہی ہے' حسنؑ چادر کے نیچے ہیں' کوئی نواسہ کائنات میں ایسا پیدا ہی نہیں ہوا جو نانا سے اجازت لے کے چادر میں گیا ہو' حسنؑ قریب آیا' نہ اس سے پہلے کبھی اجازت لی نہ اس کے بعد کبھی اجازت لی' صرف

اس دن اجازت لی' جب نانا چادر اوڑھ کے بیٹھے تھے۔ قریب آیا حسنؑ اور کہا نانا اجازت ہے' میں بھی اس چادر کے نیچے آ جاؤں' پھر حسینؑ آئے انہوں نے سلام کیا۔

اماں مجھے نانا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ماں بیٹا حسینؑ تیرا نانا اور تیرا بھائی حسنؑ چادر کے نیچے ہیں' تہذیب کے کردگار حسینؑ نے سلام کیا' نانا میں چادر کے نیچے آ جاؤں؟ آ جاؤ حسینؑ۔ ایک محمدؐ' ایک حسینؑ' ایک حسنؑ' اب علیؑ گھر میں داخل ہوئے' عصمت کل اٹھی چار قدم آگے آ گئے' جب علیؑ نے اپنے دروازے کے افق سے طلوع کیا' ادھر بتولؑ اٹھی' بتولؑ نے سلام کیا' السلام علیکم یا امیرالمومنینؑ' علیؑ نے جواب دے کے کہا' حسنینؑ کی ماں' میرے بھائی رسولؐ کی خوشبو آ رہی ہے' کیا چادر کے نیچے......؟ علیؑ نے بھی اجازت لی' چادر اٹھائی' چادر کے نیچے اب پنجتن ہیں' چار چادر کے نیچے اکٹھے ہوئے' اجلاس شروع ہوا' صدارت کون کرے؟ اس وقت بتولؑ آئی' اجازت مانگی' بابا میں بھی چادر میں داخل ہو جاؤں؟ آواز آئی جب تک تو نہیں آئے گی جلسہ شروع نہیں ہوگا۔

بتولؑ چادر کے نیچے آئیں' محمدؐ' علیؑ' حسنؑ' حسینؑ' فاطمہؑ جب یہ اکٹھے ہوئے تو رسولؐ نے ایک جملہ کہا' اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھائی۔ حدیث کساء پڑھنے والو! رسولؐ نے کہا:

ھولاء اھلبیتی

چادر بھی ہے چادر کے نیچے بھی ہیں' بیت بھی ہے اہل بیتؑ بھی ہیں' یہ ہیں میرے اہل بیتؑ جو ان سے پیار کرے تو بھی ان سے پیار کر جو ان سے دشمنی کرے تو بھی ان سے دشمنی کر' اللہ نے آسمان پر اجلاس بلایا اور کہا دیکھو! یہ کون ہیں؟ آواز آئی تو خود ہی بتا' یہ کون ہیں؟ تعارف کرانے والا ہے اللہ' آواز آئی **ھم فاطمۃؑ** یہ

فاطمہؑ ہے' وابوھا وہ اس کا باپ ہے' وبعلھا وہ اس کا شوہر ہے' وبنوھا وہ اس کے دو بیٹے ہیں' اس دن میری سمجھ میں آیا' میں پوچھ تو لوں بار الہٰ!

یہ کیوں نہیں کہتا؟ یہ محمدؐ ہے' یہ اس کا بھائی علیؑ ہے' یہ اس کی بیٹی فاطمہؑ ہے' یہ اس کے نواسے ہیں۔

یہ علیؑ ہے' یہ اس کا بھائی محمدؐ ہے' یہ اس کی زوجہ ہے' یہ اس کے بیٹے ہیں۔ آواز آئے گی' نہیں۔

آسمان میں یہ خاندان پہچانا ہی بتولؑ کے نام سے جاتا ہے...... (جاگتا آ پوری توجہ سے)

آسمانوں پر ان سب کا تعارف اس خاندان کا تعارف ہوتا ہی اسی نام سے' جیسے میں خطبے کے بعد کہتا ہوں' خاندان زہراؑ پر بلند صلواۃ پڑھیں۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خاندان زہراؑ ہے ہی یہی' اب اہل بیتؑ کا مجھے بھی پتہ چلا' محمدؐ نے بھی کہا' اللہ نے بھی کہا' یہ مٹی' یہ پانی' یہ ہوا' یہ ساری کائنات میں نے انہی کے لئے خلق کی ہے۔ یہ ہیں پانچ سب کچھ ہے' یہ نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو' میری سمجھ میں بھی آ گیا' اب رسولؐ نے کہا (بھائی ہماری طرف سے چار ہزار بیٹیاں ہوں رسولؐ کی' ہم احترام کرتے ہیں' مگر جس دن تو نے ثابت کر دیا کہ ان چار ہزار میں سے کوئی بتولؑ ہے' ہم تسلیم کر لیں گے' کوئی ایک اور بھی چادر کے نیچے تھی' تو ہم تسلیم کر لیں گے' متنازعہ کوئی مسئلہ نہیں چھیڑنا چاہتا)۔

اب رسولؐ نے کہا کہ میں ہم وزن چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ (اب سمجھ آ رہی ہے میری بات)

کون کون سی دو چیزیں؟ ایک اللہ کی کتاب' ایک اہل بیتؑ۔ اللہ کی کتاب

اتنی مقدس ہے جتنی اہل بیتؑ' اہل بیتؑ کتنے مقدس ہیں' جتنی اللہ کی کتاب قرآن۔ ساری دنیا قرآن پڑھتی ہے' قرآن جب تک خود نہ چاہے سمجھ میں نہیں آئے گا' ساری دنیا علیؑ کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے' علیؑ اس وقت سمجھ میں نہیں آ سکتا جب تک خود نہ چاہے۔

علیؑ کی اپنی مرضی' جی چاہے تو گلی میں پھرتے ہوئے ملنگ کی سمجھ میں آ جائے' سمجھ میں نہ آنا چاہے تو امام شافعیؒ جیسے کہتے رہ گئے کہ خدا کی قسم ہے ساری زندگی گزر گئی' میری سمجھ میں نہیں آیا کہ رب وہ ہے یا علیؑ ۔(نعرۂ حیدری)

سمجھ گئے' اب دیکھتے ہیں کہ قرآن میں ہے کیا؟ رسولؐ نے ایسے تو نہیں کہا۔

(توجہ میری جانب)

قرآن میں ہے کیا؟

اس میں ''حرف زمان ہے''، ''حرف مکان'' ہے' لفظ ''خاص'' ہے' لفظ ''عام'' ہے' لفظ واحد ہے' معنی جمع ہیں' لفظ جمع ہے' معنی واحد ہیں' بحث ماضی ہے' معنی مستقبل ہیں' بحث مستقبل ہے' معنی عارضی ہیں' تاویل قبل از تنزیل ہے' تاویل بعد از تنزیل ہے' الفاظ مولفہ ہیں' الفاظ متشابہ ہیں' الفاظ مقطعہ ہیں' خطاب کسی قوم سے ہے' مخاطب کوئی قوم ہے' خطاب پیغمبر سے مراد امت۔

(ذرا جاگو' ذرا جاگو!)

اس دنیا میں ذکر انبیاءؑ ہے' تذکرۂ غزوات رسولؐ ہے' حقائق اسلام ہیں' شرائع ادیان ہیں' اس میں جذبات ومحسوسات کا سوز ہے' تصور وتخیلات کے شعلے ہیں' شعور وادراک کا بانکپن ہے' وجدان وآگہی کا نطق ہے' موج شمیم کا خرام ہے' کلیوں کا روپ ہے' شگوفوں کا بیروپ ہے' ستاروں کا جمال ہے' بھوکوں کا گداز ہے' آبشاروں کا

ترنم ہے' صباؤں کا لمس ہے' مشاہدات و بصائر کا الاؤ ہے' ذہنی کشف و الہام کا سرور ہے' تیقن افکار کی حلاوتیں ہیں' حکایتیں ہیں' شکایتیں ہیں' روایتیں ہیں اس میں' اس میں اختصاص ہے' ایجاد ہے' اجتناب ہے' اس میں وصل ہے' فصل ہے' خبر ہے' انشاء ہے' تاخیر ہ' تاکید ہے' رخصت ہے' عزیمت ہے' جلال ہے' مثل ہے' قصص ہیں' مناکحات ہیں' مشاہدات ہیں۔

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے' اس میں پھول کا ذکر ہے' خار کا تذکرہ ہے' غیر کا ذکر ہے' غار کا تذکرہ ہے' جملؔ کا ذکر ہے' غار کا تذکرہ ہے' غیر کا ذکر ہے' یار کا تذکرہ ہے' صبر کا ذکر ہے' دار کا تذکرہ ہے' نسب کا ذکر ہے' پیار کا تذکرہ ہے' اس میں آگ لگانے والوں کا ذکر ہے' آگ کو گل گلزار بنانے والوں کا تذکرہ ہے' اس میں زوجہ لوط کا ذکر ہے' مادر عیسیٰؑ کا تذکرہ ہے' اس میں میدان میں آ کے لڑنے والیوں کا تذکرہ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

کربلا گاے شاہ کی تاریخی مجلس میں محسن نقوی تاریخی بات کر رہا ہے' خبردار! قرآن شیشے میں نہیں ملتا' قرآن مدینے میں ملتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

قرآن شیشے میں نہیں ملتا' قرآن مدینے میں ملتا ہے' قرآن تیرے جمعے کے دن کے آئینے میں نہیں ملتا' قرآن آلِ محمدؐ کے سینے میں ملتا ہے۔ (قرآن کو بے سود سمجھنے کی کوشش نہ کرو)

(نہیں سمجھ میں آئے گا قرآن جب تک قرآن خود نہ چاہے' قرآن سمجھ میں نہیں آئے جب تک قرآن والے خود نہ سمجھائیں)۔

قرآن میں کساء کا ذکر ہے تو صاحبان کساء سے پوچھ' قرآن میں **ھل اتی** کا ذکر ہے تو صاحب **ھل اتی** سے پوچھ' قرآن راستے کی خبر دیتا ہے تو راہنما سے پوچھ'

قرآن شفا ہے' تو صاحب خاک شفاء سے پوچھ' قرآن مشکل ہے تو پھر مشکل کشاء سے پوچھ۔ (نعرۂ حیدری)

خبردار! قرآن اور اہل بیتؑ میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن کانفرنس کرنے والو! قرآن و اہل بیتؑ کانفرنس کیا کرو' پھر قرآن سمجھ میں آ جائے گا۔ قرآن سمجھنا ہے تو اہل بیتؑ سے سمجھو' کیونکہ کبھی اہل بیتؑ قرآن پڑھ لیتے ہیں تو کبھی قرآن اہل بیتؑ کو پڑھ لیتا ہے۔

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی
سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی
بازار کے ہجوم سے کہہ دو کہ چپ رہے
قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

یہ کہتے ہو کٹی ہوئی گردنیں کیسے قرآن پڑھتی ہیں؟ یہ اہل بیتؑ ہیں بھائی' یہ ہوں تو یہ قرآن پڑھتے ہیں اور اگر یہ نہ ہوں تو قرآن ان کی تلاوت کرتا ہے' ان کا تعلق آسمان سے پہلے۔

جب اللہ نے کہا تھا:

انی جاعل فی الارض خلیفه

''میں زمین میں بھیج رہا ہوں' اپنا خلیفہ۔''

فرشتوں نے کہا تھا' وہ زمین پر فساد پھیلائے گا۔ ابھی آدمؑ بنایا نہیں' روح پھونکی نہیں' شکل تیار ہوئی نہیں' انہوں نے کہہ دیا یہ زمین میں فساد پھیلائے گا' یہ فرشتوں کو آدمؑ کے بارے میں پہلے علم غیب کیسے ہو گیا؟ تمہارے نزدیک تو غیب صرف اور صرف اللہ جانتا ہے' اللہ نے بھی اعتراض نہیں کیا' صرف اتنا کہا:

انی اعلم ما لا تعلمون

''میں جانتا ہوں' تم نہیں جانتے۔''

آدمؑ بنایا' قرآن کہتا ہے کہ اسے اللہ نے کچھ نام سکھائے' کچھ نام پڑھائے' اب فرشتوں کو اکٹھا کیا' پڑھو یہ نام کوشش کرتے رہے' پھر کہنے لگے:

سبحنک ما لا علمنا الا ما علمتنا

''بارالٰہی تیری ذات پاک ہے' ہمیں خبر نہیں' یہ کون ہیں؟ ہم تو وہی جانتے ہیں جو کچھ تو نے پڑھایا ہے۔''

اب آدمؑ سے کہا' پڑھو یہ نام' اب آدمؑ نے پڑھنے شروع کئے وہ نام جب پڑھ لئے تو فرشتوں سے کہا' آدمؑ کو سجدہ کرو' (ذرا غور سے' جنہیں دیوانگی کی حد تک آلِ محمدؐ سے محبت ہے' مودۃ ہے' ان کی خاطر جنون کی ایک بات کہہ رہا ہوں)۔

جب تک نام نہیں پڑھے' آدمؑ کو سجدہ نہیں ہوا' آدمؑ نے جب نام پڑھ لئے' اللہ نے کہا سجدہ کرو' سب نے سجدہ کیا' ایک نے نہیں کیا' اللہ جانے پہلا حق پر تھا یا حق نواز تھا' جیسے غریب نواز ہوتا ہے' مجھے نہیں پتہ سجدہ نہیں کیا' اعمال ضبط کر لئے' ابلیسی لقب اختیار ہوا' نام پڑھ لئے آدمؑ کو دیکھا اللہ نے' آدم کچھ اداس ہے' پریشان۔ پوچھا' کیوں اداس ہے؟

کہا بارالٰہی! جب سے فرشتوں نے ریفرنڈم ہارا ہے وہ میرے ساتھ بات نہیں کرتے' اپنے جیسا ہے کوئی نہیں' تو دکھائی نہیں دیتا' تنہائی ہی تنہائی' تنہائی کی حدت ہے' حدت کی شدت ہے' پریشان نہ ہوں تو کیا کروں؟

آواز آئی تیری پریشانی کا کوئی علاج؟ آدم کہتا ہے خالق تو نے جو مجھے نام پڑھائے تھے اگر ان کی زیارت بھی کرا دے' خبردار آدمؑ! ابھی تک تیری وہ جسارت

وہ بصیرت و بصارت نہیں کہ تو ان سے نظریں ملا سکے' البتہ ایک ہے تو نے پہلی خواہش کی زندگی میں' حجابوں میں ہیں وہ ہستیاں البتہ ہم ان حجابوں کی زیارت کروا دیتے ہیں۔ خالق یہ بھی بہت ہے' پہلا حجاب طلوع ہوا' اس پر نورانی علم سے لکھا ہوا تھا' حجاب عصمت' یہ کون ہے میرے اللہ؟ (عجیب موڑ پر پہنچا ہوا ہوں' مجھے نہیں خبر میرے ساتھ کون کون ہے؟)

پہلا حجاب طلوع ہوا' حجاب پر لکھا ہے حجاب عصمت' تعارف کرا رہا ہے اللہؐ کائنات کی پہلی مجلس' پہلا ذاکر ہے اللہ' پہلا سامع ہے آدمؑ' مجلس کا موضوع ہے ''حجاب عصمت''، آدمؑ کہتا ہے خالق اس میں کون ہے؟

(حجاب عصمت کا خالق اللہ مجھے اتنی طاقت دے کہ میں انہیں سمجھا سکوں اور یہ پوری طرح سمجھ سکیں)۔

اللہ تعارف کرا رہا ہے' حجاب عصمت کا' آدمؑ کہتا ہے کون ہے؟ اللہ کہتا ہے۔

کمال وحدت ہے نام اس کا
جمال وجہ رسولؐ بھی ہے
یہ دین و ایمان کی روح بھی ہے
دل فروع و اصول بھی ہے
نوید باغ بہشت بھی ہے
کلید باب قبول بھی ہے
زمین پہ ہو تو علیؑ کی زوجہ
فلک پہ ہو تو بتولؑ بھی ہے

یہیں سے آغاز ہے امامت
یہیں نبوتؐ کا خاتمہ ہے
نظر اٹھا کے نہ دیکھ آدمؑ
حجاب عصمت میں فاطمہؑ ہے

آدمؑ کہتا ہے مالک حجاب عصمت کا مزید تعارف کرا۔

یہ فکر مریمؑ کی شاہزادی، یہ قل ھواللہ کی شاہدہ ہے
خطا کا امکاں نہیں ہے، اس میں یہ روز اول کی زاہدہ ہے
مباہلہ کی صفوں میں دیکھو تو حق کی پہلی مجاہدہ ہے
میں خود حفاظت کروں گا، اس کی یہ اس سے میرا معاہدہ ہے
نجوم و شمس و قمر کی تخلیق ہم اسی کے سبب کریں گے
جو اس کے غم میں شریک ہو گا ہم اس کو وقف طرب کریں گے
یہ وہ ہے جس کے گداگروں کا میرے فرشتے ادب کریں گے
اسی کی دہلیز پر پہنچ کر نبیؐ اجازت طلب کریں گے
جو اس سے نسبت رکھے گا اس پر سدا درود و سلام ہو گا
یہ خود مقدس ہے اس کی اولاد پہ بھی صدقہ حرام ہو گا

(نعرۂ حیدری)

اسی کے نقش قدم کے ذروں نے ماہ و انجم کو نور بخشا
اسی کے در کے گداگروں نے ہی آدمی کو شعور بخشا
اسی کی خاطر تو حق نے صحرا کو جلوہ کوہ طور بخشا
جو اس کا غم لے کے مر گیا ہے خدا نے اس کو ضرور بخشا

جو فاطمہؑ سے رکھے مودۃ اسے نہ دوزخ جلا سکے گا

.و اس کے گھر کو جلانے آیا وہ کیسے جنت میں جا سکے گا

(سامعین کی طرف سے......نعرۂ حیدری! دم مست قلندر علیؑ علیؑ' من کنت مولا علیؑ علیؑ' کعبے کا گوہر علیؑ علیؑ' زہراؑ کا شوہر علیؑ علیؑ' حسینؑ کا بابا علیؑ علیؑ' کعبے کا کعبہ علیؑ علیؑ' ولیوں نے پکارا علیؑ علیؑ' نبیوں نے پکارا علیؑ علیؑ' دم مست قلندر علیؑ علیؑ ......نعرۂ حیدری)

جو اس کے گھر کو جلانے آیا' جو اس کے گھر کو جلانے آیا۔

(کئی دفعہ پڑھنے کو تیار ہوں قبلہ میں نوکر' مجھے سمجھانا تو نہیں پڑتا' جو اس کے گھر کو جلانے آیا' بھائی جوشن رضا مولاؑ بتولؑ کے صدقے میں تیری پریشانیاں دور کرے) جو اس کے گھر کو جلانے آیا' وہ کیسے جنت میں جا سکے گا؟

بتولؑ اسے کہتے ہیں کہ ولادت کے پہلے لمحے سے لے کر وفات کے آخری لمحے تک ایک لمحے کے اٹھارہ ہزارویں حصے میں بھی جس سے خطا نہ ہو' بتولؑ اسے کہتے ہیں کہ نبیؐ جیسا بابا' پانچ سال کی عمر میں مسجد میں آئے تو رسولؐ منبر چھوڑ دے بتولؑ منبر پر آ کے بیٹھ جائے اور رسولؐ کھڑا رہے جب تک بتولؑ نہ بیٹھے۔

بتولؑ اسے کہتے ہیں جس کے دروازے پر رسولؐ نو نو بار دستک دے کہ بتولؑ بیٹی اجازت ہے' اندر آ جاؤں؟ (دیکھتا ہوں کس کس کی آنکھ میں درد ہے' بتولؑ کا' کوئی رعایت نہیں' صرف چھ راتیں رہ گئی ہیں مصائب کی' انشاء اللہ مصائب پڑھیں گے)۔*

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وفات کے وقت کیا عمر تھی جناب بتولؑ کی؟

میری ماؤں' میری بہنو' تمہاری چادریں اور پردے سلامت رہیں۔

وقت وفات بتولؑ کی کیا عمر تھی قبلہ...... سترہ سال اور کچھ مہینے...... مجھے پاک بتولؑ کی عظمت کی قسم سترہ سال کچھ مہینے...... سترہ سال کچھ مہینے...... سارا سر سفید...... کمر جھکی ہوئی' پہلو پہ ہاتھ...... سر سفید ہو گیا تھا...... کمر جھک گئی تھی...... یہ پہلی خاتون ہے۔ (میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو دعوت دے رہا ہوں' آج فاطمہؑ کا تذکرہ ہے)

سترہ اٹھارہ سال کی بتولؑ جب پہلی بار دربار سے واپس آئی تو بیٹی زینبؑ' کلثومؑ بہن سے کہتی ہے' کلثومؑ بہن' یہ ضعیفہ کون ہے؟ آواز آئی زینبؑ نہیں پہچانا' تیری ماں زہراؑ ہوں' اماں تیرا سر سفید کیوں ہو گیا؟ کہا دربار سے ہو آئی ہوں۔ بی بی کہتی ہے' زینبؑ میں دربار سے ہو آئی ہوں۔ میں غلط پڑھوں بتولؑ مجھے شفاعت نہ کرے' اگر صحیح پڑھوں اور تو نہ روئے تیرا اپنا مقدر' دربار میں گئی' زہراؑ میں دیکھ آیا ہوں' مولا تجھے بھی نصیب کرے' جو حاجی صاحبان بیٹھے ہیں' بھائی محمد علی میری تائید کرنا' میں دیکھ آیا ہوں' یہ سامنے جو دیوار ہے' یہاں ہے بتولؑ کا دروازہ' جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں' دیکھ لو' سامنے جو دیوار ہے' یہاں ہے بتولؑ کا دروازہ' جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں' اتنے فاصلے پر منبر رسولؐ کا۔ دیکھ یہ فاصلہ بعض روایتوں میں چار سو' بعض میں آٹھ سو' بعض میں بارہ سو صحابی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں' منبر پر حاکم بیٹھا ہے' یہ سامنے باب بتولؑ پر بتول آئی' (پڑھ کتابیں) رسولؐ کی بیٹی' علیؑ کی زوجہ' حسنینؑ کی ماں' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ چپ کر کے کھڑی رہی ہے' کسی کو شرم نہ آئی کہ کہہ دیتا بتولؑ بیٹھ جا۔ (مجمع میں سے کسی نے اٹھ کر کہا' محسن نقوی ذرا تفصیل سے پڑھو)

تو مومن ہے' عزادار ہے' واسطہ دے کے کہتا ہے تفصیل سے پڑھ' اگر میں تفصیل سے پڑھوں یا میں مر جاؤں گا یا کوئی' درد والا مومن برداشت نہیں کر سکے گا۔

(کہا ہے تو س تفصیل سے)

ساری رات علیؑ سے بتولؑ پوچھتی رہی یا علیؑ سوال کس طرح کیا جاتا ہے؟

(او میری ماں! او میری بہن! اور میرے نوجوانو!) بتولؑ ساری رات علیؑ سے پوچھتی رہی' یا علیؑ سوال کیسے کیا جاتا ہے؟ (بانی مجلس مجھے اجازت ہے کہ میں پڑھوں مصائب؟) ساری رات پوچھتی رہی کہ سوال کیسے لیا جاتا ہے؟ نہ حسنؑ سویا' نہ حسینؑ سویا' نہ زینبؑ سوئی' نہ کلثومؑ سوئی۔

ساری رات ماں کو دلاسے دیتے رہے' اماں کوئی بات نہیں دربار نانے محمدؐ کا ہے' گھر تیرا اپنا ہے' مسلمان حیا کریں گے' ابھی کوئی وقت نہیں گزرا' نانا کو آنکھ بند کئے ساری رات پوچھتی رہی' (اگر تفصیل سے کہا ہے تو سن) صبح ہوئی' ساتھ حسنؑ کو لیا' آٹھ سال کا حسنؑ' سات سال کا حسینؑ درمیان میں بتولؑ دروازے سے باہر آئی' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ چپ کر کے کھڑی رہی' بتولؑ کے پیروں پر ورم آ گئے' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ کے بعد خشک ہونٹوں سے آہستہ سے کہا' چاچا سلمانؓ! چاچا سلمانؓ! سلمانؓ کی پیشانی بتولؑ کے قدموں پہ آئی۔ آواز آئی اتنی غریب ہو گئی ہے' نوکر کو چاچا کہہ رہی ہے' تو حکم کر۔ آواز آئی' چاچا حاکم سے کہہ میں اتنی دیر کھڑی رہنے کی عادی نہیں ہوں' تیرے دربار میں...... اجازت ملے تو میں تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں...... (او غیرت مند شیعو! اجازت لے کے ایک لفظ کہتا ہوں) ۳۵۰ سال کے بوڑھے صحابی نے اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھوں سے ابرو ہٹا کے ایک ایک صحابی کو پہچان کے کہا' بتولؑ میری آقا زادی ہے' رسولؐ کی اکلوتی بیٹی ہے' حاکم وقت سے کہو بتولؑ کہتی ہے میں اتنی دیر کھڑے رہنے کی عادی نہیں' بھرے دربار میں اتنی اجازت ہے کہ میں بتولؑ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاؤں۔ سلمانؓ کہتا ہے' اجازت تم دو' ضمانت میں دیتا ہوں کہ

بتولؑ دربار میں جتنی دیر بیٹھے گی، مٹی پر بیٹھے گی۔

میں آنکھوں پر پٹی باندھ کے ماؤں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا یہ لفظ ضائع نہ کریں۔ جب سلمانؓ نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو حسنینؑ کی ماں، میری آقا زادی بتولؑ تھوڑی دیر بیٹھ جائے، میں ضمانت دیتا ہوں جتنی دیر بیٹھے گی، زمین پر بیٹھے گی۔

پوچھ علماء سے، کیا جواب ملا؟

مجھے پاک زہراؑ کی چادر کی قسم، حاکم منبر سے اترا گستاخ لہجے میں کہتا ہے، گستاخ لہجے میں کہتا ہے، سلمانؓ اپنی آقا زادی سے کہہ اب یہ منبر تیرے باپ کا نہیں۔ بی بی کہتی ہے چاچا، پھر سوال نہ کرنا، میرے قریب آ۔ شیعو! سلمانؓ قریب آیا۔

جب سلمانؓ قریب آیا، بتولؑ نے اپنی ردا سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک سند دی، آواز آئی میرے بابا کی سند ہے۔ (اللہ کرے مجھے موت آ جائے) بی بی نے کہا میرے بابا کی سند ہے، جو کچھ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے، ایک گھنٹہ تک وہ سند بارہ سو صحابیوں میں پھرائی گئی کہ یہ سند رسولؐ کے ہاتھ کی تحریر ہے یا نہیں، پہچانو یہ دستخط محمدؐ کے ہیں یا نہیں؟ (مجلس میں ختم کر دوں تو مکمل ہے، لیکن تو نے تفصیل سے کہا ہے تو سن)

جب ایک گھنٹے کے بعد سب صحابہ نے اٹھ کر کہا تحریر بھی محمدؐ کی ہے، دستخط بھی محمدؐ کے ہیں۔ (جیل بھیج دو محسن نقوی کو، گولی مار دو محسن نقوی، روایت پر پردہ نہیں ڈالتا، اگر میں مر جاؤں تو سب کچھ بھلا دینا، بتولؑ کا دربار جانا نہ بھلانا)۔

حاکم نے سند لی (خدا کرے میں پڑھ سکوں، مجھے یقین نہیں کہ میں پڑھ سکوں، تو سن سکے گا)

حاکم نے سند لی' منبر سے اترا' سند ہاتھ میں ہے' چار چکر دربار کے لئے (مجھے موت آ جائے) چار چکر دربار کے لے کے' بتولؑ کے پردے سے دور کھڑے ہو کے' پوچھتا ہے یہ سند کس کی ہے؟ بی بی نے کہا میرے باباؐ کی۔ کہتا ہے کوئی گواہ؟ ادھر سے حسنؑ آگے بڑھا' ادھر سے حسینؑ آگے بڑھا' عمامے اتار کے ہاتھوں پر رکھ کے کہتے ہیں یہ نہ کہہ' ہماری ماں کو نہ جھٹلا' ہم قسم کھا کے کہتے ہیں' یہ حق ہماری ماں کا ہے' یہ سند ہمارے نانا کی ہے' جب حسنؑ اور حسینؑ نے گواہی دی۔ حاکم کہتا ہے' یہ تیرے اپنے بیٹے ہیں' کوئی اور گواہ؟ کہا کوئی گواہ نہیں۔

یہ اترا منبر کے قریب آ کے زہراؑ کے پردے کے قریب آ کے' اس نے سند اٹھائی' ہاتھ میں لے کے کہتا ہے نہیں مانتا' نہیں مانتا' نہیں مانتا' یہ کہتا بھی رہا اور سند کے پرزے بھی کرتا گیا' سند کے پرزے پرزے کر کے زمین پر گرائے' کچھ ٹکڑے بتولؑ نے چنے' کچھ حسنؑ نے اٹھائے' کچھ حسینؑ نے اٹھائے' بی بی نے رو کے کہا بابا میں غریب ہو گئی...... (سامعین میں کہرام ماتم بپا ہو گیا)

(جی...... جی...... جی! میں پھر بتا رہا ہوں) حاکم نے سند کے ٹکڑے گرائے' کہیں سے سلمانؓ نے چنے' کہیں سے حسنؑ نے چنے' کہیں سے حسینؑ نے چنے' کہیں سے بتولؑ نے چنے' زہراؑ کی آواز آئی' بابا میں غریب ہو گئی۔

پڑھ دوں آگے' مجھے علیؑ کی عزت کی قسم' دور دور سے آئے ہوئے مومنین (سید داؤد رضا شاہ جی) تیری دادی گئی تھی دربار میں' ٹکڑے چن کے ڈالے دامن میں۔

او میری ماں مجھے ایمان سے بتا! اگر کوئی ماں کسی گھر میں سوال کرنے چلی جائے' اسے کچھ نہ ملے' گھر میں واپس آتی ہے اور کوئی پوچھے نہ پوچھے' اولاد ضرور

پوچھتی ہے' اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ (اللہ مجھے موت دے دے' میں بتولؑ کا یہ واقعہ نہ پڑھوں) بتولؑ گھر میں آئی' دامن سنبھالے ہوئے' سب سے پہلا سوال حسنؑ نے کیا' آواز آئی اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ بتولؑ چپ ہے۔ نوجوانو! مولاؑ تمہاری زندگی سلامت رکھے' آلِ محمدؐ تمہارے امتحانوں میں تمہیں کامیابی دے' سید ساجد شاہ دیکھ میری طرف۔

(سامعین میں کسی عورت نے کھڑے ہوکر محسن نقوی سے کوئی درد بھرا سوال کیا)۔

ہائے او میری ماں! کوئی تیری طرح مدینے میں رونے والا ہوتا' زینبؑ مدینہ کیوں چھوڑتی؟ کوئی تیری طرح ماتم کرنے والا ہوتا سید زادیاں آدھی رات کو گھر کیوں چھوڑتیں؟ کوئی تیری طرح پرسہ دینے والا ہوتا زینبؑ کیوں کہتی؟ بابا مدینے میں مجھے رونے کوئی نہیں آیا۔

حسنؑ نے کہا' اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ بتولؑ خاموش ہے' دوسرا سوال حسینؑ نے کیا' حسینؑ نے کہا' اجازت دو حسینؑ کا سوال بتاؤں' حسینؑ نے کہا اماں جب حاکم غیر شریف تھا کیوں گئی تھی؟ بتولؑ خاموش ہے' تیسرا سوال کلثومؑ نے کیا۔

اماں جب سوال کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا تو دربار میں کیوں گئی تھی؟

بتولؑ چپ ہے۔

چوتھا سوال پانچ سال کی ام المصائب بی بی زینبؑ نے آگے بڑھ کے کیا' ماں کی ردا پکڑ کے' ماں کی طرف دیکھ کے کہا' اماں...... تو...... دربار...... اماں...... تو...... دربار...... اور اتنی دیر۔

جب بی بی زینبؑ نے کہا' اماں......تو...... دربار اور اتنی دیر' بتولؑ بیٹھی' بیٹی کے سر سے چادر ہٹا کے بوسہ دے کے' آواز آئی' او زینبؑ بیٹا! او زینبؑ بیٹا! ہر کوئی یہ سوال کرے......تو نہ کر...... آواز آئی کیوں اماں؟

بی بی کہتی ہے' میں دربار گئی تھی' میرا فاصلہ کوئی نہ تھا' میں دربار میں گئی تھی' میرے سر پر چادر تھی' میں دربار گئی تھی' میرے سامنے پردہ تھا' میں دربار گئی تھی' مجھے لوگ پہچانتے تھے' میں دربار میں گئی' میرا فاصلہ کوئی نہیں تھا۔

زینبؑ! او زینبؑ! زینبؑ!

جب تو دربار جائے گی' تیری عمر ہو گی ۵۴ سال کی' زینبؑ تجھے فاصلہ بتاؤں؟

(میرا خیال ہے آقا زادی بتولؑ آئی ہوئی ہے مجلس میں جس کو جتنا درد ہو. بتولؑ کے حق کا پرسہ دو' پاک زہراؑ ہمیں درد ہے تیرے حق نہ ملنے کا' اس لئے رو رہے ہیں)۔

اچھا بتولؑ کہتی ہے تو نہ پوچھ' جب تو دربار جائے گی ایک دربار نہیں' ہر شہر میں ایک دربار سجایا جائے گا' زینبؑ تیرے سر پر چادر نہیں ہو گی' ۳۶ شہر' ۲۷ بازار' ۱۴۴ گلیاں' ۲۸۸ موڑ' ہر ہر موڑ پر دو لاکھ کا ہجوم' لوگ کہیں گے تو باغی کی بہن ہے' لوگ کہیں گے پتھر مارو' لوگ پتھر ماریں گے' میں دربار میں گئی تھی' دو گھنٹے تین گھنٹے چار گھنٹے' میں دربار میں گئی تھی' میرے ہاتھ کھلے تھے' جب تو دربار جائے گی' تیرے ہاتھ پس گردن بندھے ہوں گے۔

آواز آئی' اماں میں اٹھارہ بھائیوں کی بہن ہوں گی' مجھے دربار کون لے جائے گا؟ آواز آئی جب تو قید ہو گی تیرے بھائی مارے جائیں گے۔

بتولؑ گھر میں بیٹھی ہے' علیؑ گھر میں بیٹھا ہے' میں کیا کروں؟ بتولؑ کی

شہادت پڑھوں، نہیں مجلس ختم ہو جانا چاہیے۔ .....اچھا سوال کیا ہے تو سن۔

ایک وزنی دروازہ بتولؑ پر گرایا گیا، ایک شور بلند ہوا۔ (کوئی نہ کوئی مومن مرجائے گا، اللہ کرے مجھے موت آ جائے، آپ مجبور کرتے ہیں تو سنیں)

دروازے پر شور بلند ہوا، علیؑ کہتا ہے فضہؓ دیکھ کون ہے۔ فضہؓ دروازے پر آئی، آواز آئی، یہ وہ دروازہ ہے جہاں رسولؐ بھی اونچا نہیں بولتا تھا، اونچا نہ بولو۔ بے غیرت کہتے ہیں، علیؑ کہاں ہے؟ ہم دروازہ جلانے آئے ہیں، فضہؓ واپس آئی اور کہا، یاعلیؑ دروازہ جلنے والا ہے، بتولؑ اٹھی دروازے پر آئی، مجھے زہراؑ کی قسم، دونوں ہاتھ دروازے پر رکھے، آواز دی میں زہراؑ ہوں، میرا دروازہ نہ گراؤ، میں بتولؑ ہوں، میرا دروازہ نہ گراؤ، ادھر دروازہ گرا، دروازہ پہلو پر لگا، بتولؑ کی آواز آئی یاعلیؑ میرا محسنؑ، یاعلیؑ میرا محسنؑ شہید ہو گیا، ادھر دروازہ گرا، محسنؑ شہید ہو گیا۔

بتولؑ نے بابا کی قبر پر رو کے کہا، بابا جب سے محسن شہید ہوا ہے میں دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی۔

(بارالہا! جو رو رہے ہیں بتولؑ کے غم میں انہیں ہر غم سے امان دے)۔

☆......☆......☆

وشت بلا کی دھوپ میں ٹکرا کے موت سے
خود زندگی کو نبض بشر میں پرو دیا!
شبیرؑ تو نے اپنے لہو سے بصد خروش
بیعت کا داغ لوح دو عالم سے دھو دیا

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس چہارم

عونؑ و محمدؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

مزاج معلیٰ پر ناگوار نہ گزرے تو تکلیف کریں صلواۃ پڑھیں۔

طبیعتوں، حیثیتوں، نیتوں، ذہنیتوں کو اگر گردش دوراں کی حبس آلود تھکن اجازت دے تو تھکن شکن صلواۃ پڑھیں۔

جس انسان نے توحید کا تعارف اور نبوت کا تحفظ بیک وقت کیا اسے علیؑ کہتے ہیں، علیؑ کائنات میں عظیم بھی ہے، معظم بھی ہے، کریم بھی ہے، مکرم بھی ہے، علی لائق احترام ہے اور محترم بھی، علیؑ کے بغیر نہ چار مکمل ہوتے ہیں، نہ پانچ۔

(یہ اتنا مختصر نعرہ نہ تھکن کی دلیل ہے نہ زیب دیتا ہے میری قوم کو)

علم نے علیؑ کی مدد نہیں کی بلکہ علیؑ نے علم کی مدد کی، علیؑ وہ انسان ہے جس کے زچہ خانہ کو تعمیر کرنے انسانوں کو زچہ خانہ تعمیر کرنے والے معماروں کو قدرت کی جانب سے کم از کم اجرت نبوت عطا ہو، اسے علیؑ کہتے ہیں، علیؑ کا نام اپنے معنی کی طرح بلند ہے، علیؑ کا معنی ہے بلند۔ اگر میں ایسے کہہ دوں گا کہ علیؑ بلند ہے تو عام

سوچ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں رہتا' میری تحقیق یہ ہے کہ جہاں پہنچ کے بلندیاں معراج محسوس کریں' علیؑ کا معنی ہے بلند' علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا وہ گھر بھی علیؑ۔

(اتنا بڑا مجمع' اتنے خوبصورت ذہن اور ذہانت رکھنے والے سامعین' صاحبان فکر تشریف فرما ہیں)۔

علیؑ کا مزاج بھی علیؑ ...... علیؑ کا کام بھی علیؑ
علیؑ کا نام بھی علیؑ ...... علیؑ کی گفتگو بھی علیؑ
علیؑ کی رفتار بھی علیؑ ...... علیؑ کا معیار بھی علیؑ
علیؑ کا کلام بھی علیؑ ...... علیؑ کا نام بھی علیؑ
علیؑ کا سلام بھی علیؑ ...... علیؑ کی طبیعت بھی علیؑ
علیؑ کی نیت بھی علیؑ ...... علیؑ کی شخصیت بھی علیؑ
علیؑ کی زوجہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا بیٹا بھی علیؑ
علیؑ کا باپ بھی علیؑ ...... علیؑ کی ماں بھی علیؑ
علیؑ کا دادا بھی علیؑ ...... علیؑ کا نسب بھی علیؑ
علیؑ کا حسب بھی علیؑ ...... علیؑ کا شجرہ بھی علیؑ
علیؑ کا نبیؐ بھی علیؑ ...... علیؑ کا خدا بھی علیؑ

علیؑ کو سمجھنے کے لئے ذہن میں بلندیاں ہونی چاہئیں' چاہے ہاتھ میں ڈگریاں ہوں علیؑ کو نہ سمجھے تو سمجھ لو ذہنی طور پر پست ہے' کیونکہ علیؑ بلند ذہنوں کی سمجھ میں آتا ہے' نہ کسی تنگ دل کی سمجھ میں آتا ہے نہ کسی سنگ دل کی سمجھ میں آتا ہے' خیرات پہ پلنے والوں کی سمجھ میں علیؑ کیسے آئے جن کے ہاتھوں میں ریال ہوں' پاؤں میں ڈالروں کی چھنا چھن ہو علیؑ ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

علیؑ بہت بڑی درسگاہ ہے' علیؑ کو سمجھنا ہے تو میثم مزاج بنو' علیؑ کو سمجھنا ہے تو ابوذرؓ سرشت بنو' اگر علیؑ کو سمجھنا ہے تو سلمانؓ کی حیثیت اختیار کرو' دنیاوی جاہ وجلال رکھنے والوں کی سمجھ میں علیؑ کب آیا ہے' علیؑ سمجھ میں نہیں آتا۔

میثم جیسے لوگوں کی سمجھ میں علیؑ آتا ہے' مختار جیسے لوگوں کی سمجھ میں علیؑ آتا ہے' عام لوگوں کی سمجھ میں علیؑ نہیں آتا۔

ڈاکٹر گبن جیسے متعصب مزاج مورخوں نے علیؑ کو دیکھا' علیؑ کی ہسٹری پڑھی' علیؑ کے خطبات پڑھے' نہج البلاغہ کا پہلا خطبہ پڑھ کے دیکھا کہ علیؑ چودہ سو سال پہلے عرب کے بدوؤں میں کھڑے ہو کر یہ خبر دے رہا تھا کہ زمین کیسے وجود میں آئی؟ یہ آسمان کیسے وجود میں آیا؟ فرشتوں کی حیثیت کیا ہے؟ ملائکہ کی اہمیت کیا ہے؟ انسان کن کن اجزاء سے ترتیب پا کے بنا؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمان کیا ہے؟ زمین سے سورج کا فاصلہ کتنا ہے؟ زمین اور سورج کے درمیان آپس میں رابطہ کیا ہے؟ جنت کیا ہے؟ دوزخ کیا ہے؟ ڈاکٹر گبن چکرا گیا کہ مسلمانوں میں سائنسی ایجادات سے پہلے بھی کوئی ایسا عالم تھا جو یہ سب کچھ بتا گیا' پھر بھی کہتا رہا:

"سلونی! سلونی قبل ان تفقدونی

"(میں بتا کے تھکا نہیں) اگر مجھ سے پوچھنا ہو تو پوچھ لو' اس سے
قبل کہ میں اپنے اصلی وطن کو واپس چلا جاؤں۔"

پتہ نہیں سمجھ میں آ رہی ہے میری بات یا نہیں۔

اس سے پہلے کہ میں اپنے اصلی وطن کو چلا جاؤں' تو پوچھ لو۔ گبن نے پہلا خطبہ علیؑ کا دیکھا' ساٹھ سوال منتخب کئے' آج کے سائنس دانوں کو لکھ کے بھیجے کہ تمہاری سائنسی تحقیقات میں پانی کیسے وجود میں آیا؟ زمین اور چاند کے درمیان فاصلہ کتنا

ہے؟ زمین و آسمان کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟ ایک سال کے بعد اسے سوالوں کے جوابات ملے اس نے صاف لکھا کہ میں مسلمان نہیں لیکن مسلمانوں کے پیشوا علیؑ کے خطبات اور سائنس دانوں کے جوابات سے ٹیلی کر کے میں اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ

''یہ کائنات علیؑ نے خود بنائی یا اس کے سامنے بنائی گئی''......

(نعرۂ حیدری)

ان کی سمجھ میں علیؑ نہیں آیا' کچی پکی روٹی کھانے والوں کی سمجھ میں علیؑ آ جائے تو علیؑ علیؑ نہیں رہتا۔

علم و عمل کا نیک قبیلہ ہے مرتضیٰؑ

(شاید میں نے غلط موقع پر رباعی پڑھی ذہنی طور پر شاید آپ تیار نہیں تھے' رباعی بدلتا ہوں)۔

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ

(اتنے بڑے مجمع میں اگر بلند آواز سے یا علیؑ کہو اور اکٹھے بولو تو لطف بھی آتا ہے' باہر آواز بھی جاتی ہے اور علیؑ والوں کے خلاف بولنے والوں کی زبانوں پہ تالے لگ جاتے ہیں' اگر سارے مل کے بولو' تو ...)

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ

احساس کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ

جو کچھ رسولؐ نے کہا علیؑ کے بارے میں سب کچھ بھلا دو' جن میں علیؑ کے فضائل ہیں ان کتابوں کو بھلا دو' صرف اتنا یاد رکھو' صرف یہی ایک فضیلت یاد رکھو کہ

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ
احساس کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ
اب کیا کہوں علیؑ کی فضیلت کے باب میں
کچھ بھی نہ ہو بتولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

(نعرۂ حیدری)

کچھ بھی نہ ہو بتولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

وہ بتولؑ جو کساء کے نیچے پنجتنؑ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کرے' جی ہاں بتولؑ بہت بڑی ہستی کا نام ہے۔ (جاگا ہوا مجمع ہے میرا کوئی لفظ ضائع نہیں ہونا چاہیے) میرا جی چاہتا ہے کہ ۲۲ سال کے کڑیل جوان علیؑ کا احد کے میدان میں احد کے چار ہزار دشمنوں پر ۲۲ سال کے کڑیل جوان علیؑ کا۔

جوان میں نے کہہ دیا' معافی چاہتا ہوں' جوانی کے موسم نے علیؑ کے خدوخال سے خوشبو کی بھیک مانگی' لفظ تو ہیں...... موسم شباب نے علیؑ کے پہلے نقش قدم پہ بوسہ دینے کی اجازت مانگی۔

احد کا میدان' احد کے دشمن (جیسے استقبال کیا ہے' پہلے لفظ کا' اسی طرح میرے ساتھ بولتے آئیں)۔

جنگ بنونظیر کے بعد بھی آرام نہیں فرمایا' کائنات کے حقیقی رسولؐ نے یا بہت سے قبائل اکٹھے ہو گئے۔ (لطف نہیں آ رہا؟...... یوں نہیں)

عرب کے ۴۲۰ قبائل اکٹھے ہوئے۔ (میں نے کردار بھی بتایا ہے' تعداد بھی بتائی ہے)

۴۲۰ قبائل اکٹھے ہوئے کہ معاذ اللہ' اللہ کا دین ختم کر دیں' خاکم بدھن۔ عرب

کے ان قبائل کی سازش ہوا نے امانت کے طور پر نبوت کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے ایوان سماعت میں پہنچائی' توحید اور نبوت کی افواج کے ازل سے ابد تک کے متفقہ چیف آف دی آرمی سٹاف علیؑ کو بلایا رسولؐ نے۔ سنا ہے یاعلیؑ دشمن پھر تل گئے حملے کے لئے' ابرو کے اشارے پر کائنات کو ترتیب دینے والا علیؑ کہتا ہے' جیسا آپؐ کا حکم ہو' صرف اذن چاہتا ہوں' آواز آئی شاباش علیؑ ولایت اور نبوت کے مشترکہ تربیت یافتہ علیؑ کو...... پیغمبر نے سجایا علیؑ کو' ابوطالبؑ کا خود سر پر رکھا' عبدالمطلب کی زرہ پہنائی' ابوطالبؑ کے نعلین پہنائے' ہاشم کا کمر بند باندھا' بائیس سال کا علیؑ دھوپ میں چل پھر کے اپنے سائے کو دیکھ کے کہتا ہے' کیسا لگ رہا ہوں؟ شاباش یاعلیؑ' پہنچ گئے احد کے میدان میں۔ چوتھی جماعت میں' میں نے پڑھا تھا' آپ نے بھی پڑھا ہو گا' ایک درہ تھا' رسولؐ نے پہلے ترتیب بناتے ہوئے کچھ تیراندازوں سے کہا تھا کہ درہ نہ چھوڑنا' جنگ جیتیں یا ہاریں' درہ نہ چھوڑنا' مسلمانوں کی بدقسمتی ہے' درہ کہاں نہ چھوڑنا' در کہاں نہ چھوڑنا' جب بھی درہ چھوڑا یا در چھوڑا مارے گئے۔ (جاگتے آؤ میرے ساتھ ساتھ بیدار ذہنوں سے مخاطب ہوں) جنگ جیت لی گئی' ٹوٹ پڑے مال غنیمت پر مجاہد' بڑے وعدے کر کے آئے تھے' قرض اٹھا کے آئے تھے' واپس آئیں گے قرض اتاریں گے' ٹوٹ پڑے مال غنیمت پر' یہ اپنا مال غنیمت سمیٹ رہے تھے' کفار نے درہ خالی دیکھ کر پلٹ کے پشت سے حملہ کیا' اب اولمپشن کھلاڑی دوڑے۔

میں خوبصورت لفظوں میں بات کرنے کا عادی ہوں تاکہ کسی کی توہین بھی نہ ہو' میڈل ملے تو دوڑ پڑے' اکیلا بچ گیا اللہ کا رسولؐ' چار ہزار دشمنوں میں' ایک ظالم نے گستاخی کی' پتھر مارا در دندان شہید ہوا۔

ادھر در دندان شہید ہوا دشمنوں کی صفوں میں گھرے ہوئے پیغمبرؐ کو...
وحدت کی یونیورسٹی میں نبیوں کو دیا جانے والا پہلا سبق یاد آیا کہ جب دشمنوں میں گھر جاؤ تو کسے پکارنا ہے؟

دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ کا رسولؐ کہتا ہے ہر مشکل میں اللہ کی قیمتی ترین امانتوں کا تحفظ کرنے والے علیؑ اگر کہیں ہے تو جلد آ، کہیں ہے تو جلد آ۔

نعلین نہیں سنبھلی، ابوطالبؑ کے بیٹے نے، دشمن کی تعداد نہیں دیکھی، دوڑ پڑا علیؑ، لبیک یارسول اللہؐ! انہیں دوڑتا ہوا دیکھتا ہے، پھر دوڑتا ہے، علیؑ نے وار کیا، پہلا دوسرا، تیسرا، علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی، علیؑ کے ہاتھ سے، دوسری تلوار کھینچی، پھر حملہ کیا، دشمن پر پھر وار کیا، پھر تلوار ٹوٹ گئی، پھر وار کیا پھر تلوار ٹوٹی، دشمن پر وار کیا، اس کی تلوار کھینچی پھر حملہ کیا پھر تلوار ٹوٹی۔ اللہ جانے کتنا جلال تھا علیؑ میں، تلوار ٹوٹتی جاتی ہے، تلوار کھینچتا جاتا ہے، کیسا زعم تھا علیؑ کا، حملہ کرتا جاتا ہے، تلوار کھینچتا جاتا ہے، وار کرتا جاتا ہے، دشمن مرتے جاتے ہیں، آوازیں دیتا جاتا ہے، یارسول اللہؐ گھبرانا نہیں، میں آیا کہ آیا۔

۸۰ سے لے کر ۳۰۰ تک تلواریں ٹوٹیں، یہ میری ذاتی تحقیق ہے۔

جب علیؑ کے ہاتھ ۸۰ سے ۳۰۰ تک تلواریں ٹوٹ گئیں، ادھر ملائکہ نے ہجوم کیا، اللہ سے کہا، تیرا بھی عاشق ہے، ہمارا بھی محبوب ہے، پہنچے گا ضرور رسولؐ تک، جا رہا ہے، چھوڑے گا نہیں دشمنوں کو، بھیج کوئی ایسی تلوار جو نہ ٹوٹے نہ چھوٹے۔

جو نہ ٹوٹے نہ چھوٹے، ادھر فرشتوں نے دعا مانگی، قرآن کے مطابق اللہ نے حدید نازل کیا، پتہ نہیں اسے کتنے ہزار فرشتوں نے ڈھالا، تلوار وولخت ہوئی۔

لفظ ادیبانہ، شاعرانہ ہے یا دانشورانہ ہے، اللہ جانے کس انداز میں تلوار اتری، میں بھی یہی کہتا ہوں آیت بن کے اترتی آئی، علیؑ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ تلوار نے آ

کے علیؑ کا ہاتھ چوما۔

علیؑ کے ہاتھ کی نرمی نے تلوار کی گرمی محسوس کی' علیؑ کہتا ہے تو کون؟ عرض کی' تیری کنیز ہوں۔ کہاں سے آئی ہے؟ عرش سے۔ علیؑ کہتا ہے' یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہماری کنیزیں عرش سے آتی ہیں' کس نے بھیجا؟ خالق نے۔ علیؑ نے تلوار کو دیکھ کے کہا' ٹوٹے گی تو نہیں؟ تلوار علیؑ کی کلائی چوم کے کہتی ہے یا علیؑ مولا تیری دلیری کی قسم قیامت تک تو چلاتا رہ نہ ٹوٹوں گی' نہ چھوٹوں گی' تیرے بعد تیری نسلوں کے کام آؤں گی' تیرے آخری جانشین کی کلائی چوم کے سوچوں گی کہ زمین پر رہوں یا واپس عرش پہ چلی جاؤں۔

زمین پر رہوں یا واپس چلی جاؤں' دیکھو میری طرف اللہ کو بھی علیؑ کا واسطہ دیا جائے تو ٹھکراتا نہیں' تمہیں علیؑ کا واسطہ' دیکھو میری طرف' تیرے آخری جانشین کی کلام چوم کے سوچوں گی' زمین پر رہوں یا واپس چلی جاؤں' (پوری توجہ) پوری کائنات پہ تلوار کا قبضہ' تلوار کے قبضے پہ علیؑ کا قبضہ' علیؑ نے تلوار سنبھالی' پہلا وار کیا ۳۰۰ دشمنوں کے سر فضا میں اڑے' تلوار کہتی ہے مولاؑ سانس نہیں لینا' علیؑ نے دوسرا وار کیا' تین سو سر فضا میں اڑے' تیسرا وار کیا' بارہ سو سر جب فضا میں اڑے' تو ہانپتا ہوا فرشتہ' ہانپتا ہوا ملک الموت نیچے اتر کے تلوار کی نوک چوم کے کہتا ہے' ذرا آہستہ چل۔ (نعرۂ حیدری)

جب فرشتے نے کہا ذرا آہستہ چل' تلوار کہتی ہے' تو کون ہے؟ دیکھ کے کہا ہے ایک ہی آقا کے نوکر ہیں' اس لئے منت کر رہا ہوں' ذرا آہستہ چل' تیرا نام کیا ہے؟ آسمانوں پر عزرائیلؑ کہتے ہیں' زمین پہ سلجھے ہوئے لوگ ملک الموت کہتے ہیں جن پر ٹوٹ پڑتا ہوں' وہ مجھے موت کا فرشتہ کہتے ہیں' ہوں فرشتہ یہ الگ بات ہے کہ

ہوں موت کا۔

تلوار کہتی ہے پھر میں کیا کروں؟ آواز آئی آہستہ چل' تلوار کہتی ہے زندگی کا پہلا امتحان ہے' آہستہ کیوں چلوں؟ آواز آئی' تجھے تو کرنا پڑتا ہے صرف ایک کام آہستہ چل' تلوار کہتی ہے نہیں نہیں میری مرضی میں جیسے چلوں۔ عزرائیلؑ کہتا ہے اتنی اونچی آواز میں نہ بول' میرا نام عزرائیلؑ ہے' بارعب ہوں' موت کا فرشتہ ہوں' میری ہیبت سے آسمان کانپتے ہیں' پہاڑ میرے نام سے تھرتھراتے ہیں' زمین پہ نازل ہوں زلزلے آتے ہیں' جس گلی' جس بستی میں چلا جاؤں' صف ماتم بچھا دیتا ہوں' میرے رتبے کا لحاظ کر' کوشش کر' اتنی زیادہ گستاخیاں اچھی نہیں ہیں۔ تلوار کہتی ہے تو کون ہے؟ آواز آئی میں عزرائیلؑ ہوں' تلوار کہتی ہے مین آہستہ کیوں چلوں؟ عزرائیلؑ کہتا ہے ایک ہی آقا کے دونوں نوکر ہیں' تجھے ایک کام کرنا پڑتا ہے مجھے ایک ہی وقت میں چار کام کرنے پڑتے ہیں۔ تلوار کہتی ہے کون سے چار کام؟ عزرائیلؑ کہتا ہے کہ تو صرف سر اڑاتی ہے' مجھے مرنے والے کی روح قبض کرنا پڑتی ہے' اس کا نام لکھنا ہوتا ہے' اس کی ماں کا نام لکھنا ہوتا ہے' پوری کائنات میں اس کا باپ ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

(جس کی رگوں میں علیؑ کی محبت ماں کے پاکیزہ دودھ کی طرح خون میں حل ہو کر گردش کر رہی ہو' پوری طاقت صرف کر کے نعرۂ حیدری......)

مجھے پوری کائنات میں ڈھونڈنا پڑتا ہے کہ اس کے شناختی کارڈ میں اصل نام کس کا لکھوں ولدیت کے خانے میں؟

عزرائیلؑ کہتا ہے اتنا اونچا نہ بول میں بھی موت کا فرشتہ ہوں' جب زیادہ اِتب بتائے عزرائیلؑ نے تلوار کو' تو تلوار کہتی ہے علیؑ کی ہتھیلی چوم لے۔

خاموش اس قدر بھی نہ اونچا مقام کر

یہ ہے علیؑ کا معجزہ' شدید گرمی میں ہوا چل پڑی ہے' ہوسکتا ہے' سننے آئی ہو' کیونکہ اصل عینی شاہد تو یہی ہے۔ احد میں علیؑ کی تلوار کیسے چلی تھی۔

خاموش اس قدر بھی نہ اونچا مقام کر

تو میرا ماتحت ہے ادب سے کلام کر

واجب ہے تجھ پہ آج میرا احترام کر

چل ہٹ مجھے نہ روک ادھر اپنا کام کر

عزرائیلؑ کہتا ہے' زلزلے کیوں مچا رہی ہے؟ قیامتی کیوں مچا رہی ہے؟ توجہ! توجہ! توجہ اگلے سال تک یہ شعر یاد رہے گا' انشاء اللہ داد اور دعا آپ سے قیمت علیؑ سے لوں گا۔

تلوار جھوم کے کہتی ہے۔

کیوں زلزلہ بپا نہ کروں کائنات میں

آئی ہوں پہلی بار یداللہ کے ہاتھ میں

یہی تلوار علیؑ کے ساتھ خیبر میں' خندق میں' احد میں' حنین میں رہی۔

علیؑ چلے گئے' حسنؑ کے پاس آئی' حسنؑ نے امانت سمجھ کے رکھ دی' کائنات کا ایک مظلوم ایسا ہے جس کے پاس یہ تلوار بھی تھی' سارا دن منت بھی کرتی رہی' مجھے حکم دے مجھے اذن دے' وہی تلوار ہوں جو تیرے بابا کے ہاتھ میں تھی۔ حسینؑ سر جھکا کے کہتا ہے میں غریب ہوں' میں غریب ہوں' جب سارا دن تلوار کو ہاتھ نہیں لگایا' کہتی ہے میں شرمسار ہوں گی' ماں کی عزت کا واسطہ' تھوڑا سا اذن تو عطا کر' کوئی کام تو بتا۔ حسینؑ کہتا ہے کوئی کام کرے گی؟ آواز آئی' ہاں! (خدا کرے میں

سمجھا سکوں)

حسینؑ نے تلوار کو نیام سے نکالا' آواز آئی' تلوار میں غریب ہوں' کام آ پڑا ہے' میرا کوئی نہیں رہا' میرا اصغرؑ مارا گیا ہے' ذرا اس کی قبر تو بنا دے۔(سلامت رہو.....)

حسینؑ نے تلوار سے کہا میرا اصغرؑ شہید ہو گیا ہے تو اگر میرے کام آنا چاہتی ہے تو میرے اصغرؑ کی قبر بنا' پتہ نہیں تلوار نے قبر بنائی کہ نہیں۔

محرم کی چار کا دن گزر گیا' پانچویں کی رات چھا گئی' آج کے دن حسینؑ کے خیمے فرات سے ہٹائے گئے۔

(جن دوستوں نے دعائیں بھیجی ہیں' کوشش کروں گا مشترکہ دعا کروں' ہر ایک کا نام لے لے کر دعا مانگنے کے لئے بہت سا وقت چاہئے' کیونکہ ۸ محرم کی رات ہوتی ہے دعاؤں کے لئے' اگر میں تعمیل نہ کر سکوں تو مجھے معاف کریں' اس میں میری نیت کا دخل نہیں ہوتا' وقت کی بات ہوتی ہے' انشاء اللہ آٹھ کی رات دعائیں مانگیں گے' قبولیت کی رات ہوتی ہے' آٹھ محرم کو یا پہلے دعائیں لکھ کے دیتے جائیں تاکہ فہرست بن جائے' اجازت ہو تو میں مصائب شروع کروں' جید عزادار سنتے آتے ہیں.....غریب بیٹے ہیں' باپ سے زیادہ رئیس کوئی نہیں' ان کی شہادت ذاکرین بھی کم پڑھتے ہیں اور علمائے کرام بھی (میں نے کم سنی ہے) وہ کون ہیں؟)

بی بی زینبؑ کے دو بیٹے ہیں' عونؑ و محمدؑ' ان کی شہادت ذاکرین پتہ نہیں کیوں نہیں پڑھتے؟ امام حسینؑ کے ہر بیٹے کی شہادت پڑھتے ہیں' لیکن شریکۃ الحسینؑ کے بیٹوں کی شہادت بہت کم پڑھتے ہیں۔

دو بے وارث بچوں کی شہادت پڑھتا ہوں' ایک کا نام محمدؑ ہے' ایک کا نام

عونؑ ہے' نو سال کی عمر ہے عونؑ کی اور سات سال کی عمرؑ ہے محمدؑ کی۔

یہ اتنے غریب بیٹے ہیں کہ کربلا سے باہر گیارہویں' بارہویں کلومیٹر کے بعد یہاں پتھر کا نشان لگا ہوا ہے' زائر جانتے ہیں آج بھی وہاں ان کی قبریں ہیں' کربلا سے ۱۲ میل دور سات اور نو سال کے ان بچوں کی۔ یہ اتنے غریب ہیں۔ (شاید آنسو آ ئیں ان کے حصے کے سرخرو ہو جاؤ گے بی بی زینبؑ سے)

یہ اتنے غریب ہیں کہ بارہ محرم کو ان کی لاشوں کے قریب سے گزرتے ہوئے ان کی ماں اس طرح کھڑی ہوئی' دونوں بچوں کی لاشیں دیکھ کے کہتی ہے' اس وقت مصروف ہوں پھر کبھی آئی تو رووَں گی بھی' ماتم بھی کروں گی' وہیں کھڑے ہوئے بی بی زینبؑ نے سید زادوں اور سید زادیوں کو پیغام دیا' رسیوں میں ہاتھ پابند ہیں' بی بی زینبؑ کہتی ہے:

> ''دنیا کے سیدو اور دنیا کی سید زادیو! گواہ رہنا میری نسل ختم ہو گئی' میری نسل حسینؑ کے کام آ گئی' یہ دو لعل تھے میرے' یہ کربلا میں کام آ گئے' میری نسل ختم ہو گئی۔ دنیا کے سید و سید زادیو! اگر کبھی فرصت ملے تو شام کی طرف منہ کر کے مجھے اماں کہہ لینا' میں سمجھوں گی میرے عونؑ و محمدؑ زندہ ہیں۔ (ہائے اتنی بڑی حسرت) کبھی کبھی مجھے اماں کہہ لینا' میں سمجھوں گی میرے عونؑ و محمدؑ زندہ ہیں۔''

ان کی شہادت پڑھتا ہوں قبلہ...... جن ماؤں کی گود میں بچے ہیں مولاؑ ان کی زندگی دراز کرے' جن دلوں میں حسرت ہے اولادِ نرینہ کی' عونؑ و محمدؑ کے صدقے میں خالق انہیں اولادِ نرینہ عطا کرے' آج کی رات اگر منت مان لو کہ اگر مجھے بیٹا ہوا تو۔

سال دسویں کے دن دوپہر کے وقت جب عونؑ و محمدؑ کی شہادت کا وقت آئے گا تو اسے میں گھر کے صحن سے باہر صحرا میں لے جا کے دوپہر تک پیاسا رکھ کے اس وقت عونؑ و محمدؑ کی نیاز میں شربت پلاؤں گی' زینبؑ راضی ہو جائے گی۔

میں گردن میں کپڑا ڈال کے سوالی بن کے شام کی طرف منہ کر کے آپ کی طرف سے بھی سوالی بن کے شام کی مسافرہ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ثانی زہراؑ میری آقازادی اگر وقت ملے تو ترستی گئی ہے تجھے عونؑ و محمدؑ کا پرسہ کسی نے نہیں دیا' آج دو لمحے کے لئے تکلیف کر کربلا گامے شاہ لاہور میں اتنے زیادہ مومنین اور مومنات تجھے عونؑ ومحمدؑ کا پرسہ دینا چاہتے ہیں۔ آ بی بی ہم سے پرسہ لے' روتے بھی آ' آہستہ آہستہ ماتم بھی کرتے آ' تا کہ روسکیں عونؑ ومحمدؑ کو بہت بے وارث ہیں یہ بچے۔

(کربلا سے بارہ میل دوران کی لاشیں گری ہیں' ایسا کوئی مظلوم نہیں ہے)۔

حضرت عبداللہؓ نے کہا روکتا نہیں لیکن ایک گزارش ہے میں عرب کا بہت بڑا رئیس ہوں' ہر علاقے میں میری زمین اور جائیداد ہے' صرف اتنی گزارش ہے' اپنے بھائی سے کہہ تو ساتھ جا رہی ہے ایک وقت کا کھانا حسینؑ سے ایک وقت کا کھانا تیری طرف سے ہو' قبلہ بھائی کتنا غریب کیوں نہ ہو' بہن کتنی غریب کیوں نہ ہو' اپنی بھائی کے بارے میں شاید اتنی بات برداشت نہ کر سکے۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے عبداللہؓ تیری جائیداد سلامت' حسینؑ غریب تو نہیں' حسینؑ کے پاس بہت کچھ ہے۔ آواز آئی میری ایک اور خواہش ہے' یمن جاؤ' ایران جاؤ' شام جاؤ' عراق جاؤ' میری ہر علاقے میں اپنی جائیداد ہے' وہاں جا کے قیام کرو۔

بی بی کہتی ہے' یمن اور عراق کی تو میں بات نہیں کرتی البتہ شام میں جو تیری

جائیداد ہے اگر وہاں جا کے آرام کروں مجھے اجازت تو ہے نا' کہا کیوں نہیں' تیرا اپنا گھر ہے۔ بی بی کہتی ہے' اچھا' جناب عبداللہؓ کہتے ہیں جو کچھ ساتھ لے جانا چاہیں لے لیں۔

بی بی کہتی ہے' جو لینا چاہتی ہوں لے لیتی ہوں' دونوں بچیوں کو ساتھ لیا' ایک کمرے میں آئی ماں زہراؑ کا صندوق کھولا' کچھ نہیں اٹھایا زہراؑ کی بیٹی نے' ایک چادر اٹھائی' اپنی بیٹیوں کو دیکھ کے کہتی ہے' گواہ رہنا' میں نے تمہارے باپ کی جائیداد میں سے کچھ نہیں اٹھایا' صرف اپنی ماں کے صندوق سے ایک چادر اٹھائی ہے' دعا کرو یہ ہی بچ جائے۔ (سلامت رہو بھئی)

بیٹیاں کہتی ہیں اماں جو کچھ اٹھانا ہے اٹھا لے' بی بی چادر جھٹک کے کہتی ہے میرے پاس بہت کچھ ہے' میں حسینؑ کے ساتھ جا رہی ہوں' صرف ایک چادر لے کے بی بی آ گئی۔ دونوں بیٹیوں کے سر چومے' عونؑ و محمدؑ کے رخساروں پر بوسے دیئے' دونوں بیٹیوں کو سمجھایا' ایک بیٹی اپنے بابا کی خدمت میں رہے' دوسری بیٹی کو مخاطب کر کے کہا' تیری ڈیوٹی ہے کہ روزانہ میرے بھائی حسینؑ کی بیمار بیٹی صغریٰؑ کے ساتھ رہا کرنا۔ عونؑ و محمدؑ سے کہا کہ بابا کی خدمت میں رہنا' بی بی چلی گئی' مدینہ اجڑ گیا۔ (اللہ جانے سن رہے ہو یا نہیں)

دستور ہے' آدھی رات کے وقت کوئی مسافر تیرے بھرے شہر سے نکلے' پردہ داروں کو ساتھ لے کے محلے والے سمجھانے ضرور آتے ہیں کہ بھائی کیوں رات کو جا رہا ہے؟ جانا ضروری ہے تو اپنی مستورات کو نہ لے جا' رات کا سفر ہے اللہ جانے سفر میں کیا گزرتی ہے؟

قافلہ تیار ہوا' پردہ دار محمل میں اونٹوں پر سوار ہوئے' جب مدینے سے باہر آ

گئی' زینبؑ تو عباسؑ کی طرف دیکھ کے کہتی ہے' بھیا! اب جہاں جی چاہے لے چل ..... مجھے مدینے سے روکنے کوئی نہیں آیا۔

آ گئے مکے' ۲۸ رجب کو چلے تھے مدینے سے ۳ شعبان کو مکے آئے' ۸ ذوالحجہ تک مکے میں رہے' ۸ ذوالحجہ کو حسینؑ نے احرام توڑے' آخری نماز خانہ خدا سے باہر حسینؑ نے پڑھی' نماز سے فارغ ہوئے میرے آقا' حسینؑ کی عبا پر ایک بیمار کے دو ہاتھ آئے' آواز آئی السلام علیک یا ابا عبداللہ الحسینؑ!

حسینؑ نے مڑ کے دیکھا' عبداللہ بھائی' ثانی زہراؑ کا بیمار شوہر' حضرت عبداللہؑ ...... عبداللہؑ بھائی کیوں آئے؟ آواز آئی' کہاں کا ارادہ ہے؟ حسینؑ نے کہا جس دن کے لئے نانا نے پالا تھا' وعدہ پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے' میں جا رہا ہوں۔ آواز آئی ثانی زہراؑ کہاں ہیں؟ آواز آئی' عباسؑ سے پوچھو۔ حضرت عبداللہؑ حضرت عباسؑ کے پاس آئے اور کہا ثانی زہراؑ کس محمل میں ہیں اور میری ماؤں اور بہنو! جب جناب عبداللہؑ نے کہا کہ عباس ثانی زہراؑ کس محمل میں ہیں؟ عباسؑ کہتے ہیں' عبداللہؑ بھائی نہ مجھ میں اتنی جرات ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کروں' نہ مجھ میں اتنی جرات ہے کہ آنکھ سے بتاؤں' اکبرؑ سے پوچھ۔ جناب عبداللہؑ آئے اکبرؑ کے پاس' اکبرؑ لے کے آیا اپنی پھوپھی کے محمل کے قریب۔

جناب عبداللہؑ نے دونوں ہاتھ رکھے محمل پہ' حضرت عبداللہؑ نے رو کے کہا' زہراؑ کی بیٹی میرا سلام قبول کر' بی بی نے سلام کا جواب دیا۔ محمل سے باہر حضرت عبداللہؑ کی آواز سن کے آہستہ سے بی بی نے کہا' عبداللہؑ کہیں روکنے تو نہیں آئے؟

روکنے تو نہیں آیا؟ حضرت عبداللہؑ کہتے ہیں' روکنے تو نہیں آیا' ایک مسئلہ سمجھانے آیا ہوں' میں جانتا ہوں تو بھی جانتی ہے' حسینؑ صرف تیرا بھائی نہیں' ہمارا

امامؑ بھی ہے' مسئلہ ہے کہ جہاں امامؑ وقت پر کوئی مشکل بن جائے' کوئی مشکل وقت آ جائے تو ہم پہ واجب ہے کہ اپنی قیمتی سے قیمتی چیز امامؑ وقت پر صدقہ کر دی جائے' فدیہ کر دیا جائے' اسی طرح سرخرو ہو جاتا ہے انسان۔

حسینؑ چونکہ تیرا بھائی بھی ہے اور ہمارا امامؑ بھی ہے' گرمی کا موسم ہے' امت مخالف ہے' امت دشمن ہو گئی ہے' ہو سکتا ہے کوئی مشکل بن جائے' کسی مقام پر کسی مشکل میں میرا امامؑ گھر جائے' یہ میں چھوٹے چھوٹے لعل لایا ہوں' ایک عونؑ اور ایک محمدؑ' ایک اپنی طرف سے ایک میری طرف سے حسینؑ پر صدقے کر دینا' قیامت کے دن جناب زہراؑ سے سرخرو ہوں گے' ہم نے اپنی اولاد صدقہ کر دی تھی۔

بی بی کہتی ہے' عونؑ و محمدؑ کو ایک ۹ سال کا ایک ۷ سال کا' حسینؑ کا صدقہ بنا کے لائے ہو' یہ حسینؑ کا صدقہ ہیں؟ آواز آئی ہاں' یہ حسینؑ کا صدقہ ہیں۔ بی بی کہتی ہے' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' یہ صدقہ ہیں' میں ہاتھ نہیں لگاتی۔ (اللہ جانے کس طرح مصائب سنو گے) اگر یہ صدقے ہیں تو پھر میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' میں صدقے کو ہاتھ نہیں لگاتی' بڑے کو عباسؑ کو دے دے' چھوٹے کو اکبرؑ کو دے دے اور دونوں سے کہہ دے جب تک ضرورت نہیں پڑے گی' میں انہیں بلاؤں گی نہیں' جب ضرورت پڑی بلا لوں گی۔

بڑے کو دیا عباسؑ کو' چھوٹے کو دیا اکبرؑ کو' بڑا عباسؑ کے پاس چلا گیا' چھوٹا علی اکبرؑ کے پاس چلا گیا' ماں ہے محمل میں قبلہ! سفر شروع ہوا' چار مرتبہ بی بی نے کہا عباسؑ! عون ۹ سال کا تھا بڑا' دوڑ کے آیا' اماں خیریت ہے؟ بی بی کہتی ہے' اکبرؑ! محمدؑ سات سال کا دوڑ کے آتا ہے' اماں خیریت؟ اماں حکم' بی بی منہ دوسری طرف پھیر لیتی ہے' چار دفعہ بلایا' عباسؑ اور اکبرؑ کو' دوڑ کے آئے عونؑ و محمدؑ۔

بی بی نے دونوں بیٹوں کو بلایا' عونؑ و محمدؑ (دیکھ بی بی زینبؑ کی تربیت)
پاس آئے' ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' اماں حکم۔ بی بی نے کہا' عونؑ و محمدؑ خبردار! آج کے بعد مجھے اماں نہ کہنا' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' تم حسینؑ کا صدقہ ہو۔

(پتہ نہیں سن رہے ہو یا نہیں' میں نے بی بی کو دعوت دی ہے کہ آ پرسہ لے)

میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' تم حسینؑ کے صدقے' دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' زہراؑ کی بیٹی گستاخی معاف' آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ بی بی کہتی ہیں' بلاتی ہوں عباسؑ کو آ جاتا ہے عونؑ' بلاتی ہوں اکبرؑ کو آ جاتا ہے محمدؑ' میں نے کہا تھا جب تک تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی' نہیں بلاؤں گی' جب تک میں نہ بلاؤں نہ آنا' کہا ٹھیک ہے۔ یہ ۱۰ ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔

۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ..... ۲ محرم کو حسینؑ کربلا آیا' ۱۰ ذوالحجہ سے ۲ محرم' ۲۲ دن' ۳ محرم' ۲۳ دن' ۴ محرم کو پورے ۲۴ دن' پورے ۲۴ دن' پاک حسینؑ کی قسم نہ شہزادوں نے ماں کو دیکھا نہ ماں نے شہزادوں کو دیکھا۔ (روتا بھی آ' پرسہ بھی دیتا آ' بی بی زینبؑ کو)

۴ محرم کو حُر آیا' عباسؑ سے کہتا ہے خیمے ہٹا۔ عباسؑ نے دیکھا' حُر واپس چلا گیا حسینؑ کی خدمت میں' عباسؑ سے کہنا خیمے ہٹائے۔ حسینؑ نے عباسؑ کو نہیں کہا' حسینؑ بی بی زینبؑ کے خیمے میں آئے' بی بی زینبؑ سے کہا' چار علیؑ تھے ایک کو مدینے چھوڑ آیا ہوں' ایک کو کوفے بھیج دیا' باقی بچے تھے دو' سجادؑ کا ذمہ میں نے لیا تھا' عباسؑ کا ذمہ تو نے لیا تھا۔ پہلی منزل ہے' عباسؑ خیمے کیوں نہیں ہٹاتا؟ بی بی کہتی ہے حسینؑ تو جے' عباسؑ جانے اور میں جانوں' خیمے ہٹوانا ہیں یا کوئی اور کام بھی لینا ہے۔ حسینؑ چلے گئے واپس' ۲۴ دن میں پہلی مرتبہ بی بی زینبؑ نے کہا عونؑ و محمدؑ میرے

قریب آؤ' دونوں شہزادے دوڑ کے آئے' دیکھ کے کہتے ہیں زہراؑ کی بیٹی ہمیں بلایا ہے (ہائے او حسرت) بی بی کہتی ہے' جاؤ عباسؑ اور اکبرؑ کو بلا لاؤ۔

دونوں شہزادے پہلے عباسؑ اور اکبرؑ کی طرف نہیں گئے' دونوں شہزادے دوڑ کے خیموں میں گئے' ہر بی بی سے کہتے ہیں ہمیں مبارک دو آج ہمیں اماں نے بلایا ہے۔

عباسؑ کے پاس آئے' پیغام دیا' عباسؑ کو بلا کر لائے۔ عباسؑ آئے' بی بی نے کہا' عباسؑ خیمے کیوں نہیں ہٹاتا؟ آواز آئی میری جرات ہے کہ میں خیمے نہ ہٹاؤں' لیکن آقازادی حسینؑ سے ایک بات پوچھ دے' ہر بار کہتا ہے خیمے ہٹا' کبھی تو یہ بھی کہے فوجیں ہٹا' میں عباسؑ ہوں...... قبلہ ۵ محرم گزر گئی' شہزادے پھر ماں سے دور چلے گئے۔ (کافی رو چکے ہو' تھوڑی سی دیر اور پرسہ دے لو' انہیں کون رویا ہے؟ بے وارث شہزادے ہیں' ترستی گئی ہے ماں کوئی ان کا پرسہ دے)

۴ محرم گزر گئی' ۵ محرم گزر گئی' ۶ محرم گزر گئی' ۷ محرم کو پانی بند ہو گیا' میں نے پڑھ لیا تو نے سن لیا' پانی بند ہو جائے' ہاڑ کے موسم میں' ۷ محرم کو پانی بند ہوا' بچے پیاس سے تڑپنے لگے۔ ہر بیٹا اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا اماں پیاس لگی ہے' اماں ہمیں پانی پلا' ہر ماں عباسؑ کے خیمے میں آئی' لیکن پاک زہراؑ کی پاک چادر کی قسم عونؑ و محمدؑ کے خیمے میں نہیں گئے' دونوں شہزادے ماں کے خیمے کا طواف کرتے رہے۔ دونوں کہتے ہیں اللہ کرے اماں بلا لے' اللہ کرے ہم سے پوچھ لے پیاس لگی ہے یا نہیں' چھوٹا کہتا ہے' خبردار! اماں ناراض ہو گی' اگر اکبرؑ کے لئے پانی آیا' اس سے بچ گیا تو ہم بھی پی لیں گے' ہم صدقے ہیں' اگر نہیں ملا تو چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔

(جیو سلامت رہو' سلامت رہو' حوصلہ' حوصلے سے سنتے آؤ' میں نے پہلے کہا

تھا جو روئے گا ساون کی بارش کی طرح رو دے گا' دل کی بات ہے قبلہ اپنا اپنا مقدر ہے)۔

۷ محرم کو پانی بند ہوا' شہزادوں نے نہیں مانگا' ۸ محرم ہوئی' ان کا طریقہ کیا تھا' ان کا وطیرہ کیا تھا' ہر بیٹا ماں کے خیمے میں' یہ دونوں شہزادے ماں کے خیمے کی پچھلی جانب ماں کے خیمے سے دور ریت پر ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال کر سو جاتے۔

کبھی کبھی محمدؑ اٹھ بیٹھتا اور کہتا عونؑ بھائی اماں بہت یاد آ رہی ہے' عونؑ کہتا' چپ کر کے سو جا' ہو سکتا ہے۔ (سلامت رہو' سلامت رہو' میں تیرا خادم' میں تیرا نوکر' سکون سے سنتا آ' مولاؑ تیرے بچوں کی زندگی دراز کرے' عونؑ و محمدؑ کا واقعہ ہے' مانگ لے جو دعا جی میں آئے' زینبؑ کے بیٹوں کے صدقے میں مولاؑ تجھے سرخرو کرے گا)

۸ گزر گئی' ۹ گزر گئی' آ گئی دسویں کی رات (اب میرے بس میں نہیں' اب تک میں آرام سے پڑھتا آیا' اب میری مجبوری ہے)

مغربین کی نماز کے بعد ہر ماں نے دسویں کی رات اپنے اپنے بیٹے کو خیمے میں بلایا' ہر ماں اپنی اپنی قربانی بنا رہی ہے۔

یہ دونوں شہزادے یتیموں کی طرح ہر بی بی کے خیمے میں جاتے ہیں' ہر بی بی پوچھتی ہے' عونؑ و محمدؑ تمہیں تمہاری ماں نے بلایا کہ نہیں؟ دونوں کہتے ہیں' جب وقت آئے گا' اکبرؑ سے فارغ ہو گی' ہمیں بلائے گی' اماں نے کہا تھا' جب ضرورت پڑے بلاؤں گی۔ (یہ ہے تربیت بی بی زینبؑ کی' داد دو رضا شاہ جی ہر ماں کو زینبؑ نے درس دیا ہے حسینؑ پر قربانی کیسے دی جاتی ہے)

قبلہ جب آدھی رات ڈھل گئی' چھوٹا کہتا ہے بڑے کو' ہوسکتا ہے ہم اماں کو بھول گئے ہوں' آؤ چل کر اماں کو یاد دلائیں' بڑا آگے ہے چھوٹا پیچھے ہے' دونوں چلے ماں کے خیمے میں آئے' کہتے ہیں:

السلام علیک ایتھا الصابرۃ و المظلومہ

''اے ہماری مظلومہ ماں ہمارا سلام۔''

بی بی نے دیکھا نہیں' پوچھا کون ہو؟ دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' تیرے حسینؑ کے صدقے ہیں۔ بی بی نے دیکھا نہیں' کہا کیا چاہتے ہو؟ دونوں نے کہا اکبرؑ کا واسطہ ایک دفعہ دیکھ تو سہی۔ بی بی نے مڑ کے دیکھا' دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کیا اب بھی ہماری ضرورت نہیں ہے؟ ماں کہتی ہے کیا ہوا؟ آواز آئی' آج ہر ماں اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے تیار کر رہی ہے۔ آواز آئی میرا بیٹا اکبرؑ ہے' ہمیں کون تیار کرے گا' بی بی نے کہا اماں فضہ...... (ہائے او بی بی زینبؑ تیرے بیٹوں کی قسمت) بی بی نے کہا اماں فضہؓ حسینؑ کے صدقوں کو تیار کر۔

دونوں شہزادے زمین پر بیٹھے ہیں' بی بی فضہؓ دونوں شہزادوں کو اپنی انگلیوں سے کنگھی کر رہی ہے' شہزادوں کی زلفیں سنوار رہی ہے' کبھی کبھی پیشانی چوم کے کہتی ہے' میرے لعل ماں سے ناراض نہ ہونا' ماں اکبرؑ سے فارغ نہیں ہوئی' کہا اماں فضہؓ ہم ناراض نہیں ہیں' اماں سے پوچھ وہ تو ناراض نہیں ہے۔ (سلامت رہو)

جناب فضہؓ شہزادوں کو سنوارتی رہی' تہجد کی نماز سے ذرا پہلے بی بی نے کہا میرے پاس آؤ' ہاتھ جوڑ کے کانپتے ہوئے بدن کے ساتھ ماں کے سامنے کھڑے ہیں۔ کہتی ہے' یاد رکھو! ہر ماں کے پاس اپنا بیٹا ہے' ہر ماں صبح اپنے بیٹے کی...... (جس کے دل میں قہر ہے عونؑ و محمدؑ کی وہ میری طرف دیکھے) ہر ماں صبح اپنے بیٹے کو پہلے

حسینؑ پر قربان کرے گی' لیکن میں چاہتی ہوں کہ پہلے تم قربانی دو' تم صدقے ہو' پھر مائیں اپنے لعل قربان کریں۔

کہتے ہیں ٹھیک ہے' ایسے ہی ہو گا۔ کہتی ہے اب جاؤ' اب تمہاری لاشیں خیموں میں آئیں تو آئیں تم نہ آنا' دونوں شہزادے چلے گئے' ماں کے خیمہ سے باہر جا کے حسینؑ کے خیمے کے دروازے پر چپ کر کے بیٹھ گئے۔

صبح تہجد کی نماز کے وقت حسینؑ خیمے سے باہر نکلے تو دونوں شہزادوں کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ حسینؑ کے قدموں پر آئے' ماما حسینؑ ہم اماں کے کچھ نہیں لگتے' تیرے تو بھانجے ہیں نا! ماموں ایک وعدہ کر آج سب سے پہلے ہمیں اجازت دے دینا۔

حسینؑ کہتے ہیں' کیا ہوا' رو کے کہتے ہیں' سب کی مائیں ہیں' ہم تیرا صدقہ ہیں' نہ ہماری ماں ہے نہ بہنیں' تیرے تو بھانجے ہیں' تجھے اکبرؑ کا واسطہ ہمیں سب سے پہلے اجازت دے' ہمیں اماں نے کہا ہے زندہ خیمے میں نہ آنا' ماموں ایک وعدہ کر آج سب سے پہلے ہمیں اجازت دے گا......

(سلامت رہو' یہ ہے معجزہ بی بی زینبؑ کے بیٹوں کے غم کا' چلو کوئی نہیں ایک بچہ بے ہوش ہو گیا ہے' نا' جوان لوگ ہو' سنبھال لو گے' اس کی ماں بھی ہے باپ بھی ہے) میں تو ان شہزادوں کا ذکر کر رہا ہوں جنہیں ماں کے دیکھنے کی اجازت نہیں' ماں کے خیمے میں جانے کی اجازت نہیں' حسینؑ نے دونوں کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔

آواز آئی' عباسؑ کے پاس جاؤ' آج مرنے والوں کی فہرست عباسؑ کے پاس ہے' دونوں شہزادے ماموں کو سلام کر کے عباسؑ کے خیمے کی طرف چلے۔

چھوٹا کہتا ہے' ماموں عباسؑ سے میں کلام کروں گا' عونؑ پیچھے پیچھے'

محمدؑ آ گئے آ گئے' چھوٹا شہزادہ محمدؑ عباسؑ کو سلام کر کے کہتا ہے' ماموں عباسؑ مبارک۔ عباسؑ نے دیکھا کیوں بیٹا؟ چھوٹا شہزادہ کہتا ہے' ماموں آج توحید کی فوج کا پرچم ماموں حسینؑ نے آپ کو دیا ہے۔ آواز آئی ہاں' ماموں اس سے بڑی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے مبارک کی۔

دونوں کی پیشانی پہ بوسہ دے کے' سینے سے لگا کے عباسؑ کہتا ہے میرے مظلوم بھانجے خیر مبارک۔ جب عباسؑ نے کہا نا خیر مبارک' ے سال کا محمدؑ عباسؑ کی جھولی سے اتر کر عباسؑ کے قدموں میں بیٹھ کے کہتا ہے' ماموں تجھے فضلؑ کا واسطہ' ہم نے مبارک دی ہے' ہم بھی بنی ہاشم ہیں' بنی ہاشم کی رسم ہے جب بچے مبارک دیں تو انعام بھی مانگتے ہیں' ماموں ہم نے مبارک دی ہے ہمیں انعام بھی دیں۔ عباسؑ پیشانیاں چوم کے کہتا ہے' مانگو عونؑ و محمدؑ کیا مانگتے ہو؟ دونوں شہزادوں نے ننھی ننھی بانہیں عباسؑ کے گلے میں ڈالیں' عباسؑ کے رخسار چوم کے رو کے کہتے ہیں' ماموں صرف موت کی اجازت۔

عباسؑ کہتے ہیں' کیا ہوا؟ کہتے ہیں کہ ہم ماموں حسینؑ کے پاس گئے تھے انہوں نے کہا کہ عباسؑ کے پاس جاؤ' ماموں وعدہ کر کہ ہمیں سب سے پہلے میدان میں بھیجے گا۔ (ختم کرتا ہوں' دعا مانگتا ہوں' جتنا رو لیا ہے کافی ہے' بی بی زینبؑ کو پرسہ)

(نوٹ: سامعین سے کسی نے اٹھ کر ہاتھ جوڑ کر کہا محسن نقوی تجھے بی بی کی غربت کا واسطہ عونؑ و محمدؑ کی شہادت پوری پڑھو)۔

(تو بزرگ ہے' بابا تیرا حکم مانتا ہوں' لیکن ان کی شہادت تو ان کی ماں نے نہیں دیکھی' عباسؑ نے نہیں دیکھی' حسینؑ نے نہیں دیکھی' ان کی شہادت تو اکثر نے

نہیں دیکھی' میں کوشش کرتا ہوں' سناتا ہوں)۔

حسینؑ نے کہا' عباسؑ کے پاس جاؤ' عباسؑ نے کہا فہرست میرے پاس ہے' جب باری آئے گی' باری آنے پر بلا لوں گا' ماں نے کہا خیمہ میں نہ آنا' حسینؑ نے کہا' عباسؑ کے پاس جاؤ۔

دونوں بھائیوں نے کیا کیا' ایک ۹ سال کا ایک ۷ سال کا' دونوں شہزادوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالیں' حسینؑ کے خیمے سے دور جا کے ریت کے ٹیلے پر دونوں ننگے پاؤں کھڑے ہو گئے' کافی دیر ننگے پاؤں کھڑے رہے۔ عباسؑ نے کہا' اکبرؑ ذرا جا کے دیکھو عونؑ و محمدؑ دھوپ میں اتنی دیر سے کیوں کھڑے ہیں؟

اکبرؑ قریب آیا' پوچھا عونؑ و محمدؑ ؟ دونوں شہزادے کہتے ہیں جی' زینبؑ کے بیٹے' دھوپ میں کیوں کھڑے ہو؟ دونوں شہزادے کہتے ہیں' اماں نے کہا ہے' خیمے نہ آنا' ماموں عباسؑ کہتے ہیں باری آنے پر بلاؤں گا' ماموں حسینؑ نے عباسؑ کے پاس بھیجا ہے' ہم دونوں دھوپ میں کھڑے سوچ رہے ہیں کہ نجف کا راستہ کون سا ہے؟ نانا علیؑ کے پاس جائیں گے' مجاور بن کر رہیں گے' کہیں گے نہ اماں نے اجازت دی' نہ حسینؑ ماموں نے اجازت دی' نہ عباسؑ نے اجازت دی۔

اکبرؑ ان دونوں کو منا کر لے آیا' عباسؑ نے بوسے دیئے' حسینؑ نے بالوں پہ بوسے دیئے' دونوں شہزادے بیٹھ گئے۔

پہلا شہید ہے بنی ہاشم کا علی اکبرؑ' اکبرؑ کی لاش آئی' بی بی زینبؑ اکبرؑ کی لاش کے سرہانے بیٹھی ہے۔ مجھے حسینؑ کی عظمت کی قسم دونوں شہزادے روتے رہے' ماں کے ڈر کی وجہ سے اندر خیمے میں نہیں آئے' باہر کھڑے ہو کر روتے رہے' قاسم کی

لاش کے ٹکڑے آئے' دیکھا ماں کھڑی ہے' دونوں شہزادے خیمے سے باہر دھوپ میں کھڑے رہے' اندر نہیں آئے۔

(نوٹ: اب سامعین نے اٹھ اٹھ کے کھڑے ہو کر کہا محسن نقوی! بس کرو' کوئی مومن مر جائے گا' محسن نے کہا سن لیا میں ختم کرتا ہوں' نہیں پڑھتا' صرف ایک جملہ اور سن لو)۔

اب زینبؑ نے کہا اماں فضہؓ میرے حسینؑ کو بلا' حسینؑ خیمے میں آئے' بی بی زینبؑ کھڑی ہو گئیں۔ آواز آئی' حسینؑ' حسینؑ' حسینؑ' آواز آئی جی زینبؑ بہن' بی بی منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے:

ٹھیک ہے تیرے صدقے...... ہیں تو مجھ اجڑی کے بیٹے' میں صبح سے دیکھ رہی ہوں' نہ اکبرؑ کی لاش پر آئے' نہ قاسمؑ کو رو سکے' ٹھیک ہے تیرا صدقہ ہیں' لیکن ہیں تو میرے بیٹے' تو نے نہیں دیکھا' اکبرؑ کی لاش آئی' میں نے بال کھولے' قاسم کی لاش آئی' میں نے ماتم کیا' دے نا اجازت میرے بیٹوں کو' حسینؑ بھیج انہیں میدان شہادت میں۔ آواز آئی' عباسؑ بلاؤ عونؑ و محمدؑ...... عباسؑ نے بلایا عونؑ و محمدؑ کو' دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور کہتے ہیں ماموں ہمیں اجازت مل گئی؟ ہاں' مل گئی اجازت۔

آواز آئی اچھا ماموں ہمارا سلام' ہم نہیں جاتے ماموں حسینؑ کے پاس' ہم نہیں جاتے ماں کے خیمے میں' ماموں عباسؑ جب ہماری لاشیں آئیں تو کہہ دینا کہ ہم سیدھے چلے گئے تھے۔ نہیں عباسؑ کہتا ہے میرے پاس آؤ' شہزادے پاس آئے' حسینؑ اور عباسؑ نے شہزادوں کو تیار کیا۔ ۷ اور ۹ سال کے شہزادے دونوں کو گھوڑوں پر سوار کیا' دونوں شہزادوں کے قد اتنے چھوٹے تھے کہ دونوں کے پاؤں رکاب تک

نہیں آتے تھے' گھوڑوں کی باگیں پکڑیں' جانے لگے' ایک ایک بی بی کو جھک کر سلام کیا' دونوں ہاتھ شہزادے پیشانی پہ رکھ کے کہتے ہیں' سب کو حسینؑ کے صدقوں کا سلام' کہیں ہماری ماں آ کھڑی ہو تو اسے بھی سلام کہہ دینا' اللہ جانے پھر ملیں یا نہ ملیں۔ حسینؑ کہتے ہیں عونؑ و محمدؑ ماں کو مل لو۔

دونوں کہتے ہیں ماموں ہمیں آخری بار ماں کی زیارت کرا دو۔ حسینؑ نے کہا' آ زینبؑ بہن بیٹوں کو مل لو' دیکھ تیرے بیٹے جا رہے ہیں۔ بی بی زینبؑ سامنے آئی' دونوں شہزادوں نے کہا' زہراؑ کی بیٹی ہمارا سلام۔ بی بی زینبؑ نے کہا' یاد رکھو! جا رہے ہو میدان میں جنگ ہو رہی ہے' میرے بیٹے اکبرؑ کی جاگیر میں' میں تمہیں اجازت نہیں دیتی کہ تم اکبرؑ کی جاگیر میں لڑو' تم ہو حسینؑ کا صدقہ...... دونوں شہزادے ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' اگر ہم تیرے بیٹے اکبرؑ کی جاگیر سے ۱۲ مربع میل باہر جا گریں' اس وقت تو دودھ کا حق بخش دے گی؟ زینبؑ نے کہا' شاباش عونؑ و محمدؑ۔ (او میری اولاد قربان ہو جائے زینبؑ کے عونؑ و محمدؑ پر)

بی بی کہتی ہے' جعفر طیارؑ کے پوتے ہو' علیؑ کے نواسے ہو' عباسؑ کے بھانجے ہو' میرے بیٹے ہو' جانتی ہوں' دریا تک پہنچ جاؤ گے' اکبرؑ و قاسمؑ پیاسے گئے ہیں' تمہیں میری چادر کی قسم پانی نہ پینا۔ شہزادے رو کے کہتے ہیں چادر کا واسطہ نہ دے' تیری عزت کی قسم ہم دریا کی طرف جائیں گے ہی نہیں' ہم دریا کا رخ بھی نہیں کریں گے۔

جانے لگے' خیموں سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ ساڑھے تین سال کی بچی کا ہاتھ رکابوں پر آیا' رو کے کہا میرا قد چھوٹا ہے' میرے ہاتھ رکابوں تک نہیں پہنچتے' ذرا نیچے اترو' عباسؑ نے نیچے اتارا' سکینہؑ نے شہزادوں کی قمیض کے بٹن کھولے' دونوں شہزادوں کے سینے پر بوسہ دے کے کہا یہ تمہاری بہنوں کے حصے کا بوسہ ہے' میں سکینہؑ بوسہ دے

رہی ہوں۔ شہزادے کہتے ہیں شکریہ کوئی تو ہماری بہن بھی ہے۔ (سلامت رہو' سلامت رہو' حوصلہ' ختم ہو گئی مجلس' حوصلہ' حوصلہ)

دونوں شہزادے میدان کو چلے' بی بی زینبؑ عباسؑ کو دیکھ کے کہتی ہے' دیکھ میرے شہزادے کیسے لڑتے ہیں۔ عباسؑ دیکھتا رہا...... شہزادے آگے آگے' فوجیں پیچھے پیچھے۔ عباسؑ کہتا ہے مولا مجھے شہزادے نظر نہیں آتے۔ حسینؑ کہتے ہیں' میرے علم امامت سے میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھ' عباسؑ نے کیا دیکھا' شہزادے آگے آگے فوجیں پیچھے پیچھے' ۶ میل دور' ۷ میل دور جب ۱۲ مربع میل دور پہنچے' چھوٹا بڑے کو دیکھ کے کہتا ہے' اکبرؑ کی جاگیر ختم ہو گئی' ہماری حد آ گئی۔

دونوں شہزادے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی زین میں کھڑے ہو گئے' باگیں چھوڑ دیں' تلواریں ہاتھ میں لے کر فوج کو دیکھ کے کہتے ہیں' اب آؤ نا' ہماری حد آ گئی' اب آؤ نا' اکبرؑ کی جاگیر ختم ہو گئی۔

دو شہزادے کہاں' ساری فوج کہاں۔ ساری فوج نے مل کر حملہ کیا' جب بڑا لڑتے لڑتے گھوڑے کی زین سے گرا' آواز آئی' ماموں حسینؑ میں گر پڑا۔ چھوٹا محمدؑ تھا' لڑتے لڑتے جب گھوڑے کی زین سے گرا' چیخ نکلی' آواز آئی' اماں میں گر گیا' اماں میں گر گیا' اماں میں گر گیا۔

اب جو محمدؑ نے کہا' اماں میں گر گیا۔ (اب ایک لفظ سن لو) اب جو کہا اماں میں گر گیا۔ (میں نے وعدہ کیا تھا کہ بازار میں جاؤ گے یا گھر جاؤ گے ماتم کرو گے اب آخری لفظ کہہ رہا ہوں' جی چاہے تو اٹھ کے ماتم کرنا)

اب جو چھوٹے شہزادے نے کہا' اماں میں گر گیا' بی بی زینبؑ خیمے میں قرآن پڑھ رہی تھی' قرآن بند کیا' آواز آئی' اماں فضہؓ مجھے کون بلا رہا ہے؟ کہا تیرا بیٹا

بلا رہا ہے۔ کہا حسینؑ کو لا' حسینؑ آئے' بی بی نے کہا' میرے بیٹوں کو لے آیا' حسینؑ آیا۔ کیا دیکھا بڑے شہزادے نے چھوٹے کو کروٹ لے کر اپنے پہلو میں چھپا رکھا ہے' اللہ جانے کتنے گھوڑے گزر چکے تھے' اللہ جانے کتنے گھوڑے گزر چکے تھے۔ بڑے کی آواز آ رہی تھی' ماموں ہمیں اماں کے پاس لے جا' ہمیں اماں کے پاس لے جا۔

☆......☆......☆

چھٹے گی کِذب کی گردِ کہن آہستہ آہستہ!
مٹے گی فکر انساں کی تھکن آہستہ آہستہ
ابھی تاریخ کو بچپن کی سرحد سے گزرنے دو
کھلیں گے اس پہ اوصاف حسنؑ آہستہ آہستہ

☆

حسنؑ مولا' حوادث جب بہ انداز دگر آئے
تری بخشش کے ساماں آنکھ سے دل میں اتر آئے
تلاشِ رزق کی خاطر جو سوئے آسماں دیکھا
ستارے تیرے دسترخوان کے ٹکڑے نظر آئے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس پنجم

حضرت امام حسنؑ کی شہادت

صلواۃ بلند آواز سے' مزاج معلیٰ پر ناگوار نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں' اپنے آپ کو ہر قسم کی بلیات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھنے کے لئے بلند ترین صلواۃ پڑھیں۔

بہت زیادہ سامعین ہیں' اگر صلواۃ کم محسوس ہو تو طبیعت سیراب نہیں ہوتی' صلواۃ اتنی بلند آواز سے پڑھیں' جتنے آلِ محمدؐ تمہارے ذہن میں بلند ہو سکتے ہیں...... نوازش......

بہت دور سے جو میرے مہربان بزرگ دوست احباب تشریف لائے ہیں' میں ان کے لئے دعا گو ہوں کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ کا خالق اللہ ان کی حاضری کو شرف قبولیت بخشے' آج پھر گرمی بہت زیادہ ہے' ایسی صلواۃ پڑھیں کہ گرمی کا احساس ختم ہو جائے۔

کائنات میں ہر مملکت کا ایک اصول ہے کہ چار چیزیں ضروری ہیں' کوئی نیا ملک یا مملکت وجود میں آئے' اس کے لئے چار چیزیں ضروری ہوں گی' پہلی چیز زمین ہونی چاہئے جس پر مملکت قائم ہو سکے' دوسری اس مملکت کا علم ہونا چاہئے' یعنی جھنڈا یا

پرچم ہونا چاہئے' جو اس ملک کا شناختی نشان ہو' پہچان ہو' تا کہ پتہ چل سکے یہ فلاں ملک کا نشان ہے۔

تیسری فوج ہونی چاہئے جو ملک کا دفاع کرے' چوتھی اس ملک کے پاس ایسے ذرائع ہونا چاہئیں' جس سے اس ملک میں بسنے والے چاہئیں جس سے اس ملک میں بسنے والے خود کو سکھی محسوس کریں اور خوش ہو کر اس ملک کی خدمت کر سکیں۔

یہ چار چیزیں ہوں تو ایک مملکت وجود میں آتی ہے۔

حسینیتؑ کی مملکت!

حسینؑ نے جو ملک آباد کیا اس کا نام ہے حسینیتؑ' حسینیتؑ میں یہ چار چیزیں آئیں تو پھر ملک وجود میں آیا' حسینیتؑ کے ملک کے لئے پہلی شرط ''زمین' حسینؑ نے ۶۹ ہزار دینار میں ۱۲ مربع میل زمین خریدی' یہ الگ بات ہے کہ چودہ سو سال پہلے خرید کی جانے والی ۱۲ مربع میل زمین بعد میں پوری کائنات پر محیط ہو گئی۔

دوسرا کسی ملک کا پرچم' علم یا جھنڈا' حسینیتؑ کا اپنا علم ہے' حسینؑ چونکہ عالمین کا فاتح ہے۔ (گری نہیں رہے گی اگر آپ نے میری یہ بات سن لی)

حسینؑ چونکہ عالمین کا فاتح ہے' اس کا پرچم بھی ہر جگہ ملے گا' آپ کو......

جبکہ یہ شرط ہے' بین الاقوامی قانون ہے کسی ایک ملک میں رہنے والے دوسرے ملک کا علم یا جھنڈا نہیں لگا سکتے' جیسے پاکستان میں رہنے والے اپنے گھر پر ہندوستان کا جھنڈا نہیں لگا سکتے' قانونی طور پر جرم ہے' یہ کائنات کا واحد فاتح ہے حسینؑ ۔ (ذرا جاگتے آؤ' یہ چھوٹا سا نعرہ نہیں چاہئے......نعرۂ حیدری)

حسینؑ کا علم نہ دھرتی کا محتاج' حسینؑ کا علم نہ کسی ہائیکورٹ کا محتاج' کسی قانون کا پابند' حسینؑ کا علم نہ کسی سپریم کورٹ کا محتاج' حسینؑ کے

علم نے ثابت کیا ہے کہ جو بھی میری سلطنت کا باسی ہے وہ جس ملک میں جہاں بھی ہے جس وقت چاہے اپنے گھر پر میرے ملک کا پرچم لہرا دے' اس عباسؑ کا پنجہ یقین کامل کے ساتھ نصب کر دے' میں حسینؑ اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر حادثے گزریں گے تو وہاں سے پوچھ کے گزریں گے۔

تیسری بات جو حسینؑ کے پرچم میں ہے وہ یہ ہے کہ ہر مملکت کا قانون ہے کہ اس ملک میں کوئی حادثہ ہو جائے یا اس کے کسی حلیف ملک میں کوئی حادثہ ہو جائے' وہ مملکت کا علم ایک ہفتے کے لئے دس دن یا پندرہ دن کے لئے سرنگوں رہتا ہے' لیکن عباسؑ کا علم ۱۱ محرم کو اس طرح بلند ہوا کہ ہزار بار قیامت آ جائے' ساری دنیا کے علم زمین بوس ہو جائیں' عباسؑ کا علم اڑتا جائے گا' اڑتا جائے گا' اڑتا جائے گا' سرنگوں نہیں ہو گا' حسنینؑ کے علم کی بلندی کی یہ امتیازی حیثیت ہے۔

تیسری بات' مملکت کے وجود کو قائم رکھنے کے لئے فوج ہونی چاہئے' حسینؑ کی فوج بہت خوبصورت فوج' بہت تھوڑی فوج' کمال ہے آج تک وہ فوج زندہ ہے' دنیا درخواستیں دے رہی ہے ہمیں اس فوج میں بھرتی کیا جائے' کہیں علی اکبرؑ کے نام کی فورس' کہیں سپاہ شہزادہ قاسمؑ' کہیں سپاہ عباسؑ' کہیں سپاہ اہل بیتؑ' کہیں سپاہ علی اصغرؑ۔

جب ان کی فوج کی بھرتی ختم ہوتی ہے تو پھر ان کے غلام بھرتی شروع کر دیتے ہیں' کہیں مختار فورس' کہیں اور فورس شروع ہو جاتی ہے' اپنی فوج' اپنی بھرتی' اپنی سرزمین۔

چوتھی چیز ہے اس ملک کا قانون' ہر ملک کا اپنا آئین' اپنا قانون ہوتا ہے' حسینیتؑ کا بھی اپنا ایک قانون ہے' آج سے چودہ سو سال پہلے لکھا گیا' حسینیتؑ کے

ملک کا قانون اور ابد تک لکھا جائے گا' ہم پاکستان میں رہتے ہیں' اگر پاکستان کا قانون یاد کیا جائے تو کافی وقت لگتا ہے' ہر ملک کا اپنا اپنا قانون ہے۔(اگر میری بات سمجھ آ گئی تو بڑا لطف آئے گا)

اللہ رہے عظمت حسینؑ' حسینیتؑ کے ملک کا بھی اپنا ایک قانون ہے' حسینیتؑ کا صرف ایک قانون ہے' کوئی دو دفعات میں کوئی دو تعزیرات میں' صرف اور صرف ایک قانون ہے' ازل سے ابد تک اٹل ہو گیا ہے یہ قانون۔

دنیا کا کوئی غیرت مند اور باضمیر انسان حسینیتؑ کے دائرے سے باہر نہیں جا سکتا اور کوئی بے غیرت اور بے ضمیر انسان حسینیتؑ کے دائرے میں آ نہیں سکتا۔(نعرۂ حیدری)

صرف اور صرف یہی ایک قانون ہے' دس لاکھ یا دو لاکھ کی فوج ہو بے غیرت اور بے ضمیر انسانوں کی' اس میں اگر ایک باضمیر اور غیرت مند ہو تو حسینؑ اس کے لئے ایک رات بڑھا دیتا ہے کہ وہ آ جائے' حُر کے لئے حسینؑ نے اپنی شب شہادت کو ملتوی کر دیا۔

میرا ذہن نہیں مانتا کہ حسینؑ نے ایک رات مہلت مانگی ہو کہ مجھے ایک رات کی مہلت دو' یہ حسینؑ کے اصول کے خلاف ہے کہ حسینؑ یزید سے ایک رات کی مہلت مانگے' بلکہ حسینؑ نے کہا کہ میں حسینؑ تمہیں ایک رات کی مہلت دیتا ہوں' سوچ لو کل تک میری فوج میں سے اگر کوئی ایک تمہارے ساتھ مل گیا تو اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤں گا اور اگر کل تک تمہاری فوج میں سے کوئی VIP کوئی انتہائی چیف آف دی آرمی سٹاف انسان تمہیں چھوڑ کے تمہیں ٹھکرا کے میری فوج میں آ گیا تو یزیدیت اپنی شکست مان لے گی یا نہیں؟

ایک رات کی مہلت دیتا ہوں' سنا ۹ لاکھ نے' سمجھا ایک نے۔ جب اس نے سمجھا اس نے حسینؑ کو دیکھا' حسینؑ نے اسے دیکھا' اس نے سوچا' میں نے غلطیاں کیں' میں نے گستاخیاں کیں' حسینؑ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا' میں سخی نہیں میں کریم ہوں۔ ہزاروں کے مجمع میں یہ فرق بتا دوں' سخی کون ہوتا ہے اور کریم کون ہوتا ہے' سخی وہ ہوتا ہے جس سے مانگا جائے اور وہ دے' کریم وہ ہوتا ہے جو سوالی کا چہرہ پڑھ کے دے دے۔

حسین سخی نہیں' کریم ہے۔ حسینؑ نے کہا' مانگ کیا چاہتا ہے؟ میں نے تیرا چہرہ پڑھ لیا ہے' حُر دریا پہ گیا' لہریں حُر کی دسترس سے دور نکل گئیں۔(اچھا لفظ ہو مجھے خود مزا آتا ہے) اچھا لفظ ہے کہ دریا کی لہریں حُر کی دسترس سے دور نکل گئیں' حُر نے کہا دریا بھی وہی' لہریں بھی وہی' آیا بھی وضو کرنے ہوں۔ پانی سے آواز آئی' میری اولاد پہ پانی بند کر کے میرے جہیز کو ہاتھ لگاتا ہے' شرم نہیں آتی' پیچھے ہٹا' حُر واپس آیا۔

حسینؑ کے دروازے پر ایک رات کی مہلت تھی' سوچ رہا تھا' حسینؑ مجھے گستاخی سزا دے گا۔ عباسؑ نے تلوار نکالی' حسینؑ نے کہا عباسؑ نہ' اس کے لئے تو میں نے رات ملتوی کی' میں کائنات کا بڑا حکیم ہوں' میرا اسلام امانت تھا' بیمار ہو گیا تھا' ملوکیت نے بیمار کر دیا تھا' میں نے دیکھا' سوچا' اسلام کی تشخیص کی۔ ساتویں سے میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا' اب پتہ چلا ہے کہ اسلام کو خون کی ضرورت ہے' دسویں کی رات جس جس گروپ کا خون اسلام کے خون سے ملتا تھا اسے کہہ دیا بیٹھ جاؤ' جس کے خون کا گروپ اسلام سے نہیں ملتا تھا اسے کہہ دیا چلے جاؤ' میں چراغ بجھا دیتا ہوں' اگر کسی بچے کے خون کا گروپ بھی اسلام سے ملتا تھا وہ لے دیا اور اسلام کو دیا' ورنہ

ٹھکرا دیا۔

حسینیتؑ ایک سلطنت ہے' ہم جس میں آباد ہیں' ہم جس میں زندہ ہیں' ہمیں سکون کیا ہے کہ ہر ملک کی سرحد ملتی ہے' کسی اور ملک سے' حسینیتؑ ایسی سلطنت ہے جس کی سرحد اگر ملتی ہے تو صرف جنت سے' حسینیتؑ کی سرحد عبور کرو جنت شروع' قبلہ ایک بڑی بات یہ ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے ویزے کی ضرورت ہے۔ حسینیتؑ کی سلطنت سے جنت کی سلطنت میں جانے کے لئے کسی ویزے کی ضرورت نہیں' صرف اپنے سینے پر ماتم کا نشان دکھاؤ اور جنت میں چلے جاؤ' پھر دوسرے ملک میں چلے جاؤ' جب تک واپس نہ آؤ' اپنوں کو خط لکھتے رہو' میں زندہ ہوں' میں خیریت سے ہوں' تمہاری خیریت نیک مطلوب ہے۔

جو حسینیتؑ میں چلا جائے موت قریب نہیں آتی' چاہے وہ جنت میں رہے یا حسینیتؑ میں' اسے رزق ملتا ہے:

من مات علی حب آلِ محمدؐ مات شهیدا

''جسے حب آلِ محمدؐ میں موت آئے وہ شہید ہے۔''

حسینؑ بہت بڑی عظیم ہستی کا نام ہے اور اِسی کے ماتم پر فتوے لگانا حسینیتؑ کے آئین کی خلاف ورزی اور اس خلاف ورزی کی سزا ہے' جہنم...... ساری عمر جہنم...... (رباعی)۔

دیتا ہے سدا ماتم شبیرؑ پر فتوے
پھر اس پہ شفاعت کا طلبگار بھی تو ہے
کیوں اتنا حسد ہے تجھے شبیرؑ کے غم سے
شاید تیری شہ رگ میں امیہ کا لہو ہے

ایک وعدہ ہم حسینؑ سے بھی کر لیتے ہیں۔ (آرام آرام سے سن لیں' شاید یہ مصرعہ بعض لوگوں کے سروں سے گزر جائے)۔

مولا حسینؑ تیری مودۃ سے عہد ہے
اس عہد پہ حضور ہمیں پھر غرور ہے
ہم تیرے دشمنوں کو نہ بخشیں گے حشر تک
اور حشر میں بھی ان سے الجھنا ضرور ہے

(اب نعرہ سناؤ' اگر علیؑ پیارا لگتا ہے)

آؤ آج ہم سب مل کے یہ حلف اٹھائیں ''یزیدیت (لعنت) حد سے بڑھ چلی ہے' صفیں سنبھالو' قدم بڑھاؤ۔'' (مرنا ایک دن ہے' جو رات قبر میں آنی ہے وہ رات قبر سے باہر آ نہیں سکتی' اگر کوئی ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھ کے کرکٹ دیکھتا ہے کہ موت نہ آ جائے' موت ٹیلی ویژن سے نکل کر بھی آ سکتی ہے) موت سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ کہیں جعفر علی میر صاحب کھڑے ہوں تو ان کے ''ندائے شیعہ'' کے لئے دے رہا ہوں یہ بات۔

یزیدیت حد سے بڑھ چلی ہے
صفیں سنبھالو قدم بڑھاؤ

جناب عباسؑ کا علم تھام کے عزیزو حلف اٹھاؤ۔

حلف اٹھاؤ کہ اب امیہ کی نسل سے انتقام لیں گے
جو مر گئے تو بھی کیا برا ہے' علیؑ سے کوثر کا جام لیں گے

☆

حلف اٹھاؤ کہ آسماں سے بھی اب یہ پرچم بلند ہو گا
برستے بارود میں بھی اپنے سخی کا ماتم نہ بند ہو گا

☆

حلف اٹھاؤ کہ سانس لیں گے یزیدیت کا نشاں مٹا کر
ہر ایک مشکل کو ٹال دیں گے ہر ایک زمانے میں مسکرا کر

☆

حلف اٹھاؤ کہ ہر سقیفے کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں گے
جناب عباسؑ کے علم کو عدو کے سینے میں گاڑ دیں گے

میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ جعفر علی میر سن لیں جو صدر انتظامیہ ہیں' آج کل عزاداری کی پشت پناہی میں سب سے آگے آگے ہیں' ان کی نذر کر رہا ہوں' ان کے لئے کہہ رہا ہوں' ''ندائے شیعہ'' کے لئے کہہ رہا ہوں' وہ اچھی طرح غور سے سن لیں۔

حلف اٹھاؤ کہ اب یہ نکتہ کریں گے سینے میں نقش ایسا
حسینیتؑ کے مخالفوں سے ہو خوف کیوں اتحاد کیسا

حلف اٹھا چکے ہو اب عباسؑ کے علم کے سامنے وعدہ کرو۔

جو زندگی ہے تو ہر ستم کی ہر ایک زنجیر توڑ دیں گے
حسینؑ تیری قسم ہے تیرے عدو کی گردن مروڑ دیں گے

☆

حسینیتؑ زندہ باد...... یزیدیت مردہ باد!

اب وہ دور گزر گیا جب حسینؑ دیکھتا تھا اور کہتا تھا' **ھل من ناصر ینصرنا** اور کوئی نہیں ہوتا تھا' اب نہیں' اب ہوتا تم' بہت غریب تھا حسینؑ' خود غریب تھا مگر

تمہیں تو غریب نہیں رہنے دیا' خود اجڑ گیا تمہیں آباد کر گیا' خود اپنے بیٹوں کی لاش پر بھی نہیں رویا تمہیں کہہ گیا تم فکر نہ کرو اگر تمہارا جوان بیٹا مر گیا تو میں علی اکبرؑ کے پہلو میں جگہ دوں گا۔

وہ میرا بھائی حسنؑ تھا جسے نانا کی قبر کے ساتھ مسلمانوں نے جگہ نہیں دی' آج ۵ محرم کا دن گزر گیا' ٦ محرم کی رات آ گئی' چار راتیں رہ گئی ہیں باقی' کل ۷ محرم کی رات ہے' کل عباسؑ کا علم برآمد ہوگا' پرسوں ۸ کی رات ہے' ایک بہن اور ایک بھائی کا اکٹھا جنازہ برآمد ہوگا' پھر ۹ محرم کی رات ہے' شہزادہ علی اکبرؑ کی اذان اور اس سے اگلی رات حسینؑ کی غربت' پھر سارا سال ہے' تم ہو' شام غریباں کے بعد جیسے چاہو زندہ رہو' ان چار راتوں میں حسینؑ کو پرسہ دو۔

روتی آنکھوں سے دعا کرو کہ میرے بھائی' میرے بہنوئی سید دلاور حسین شاہ کے بہنوئی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے چونکہ میں حسینؑ کے غم میں مصروف ہوں' مجھے اطلاع ملی تھی' مولا شہزادہ علی اکبرؑ کے صدقے میں اسے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آج میں نے شاہدرہ میں مجلس پڑھی تھی' مجھے اطلاع ملی تھی' میں ایئرپورٹ پر بھی گیا' بھائی سے معافی چاہتا ہوں وجہ ایسی تھی۔

آج ٦ محرم کی رات ہے' مجھے حکم ملا ہے کہ میں ۱۳ سال کے شہزادے کی شہادت سناؤں' کہیں تھک نہ جانا یہی موسم تھا' جب حسینؑ کربلا میں تھا' تین دن کی پیاس' چھوٹے چھوٹے معصوم' اللہ جانے کیسے دلاسہ دیتا تھا' کسی کو سینے سے لگاتا تھا' کسی سے کہتا تھا کہ میرے منہ میں اپنی زبان رکھ' وہ حسینؑ کے منہ میں اپنی زبان رکھتا' جب وہ منہ میں زبان رکھتا اور کہتا تھا کہ آقا آپؑ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے' کسی سے کہتا کہ میری انگوٹھی منہ میں رکھو گے' تیری پیاس ختم ہو جائے

گی۔ کسی سے کہتا کہ سکینہؑ مت گھبرا' پانی آ گیا تو اصغرؑ کو سب سے پہلے دوں گا۔ (ہاں شروع کروں شہادت سید زادو! جتنے سید زادے بیٹھے ہیں' مولاؑ سلامت رکھے' مولاؑ زندگی دراز کرے' عزاداری کر رہے ہو' کاظمی صاحبان' اختر جمیل اور ان کے بھائی' مولاؑ ان کی زندگی دراز کرے' ان سے اجازت لے کے)

۲۸ صفر' ۵۰ ہجری' ہفتے کا دن' شام کا وقت' بنی ہاشم کے محلے کی گلیاں' ایک روزہ دار' آخری شام' کائنات کا شریف ترین امام' شکل رسولؐ کی' بیٹا بتولؑ کا' کسی کو کچھ نہ کہنے والا' دشمن کو حکومت دے دی' کہا تو خوش ہو ہم جی لیں گے' ہمیں کچھ نہ کہہ لیکن جعدہ ملعونہ (ج- ع- د- ہ اسے جعدہ بھی پڑھتے ہیں اور جعدہ بھی پڑھتے ہیں) بدقسمتی سے یہ زوجہ تھی امام حسنؑ کی' سرکار اس کے گھر آئے' عادل امام کہتا ہے' میں روزے سے ہوں' مجھے افطار کرنا ہے۔

(تیری آنکھیں تیار ہوگئیں' تیرے دل میں قبر ہے امام حسنؑ کی' معافی چاہتا ہوں' گرمی بہت زیادہ ہے' لیکن اگر رو پڑیں گے تو باپ بیٹا خوش ہو جائیں گے' حسنؑ بھی قاسمؑ بھی' گھروں کا خیال چھوڑ دو' مصائب بے خود ہونے کا نام ہے' جنون کا نام ہے' مودۃ کا نام ہے' جس کے دل پہ چوٹ لگتی ہے وہی روتا ہے' جبر کوئی نہیں۔ میں کہوں ضرور روؤ' تیرے دل پہ ٹھیس پہنچے' تیرا دل پگھلے' خود بخود آنسو آئیں گے' ورنہ صرف اتنا سوچ لو کل صبح یا آج رات گھر جاؤ...... سات اور نو سال کے بچے سوئے ہوئے ہوں صرف اتنا یاد کرلو کہ عونؑ و محمدؑ بھی اتنے پیارے ہوں گے' بی بی زینبؑ کو' حالانکہ بہت زیادہ پیارے تھے' میں آغاز کرتا ہوں' ہاتھ جوڑ کے سیدوں سے مومنوں سے اجازت لے کے' میرے ساتھ ساتھ چلتے آؤ تاکہ میں ان شہزادوں کی شہادت سنا سکوں' خدا کرے میری آنکھیں بھی سُرخرو ہو جائیں' تیری آنکھیں بھی سرخرو ہو

جائیں)۔

بڑے عجیب انداز سے بی بی زینبؑ گھر سے باہر آئی ہے' جب حسینؑ نے تیاری کی' بی بی زینبؑ نے کہا میں بھی ساتھ جاؤں گی' حسینؑ نے کہا اپنے شرعی وارث حضرت عبداللہؓ سے اجازت لے۔ بی بی کہتی ہے ٹھیک ہے حسینؑ' اپنے گھر آئی' سامنے جناب عبداللہؓ بستر بیماری پر' دونوں بیٹیاں پاس بیٹھیں ہیں' دونوں بیٹے بھی بیٹھے ہیں' بی بی دہلیز عبور کر کے مٹی پر بیٹھ گئی۔

بی بی زینبؑ بیٹھ گئی مٹی پر' عونؑ و محمدؑ نے دیکھا' مٹی پر......عونؑ و محمدؑ اترے اور کہا بابا دیکھ تو سہی' ہماری ماں مٹی پر بیٹھی ہے۔ جناب عبداللہؓ اٹھے' بستر سے زمین پر آ کے کہتے ہیں زہراؑ کی بیٹی' میری زندگی میں خیریت تو ہے؟ دونوں ہاتھ بی بی زینبؑ نے اپنے سر پر رکھے' یہ عرب کا دستور ہے' سوالی ہونے کا' جب دونوں ہاتھ سر پہ رکھے تو حضرت عبداللہؓ نے کہا کیا چاہتی ہو؟ بی بی کہتی ہے چاہتی تو کچھ نہیں' زندگی میں پہلی بار سوال کر رہی ہوں' میرا بھائی حسینؑ سفر پر جا رہا ہے' مجھے میری ماں کی وصیت تھی کہ حسینؑ کو اکیلا نہ چھوڑنا' میں اجازت لینے آئی ہوں' مجھے روکنا نہیں' ماں کی وصیت ہے مجھے ضرور جانا ہے۔

(مل کے دعائیں مانگیں) جعدہ نے پانی میں یا دودھ میں زہر ملایا' زہر بھی ایسا کہ......نو دفعہ پہلے امامؑ کو زہر مل چکا تھا' آج جو زہر دیا وہ خصوصی طور پر شام سے آیا تھا۔ ہائے او شام' تو نے سادات کو بڑے دکھ دیئے ہیں' تو نے تو قبروں سے قبریں نہیں ملنے دیں سادات کی۔ قبلہ! زہر آیا شام سے' دینے والے نے کہا جعدہ اس زہر کا ایک تنکا اگر سمندر میں ڈالا جائے تو کئی سال تک مچھلیوں کی نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں' اس نے وہ زہر ملایا دودھ میں' تیرے امامؑ کے سامنے زہر آیا۔ جام کو دیکھا' جعدہ کو دیکھا'

ٹھنڈی سانس لی:

اناللہ و انا الیہ راجعون○

جعدہ کو دیکھ کر کہا' میرے امامؑ فرماتے ہیں' میرے معصوم بچے ہیں' کیا میں تیرا عادل شوہر نہیں؟ کیا میں تیرا شریف امامؑ نہیں؟ نو دفعہ پہلے بھی تو زہر دے چکی ہے۔ اس نے کہا' مولاؑ کچھ دودھ ہے' پئیں۔

سرکار نے ایک گھونٹ دودھ پیا' جام واپس کیا' یہ کہتی ہے مولاؑ بدن میں نقاہت ہے' روزہ تھا تھوڑا سا اور لیں۔ رو کے امامؑ کہتا ہے' تیرا کام اسی سے ہو جائے گا' زہر نے اپنا کام شروع کیا' اترتے ہی جیسے جگر میں آگ لگ گئی۔ کہتی ہے مولاؑ آپ کی طبیعت خراب ہے' جا کے فروہؑ کے گھر سو جائیں' سید کہتا ہے جعدہ میں تیرے گھر سونے نہیں آیا' وہاں سے نکلا۔

مالی سبطین کے الفاظ ہیں جعدہ کے گھر سے نکل کے جگر کے ٹکڑے باہر آنا شروع ہوئے' نانا کی قبر تک جاتے جاتے گلی میں مکانوں کا سہارا لے کے حسنؑ چودہ دفعہ بیٹھا' چودہ مرتبہ اٹھا' نانا کی قبر پہ آیا..... عبا کے بٹن کھول کے نانا کی قبر پر سینہ رکھ اور کہا نانا مجھے زہر مل گیا۔ میرا ایمان ہے رسولؐ قبر سے باہر آئے کہا' حسنؑ بیٹے کیا ہوا؟ نانا زہر مل گیا ہے' نانا جگر کے ٹکڑے باہر آ رہے ہیں۔ حسنؑ میرے پاس کیوں آیا ہے؟ آواز آئی نانا اگر میں کل تیرے پاس آؤں مجھے قبر کی جگہ دے دے گا؟ رسولؐ کا جواب سنو گے' پیشانی چوم کے کہتا ہے حسنؑ کوئی آنے دے میں تو انکار نہیں کرتا۔ (بھائی محمد علی سر اٹھا کے میری بات سن' شجاع آباد سے آیا ہے' میں شکر گزار ہوں' مولاؑ تجھے سلامت رکھے)

جب رسولؐ نے کہا نا' میں تو انکار نہیں کرتا۔ حسنؑ نے کہا' نانا آپ کا بہت

بہت شکریہ' نانا کی قبر سے اٹھ کر سیدھا جنت البقیع میں ماں کی قبر پہ آیا۔ ماں کی آواز آئی' حسنؑ بیٹا کیا ہوا؟ اماں زہر مل گیا' کہاں گئے تھے؟ اماں نانا کی قبر پہ گیا تھا۔ بتولؑ کی آواز آئی' کیوں گیا تھا؟ اماں میں نانا کی قبر پہ گیا تھا' اماں میں نے نانا سے کہا ہے قبر کی جگہ دے دے۔ بتولؑ کمر تک باہر آ کے کہتی ہے' منہ پر ماتم کر کے کہا' نہ خود اجڑ نہ مجھے قبر میں اجاڑ' شروع سے میرے پاس آ جانا' میں ماں ہوں' میں برباد ہو کر بھی' میری قبر کا نشان رہے نہ رہے تجھے جگہ دے دوں گی' مجھے قبر ملے نہ ملے تجھے قبر مل جائے گی۔ حسنؑ نے کہا اماں مجھے اجازت دے' جا میرے بیٹے۔ آواز آئی اماں کہاں جاؤں؟ بی بی نے کہا ام فروہؑ کے گھر جانا' جناب حسنؑ ام فروہؑ کے گھر آئے۔ جناب ام فروہؑ کے گھر' (ذہن میں منظر دیتے جاؤ' آنسو جائیں اور پردے میں آئی ہوئی بی بی جانے اور کوئی آیا ہو یا نہ آیا ہو' بی بی رقیہؑ ضرور آئی ہوئی ہوگی' لاہور میں ہے' گامے شاہ میں روزانہ آ کے مجلس سنتی ہوگی' کوئی ملتا ہو یا نہ ملتا ہو' ۸ سے ۱۰ محرم کی رات تک..... یا یہ عباسؑ کے سامنے جاتی ہوگی' یا عباسؑ اسے ملنے آتا ہوگا' ضرور جاتی ہوگی اور کہتی ہوگی' آج حسنؑ کی شہادت کا پرسہ دینے والے آئے تھے' اتنی مستورات تھیں) ام فروہؑ کے دروازے پر آیا' دروازہ بند تھا' اتنی سکت نہیں تھی امامؑ میں کہ دستک دیتا' میرا غریب حسنؑ' دروازے کی ٹیک لگا کے اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھ گیا' خشک حلق سے آہستہ سے چیخ نکلی' قاسمؑ کی ماں دروازہ کھول۔ بی بی نے دروازہ کھولا' بی بی نے چہرے کا رنگ دیکھا' آواز آئی مَیں اجڑ گیا' کیا ہوا؟ آواز آئی جلدی سے میرا بستر بنا' مجھے زہر مل گیا' میں نانا کے مزار سے ہو آیا' اماں سے بھی مل آیا ہوں' میرے لئے بستر بنا۔ بی بی نے بستر بنایا' میرا غریب امامؑ بستر پہ آیا' امامؑ نے آنکھ کھولی' آواز آئی میرا قاسم کہاں ہے؟ یہ ہے ۵۰ ہجری کا واقعہ' اس وقت قاسمؑ کی

عمر ساڑھے تین سال تھی۔ (جس کی ساڑھے تین سال کی اولاد ہے مولا قاسمؑ کے صدقے ان کی عمر دراز کرے) ساڑھے تین سال کا شہزادہ قاسمؑ بی بی کہتی ہے آج شام ہی سے سو گیا ہے۔ حسنؑ کہتے ہیں آج کوئی سونے کی رات ہے؟ میری عبا کے بٹن کھول کے قاسمؑ کو میرے سینے پہ سلا دے' سوئے ہوئے ساڑھے تین سال کے قاسمؑ کو جب ماں نے باپ کے سینے پہ سلایا' اتنا گرم سینہ تھا حسنؑ کا' قاسمؑ کی آنکھ کھل گئی۔ کہتا ہے' اماں مجھے یہاں سے اٹھا لے' یہاں گرمی بہت ہے' جناب ام فروہؑ کہتی ہیں' قاسمؑ قاسمؑ! یہ باپ کا سینہ ہے آج کی رات' سرکار حسنؑ کبھی قاسمؑ کے رخسار چومتے ہیں' کبھی قاسمؑ کے بازو چومتے ہیں' کبھی قاسمؑ کے ہاتھ چومتے ہیں۔ فروہؑ رونے لگی' امامؑ کہتا ہے فروہؑ تو نہ رو' یہ جوان ہوگا' اس کی شادی ہو گی' تیرے غم دور ہو جائیں گے۔ جناب فروہؑ کہتی ہے' مولاؑ اجازت ہو تو تیری بہن زینبؑ کو اطلاع دوں۔ حسنؑ کہتا ہے نہیں تو نہ جا' میرے قاسمؑ کو بھیج۔ بی بی کہتی ہے ساڑھے تین سال کا قاسمؑ یہ کیسے اطلاع دے گا؟ حسنؑ کہتا ہے اسے بولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی' میں اس کی شکل ہی ایسی بنا کے بھیجوں گا' زینبؑ تڑپ کے آ جائے گی۔ آواز آئی کیسی شکل بنائیں گے؟ حسنؑ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کہتا ہے قاسمؑ کو میرے سامنے کھڑا کر۔ بی بی نے قاسمؑ کو کھڑا کیا' حسنؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قاسمؑ کا گریباں چاک کیا' کہا تھوڑی سی مٹی دے' مٹی لے کے قاسمؑ کی زلفوں میں ملائی' چھوٹی چھوٹی آستینیں الٹ کے کہا قاسمؑ ننگے پاؤں بی بی زینبؑ کے حجرے میں چلا جا' اگر سو رہی ہو تو جگانا نہیں' قاسمؑ اس کی دہلیز پر بیٹھ جانا' تہجد کی نماز کے وقت اٹھے گی' تیرہ چہرہ دیکھے گی پہچان جائے گی' تو یتیم لگ رہا ہے۔ (حوصلے سے حوصلہ' نہیں قطعاً کوئی جلدی نہیں' تفصیل سے عرض کرنے لگا ہوں)

قاسمؑ گھر سے نکلا' ساڑھے تین سال کا قاسمؑ گریبان چاک' سر میں خاک' زلفیں پریشان' پاؤں میں نعلین نہیں' آستینیں الٹی ہوئیں' چپ کر کے بابا کے چہرے کو دیکھ دیکھ کے کہتا ہے' بابا کبھی آستین دیکھتا ہے' کبھی زلفیں دیکھتا ہے' کہا جاتا ہے' پھوپھی زینبؑ کے حجرے میں' سو رہی ہو تو اسے جگانا نہیں' بابا جگانا نہیں' تہجد کی نماز تک بیٹھا رہوں۔ کہا ہاں' بابا اس وقت تک آپ جاگتے رہیں گے نا' آپ سو تو نہیں جائیں گے؟ میں پھوپھی زینبؑ کو لے آؤں گا' ایسا نہ ہو کہ میں پھوپھی کو لے آؤں' آپ سو جائیں۔ آواز آئی' نا بیٹا' میں انتظار کروں گا۔

شہزادہ آیا' بی بی زینبؑ کے حجرے کے قریب۔ (میری اولاد قربان ہو جائے شہزادہ قاسمؑ پر' ان محرم کی مجالس میں یا کسی مجلس میں میری ماؤں' بہنو! کوئی غلط آنکھ سے تمہاری طرف دیکھے شمر کے ساتھ اس کا حشر ہو)

ساڑھے تین سال کا قاسمؑ بی بی زینبؑ کے دروازے پر آیا' قاسمؑ دہلیز پر بیٹھ گیا' دروازے کی ٹیک لگا کے' ساڑھے تین سال کا قاسمؑ نیند آ گئی' ساری رات سویا رہا' تہجد کی نماز کے وقت بی بی زینبؑ نے دروازہ کھولا' قاسمؑ کا سر بی بی زینبؑ کے قدموں میں آیا' آواز آئی اماں فضہؓ جلدی سے چراغ لا۔ بی بی فضہؓ چراغ لائیں' زلفوں میں خاک' گریبان چاک' آستینیں الٹی ہوئیں' قاسمؑ پر نگاہ پڑی' منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے' اماں میں اجڑ گئی' قاسمؑ کیا ہوا؟ پھوپھی میرے بابا کو زہر مل گئی' جگر کے ٹکڑے باہر آ رہے ہیں۔

بی بی نے قاسمؑ کو اٹھایا' منہ چوم کے کہتی ہے' کچھ تو بتا؟ قاسمؑ رو کے کہتا ہے' بابا نے کہا تھا تیری شکل دیکھ کے پہچان جائے گی' بابا نے اور کچھ نہیں بتایا...... بی بی عباسؑ کے حجرے کے پاس آئی' رو کے کہا عباسؑ میں اجڑ گئی' جلدی آ' مدینہ برباد ہو

لے چلنا ہے؟ حسینؑ سر جھکا کے کہتا ہے گھر واپس جانا ہے۔

کائنات کا پہلا جنازہ ہے جو قبرستان سے گھر کی طرف واپس آیا' جنازہ واپس چلا' جنازہ گلی میں آیا' کسی نے سفید رومال سے اشارہ کیا' ۷۰ تیر جنازے میں آئے' ۷۰ تیر حسنؑ کے جنازے میں پیوست ہوئے۔ (روتے بھی آؤ' سنتے بھی آؤ)

عباسؑ نے جنازہ چھوڑا' دوڑ کے آیا' دروازے پر' بہنیں کھڑی تھیں' آواز آئی ہٹ جاؤ' میری تلوار دو' حسنؑ کے جنازے میں تیر لگ گئے ہیں۔

عباسؑ کہتا ہے' زہراؑ کی بیٹی مجھے آنے دے' میری تلوار دو۔ حسینؑ دوڑ کے آئے' آواز آئی عباسؑ جنگ نہیں کرنی۔ عباسؑ کہتا ہے اور کیا کرنا ہے؟ ہمارا جنازہ ہمارے گھر واپس آئے' عباسؑ زندہ رہے۔ آواز آئی عباسؑ تو نے یہاں نہیں لڑنا' سامنے کھڑی تھی ام البنینؑ عباسؑ ماں کے قدموں پر گرا' آواز دی اماں تو سید زادی نہیں' ذرا چادر دے' بی بی نے چادر دی' عباسؑ نے چادر حسینؑ کے سامنے کر کے کہا' حسینؑ تجھے اس چادر کا واسطہ ایک دفعہ جانے دے' مجھے اجازت دے۔ (روتے آؤ سنتے آؤ' انہیں چھوڑ دے اگر کوئی بے ہوش ہو گیا ہے آج رعایت نہیں) آواز آئی تجھے تیری ماں کی چادر کا واسطہ' ایک دفعہ جانے دے' میں پوچھ لوں کہ ہمارے جنازے کیسے واپس آتے ہیں۔ (تمہارا یہ حال ہے' مومن بے ہوش ہو رہے ہیں' یقیناً آج کوئی مومن مر جائے گا' جب یہ حال ہے تو دوسری شہادت کیسے سن سکو گے؟)

رونے والو! جنازہ گیا تھا تو کفن سفید تھا' جنازہ واپس آیا تو کفن کا رنگ سرخ تھا۔ (حوصلہ' میرے نوجوانو! حوصلہ' حوصلہ' اگر حسنؑ کا جنازہ سننا چاہتے ہو تو قاسمؑ کی شہادت کل پڑھوں' برداشت نہیں کر سکو گے)

حسینؑ نے حسنؑ کا جنازہ گھر میں رکھا' ساری بہنیں اردگرد بیٹھیں' کسی نے

ادھر سے تیر کھینچا' کسی نے ادھر سے تیر کھینچا' تیر چھنتی رہیں۔

جب حسنؑ کو دفن کر کے آئے رات کو بی بی زینبؑ نے خواب میں دیکھا کہ ماں زہراؑ کہتی ہے زینبؑ کیا ایسے تیر چھنتے ہیں زینبؑ ! دو تیر تو حسنؑ کی قبر میں' میں نے نکالے ہیں۔ (شہزادہ قاسمؑ کی شہادتِ کل پڑھوں گا)

حسنؑ کا جنازہ آیا' جنازے میں تیر لگے ہوئے تھے' جیسے ہی قاسمؑ کا جنازہ آیا' کوئی ٹکڑا کہیں تھا' کوئی ٹکڑا کہیں تھا۔

ہر ٹکڑے سے آواز آ رہی تھی' چچا میرا سلام قبول کر' چچا میرا سلام قبول کر' حسینؑ نے مقتل میں چادر بچھا کر کوئی ٹکڑا کہیں سے چنا' کوئی کہیں سے چنا' گٹھڑی بنا کے حسینؑ خیمے کے در پہ آیا' بی بی ام فروہؑ نے پوچھا' قاسمؑ کی ماں نے پوچھا' میرا قاسمؑ کہاں ہے؟ حسینؑ نے گٹھڑی دے کے کہا' جو مل گیا ہے یہی قاسمؑ ہے' قاسمؑ کی لاش گھوڑوں کے سموں سے پامال ہوگئی' یہی ٹکڑے سنبھال لو' یہی میرا قاسمؑ ہے۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

☆☆☆

قدموں پہ آ کے خالق سے دعا کرے کہ مجھے اس کا رزق بنا' اسے ''عباس'' کہتے ہیں۔(نعرۂ حیدری)

جو شیر اپنے شکار کی تلاش میں خود نہ نکلے بلکہ بے نیازی سے اپنے مسکن کے دہانے پر بیٹھا رہے اور ڈاروں کی ڈاریں خود چل کے اس کے پاس آئیں اور دعا مانگیں کہ خالق ہمیں اس کا رزق بنا' اسے ''عباس'' کہتے ہیں۔

وفا کا کردگار عباسؑ' سلطنت وفا کا مطلق العنان سلطان عباسؑ' علیؑ کی شجاعت کا وارث عباسؑ' کربلا والوں کی مشکل میں مشکل کشاء عباسؑ' کائنات کے ہر مجبور انسان کے لئے باب الحوائج عباسؑ' پہلے دن سے آخری دن تک جس نے اپنی وفا کو مستند بنا دیا۔

عباسؑ وہ لفظ ہے جسے لکھو تو کہیں زیر نہیں آتی' جس کا نام زیر نہ ہو وہ دشمن سے کیسے زیر ہو؟

(جاگتے آؤ...... جاگتے آؤ)

چار حرف ہیں عباسؑ کے نام ہیں...... ع- ب- ا- س' پہلا صرف ع- دوسرا ب' تیسرا الف اور چوتھا حرف ''س''، یہ حروف کہاں سے لئے گئے۔

چن لی خیال نے جو ازل سے علیؑ کی عین
''ب'' بضعۃ الرسولؐ کی عصمت کا زیب و زین
''الحمد'' کے ''الف'' کا سراپا دلوں کا چین
والانس کی یہ سین یہ نطق دل حسینؑ
ہر حروف کائنات کا عکاس بن گیا
دیکھا جو غور کر کے تو عباسؑ بن گیا

(نعرۂ حیدری)

ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں' پھر ذکر عباسؑ' ایک کتاب شائع ہوئی ہے' اس کا نام ہے ''ملاقات امام زمانؑ'' نوٹ کرلو' یہ کتاب مرتب کی ہے' آقائے حسن ابطحی نے' ایران سے تعلق ہے ان کا' بہت بڑے سکالر ہیں' بہت بڑے سکالر ہیں' بہت بڑے عالم ہیں' آقائے حسن ابطحی' انہوں نے یہ کتاب مرتب کی ہے' دو جلدوں میں فارسی میں لکھی ہے' اس کا ترجمہ ولی العصر ٹرسٹ نے شائع کیا ہے' اب آ گئی ہے ہر جگہ......

''ملاقات امان زمانؑ''

جن لوگوں نے جاگتے ہوئے یا خواب میں امام زمانہؑ کی زیارت کی ہے' معصوم سے مشورے کئے ہیں' معصوم سے ہدایات لی ہیں' وہ سارے واقعات اس کتاب میں درج ہیں' ان کے انٹرویوز درج ہیں' سارے واقعات درج ہیں' جس جس نے ملاقات کی' اس میں ایک عنوان ہے' جس کے لئے میں نے یہ بات شروع کی ''حضرت عباسؑ کی مجلس میں امام زمانہؑ کی حاضری''، اس میں اس نے لکھا ہے کہ ایک مجتہد حج پہ جا رہے تھے' اپنا قافلہ لے کے تو انہوں نے دو رکعت نماز زیارت معصوم پڑھی کہ امام زمانہؑ مجھے زیارت کرائیں اور حج کے بارے میں کچھ ہدایات دیں' ابھی وہ دعا مانگ رہے تھے کہ کمرہ روشن ہو گیا' امامؑ تشریف لائے۔

مولاؑ فرماتے ہیں کہ حج پر جا رہے ہو' تمہیں مبارک ہو۔ مجتہد نے عرض کی' سرکار کچھ ہدایات دیں۔ معصومؑ نے کہا' جو ہدایات درج ہیں شرع میں وہی پوری کرو اور اپنی طرف سے امام زمانہؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جب یوم عرفہ یعنی عرفہ کے دن میدان عرفات میں جاؤ تو وہاں ایک مجلس کرنا اور منادی یہ کرنا کہ کوئی بیمار ہو' کوئی معذور ہو' کوئی اولاد چاہتا ہو' وہ سب اس مجلس میں آئیں' شرط یہ ہے کہ

مجلس کا موضوع ''حضرت عباسؑ'' ہو۔

کتاب کا حوالہ میں نے دیا' ''ملاقات امام زمانؑ'' عنوان کا حوالہ دیا' مجلس عباسؑ میں امام زمانہؑ کی حاضری' وہ کہتا ہے مولاؑ کوئی خاص بات ہے۔ سرکارؑ فرماتے ہیں کہ جو مجلس سرکار وفا حضرت عباسؑ کے نام سے منسوب ہو' جس مجلس میں مومنین و مومنات یہ طے کر کے آئیں کہ اس مجلس میں صرف قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ کا ذکر ہوگا' جو مجلس مخصوص ہو حضرت عباسؑ کے نام سے' محمدؐ سے عسکریؑ تک سب میرے ذمے یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ میں اس مجلس میں خود جاؤں' سب کچھ چھوڑ کے اس مجلس میں جاؤں اور جو مومنین اور مومنات حضرت عباسؑ کے فضائل سن کے خوش ہوں اور عباسؑ کے مصائب پر بے تحاشہ روئیں' میں امام زمانہؑ کی حیثیت سے ان کے دل کی حاجات وہیں خود لکھ کے ان کی قبولیت پہ اپنے دستخط کر کے فرشتوں کے ذمے لگاؤں کہ ابھی یہ مجلس سے اٹھ کر باہر نہ جائیں کہ ان کی حاجتیں پوری ہو جائیں۔

یہ تھا پیغام جو میں آپ کو سنانا چاہتا تھا' کبھی کوئی حاجت ہو تو حضرت عباسؑ کے نام کی مجلس کر کے چونکہ امام زمانہؑ نے کہا ہے' شک ہم کر نہیں سکتے' معصومؑ کا قول ہے' خدانخواستہ خاکم بدہن' یہ فرمان من گھڑت ہو نہیں سکتا' امام زمانہ امام حاضرؑ کا قول ہے۔

اس نے آگے لکھا کہ میں نے مجلس کرائی ایک مستور مفلوج تھی' جس کو فالج ہوا تھا' ویل چیئر یعنی پہیوں والی کرسی پہ بیٹھ کے آئی' مجلس میں' میں ذکر عباسؑ کر رہا تھا' وہ بی بی زیادہ داد دے رہی تھی' بہت زیادہ تسبیح و تحلیل کر رہی تھی۔ جناب عباسؑ کے ذکر پہ خوش ہو رہی تھی' میں نے دیکھا کبھی کبھی وہ مستور کسی ایک خاص سامع کی طرف دیکھتی ہے۔ کہتا ہے میں نے بھی دیکھا اس سامع کی طرف' وہ میرا

معصوم امامؑ تشریف فرما تھا' معصومؑ نے فرمایا تھا کہ میرا بتانا نہیں' آخر امامؑ نے اس مستور سے کہا کہ کرسی چھوڑ کے چلنا پھرنا شروع کر' اس نے کہا مولاؑ میں تو چل پھر نہیں سکتی۔ امامؑ نے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں' وہ کرسی سے اتری اور چلنا شروع کیا' اس نے محسوس کیا کہ وہ پہلے سے زیادہ تندرست ہے۔

وہ آگے لکھتا ہے کہ میں نے بتا دیا کہ امامؑ موجود ہے' اگر کچھ مانگنا ہو تو مانگ لو' شرط یہ ہے کہ ذکر عباسؑ میں گم ہو کے فضائل اس طرح سے سنو' معصومؑ آپ کی پوری کرے اور مصائب بھی اس طرح سنیں تا کہ معصوم آپ کی حاجتیں پوری فرما دے۔ میں نے یہ قول اس لئے پڑھا کہ میرا فرض تھا' اس لئے کہ کسی کے دل میں کوئی خواہش ہو' میں نے امامؑ کا قول آپ کو سنا دیا' میں معصومؑ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ مولاؑ آپ کا قول ہے' آپ کا فرمان ہے' آپ صادق ہیں' اتنے مومنین و مومنات مجمع میں تشریف لائیں' صدارت فرمائیں' میں ذکر عباسؑ شروع کرنے لگا ہوں' جو جو فضائل سن کے خوش ہوتا جائے' آپ دلوں کے راز بہتر جانتے ہیں' جس جس کی جو خواہش ہو' تمنا ہو' آپ قبول فرماتے ہیں' آپ مہربانی کریں' آپ کو عباسؑ کا واسطہ آپ تشریف لائیں اور مومنین و مومنات کی خواہشات اور نیک تمناؤں پر دستخط کر کے شرف قبولیت بخشیں' چونکہ میں نے امامؑ کو دعوت دی ہے' اب اجازت ہو تو شروع کر دوں ذکر عباسؑ' میرا ایمان ہے' میرا یقین ہے کہ اتنی دیر میں زمین کی کتابیں سمیٹ کے یہ خاندان زہراؑ پہنچ جاتا ہے۔

پہلی رباعی پیش خدمت ہے۔

شجاعت کا صدف مینارہ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا بے کسوں کی آس کہتے ہیں

یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے ترسیں
اسے ارض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں

(نعرۂ حیدری)

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو
اس کو خطاب کوفی و شامی دیا کرو
جب بھی مقابلے میں صفیں ہوں یزید کی
عباسؑ کے علم کو سلامی دیا کرو

(نعرۂ حیدری)

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخ گیتی کی سر عرش تلک ہے
یہ کہہ کے گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل
بجلی تیرے عباسؑ کے لہجے کی کڑک ہے
(چمن چمن کلی کلی، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، نگر نگر گلی گلی، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ)

(نعرۂ حیدری)

نبضیں لرز رہی ہیں ضمیر حیات کی
سانسیں اکھڑ رہی ہیں، دل کائنات کی
عباسؑ کے غضب کا اثر ہے کہ آج تک
ساحل سے دور دور ہیں موجیں فرات کی

(نعرۂ حیدری)

کیوں کہہ رہے ہو رین بسیرا ہے زندگی
صحرائے کربلا کا سویرا ہے زندگی
ڈرتی ہے ان سے موت بھی جن کی نگاہ میں
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے زندگی

(دم مست قلندر علیؑ علیؑ' کعبے کا گوہر علیؑ علیؑ' ذرا اگلے بولو علیؑ علیؑ' ذرا پیچھے بولو علیؑ علیؑ ......نعرۂ حیدری)

وسعت جری میں گردش دوراں کی باگ ہے
عباسؑ کی وفا میرے دیں کا سہاگ ہے
عباسؑ کے کرم کی سند ہے وہ بہشت
عباسؑ کا غضب ہی جہنم کی آگ ہے

(نعرۂ حیدری)

نوبت بجی بجی وہ خیالوں کی انجمن!

(میرا ایمان ہے جو شک کرے وہ جانے اور امامؑ جانے' میرے امامؑ کی ریت ہے' میں نے اولاد بھی لینی ہے' رزق بھی لینا ہے' شفاء بھی لینی ہے' اپنے قرضے بھی ادا کروانے ہیں' میں نے کیا کچھ لینا ہے اپنے امامؑ سے میرا امامؑ مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے' یہ اپنا عقیدہ ہے' میں نے تو سب کچھ امام زمانہؑ سے مانگنا ہے' اور لینا ہے' آج اس کی صدارت ہے' یہ اپنی اپنی مودۃ ہے' جنون ہے' جس کو جتنی مودۃ ہو گی اتنا وہ لے گا)'

نوبت بجی بجی وہ خیالوں کی انجمن
پیدا ہوئی جبیں تخیل پہ اک شکن

بکھری شفق میں ڈھل کے نکھرتی ہوئی کرن
پہنا عروس وقت نے غیرت کا پیرہن
ابھرا ہے ماہتاب جو ام البنینؑ کا
ملتا ہے آسمان سے مقدر زمین کا

(نعرۂ حیدری)

اللہ رے بچپنے میں یہ عباسؑ کی پھبن
انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانکپن
آنکھیں ہیں شوخ شوخ تو چہرہ چمن چمن
رخسار پھول پھول تو زلفیں شکن شکن
عباسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا
حیدرؑ کے بعد ملک شجاعت کا نامور
وہ بادشاہ صبر و تحمل کا ہمسفر
جس نے کیا امام شریعت کے دل میں گھر
جس کے نقوش پا کی بھکارن بنی سحر
جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آ گیا
عباسؑ فاطمہؑ کی دعا بن کے چھا گیا

(نعرۂ حیدری)

کردار کردگار کی شاہی ہیں لازوال
گفتار بولتے ہوئے قرآن کی مثال

رفتار میں وہ عزم کہ محشر میں پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذوالجلال
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے
عباسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے

(علیؑ کا واسطہ دیکھنا میری طرف' نقوی صاحب' شاہ صاحب' میر صاحب ایک مصرعہ ہے' میں بھی اگر دس جنم لے کے واپس آؤں تو دوبارہ آ کر پھر بھی ایسا مصرعہ نہیں کہہ سکتا۔ عباسؑ نے دیا ہے یہ مصرعہ ہے تیری سمجھ میں آ گیا تو قیامت تک میرے حق میں دعا تجویز فرض ہو جائے گی)۔

جس کی جبیں کے تل سے زیادہ نہ تھی فرات
مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات
قدموں کی ٹھوکروں سے لپٹتے تھے معجزات
عباسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا
بوڑھے بہادروں کو علیؑ یاد آ گیا

(نعرۂ حیدری)

(معراج میں لے کے جا رہا ہوں آپ کو' میری اپنی مودۃ ہے' میرا اپنا عشق ہے' اپنا جنوں ہے' اپنی عقیدت ہے)

حملے وہ تیغ تو بازو پہ ڈھال ڈھال
آنکھ ہیں زخم زخم تو مجروح بال بال
اعضاء میں چور چور تو زخمی ہے خال خال
دریا لہو لہو ہے تو پانی ہے لال لال

پیاسہ پلٹ رہا ہے مگر سرفراز ہے
عباسؑ کبریا تو نہیں بے نیاز ہے

(سلامت رہوٗ مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں ۴۷ منٹ پڑھ گیا' یہ جذبہ تھا نا عباسؑ کا)۔

اتنا بڑا عباسؑ ہاتھ ملتا گیا' اجازت نہیں ملی' چونکہ امام زمانہؑ کی صدارت ہے' زیادہ دیر زحمت نہ ہوں' امام زمانہؑ کو...... دنیا جہان کی سلطنت میں...... مصائب کا آغاز کر رہا ہوں' ۳۴ سال کا عباسؑ ہاتھ ملتا گیا' اجازت نہیں ملی' اگر اجازت مل جاتی تو کربلا کا نقشہ اور ہوتا' جس کے دل میں قبر ہے' عباسؑ کی...... وہ یہ نہ دیکھے کہ ساتھ کون بیٹھا ہے۔

عباسؑ ملک وفا کا وہ سلطان ہے کہ ساری زندگی خود کو حسینؑ کا غلام کہلواتا رہا' بچپن میں حسینؑ کا غلام کہلوایا' ساری زندگی غلام بن کے رہا۔

(شاہ جی) یہ وہ عباسؑ ہے' دسویں کی رات جب بی بی فضہؓ نے کہا' بی بی زینبؑ سے کہ بی بی ہر مستور پریشان ہے۔ بی بی نے فضہؓ سے کہا' ساری مستورات کو اکٹھا کرو' جب بیبیاں اکٹھی ہوئیں تو بی بی زینبؑ نے کہا' گھبراؤ نہیں تمہارے پردے کی میں زینبؑ ضامن ہوں۔

تمہاری چادروں کی میں زینبؑ ضمانت دیتی ہوں' گھبراؤ نہیں' لیکن دوسرے دن ۱۰ محرم کو جب عباسؑ کا علم عباسؑ کے ہاتھ سے گرا' بی بی نے مڑ کے دیکھا' بیبیوں کی طرف دیکھ کے رو کے کہتی ہے' رات جو میں نے ضمانت دی تھی' اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں' میرا آسرا ٹوٹ گیا' میرا سہارا ٹوٹ گیا' میرا عباسؑ گر پڑا' میں نے وعدہ کیا تھا' وہ میرا بھائی گر پڑا۔

یہ وہ عباسؑ کہ ۲۸ رجب کو جب حسینؑ نے مدینہ چھوڑا' جب مدینہ سے باہر شجرۃ الوداع کے پاس پہنچا تو حسینؑ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ہے کمر جھکی ہوئی ہے' عصا کے سہارے چلتی ہوئی' بار بار اشارے کر کے کہتی ہے' قافلے والو! رک جاؤ' رک جاؤ۔ رک گیا قافلہ...... قریب گیا' اس مستور کے' حسینؑ گھوڑے سے اترا اپنی عبا اس کی چادر پہ ڈال کے کہا' اماں ام البنینؑ آپ اتنا سفر کر آئی ہیں' خیریت تو ہے؟ عباسؑ کی ماں ام البنینؑ کہتی ہے' زہراؑ کے بیٹے میں زہراؑ کی کنیز ہوں' معافی چاہتی ہوں' تجھے اتنی تکلیف دی' میرا عباسؑ کہاں ہے؟ حسینؑ کہتے ہیں وہ سامنے ہے۔ بی بی کہتی ہے عباسؑ کو بلا' عباس قریب آیا' ماں کی قدم بوسی کی' ماں کے قدم چومے۔ آواز آئی' عباسؑ اپنی بہن رقیہ کو بلا' بی بی رقیہؑ قریب آئی' حسینؑ اگر تکلیف نہ سمجھے تو تھوڑی دیر انتظار کر' میں عباسؑ اور رقیہ کو ساتھ لے جا رہی ہوں' تھوڑی دیر میں' میں ابھی واپس آئی' عباسؑ اور رقیہؑ کو ساتھ لے کے بی بی کہاں آئی؟ رسولؐ کے روضے پر۔ عباسؑ دروازہ بند کر' عباسؑ نے دروازہ بند کیا' بی بی کہتی ہے' میں کون ہوں؟...... اماں تو میری ماں ہے۔ عباسؑ یہ کیا ہے؟ اماں یہ نبیؐ کی قبر ہے۔ آواز آئی' کہیں روشنی تو نہیں آ رہی ناں؟ اماں روشنی نہیں ہے' ضعیفہ ماں نے اپنے سینہ سر سے چادر اتاری۔

عباسؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے' رقیہؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے' میرے سر پر ہاتھ رکھ دو' دوسرا ہاتھ نبیؐ کی قبر پہ رکھ کر میرے ساتھ وعدہ کرو' نبیؐ کی قبر کو ضامن بنا کے' میری چادر کی قسم کہ دونوں وعدہ کرو کہ سفر میں کہیں زینبؑ اور حسینؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے؟ (یہ ہے ماں...... روتے بھی آؤ سنتے بھی آؤ...... پتہ نہیں میرا بزرگ' نوجوان پیچھے کھڑے ہو کے رو رہا ہے' اس نے نہ عباسؑ کو زین سے گرتے ہوئے دیکھا' نہ حسینؑ کی پریشانی دیکھی' کھڑے ہو کر ماتم کر رہا ہے' رو رہا ہے' حسینؑ کی پریشانیوں

کے صدقے میں مولاؑ اس کی پریشانیاں دور کرے۔"آمین!"")

جب بی بی نے کہا نا' عباسؑ اور رقیہؑ کہیں سفر میں زینبؑ اور حسینؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے' عباسؑ نے قسم کھا کے کہا اماں تیری چادر کی قسم! اگر بچ کے آئیں گے وہ تجھے بتائیں گے کہ عباسؑ نے کس طرح وفا کی ہے۔ بی بی رقیہؑ سے کہا' جوان لڑتے رہتے ہیں' شہید ہوتے رہتے ہیں' رقیہؑ دعدہ کرو کہ عباسؑ کے ہاتھ سے گرتے ہوئے علم کو ایسے لوگی کہ زہراؑ کی بیٹیوں کو احساس تک نہ ہو کہ عباسؑ مارا گیا' ہم بے آسرا ہو گئے' یہ وفا ہے ام البنینؑ کی۔

جب رہا ہو کے آئے اور مدینے میں منادی ہوئی' بشر ابن یزلم مہاری نے جب مدینے کی گلیوں میں مدینے کے بازاروں میں منادی کی کہ مدینے والو! حسینؑ مارا گیا' پردہ دار شام کی قید گزار کے مدینے سے باہر آ گئیں...... جب یہ اطلاع پہنچتے پہنچتے جنابِ ام البنینؑ تک پہنچی' بی بی دو کنیزوں کو ساتھ لے کر' عصا کے سہارے وہاں پہنچی' جہاں بشیر منادی کر رہا تھا' بی بی اس وقت پہنچی جب بشیر کہہ رہا تھا' لوگو! عباسؑ مارا گیا' جب یہ سنا' بی بی نے کہا...... خاموش...... بشیر خاموش ہوا...... پوچھا یہ بی بی کون ہے؟ آواز آئی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ یہ عباسؑ کی ماں ام البنینؑ ہے۔ آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہتا ہے بی بی پرسہ لے' تیرا عباسؑ مارا گیا' بی بی کہتی ہے میں عباسؑ کا نہیں پوچھتی' مجھے یہ بتا میرا حسینؑ کیسا ہے؟ آواز آئی' بی بی حسینؑ بھی مارا گیا۔ بی بی کہتی ہے اچھا' یہ بات کہ پہلے حسینؑ مارا گیا یا عباسؑ آواز آئی' عباسؑ پہلے مارا گیا...... بی بی کہتی ہے اب یہ بتلا (لفظ سن لو ساری رات رونے کے لئے کافی ہیں) جب بشیر نے کہا پہلے عباسؑ مارا گیا' بی بی کہتی ہے اچھا یہ بتا......

عباسؑ کتنے دن لڑتا رہا؟ آواز آئی کیوں بی بی؟ بی بی کہتی ہے ایک دن میں

دشمن سے مرنے والا عباسؑ نہیں' کتنے دن لڑا ہو گا؟ کتنے مارے ہوں گے؟ عباسؑ آسانی سے شکست نہیں کھاتا۔ بشیر نے رو کے کہا' بی بی تیرے عباسؑ کو اجازت نہیں ملی۔ بی بی رو کے کہتی ہے' کس نے اجازت نہیں دی؟ آواز آئی...... حسینؑ و زینبؑ نے...... اچھا اب یہ بتا کہ زخم عباسؑ کے سینے پر تھے یا پشت پر...... بی بی سینے پر...... اب یہ بتا کہ اس کے بعد عباسؑ کی لاش زہراؑ کی بیٹیوں کے سامنے تو نہیں گئی؟ آواز آئی' نہ...... بی بی ام البنینؑ رو کے کہتی ہے' اب یقین آ گیا' حسینؑ بھی مارا گیا' زینبؑ بھی قید ہو گئی' اب یقین آ گیا۔

(کرتا آ ماتم......)

بی بی کہتی ہے' اب یقین آ گیا' حسینؑ بھی مارا گیا' زینبؑ بھی شام گئی ہو گی' کیونکہ میرا عباسؑ جو مارا گیا۔

(میں رات بھی ڈر گیا تھا' میں نے رات عین مصائب کی معراج پر پہنچ کر مجلس چھوڑ دی تھی' لیکن افسوس ہے کہ میرے بعض دوست کہتے تھے کہ آج مصائب کم پڑھیں' انہیں یہ نہیں پتہ کہ جب آدمی مصائب میں کھو جاتا ہے' اس وقت کیا ہوتا ہے' نرم دل شیعہ ہوں' میں عباسؑ کی شہادت اس طرح پڑھوں جیسے من وعن میں نے پڑھا ہے' کتابوں میں' مجھے پاک ذوالجلال کی قسم نہ یہ شامیانے رہیں گے نہ یہ دیواریں رہیں گی' مومن ٹکریں مار مار کے مر جائیں گے' پردہ دے کے پڑھتے ہیں' مومن ہیں' نرم دل' میری مائیں' بہنیں بیٹھی ہیں)۔

عباسؑ بذات خود اتنا بڑا مصائب ہے...... جناب سجادؑ رہا ہو کے آئے مدینے میں' ایک مجلس کروائی' ذاکر بلوایا' ذاکر نے امام زین العابدینؑ کے سامنے کسی بات پر عباسؑ کا نام لیا' میرا زخمی اور بیمار آقا آہستہ سے کھڑا ہوا' دونوں ہاتھ پیشانی پہ

آئے اور کہا:

السلام علیک یا قمرؑ بنی ھاشم......

''اے قمر بنی ہاشم تجھ پہ میرا سلام''۔

پھر ذاکر نے عباسؑ کا نام لیا' پھر سجادؑ کھڑا ہوا' سلام پڑھا' جب سات دفعہ میرا مولا سجادؑ کھڑا ہوا تو ذاکر کہتا ہے مولاؑ آپ نماز پڑھتے ہوئے تھک جاتے ہیں' تیرے پاؤں میں زخم آ جاتا ہے' مولاؑ آپ کیوں بار بار کھڑے ہوتے ہیں؟ مولاؑ تو بیمار ہے اتنی دیر کھڑے رہنے کی سکت نہیں' تو پھر تو عباسؑ کے نام پر بار بار کھڑا کیوں ہوتا ہے؟

مولا فرماتے ہیں' ذاکر تو قیامت تک عباسؑ کا نام لیتا رہے میں بار بار کھڑا ہوتا رہوں' لیکن میں پھر بھی عباسؑ کے احسان کا قرض ادا نہیں کر سکتا۔ مولاؑ کون سا احسان؟ آواز آئی' کیا یہ احسان کم ہے کہ دسویں کی رات زہراؑ کی بیٹی کو کوئی خوف نہیں تھا۔

(ختم کرتا ہوں مصائب!)

دو محرم کو عباسؑ آیا کربلا میں۔

(آنکھوں پہ پٹی باندھ کے اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہہ رہا ہوں' رقیہؑ کے بھائی کا ذکر ہے عباسؑ کی بہن لاہور میں تمہاری مہمان ہے' شام سے بی بی زینبؑ آئے یا نہ آئے' میں لاہور میں عباسؑ کے نام کی مجلس پڑھ رہا ہوں' آؤ عباسؑ کی بہن کو مل سے۔ پرسہ دیتے ہیں' اللہ جانے میری آقازادی کہاں بیٹھی ہے؟)

کل اگر بی بی پاک دامنا جاؤ تو کہنا' بی بی رات ہم نے پرسہ دیا تھا' پرسہ قبول کر' جو مسافر ہیں وہ بے شک آج رات کو چلے جائیں' جناب رقیہ کو پرسہ دینے

کے لئے' عباسؑ اتنا بڑا نام ہے' غازی کے علم کی قسم میں بہت عزت کرتا ہوں' مومنین کی بہت احترام کرتا ہوں عزاداروں کا' جو میرے سامنے بیٹھے ہیں' ان کی جوتیاں میرے سر کا تاج ہیں۔ میں مصائب شروع کر رہا ہوں' میں سید ہوں' سیدوں سے معافی لے کے' آؤ ہم سیدوں کو پرسہ دیں' ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈال کے ایک دوسرے کو سید پرسہ دیں' عباسؑ کا۔

عباسؑ اکیلا نہیں گیا' جب عباسؑ کی موت کی خبر خیمے پہنچی ہے۔ علامہ آقائے دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں' ۴۸ یتیموں کے ہاتھوں میں کاسے خالی رہے' روح پرواز کرگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ○ ہمارا عباسؑ مارا گیا' ہمیں پانی کوئی نہیں پلائے گا۔ (سلامت رہو' سلامت رہو' روتے آؤ' اگر دعائیں قبول کرانی ہیں' اس نوجوان کو بٹھا دو' بھائی تو اگر بے ہوش بھی ہو جائے گا' تجھے پانی دینے والے ہیں' سادات کے بچوں کو پانی نہیں ملا)۔

عباسؑ کی شہادت کی خبر ۴۸ بچوں پر بجلی بن کے گری' روح پرواز کر گئی' کاسے ہاتھوں میں رہ گئے۔ (تسلی سے پڑھوں گا' حوصلہ' روتے آؤ' سنتے آؤ' صفت شاہ صاحب کہہ رہے ہیں' کیا وہ ظالم مسلمان تھے؟ شاہ جی کلمہ پڑھتے تھے' مجھے علیؑ کی عزت کی قسم پڑھتا ہوں' مصائب پڑھتا ہوں' یہ وہ باتیں کہہ رہا ہوں جو بعد میں شاید نہ کہہ سکوں)۔

یہ وہ عباسؑ ہے جب ۱۱ محرم کو تیری آقازادی زینبؑ خاک شفا کا برقعہ پہن کر' خاک شفا کی چادر سر پر پہن کر' میری آقازادی' بغیر پلان کے اونٹ پر سوار ہوئی' شہیدوں کے سر نیزے پہ سوار ہوتے رہے' عباسؑ کا سر نیزے پر 9 دفعہ سوار ہوا' گر پڑا' پھر گر پڑا۔ (رونے والو! کہاں تک برداشت کرو گے؟) جب سر نو دفعہ نیزے پر

سوار نہیں ہوا تو شمر کہتا ہے' سجادؑ تیرے چچا کا سر نیزے پر سوار کیوں نہیں ہوتا؟

(ثانی زہراؑ میں بڑے مشکل موڑ پر ہوں)

شمر نے کہا' سجادؑ تیرے چچا کا سر نیزے پہ سوار کیوں نہیں ہوتا؟ ظالم تجھے کیا خبر ہے' سجادؑ ماتم کر کے کہتا ہے' میری پھوپھی کا سر ہے برہنہ' سر پر چادر نہیں' میرے چچا کا سر نیزے پہ سوار ہوتا ہے' آنکھ کھلتی ہے' میری آقازادی کا سر نظر آتا ہے' عباسؑ کا سر نیزے سے گر پڑتا ہے۔

(اب اگر مجھے دعائیں دینے کے لئے بیٹھے ہو' میں اگر غلط پڑھوں' میرا حشر شمر کے ساتھ ہو' بی بی میری شفاعت نہ کرے' اگر میں صحیح پڑھوں تو زہراؑ کی بیٹی کو پرسہ دو' آنکھیں پیاری نہ کرو' نہ چہرے نہ ہاتھ' ماتم بھی کرو' پرسہ بھی دو)۔

جب ۹ دفعہ عباسؑ کا سر نیزے پر سوار نہیں ہوا تو شمر کہتا ہے' اچھا یہ سوار نہیں ہوتا' شمر نے سر دیا خولی کو...... خولی (لعنت) نے ایک رسی لے کے عباسؑ کے ایک کان سے لے کر اس کان تک رسی عباسؑ کے سر میں ڈالی' پتہ نہیں کس چیز سے ڈالی' رسی ڈال کے سر گھوڑے کی گردن میں باندھا' میں نے قسم کھا کے بات کی ہے' عباسؑ کا سر خولی کے گھوڑے کی گردن میں...... مجھے علیؑ کی عزت کی قسم...... جب سر واپس ملے بی بی زینبؑ پہچان نہیں سکیں' پوچھا یہ کس کا سر ہے؟ کہا عباسؑ ہے۔ بی بی رو کے کہتی ہے' سجادؑ میرا عباسؑ ایسا تو نہیں تھا......

(کرتے آؤ ماتم' کرتے آؤ ماتم...... حوصلہ اور میرے نوجوان' پاک غازی کی قسم...... بی بی زینبؑ کی چادر کی قسم' میں نے قسمیں کھائیں ہیں' میں اس لئے قسمیں کھاتا ہوں کہ سنو مصائب' مجھے پاک علیؑ کی قسم عباسؑ تیار ہوا' جو لوگ آگے آ کے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں محسن نقوی مصائب پڑھا کر' وہ سنیں بھی سہی...... میں

مصائب پڑھنے لگا ہوں)۔

۹ محرم کی رات گزر گئی' دسویں کی رات گزر گئی' دسویں کی صبح ہوئی' اکبرؑ کی لاش خیمے میں آئی' قاسمؑ کی لاش خیمے میں آئی' عباسؑ اپنے خیمے میں آیا' کب خیمے میں آیا؟...... جب فضلؑ کی ماں سامان سمیٹ کے فضلؑ کو ساتھ لے کے تیاری کر کے بیٹھی ہے۔ آواز آئی' فضلؑ کی ماں کہاں جاتی ہے؟ فضلؑ کی ماں کہتی ہے' تو جان کربلا جانے' میں جا رہی ہوں' نجف۔ آواز آئی' کیوں جاتی ہے؟ آواز آئی' حسینؑ کی پیاری بیٹی سکینہؑ چودہ دفعہ تیرے خیمے کا چکر لگا لگا کر کہتی ہے' میرا اصغرؑ مر جائے گا' میرے اصغرؑ کے لئے پانی لے آ' اصغرؑ کو پانی پلا دو۔

عباسؑ کہتا ہے' حسینؑ اجازت نہیں دیتا۔ جب عباسؑ نے کہا کہ حسینؑ مولا اجازت نہیں دیتا' دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ عباسؑ کے قدموں پر آئے' عباسؑ نے جھک کر دیکھا' ساڑے تین سال کی سکینہؑ ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے' چاچا میں زندگی بھر پانی نہیں مانگوں گی' میرا اصغرؑ مر جائے گا۔

میرے اصغرؑ کے لئے پانی لا دے۔ (کرتے آؤ ماتم' کرتے آؤ ماتم)

(امام زمانہؑ کی موجودگی میں امام زمانہؑ کی حاضری میں اللہ جانے یہ مجلس کہاں تک پہنچے گی' ایک لفظ بھی محسن نقوی اپنی طرف سے کہے امام زمانہؑ سزا دے شہادت پڑھتا ہوں' تو روتا آ......)

عباسؑ کہتا ہے شہزادی تیرا بابا اجازت نہیں دیتا' آواز آئی بابا کی میں ذمہ دار ہوں۔ عباسؑ نے خود اٹھائی' زرہ پہنی' عباسؑ نے تلوار لی' مشکیزہ اٹھایا' سکینہؑ کہتی ہے' مشکیزہ میں پہناؤں گی۔ عباسؑ کہتا ہے میرا قد بڑا ہے' تیرا قد چھوٹا ہے' سکینہؑ کہتی ہے' نا چاچا مشکیزہ میں خود پہناؤں گی' جب سکینہؑ نے ضد کی' عباسؑ نے جھکنا شروع

کیا' جھکتے جھکتے دونوں ہاتھ عباسؑ کے سکینہؑ کے قدموں پہ آئے' عباسؑ کا منہ پھر گیا' مدینے کی طرف آواز آئی' اماں ام البنینؑ آ دیکھ اپنے بیٹے کی وفا' آ دیکھ عباسؑ کی وفا' اماں حسینؑ کی بیٹی کے پاؤں ہیں' میرے ہاتھ ہیں۔

(روتا آ' کرتا آ ماتم...... حوصلہ' حوصلہ میں ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں اور میرا کمسن نوجوان بیٹھ جا' بیٹھ جا' مجھے دو منٹ کے لئے پڑھنے دے)۔

ادھر عباسؑ تیار ہوا اور حسینؑ اور زینبؑ' عباسؑ کے خیمے میں آئے' آواز آئی عباسؑ کہاں جا رہے ہو؟ مولاؑ پانی لینے' تیری بیٹی نے تیری ضمانت دی ہے' مولاؑ بی بی سکینہؑ نے ذمہ لیا ہے کہ میرا بابا کچھ نہیں کہے گا۔ اچھا عباسؑ وعدہ کر لڑے گا تو نہیں؟ میں غریب ہوں' عباسؑ کہتا ہے تیری غربت کی قسم' میں نہیں لڑوں گا' اچھا عباسؑ ہر مستور جمع ہوئی۔ ۸۸ مستورات ۱۲۲ بچے سادات کے' عباسؑ کے گرد کھڑے ہیں' عباسؑ کہتا ہے میری سواری کہاں ہے؟ عباسؑ کی سواری آئی' عباسؑ نے گھوڑے کو دیکھا' پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا' واغربتاہ تین دفعہ عباسؑ نے کہا' ہائے او میری غربت۔ حسینؑ کہتے ہیں' عباسؑ کیا ہوا؟ آواز آئی مولاؑ انصاف تو کر' ۱۸ جوانان بنی ہاشم میرے شاگرد ہیں' میں جب پہلے سوار ہوتا تھا' عونؑ و محمدؑ گھوڑے کی باگیں پکڑتے تھے' دائیں رکاب میں اکبرؑ کا ہاتھ' بائیں رکاب میں قاسمؑ کا ہاتھ' آج کوئی بھی نہیں۔ عباسؑ کا یہ کہنا تھا کہ ایک مستور کا ہاتھ عباسؑ کے گھوڑے کی رکاب میں آیا' آواز آئی سوار ہو' میرے اکبرؑ کا استاذ میں اکبرؑ کی ماں لیلیٰؑ ہوں۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' سلامت رہو' میرا مولاؑ' امام زمانہؑ یہ ہے عباسؑ کا ماتم' جو رو رہا ہے' اس کے جو مقاصد ہیں' عباسؑ کا صدقہ آج کی رات میرے مولا پورے کر ہمارا پرسہ قبول فرما)۔

بائیں رکاب میں ہاتھ آیا' سوار ہو میرے قاسمؑ کا استاذ میں ام فروہؑ ہوں' عباسؑ سوار ہوا' اللہ جانے سمجھ سکو یا نہ سمجھ سکو..... عباسؑ کا گھوڑا نہیں' غازیؑ کا گھوڑا نہیں' (بابا صفت شاہ) عباسؑ کا جنازہ ہے' جو خیمہ گاہ میں پھر رہا ہے' کوئی مستور رکاب چومتی ہے' کوئی کہتی ہے واغربتاہ' کوئی کہتی ہے وا حجابا' ہائے او میری چادر' ہائے او میرا پردہ۔

عباسؑ تیار ہوا' (دو لفظ سن لو مصائب کے) عباسؑ باہر آیا' حمید ابن مسلم کہتا ہے' یہ پہلا نوجوان ہے جو نو دفعہ باہر آیا' نو دفعہ واپس خیمے میں گیا' حسینؑ کہتے ہیں عباسؑ کوئی مستور مر جائے گی' عباسؑ اندر جاتا تھا پھر باہر آتا تھا' جب دسویں دفعہ باہر آیا' عباسؑ جانے لگا میدان کی طرف' عباسؑ نے مڑ کے دیکھا' میرے آقا حسینؑ کے عمامے کے پیچ گردن میں' پاؤں میں نعلین نہیں' دوڑتا آتا ہے اور حسینؑ کہہ رہا ہے' دیکھو یہ بھی میرا بھائی ہے' وہ میرا بیٹا تھا' یہ بھی میرا بھائی ہے۔

عباسؑ چلا گیا' (مجلس ختم' میں چپ اس لئے کر گیا..... ایک گھڑی کے لئے سانس لے لوں) عباسؑ چلا گیا۔

ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے بابا مجھے اٹھا' میں دیکھوں' حسینؑ نے سکینہؑ کو اٹھایا' اپنی چھوٹی چھوٹی بانہیں بابا کی گردن میں ڈال کے کہتی ہے کہ بابا میرا چاچا آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' میرا چاچا آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' میرا چاچا واپس آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' حسینؑ کہتا ہے سکینہؑ نہ خود رو' نہ مجھے رلا۔ آواز آئی' بابا! تجھے تیری غربت کی قسم مجھے صرف ایک دفعہ بتا دے' میرا چاچا واپس آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' جب چوتھی دفعہ سکینہؑ نے کہا' حسینؑ نے سکینہؑ کو اتارا' کربلا کی ریت سکینہؑ کے بالوں میں ڈالی' آواز آئی' سکینہؑ اگر ضد کرتی

ہے تو سن' پھر سن' واپس میرا بھی نہیں آتا' بچتا تیرا بھی نہیں۔

ہائے' ہائے' ہائے...... واپس میرا بھی نہیں آتا' بچتا تیرا بھی نہیں' میرا بھی مارا جائے گا' تیرا بھی مارا جائے گا۔ (حوصلہ' حوصلہ' او میرے نوجوانو! آخری لفظ پڑھنے دو......) واپس میرا بھی نہیں آئے گا' بچتا تیرا بھی نہیں۔

(مجھے کوئی پتہ نہیں میں کہاں کھڑا ہوں' قبلہ پاک مہدیؑ کی قسم امامؑ کی قسم کھا کے کہہ رہا ہوں)۔

عباسؑ گیا' مشکیزہ بھرا' دوش پر رکھا' گھوڑے پر سوار ہوا' کہتا ہے سکینہؑ پانی مل گیا' میں آ رہا ہوں۔

(بہتر تو یہی ہے مجلس یہاں ختم کر دوں' اب کیسے سن سکو گے...... اچھا' پڑھتا ہوں' مکمل شہادت پڑھتا ہوں)۔

عباسؑ چلا' ایک ظالم نے وار کیا' عباسؑ کا بایاں بازو کٹ کے گرا' آواز آئی اصغرؑ کی خیرات' عباسؑ نے مشکیزہ دائیں بازو میں ڈالا' ایک ظالم نے دائیں بازو پہ تلوار ماری' مشکیزہ کٹنے لگا' عباسؑ نے مشکیزہ منہ میں لیا' آواز آئی' سکینہؑ کی خیرات۔

اب سنو بھائی! ایک سکینہؑ کے لئے آنسو روک سکتے ہو یا آنسو بہتے رہیں' میری بات سن لو' تیز رفتار گھوڑا ہو' عباسؑ کے سر میں گرز لگا' ۳۰۰ تیر مشکیزے میں لگے۔ عباسؑ نے مشکیزے کو دیکھا' آسمان کی طرف دیکھ کے کہا' بارالہا! میں مر جاؤں' مشکیزہ پڑا رہے' حسینؑ میری لاش پر آئے' حسینؑ مشکیزہ لے جائے' سکینہؑ کے لئے پانی لے جائے۔

مشکیزہ چھد گیا' دوڑتے ہوئے گھوڑے سے عباسؑ گرا' بھائی دوڑتے ہوئے گھوڑے سے اگر سوار گرے رو یا نہ رو' اتنا بتا دے کہ وہ کس کے سہارے گرتا ہے؟

اوئے بازوؤں کے سہارے' گرتے وقت دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ رکھتا ہے' عباسؑ کے دونوں بازو نہیں ہیں' گھوڑا دوڑ رہا ہے' عباسؑ دوڑتے ہوئے گھوڑے سے گرا' تین دفعہ آواز آئی' مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ...... پھر کوئی آواز نہیں آئی۔

(بس آخری لفظ' میں علم برآمد کراتا ہوں' وہاں پہنچ کے تمہیں عباسؑ کا واسطہ اٹھنا نہیں' پرسہ دیں اور میں ختم کروں) عباسؑ گرا گھوڑے سے' حسینؑ گرا کرسی سے' زینبؑ گری خیمے میں۔

حسینؑ آئے' عباسؑ کی لاش پر' آواز آئی' عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں' جیسے آیا' نہیں بتاتا' عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں' عباسؑ کے ہاتھ تو ہیں نہیں' عباسؑ نے تین دفعہ سر زمین پر مارا' آواز آئی:

السلام علیک ایها الغریب

"غریب حسینؑ میرا اسلام۔"

حسینؑ نے عباسؑ کا سر زانو پہ لیا' عباسؑ کی آنکھوں میں تیر ہیں' حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ دیکھ میری طرف' آواز آئی' میری آنکھوں میں تیر ہیں۔ حسینؑ نے ایک ایک کر کے تیر نکالے' عباسؑ نے آنکھیں پھر بھی نہیں کھولیں' آواز آئی عباسؑ آنکھ کھول' میں حسینؑ ہوں' میں آ گیا ہوں' آواز آئی مولا آنکھیں بعد میں کھولوں گا' پہلے یہ بتا سکینہؑ تو ساتھ نہیں آئی' مولا میں تیری بیٹی سے شرمندہ ہوں' اگر سکینہؑ نے پوچھ لیا' چاچا عباسؑ پانی کہاں ہے؟ مولا میں کیا جواب دوں گا؟

عباسؑ کہتا ہے مولاؑ میری نوکری قبول کر' حسینؑ کہتا ہے شاباش عباسؑ' عباسؑ کہتا ہے مولاؑ کوئی اور خدمت؟ حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ آخری وقت ہے' ایک

خواہش ہے' میرے دل میں تو نے ساری زندگی خود کو میرا غلام کہلوایا ہے' آج میں حسینؑ ہاتھ جوڑ کے سوال کرتا ہوں' مجھے ایک دفعہ بھائی کہہ۔ آواز آئی' مولا حسینؑ نہ میں اپنی اماں ام البنینؑ سے وعدہ کر کے آیا ہوں' میں تیرا غلام بن کے رہوں گا۔

حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ میں تیری لاش پہ چل کے آیا۔ مولاؑ تیری مہربانی' تیر کھینچے' مجھے بھائی کہہ' آواز آئی مولاؑ میری ماں ناراض ہو گی' میں نے ماں سے وعدہ کیا ہے مولاؑ میرا عہد نہ توڑ' ماں سے وعدہ کیا ہے' ساری زندگی تیرا غلام بن کے رہوں گا' جب کئی بار ماں کا نام آیا' عباسؑ کے سرہانے' عباسؑ کے سر والی طرف سے ایک مستور کی چیخ نکلی' آواز آئی عباسؑ تو ام البنینؑ کا نہیں' تو مجھ...... زہراؑ کا بیٹا ہے' میں زہراؑ تیری ماں آ گئی...... عباسؑ حسینؑ کو بھائی کہہ' عباسؑ نے تین دفعہ کہا' ہائے او میرا غریب بھائی! ہائے او میرا غریب بھائی! ہائے او میرا غریب بھائی!

لے آئیں علمؑ لے آئیں علم

حسینؑ نے علم اٹھایا' خالی مشکیزہ لیا' خیمے کی طرف چلے' بی بی فضہؓ نے منہ پر ماتم کیا اور کہا' بی بی زینبؑ ہم اجڑ گئے' عباسؑ مارا گیا' حسینؑ جو صرف علم لے کے آیا ہے' علمدار نہیں آیا۔

آیا ہے علم اور علمدار نہ آیا

☆......☆......☆

ہو ختم پر جس کا اعلانِ امیرالمومنین ہونا
اسے جچتا ہے سلطانِ فلک' فخر زمیں ہونا
بشر تو کیا فرشتے دل ہی دل میں کہہ اٹھے محسن
علیؑ کو زیب دیتا ہے نبیؐ کا جانشین ہونا

☆

شجاعت کا صدف، مینارۂ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا، بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے لرزیں
اسے ارض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں!

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس ہفتم

حضرت سکینہؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کا خالق اللہ آپ کو ان مجالس کی حاضری کا..... محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کے طفیل بہترین اجر عطا فرمائے' جبھی کوئی دعا مانگو' اللہ سے اللہ کو ان کا واسطہ دے کر مانگو' کیونکہ خالق ان کے لئے قبولیت کے شرف کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین پہ آ کے آلِ محمدؐ نے کچھ نہیں کیا سوائے اس کے جو کچھ اللہ نے کہا' وہ انہوں نے کہا' کسی بات پہ انہوں نے کیوں نہیں کیا' ایسا کیوں کریں۔

اس نے کہا زمین پہ چلے جاؤ' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کیوں جائیں؟ آسمانی فضا ہے' فرشتوں کی تسبیح و تحلیل کا موسم ہے' شفاف فضا ہے' یہاں سے جائیں' عرب کے جاہلوں میں' اونٹ کھاتے ہیں' شتر کینہ ہیں' ان میں جا کے ہماری دانشوری کس معیار پر پرکھی جائے گی؟ ہم چاند دو ٹکڑے کریں گے' یہ کہیں گے جادوگر ہیں' ہمیں

کیوں بھیج رہا ہے؟ انہوں نے کیوں نہیں کہا؟ اس نے کہا چلے جاؤ' یہ چلے آئے۔

کہا نماز پڑھو' انہوں نے نماز پڑھی' اس نے کہا روزہ رکھو' انہوں نے روزہ رکھا۔ افطار کا وقت آیا' دروازے پر فقیر نے کہا' "یا اھل بیت النبوہ' انا فقیر" میں فقیر ہوں' انہوں نے سب کچھ اٹھا کے دے دیا' یہ نہیں کہا کہ ہمارا افطار کا وقت ہے' دوسرے دن روزہ رکھو روزہ رکھا' پھر افطار کا وقت آیا' دروازے پر آواز آئی "انـــا اسیـــر" پھر انہوں نے دے دیا' پانی سے افطار کر کے رات کو پھر روزہ رکھا' اگلے دن پھر افطار کا وقت آیا' دروازے پر آواز آئی' میں مسکین ہوں' انہوں نے پھر سب کچھ دے دیا۔

اس نے کہا جنگ کرو' انہوں نے جنگ کی' کیوں نہیں کہا؟ پوچھا تک نہیں' تعداد نہیں پوچھی دشمن کی' اس نے کہا' انہوں نے جہاد کیا' اس نے کہا صلح کرو' لو ساری دنیا کہتی رہی' یہ صلح کیسی ہے؟ انہوں نے سوچا نہیں' کیوں نہیں کہا؟ آخر اسے کہنا پڑا:

ما تشائون الا ان یشا اللہ

"تم کچھ نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ جو میں اللہ چاہتا ہوں۔"

مطلب یہ کہ تم چاہتے ہی وہی ہو جو میں اللہ چاہتا ہوں' تمہاری چاہت بھی اپنی نہیں' یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

خدا وہی چاہتا ہے جو تم چاہتے ہو (سمجھ آ گئی نا بات)۔

ساری زندگی انہوں نے وہی کیا جو اللہ نے کہا' اللہ ہے عادل' میدان قیامت میں' عدل ہو گا' عدل اور انصاف میں بڑا فرق ہے' انصاف نکلا ہے نصف سے۔

عدل کا تقاضا کچھ اور انصاف کا تقاضا کچھ اور ہے' اللہ عادل ہے' منصف

نہیں' منصف آدھا اسے دے دیتا ہے' آدھا اسے عادل جس کا حق ہوتا ہے' اسے دیتا ہے' اللہ عادل ہے' جو اللہ نے کہا' انہوں نے کیوں نہیں کہا کہ ایسا کیوں کریں؟

تو میدان قیامت میں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہتے جائیں اور اللہ کرتا جائے۔ (نعرۂ حیدری)

اگر کوئی جا رہا ہے ادھر' یہ کہہ دیں کہ یا اللہ یہ تو ہمارا ہے' پہلا کہے' میرا کلمہ پڑھتا تھا' دوسرا کہے مجھے ولی مانتا تھا' تیسرا کہے میری مجلس میں آتا تھا' چوتھا کہے زنجیر زنی کرتا تھا' پانچواں کہے میرا ماتم کرتا تھا' تو خالق یہ نہ کہے کہ ایسا کیوں کرتا تھا؟

ٹھیک ہے تمہارا ہے لے جاؤ' اس کے معنی ہیں شفاعت۔

شفاعت سفارش کو نہیں کہتے' یاد رکھنا' ذہن میں رکھنا' شفاعت سفارش کو نہیں کہتے' سفارش پاکستان میں حرام ہے' قیامت میں کیسے حلال ہو جائے گی۔

یہاں سفارش کر کے آدمی خواہ مخواہ پریشان ہوتا ہے' غریب کے بیٹے کا حق مارا جاتا ہے' دوسرا نہ جانے کیا سے کیا بن جاتا ہے' کہتے ہیں اس کی سفارش تھی' ہماری سفارش نہیں تھی' سفارش نہیں' غیر قانونی بات ہے' غلط ہے' حق مارا جاتا ہے۔

آلِ محمدؐ کریں گے شفاعت' پاک رسولؐ کرے گا شفاعت۔

شفاعت نکلا ہے شفع سے' شفع بھی کہتے ہیں' حق شفع بھی کہتے ہیں' حق شفع کے بارے میں زمیندار بھائی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

میری ایک زمین ہے وہ لے لی' میرے بھائی صاحب نے' انہوں نے کسی اور کو بیچ دی' انہوں نے کسی اور کو بیچ دی' تو وہ شفع کرتا ہے کہ پہلے حق میرا بنتا تھا' مجھے دیں' عدالت مان لیتی ہے کہ پہلا حق اس کا ہے' کیونکہ اس کی زمین کے ساتھ اس کی لکیر ملتی ہے' سرحدیں ملتی تھیں' وہ شفع کرتا ہے۔

پاک پیغمبرؐ قیامت کے دن شفع کریں گے' وہاں سے شفاعت نکلا ہے۔

مثلاً میرے اعمال اس قابل نہیں ہیں کہ میں جنت میں جاؤں' میں ادھر جا رہا ہوں گا' جدھر ابلیس والے ہوں گے' میں دیکھوں گا محمدؐ کی طرف اور فرشتوں سے کہوں گا' ذرا رک جاؤ' فرشتوں کو روکوں گا کہ

دل میں چاہت ہے محمدؐ کی تو دوزخ کیسی
بھر سر حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! میرے اعمال نہ دیکھو' ٹھہرو
پہلے پوچھو کہ محمدؐ کا ارادہ کیا ہے

پیغمبرؐ شفع کرے گا' ہے میرا جا ادھر رہا ہے' پیغمبرؐ کہے گا' میں شفع کرتا ہوں۔

اب شفع محمدؐ کسے جیتنے دیتا ہے' ہمیں شفع میں جیتا جائے گا۔

شفع یہ ہے کہ آلِ محمدؐ شفاعت کریں گے' سفارش نہیں' سفارش چاہیے بھی نہیں' اس لئے کہ تھوڑی سی خلد بچی ہوئی تھی' وہ حرؑ لے گیا' ہوتا تو یہی ہے نہ قبلہ!

کچھ خلد بچ رہی تھی سو جاں دے کے لے گیا
آیا تھا حرؑ وگرنہ کسی اور کام سے

''جو آدمی بھی ہمسر مشکل کشا بنے'' بسم اللہ کئی دفعہ آئے' مشکل کشا کا ہمسر بنے' ہم روکتے نہیں' ٹوکتے نہیں' وہ کہتے ہیں' علیؑ جیسا ہوں' ہم روکتے نہیں آ جائے' کسی قبیلے کا ہو' آئے کسی جزیرے کا ہو آئے' کہیں سے ہو آئے' صرف ہماری ایک شرط ہے' دس بھی نہیں' دو سو بھی نہیں' ہزار بھی نہیں' صرف ایک شرط پوری کر رے' ہم لکھ کے دینے کو تیار ہیں کہ وہ علیؑ جیسا ہے۔

جو آدمی بھی ہمسر مشکل کشا بنے
پہلے نصیریوں کی نظر میں خدا بنے

(نعرۂ حیدری)

کل اولیاء ہوں اس کی ولایت سے بہرہ ور
کل انبیاء کے واسطے حاجت روا بنے
منبر پہ ہو تو بولتا قرآں دکھائی دے
مسند نشیں ہو گر تو متاع قضا بنے

☆

احرام میں فقر میں ہو نگہدار سروری
بہر کلیم قوت ضرب عصا بنے

☆

اس کے نقوش پایہ چلے حق کا قافلہ
اور متقی کے واسطے دست دعا بنے

☆

ایمان کل ہو نام لقب بوترابؑ ہو
کعبے کے درمیاں ہو تو قبلہ نما بنے

☆

باب علوم و عالم علم کتاب ہو
حکمت کے آئینے میں وہ نقش بقا بنے

☆

جاگے تو ایک ضرب پہ ثقلین ہوں نثار
ہجرت کی رات سوئے تو پھر مصطفیٰؐ بنے

☆

دنیا میں جس کا نام ہو بخشش کی سبیل
کچھ سوچئے وہ حشر میں آئے تو کیا بنے

بس جناب اتنا کافی' فضائل ختم چونکہ آج' کل اور پرسوں دعاؤں کی رات ہے' اب زیادہ فضائل کی گنجائش نہیں' مصائب کی راتیں ہیں' میں اڑھائی گھنٹے بھی فضائل پڑھوں تو مومنین پر گراں نہیں' کوئی بوجھ نہیں۔

لیکن احترام ماہ محرم کی یہ دس راتیں خصوصاً ایام غم اور شب ہائے ماتم ہیں' اتنا ہی فضائل کافی سمجھ لیں۔

آج چونکہ دو شبیہیں برآمد ہوں گی' میرے خیال میں پاکستان میں کربلا گامے شاہ وہ پہلا مقام ہے' جہاں سید اجمل حسین شاہ اور ان کی اولاد یہ اہتمام کرتے ہیں کہ آج رات دو شبیہیں' ایسا کہیں نہیں ہوتا' کون سی دو شبیہیں' ایک بہن کے جنازے کی اور ایک بھائی کے جھولے کی۔

بھائی چھ ماہ کا' بہن ساڑھے تین سال کی' قسمت دیکھیں حسینؑ کے بچوں کی۔

بھائی چھ ماہ' بہن ساڑھے تین سال کی' بھائی کا نام ہے علی اصغرؑ......

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے
میدان میں بولے گا کہ آخر یہ علیؑ ہے

بھائی کا نام علی اصغرؑ' بہن کا نام فاطمہ سکینہؑ حسینؑ کہتے ہیں کہ میری تسکین

ہے سکینہؑ......

شبیرؑ کا سرمایہ تسکین سکینہؑ
شبیرؑ ہے قرآن تو یٰسین سکینہؑ

چونکہ قرآن کا دل ہے یٰسین' حسینؑ کا دل ہے سکینہؑ' سکینہؑ کا جنازہ' اصغرؑ کا گہوارہ' دونوں اکٹھے برآمد ہوں گے' جب یہ گہوارہ اور جنازہ آئیں نا۔

سید زادے لے آئیں گے' یہ دونوں شبیہیں' چونکہ یہ دعاؤں کی راتیں ہیں' کل تو خصوصاً دعا کی رات ہے' اس لئے وقت سے پہلے انہیں دعائیں دے دیں' شکیل صاحب اختر جمیل کو' ایک فہرست بنا دیں گے تاکہ سب کے نام آ جائیں' اس فہرست میں۔

جن بزرگوں نے دوستوں نے بھائیوں نے مجھے دعائیں لکھ کے دی ہیں' ان سب کے لئے فرداً فرداً اگر دعائیں منگوائی جائیں تو یقیناً پوری رات ڈھل جائے گی۔

اگر پرسہ دینے کے لئے آئے ہو' ایک بہن ہے' ایک بھائی ہے' عجب کہانی ہے اسلام کی' چھ ماہ کا بھائی' ساڑھے تین سال کی بہن۔

ماں کا نام ہے ربابؑ' اسے ام ربابؑ بھی کہتے ہیں' انوکھی ماں ہے' کائنات میں ایسی ماں نہ سنی' نہ دیکھی' حسینؑ کے حرم میں آئی' پہلے دن سے .... دیکھا' آقا حسینؑ۔

اپنی کنیز کا احترام کرتے ہیں ماں کی طرح...... اس لئے کہ جب بی بی ربابؑ میرے مولاؑ کے حرم میں آئی' سامنے نو دفعہ جناب فضہؑ جو کنیز ہیں امام حسینؑ کی' وہ گزری' حسین علیہ السلام کھڑے ہوتے تھے احتراماً' شام کو جب فضہؑ آئیں تو جناب ربابؑ نے کھڑے ہو کے استقبال کیا' اماں کہہ کے سلام کیا اور

پوچھا آپ حسینؑ کی ماں ہیں۔ جناب فضہؓ نے کہا' نہیں میں تو ان کی کنیز ہوں' یہ میرے حسینؑ مولا کا کرم ہے کہ وہ مجھے ماں سمجھتا ہے۔

اس وقت جناب ربابؑ نے پوچھا تھا' کیا میرے آقا حسینؑ کی بہنیں نہیں ہیں؟ جناب فضہؓ نے کہا' اس کی بہنیں ہیں' جناب ربابؑ نے کہا' میں سارا دن بیٹھی رہی' اگر میرے مولا حسینؑ کی بہنیں ہیں تو مجھے ملنے کیوں نہیں آئیں؟ کیا وہ ناراض ہیں مجھ سے' فضہؓ رو کے کہتی ہے' بہنیں تو ہیں' آئی اس لئے نہیں کہ وہ دن تھا' حسینؑ کی بہنیں بہت پردہ دار ہیں' وہ رات کے وقت آئیں گی۔

چونکہ پہلے دن سنا تھا کہ اس کی بہنیں' بہت پردہ دار ہیں جب شام کے بازار میں پتھروں کی برسات شروع ہوئی تو جناب ربابؑ نے امام حسینؑ کے سر والے نیزے کے نیچے آ کے کہا' آقا حسینؑ تو امامؑ ہے' معجز نما ہے' معجزہ دکھا' میرے ہاتھوں کی رسیاں کھل جائیں۔ جناب ربابؑ کے ہاتھ جب کھلے تو جناب سجادؑ کہتے ہیں کہ میری ماں ربابؑ کبھی زینبؑ کے آگے جاتی تھی' کبھی ام کلثومؑ کے آگے اور کہتی تھی' پتھر مجھے مارو' یہ زہراؑ کی بیٹیاں ہیں۔

ایسی وفادار ماں جناب ربابؑ ...... اس کی دو اولادیں ہیں' ایک علی اصغرؑ' ایک شہزادی جناب سکینہؑ میرے لئے دونوں باب الحوائج ہیں' اس لئے میرے معصومؑ نے کہا کہ جب کوئی دعا قبول نہ ہو' تو علی اصغرؑ کا واسطہ دے دو' تو دعا کی قبولیت میں شک نہیں رہتا۔

اور جناب سکینہؑ کی دعا کی تاثیر ایسی ثابت ہوتی ہے کہ بازار میں ایک مقام پر شہزادی کونینؑ کو پتھر لگا تو سکینہؑ نے کہا' پھوپھی اماں کیا میں صالحؑ کی اونٹنی کے بچے سے کم ہوں' صالحؑ کی اونٹنی کے بچے نے بددعا کی تھی' قوم غرق ہوگئی تھی' میرے بال

کھول میں، میں دعا مانگتی ہوں، اس وقت حسینؑ کے سر والا نیزہ جھک گیا تھا۔ آواز آئی، سکینہؑ اگر بددعا کرنا ہوتی تو شمر کے خنجر کے نیچے میں بددعا کرتا، میں نے بددعا نہیں کی، بددعا نہ کرنا، حسینؑ کی بیٹی دعا کر اللہ اس کو ہدایت دے، یہ مجھے پہچانیں، خاندان زہراؑ کو پہچانیں، اسی طرح جناب سکینہؑ کی دعا بھی پرتاثیر ہے اور جناب علی اصغرؑ باب الحوائج کی حیثیت بھی......

(مجھے اگر اجازت دیں تو میں کم سے کم وقت میں دونوں شہادتیں مکمل کروں تاکہ آپ پر کوئی بوجھ نہ ہو، میں معافی چاہتا ہوں، ان دوستوں سے جن کے دل نرم ہوتے ہیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ ادب سے گزر جاؤں)۔

چونکہ جناب سجادؑ کا فرمان ہے کہ ہمارے مصائب پر پردہ ڈالنے والا ہمارا دشمن ہے کیونکہ ہمارے دشمنوں نے بھی ہمارے مصائب چھپائے، تم بھی چھپاؤ، اس لئے ہمارے مصائب بیان کرو، تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ ہم نے اسلام پر کتنا خرچ کیا ہے۔

(اگر طبیعتیں ملی ہوئی ہیں تو شہادتیں میں اکٹھی شروع کرتا ہوں)۔

تعارف میں نے کرا دیا ہے چھ ماہ کا علی اصغرؑ، ساڑھے تین سال کی سکینہؑ اب توجہ میری طرف، میری مائیں، میری بہنیں، بیٹیاں اور میرے بزرگ کوشش کریں، دو چار آنسو آ جائیں، ان غریب، یتیم، بہن اور بھائی کے نام کے، زہراؑ راضی ہو جائے گی، میں آقا زادی ربابؑ کو بھی دعوت دیتا ہوں، آ جا اور پرسہ قبول کر، سیدہ طاہرہ زینبؑ بی بی تو بھی آ، جتنی مستورات ہیں وہ سب آئیں یا نہ آئیں ان کا سفر دور ہے، لیکن یہ لاہور والی بی بیؑ اسے تو ضرور آنا چاہئے کہ وہ آئے اور دیکھے کہ ہم انہیں سکینہؑ اور علی اصغرؑ کا کیسے پرسہ دیتے ہیں، اجازت ہے سرکار بانی مجلس صاحب!

چھ ماہ کا لال اور ابھی تک ہے تشنہ لب' یہ شعر سن لیا تو (افضال صاحب یہ شعر کافی ہے' رونے کے لئے)۔

چار' چھ ماہ کا لال اور ابھی تک ہے تشنہ لب

میں نے اپنی ماں سے پوچھا تھا' بچہ چھ ماں کا ہو' تین دن کا پیاسہ ہو' گرمی کا موسم ہو اس کی پیاس بجھانے کے لئے کتنا پانی چاہئے ایک جگ' دو جگ؟ پوچھو تو کبھی گھر کی خواتین سے!

بزرگ خواتین بتاتی ہیں کہ بچہ چھ ماہ کا ہو' تین دن کا پیاسہ ہو' گرمی کا موسم ہو' اس کی پیاس بجھانے کے لئے کوئی جگ نہیں چاہئے' پانی کا کوئی گلاس نہیں چاہیے ماں ایک کٹورے میں تھوڑا سا پانی لیتی ہے اس میں انگلیاں بھگوتی ہے' بچہ منہ کھولتا ہے' اس کے منہ میں پانی کے دو چار قطرے جاتے ہیں' بچہ آرام سے سو جاتا ہے' ہائے حسینؑ تیری اپنی قسمت!

علی اصغرؑ کے سامنے دریا بہتا رہا' کسی نے پانی نہ پلایا' کتنا پانی خرچ ہو جاتا' اصغرؑ کی پیاس بجھانے پر' میرا اپنا ایک شعر ہے۔

چھ ماں کا لعل اور ابھی تک ہے تشنہ لب

اے موج فرات کہیں جا کے ڈوب مر

چھ ماہ کی عمر ہے' شہزادہ علی اصغرؑ کی' چھ ماہ کا بچہ کتنا ہوتا ہے' یہ وہ بچہ ہے......

چھ ماہ کا بچہ ہو تو ماں ساری رات سوتی نہیں' جناب ربابؑ اسی کی یاد میں ساری رات شام کے زندان میں' رات کو سوتے ہوئے زمین پر ہاتھ پھیر کے نیند کے عالم میں کہتی کہ اصغرؑ تو کہاں سو گیا ہے؟ بی بی زینبؑ جگا کے کہتی ہے' ربابؑ! ربابؑ تو کسے ڈھونڈ رہی ہے؟ بی بی ربابؑ آنکھ کھول کے کہتی' ابھی تو یہیں تھا'

مصائب عروج پر' ابھی تو یہیں تھا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب پردہ دار جانے لگے قید ہو کے شام کی طرف تو ہر بی بی مقتل گاہ میں اتری کوئی اپنے شوہر کی لاش پر گئی' کوئی اپنے بیٹے کی لاش پر گئی' ایک بی بی ہے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں' ریت پر جا کے بیٹھی ہے' کہنیوں سے ریت ہٹاتی ہے اور کہتی ہے یہاں بھی نہیں ہے' میں مصائب عجیب انداز سے شروع کر رہا ہوں' پھر آگے جاتی ہے' ریت ہٹاتی ہے' کہتی ہے یہاں بھی نہیں ہے' ایک جگہ جب گئی ریت ہٹائی تو کہتی ہے سجادؑ یہ میرا اصغرؑ ہے۔ حمید کہتا ہے سجادؑ نے ایک بچے کی لاش اٹھائی' جس کا سر ساتھ نہیں تھا' ماں نے وہ لاش اٹھائی۔

چھ ماہ کے بچے کی...... جہاں حسینؑ کی لاش پڑی ہوئی تھی' وہاں آگے حسینؑ کے پہلو میں بچے کو سلا دیا' ایک ہاتھ حسینؑ کا رکھا' اصغرؑ کے سینے پر' دوسرا ہاتھ اکبرؑ کا اٹھا کے بچے کے سینے پر رکھا...... اکبرؑ کا شانہ ہلا کر کہتی ہے' اکبرؑ میں جا رہی ہوں شام' اصغرؑ کا سن ہے چھوٹا' اسے رات کو نیند میں ڈر جانے کی عادت ہے اس کا خیال رکھنا' میں ہوں گی نہیں' یہ تیرا چھوٹا بھائی ہے۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' جس کے جگر میں درد ہے وہ میرے ساتھ ساتھ رہے' اللہ جانے اگلے سال زندگی ہے یا نہیں ہے' مجھے بارہ سال ہو گئے ہیں' یہاں عشرہ پڑھتے ہوئے' میں تمہاری طبیعتیں جانتا ہوں' تم میرا مزاج جانتے ہو' رونے کے لئے نہ کوئی وقت چاہئے' نہ کوئی لمحہ' رونے کے لئے اگر ایک لفظ طبیعت میں آ گیا منظر تیرے سامنے آ گیا' تو اٹھ کے ماتم کرے گا' میرا بھائی!

یہ وہ اصغرؑ ہے جب پہلے دن کوفہ میں یہ قافلہ پہنچا ہے' بیبیوں کے آگے آگے سر ہیں شہیدوں کے' پیچھے پیچھے سر ہیں شہیدوں کے' آگے پیچھے محمل ہیں بیبیوں

کے' میں محمل کہوں گا' جس پر بیبیاں سوار ہیں' خاک شفا کے برقعے پہنے ہوئے ہیں' ایک ضعیفہ جس کے ساتھ تیس یا چالیس عورتیں ہیں کوفہ کی۔

سب سے آگے بازار میں آئی' سب سے پہلے نیزے کے قریب آئی' یہ نیزہ بڑا تھا' اسے اٹھایا ہوا تھا سنان بن انس نے' کہتی ہے یہ کون ہے؟ سنان کہتا ہے باغی ہے' ہماری حکومت کا۔

کہتی ہے کیا کرتا تھا۔ (دعا کرو مجھے موت آ جائے' یہ لفظ کہتے ہوئے) کہتی ہے کیا جرم تھا اس کا' یہ کہتا ہے نماز نہیں پڑھتا تھا' اس ضعیفہ نے کہا نیزہ جھکا نیزہ جھکا' اس نے پیشانی پر سجدے کا داغ دیکھا' کہتی ہے اللہ تجھ پہ لعنت کرے' یہ تو لگتا ہے نماز کی حالت میں قتل ہوا ہے۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' اس غم کے سوا کوئی غم نہ دیکھو) یہ تو سجدے کی حالت میں قتل ہوا ہے۔

آگے بڑھی' یہ کون ہے؟ جس نے نیزہ اٹھا رکھا تھا' کہتا ہے یہ باغی کی فوج کا سالار ہے' کہتی ہے نیزہ جھکا کہ عباسؑ کا چہرہ دیکھا' اپنی ردا کے دامن سے چہرے سے خاک اور خون صاف کر کے ساتھ کھڑی ہوئی' تیس یا چالیس عورتوں کو دیکھ کے کہتی ہے اس کی آنکھوں کی حسرت بتاتی ہے اسے اجازت نہیں ملی' اگر اجازت مل جاتی تو انہیں جرات نہ ہوتی' انہیں باغی کہنے کی۔ آگے بڑھی یہ کس کا سر ہے؟ آواز آئی باغی کے بڑے بیٹے کا' کہتی ہے مجھے کچھ اور لگتا ہے' نیزہ جھکا اکبرؑ کا چہرہ دیکھ کے کہتی ہے' منہ پہ ماتم کر کے کہتی ہے' ایسے لگتا ہے کہ یہ مدینے مین رہتا تھا یا محمدؐ کا کچھ لگتا ہے' اللہ تم پہ لعنت کرے' کہیں محمدؐ کا گھر اجاڑ کے تو نہیں آئے؟ اور آگے بڑھی' کہتی ہے اس نیزے پہ کون ہے؟ سپاہی جس نے نیزہ اٹھایا ہوا تھا' کہتا ہے اس باغی

کا تیرہ سالہ بھتیجا تھا' نیزہ جھکا کے سر کو دیکھ کے کہتی ہے اس کی بارات اجڑ گئی ہے' کسی ماں کا تیرہ سال کا شہزادہ ہے یہ تو دولہا ہے' (اب چونکہ جگر میں درد اٹھ رہا ہے' اب وہ لفظ پڑھوں جس پر ساری رات عبادت کر سکے) دیکھتی آئی' ایک سر کے قریب آئی' ضعیفہ نے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کے ابرو اٹھائے' سر دیکھا' نیزہ دیکھا' نیزہ بڑا ہے سر چھوٹا ہے۔

(اگر تو نے توجہ کی تو یہی فقرہ کافی ہے) خولی نے نیزہ اٹھایا ہوا تھا' اس نے ضعیفہ کو دیکھا' حرملا کو بلایا کہ یہ نیزہ تو پکڑ' ضعیفہ کافی دیر تک ابرو اٹھا کر سر کی طرف دیکھتی رہی' نیزہ بڑا ہے سر چھوٹا ہے' حرمل کا گریبان پکڑ کے بھرے بازار میں چیخ کر کہتی ہے' یہ بھی باغی تھا؟ حرمل کہتا ہے یہ باغی نہیں تھا' یہ ہمارے باغی کا چھ ماہ کا بچہ تھا۔ کہتی ہے نیزہ جھکا' جب نیزہ جھکا' اس نے اصغرؑ کا سر لے کر اپنی ردا کے دامن سے اصغرؑ کے چہرے کا لہو صاف کیا' عورتوں سے دیکھ کے کہتی ہے کہ اس کے منہ سے دودھ جاری ہے' اللہ جانے کس ماں کی جھولی اجڑی ہے؟ اللہ جانے کس کا گھر برباد ہوا ہے؟ پھر عورتوں کو دیکھ کے کہتی ہے کہ اس بچہ کی ماں اس کی موت سے پہلے مر گئی ہو۔ چوتھے محمل میں ربابؑ کی آواز آئی' ضعیفہ میں ابھی زندہ ہوں' ایک امانت یہ ہے اور ایک امانت لے کر شام جا رہی ہوں' ایک امانت بھائی کے کام آئی' ایک امانت بہن کے کام آئے گی۔

یہ وہ اصغرؑ ہے قبلہ! میرے پاس دو امانتیں ہیں' میں زندہ ہوں' ایک ہے اصغرؑ' ایک ہے سکینہؑ' اسے شام میں دفن کر کے واپس آؤں گی' مدینے میں' مدینے کا لفظ آیا' میرے ذہن میں' ربابؑ ہے مدینے میں' میری آقازادی نے اپنے وارث کی لاش کو بے کفن دیکھ کے کہا ہے امام حسینؑ کی لاش کو دھوپ میں دیکھ کر بال کھول کر

وعدہ کیا تھا آ قاؑ ! تیری لاش دھوپ میں دیکھ رہی ہوں' تیری لاش پہ کھڑی ہو کر تیری مظلومیت کی قسم کھا کے وعدہ کرتی ہوں' جب تک میری زندگی ہے چھاؤں میں بیٹھوں گی نہ ہی ٹھنڈا پانی پیوں گی' پھر ساری زندگی نہ ربابؑ چھاؤں میں بیٹھی اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ جب مختار نے حرمل کو قتل کیا' مختار نے حرمل کا سر بھیجا' امام زین العابدینؑ کے پاس اور ساتھ ایک خط لکھا کہ میں نے سنا ہے میری آ قازادی ربابؑ ابھی تک دھوپ میں بیٹھی ہے اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتی' یہ حرمل ہے اصغرؑ کا قاتل' اس کا سر بھیج رہا ہوں میری طرف سے کہہ دیں کہ غلام زادہ کہتا ہے کہ آ قازادی اب تو چھاؤں میں بیٹھ جا' ٹھنڈا پانی پی لے' تیرے اصغرؑ کا قاتل مارا گیا۔ یہ خط لے کے امام زین العابدینؑ بیمار سجادؑ آیا گھر میں جناب ربابؑ دھوپ میں بیٹھی ہوئی تھیں' اماں میرا سلام' ماں نے سلام کا جواب دیا۔ سجادؑ کہتا ہے اماں مبارک ہو' بی بی کہتی ہے حسینؑ واپس آ گیا؟ آواز آئی' اماں تیرے اصغرؑ کا قاتل مارا گیا' بی بی کہتی ہے لاکھ قاتل مارے جائیں' اصغرؑ کوئی واپس آ جائے گا' میری جھولی اجڑ گئی' کس نے مارا ہے؟ اماں مختار نے' اللہ اس کے بچے کی زندگی دراز کرے۔ سجادؑ کہتا ہے مختار نے گزارش کی ہے اس نے لکھا ہے میں غلام زادہ ہوں' میری خواہش ہے اب آپ چھاؤں میں بیٹھیں' بی بی کہتی ہے سجادؑ تیرا کیا ارادہ ہے؟ سجادؑ کہتا ہے اماں میرے پاس اور تو کچھ نہیں پھوپھی زینبؑ کو لے آیا ہوں۔ آواز آئی' یہ بہت بڑا وسیلہ ہے' میں اور پھوپھی زینبؑ دونوں ہاتھ جوڑ کے گزارش کرتے ہیں کہ اماں اٹھ چھاؤں میں بیٹھ' ٹھنڈا پانی پی' دیکھتی رہی سجادؑ کو کافی دیر تک' کہتی ہے اچھا میں چھاؤں میں بھی بیٹھ جاتی ہوں' ٹھنڈا پانی بھی پی لیتی ہوں' میرا کہنا تو بھی مان لے' تیرا کہنا میں مان لیتی ہوں۔ آواز آئی کیا؟ بی بی رو کے کہتی ہے تو خون رونا بند کر دے' میں چھاؤں میں بیٹھ جاؤں گی۔

سجادؑ کہتا ہے میرا رہا کچھ نہیں' آواز آئی سجادؑ انصاف کر' تیری پھوپھی زینبؑ بھی موجود ہے' تیری بہن بھی موجود ہے' تیرا چچا حنفیہ بھی موجود ہے' میرا کیا رہ گیا؟ ایک جھولی آباد تھی وہ اجڑ گئی' ایک سکینہؑ تھی اسے شام دفن کر آئی' ایک حسینؑ تھا اس کی لاش کو دھوپ میں دیکھ آئی ہوں۔ سجادؑ کہتا ہے اماں کوشش کر چھاؤں میں بیٹھ جا' بی بی کہتی ہے سجادؑ میں حسینؑ کی لاش پہ وعدہ کر کے آئی ہوں میرا حسینؑ سے وعدہ ہے' میرا وعدہ نہ توڑ۔ اماں میری مجبوری ہے' میں چچا مختار کے قاصد سے وعدہ کر کے آیا ہوں۔ بی بی کہتی ہے' بیٹا کوشش کرتی ہوں۔ سجادؑ کہتا ہے اماں میں امامؑ ہو کے حکم دوں گا' بی بی کہتی ہے تو میرا بیٹا ہے' امامؑ بن کے حکم نہ دینا' میں مجبور ہو جاؤں گی۔ آواز آئی' میں امامؑ ہو کے حکم دیتا ہوں اماں چھاؤں میں بیٹھ۔ بی بی نے نو دفعہ اٹھنے کی کوشش کی' اٹھ نہیں سکی' ایک بازو جناب زینبؑ نے پکڑا' ایک بازو جناب سجادؑ نے پکڑا' سہارا دے کے اٹھایا' ایک پاؤں سائے میں گیا' بی بی کربلا کی طرف دیکھ کے کہتی ہے حسینؑ میرا وعدہ ٹوٹ رہا ہے' کوشش کر کے میں وہاں نہ جا سکوں' مجھے موت آ جائے' ابھی ایک پاؤں سائے میں تھا ایک دھوپ میں' بی بی زینبؑ کہتی ہے سجادؑ نہ کوشش کر' سجادؑ تیری ماں مرگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ○ دیکھو تو سہی تیری ماں کے چہرے پر موت کی زردی آ گئی' اسی طرح دھوپ میں سلا دیا۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' بابا یہ ہے وفا' اب دو لفظ اور سن لو)۔

جناب ربابؑ کا جنازہ تیار ہوا' بی بی کہتی ہے زندان سے لے کر مدینے تک ربابؑ کے دامن میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی' جب ہم سب رات کو سو جاتے یہ اٹھتی تھی' ایک کونے میں جا کے دامن کھول کے اسے دیکھتی رہتی' روتی رہتی تھی۔ میں نے کئی دفعہ پوچھا' ربابؑ اس میں کیا ہے؟ رو کے کہتی تھی نہ پوچھ یہ میری زندگی ہے۔

آؤ دیکھوں تو سہی اس میں کیا ہے؟ ایک دفعہ میں نے کوشش کی تھی' اس میں کیا ہے' مجھے اس نے کہا تھا' حسینؑ کا واسطہ میری زندگی میں نہ پوچھنا کہ اس میں کیا ہے؟ سجادؑ کہتا ہے بسم اللہ کر کے' بی بی زینبؑ نے دامن کھولا (اب تو سن سکے تو اٹھ کے ماتم کرنا' مجھے موت آ جائے) تھا کیا اس دامن میں؟ علی اصغرؑ کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں' ایک صغریٰؑ کے ہاتھ کا بنا ہوا کرتہ۔

(ماتم کرتا آ' پتہ چلے کہ ربابؑ کو پرسہ دینے آئے ہو' مجلس یہاں ختم ہو جاتی ہے' اگر میں ذرا تفصیل سے بتاؤں مجلس یہاں ختم ہو جائے گی' میں شہادت پڑھنا چاہتا ہوں)۔

علی اصغرؑ کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں' بڑا پیار تھا اصغرؑ سے ربابؑ کو۔ ربابؑ کہتی ہے جس کے اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو' دوپہر کے وقت دودھ لے اگر دودھ نہ ملے شربت لے کر اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ٹھنڈے پانی کی بالٹی لے کے اپنے گھر میں رکھ لے' گھر کے دروازے میں کھڑی ہو جاؤ' گلی سے گزرتے ہوئے بچوں کو بلا کر پانی پلاؤ اور کہو' اصغرؑ یہی وقت تھا تو پانی مانگ رہا تھا' تجھے پانی نہیں ملا' تم چھوٹے چھوٹے معصوم کو پانی پلاتے رہو' اس وقت ربابؑ کہتی ہے بارِ الٰہی! اس نے میرے اصغرؑ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھا' اس نے میرے اصغرؑ کا جنازہ نہیں دیکھا' اس نے مجھے روتے ہوئے نہیں دیکھا' اسے اولاد عطا کر' ربابؑ کہتی ہے' میری اجڑی ہوئی جھولی کے صدقے اللہ تجھے اولاد عطا کرے گا۔

(اس وقت سارے مومن رو رہے ہو' ہر آنکھ فرات بنی ہوئی ہے' اصغرؑ کی پیاس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں' ناراض نہ ہونا' اصغرؑ کی شہادت کے دو لفظ پڑھنے دو)۔

اصغرؑ کی شہادت میں کتنی دیر لگی، تھوڑی دیر تو لگی قبلہ! حسینؑ نے استخارہ کیا۔ (جمشید بھائی دانشور بیٹھے ہو) مچھلی کی ہوتی ہیں تین کیفیتیں، مچھلی جب پانی سے باہر آئے تڑپتی ہے، جب تڑپنے کی سکت نہ رہے، تو دائیں بائیں کروٹیں لیتی ہے، مچھلی دائیں طرف کبھی بائیں طرف، جب یہ صلاحیت اور طاقت بھی نہیں رہتی تو آخری علامت اس کی زندگی کی یہ ہے کہ وہ منہ کھول کے آسمان کی طرف دیکھتی ہے، شاید کوئی پانی کا قطرہ مل جائے، مجھے زندگی مل جائے گی۔

اصغرؑ پہ یہ تینوں کیفیتیں آئیں، جب سات محرم کو پانی بند ہوا، بار بار تڑپتا تھا، آٹھ نو محرم کو کبھی دائیں کروٹ لیتا تھا، کبھی بائیں، پھر سکینہؑ آتی تھی کپڑا ہٹاتی تھی، علی اصغرؑ بائیں یا دائیں کروٹ لے کر سکینہؑ کو دیکھتا تھا، دسویں کی صبح اسے لے کر دوپہر تک اصغرؑ کی وہی کیفیت رہی، جب بھی سکینہؑ نے پکڑا اٹھایا، منہ کھلا ہوا، آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا، جب سکینہؑ نے یہ حالت دیکھی تو دوڑ کے خالی جام اٹھا کے ہر خیمے میں جاتی اور کہتی، بیبیو! تمہیں بابا کی غربت کا واسطہ میں قیامت تک پانی نہیں مانگوں گی، میرا بھائی مر جائے گا اس کے لئے پانی چاہیے۔

اس کیفیت میں معصوم نے نصرت کی امام کی (بہار ہے غم کی، ہر آدمی ہمہ تن گوش ہو کے اصغرؑ کے مصائب سن کے رونا چاہتا ہے)۔

(سنتے آؤ، سنبھل کے روتے آؤ)

حسینؑ کا کوئی نہیں رہ گیا، اکیلا بچ گیا مظلوم، ایک ظالم نے ظلم کیا، اللہ جانے یہ کیا ظلم تھا؟ دسویں کی رات بتاؤں گا شبیرؑ کی چیخ نکلی، آواز آئی ”ھل من ناصر ینصرنا“ یہ استغاثہ تو نہیں تھا، کربلا میں زلزلہ آیا، پرندوں نے آشیانے چھوڑے، ملائکہ سے تسبیح چھوٹی، جنت کے دریچے ٹکرانے لگے۔ حسینؑ مدد مانگ رہا ہے، ہے کوئی

جو مجھ غریب کی مدد کرے' یہ استغاثہ ٹکرایا' خیمے سے تڑپ کے یہ چھ ماہ کا اصغرؑ جھولے سے زمین پہ آیا' حسینؑ نے دوسرا استغاثہ کیا "ھل من مغیث یغیثنا" ہے کوئی جو مجھ بے وارث کی مدد کرے' بی بی ربابؑ نے دیکھا یہ چھ ماہ کا لال جو ابھی چل پھر نہیں سکتا' بول نہیں سکتا' حسینؑ کے دوسرے استغاثہ پر چونکہ معصوم کا استغاثہ تھا' یہ معصوم نے سنا' اگرچہ یہ چل نہیں سکتا تھا' کہنیوں کے بل خیمے کے دروازے کی جانب جانے لگا' بی بی ام ربابؑ کہتی ہے سکینہؑ جلدی آ اماں فضہؑ کو بلا' حسینؑ سے کہہ کہ خیمے میں جلدی آئے' ورنہ اصغرؑ میدان میں پہنچ جائے گا۔ جناب فضہؑ نے حسینؑ کو بلایا' حسینؑ خیمے میں آئے۔ (جب تک میری زندگی ہے تمہیں مصائب سناتا رہوں گا)

حسینؑ آیا خیمے میں' ربابؑ کیا ہوا؟ ربابؑ کہتی ہے' مولاؑ تو نے پہلا استغاثہ کیا' اصغرؑ تڑپ کے جھولے سے زمین پر آیا' مولاؑ آپ نے دوسرا استغاثہ کیا' کہنیوں کے بل چل کے خیمے کے دروازے کی طرف چلنے لگا' اس سے پوچھ کیا بات ہے؟ حسینؑ نے اصغرؑ کو اٹھایا' تین دن کا پیاسہ بچہ ہے' دونوں ہاتھ چھڑا کے بابا کی گردن میں ڈالے۔ حسینؑ کہتا ہے شاباش اصغرؑ اگر تیری یہی مرضی ہے تو میری مدد کے لئے تل گیا ہے تو میں حسینؑ حاضر ہوں۔ حسینؑ کہتا ہے ربابؑ اصغرؑ کو تیار کر' (اب میری مائیں' بہنیں جانتی ہیں بچہ ہو چھ مہینے کا' بابا میں اسے لے جاتا ہوں باہر' ماں کہتی ہے نہیں' ابھی نہیں' وہ بچے کو لے جائے گی' اس کا منہ دھلائے گی' آنکھ میں سرمہ لگائے گی' سب سے قیمتی لباس پہنائے گی' خوبصورت بنا کے پھر کہیں نہ کہیں سے کوئی ایسی چیز لے کے اس کے ماتھے پر لگائے گی کہ بچہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ میری ماں سے بڑی عمر کی مستور کہتی ہے' محسن نقوی! جلدی بتا کیا خیمے میں پانی تھا' اصغرؑ کے منہ دھونے کیلئے؟) یہی تو بتا رہا ہوں' جب ربابؑ کو پانی نہیں ملا اصغرؑ کا چہرہ اپنی

آنکھوں کے نیچے کر کے اتنی روئی سارے آنسو اصغرؑ کے چہرے پہ پڑے' پہلے دامن سے اصغرؑ کا چہرہ صاف کیا۔ آواز آئی کاش آج میرے بابا کا شہر ہوتا میں تیار کر کے بھیجتی' دنیا دیکھتی' اصغرؑ میں غریب ہوں' میری شکایت نہ کرنا' میرے پاس پانی نہیں' اصغرؑ کا منہ صاف کر کے صغریٰؑ کا بھیجا ہوا کرتہ پہنایا۔

(ہائے ہائے دل ہلا دینے والا بین کیا ہے' میری اس فضہؓ ماں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا میرے اللہ اس وقت تیرے بادل کہاں تھے؟) ربابؑ کے پاس پانی نہیں تھا' چھ ماہ کا بچہ ہے' ماں نے پیار کیا' صغریٰؑ کے ہاتھ کا بھیجا ہوا کرتہ پہنایا' اللہ جانے کہاں سے لائی تھی؟ چھوٹی سی کمان' چھوٹا سا تیر' اصغرؑ کو سجا کے چاند جیسے اصغرؑ کو لا کے بی بی کہتی ہے میرے حسینؑ مولا میرے گھر میں یہی ہے ترکہ ہے تو لے جا اگر تو بچ سکتا ہے تو میرے ہزار اصغرؑ ہوں تجھ پر قربان' حسینؑ نے اصغرؑ کو لیا' بی بی کہتی ہے ایک دفعہ ذرا اصغرؑ کو مجھے دے پھر باہر لے جانا' حسینؑ نے دیا' ربابؑ نے اصغر لیا۔ ۸۸ مستورات اٹھیں' ہر مستور نے اصغرؑ کو پیار کیا' اللہ جانے زلزلہ تھا' قیامت تھی' خیمہ گاہ میں' یہ مائیں سمجھ سکتی ہیں' بیٹیاں سمجھ سکتی ہیں' بہنیں سمجھ سکتی ہیں' حسینؑ اصغرؑ کو لے کے خیمے سے جانے لگے' باہر آئے۔ ربابؑ کی آواز آئی' مولا ایک دفعہ خیمے کے اندر آ' کہا اصغرؑ مجھے دے' حسینؑ کہتا ہے' کیوں طبیعت نہیں چاہ رہی تو میں نہیں لے جاتا۔ رو کے کہتی ہے' مولاؑ تیری غربت کی قسم میرے ہزار اصغرؑ تیرے قدموں پہ نثار' تجھ پہ قربان ہوں' ذرا دے تو سہی' ربابؑ نے چھ ماہ کے اصغرؑ کو لے کے اس کے کان میں کوئی بات کی' اصغرؑ تڑپ گیا' پھر اصغرؑ مسکرا دیا' بچہ کتنا ہی معصوم کیوں نہ ہو' ماں اس کی زبان سمجھ لیتی ہے۔ اصغرؑ مسکرایا' ماں نے کہا شاباش اصغرؑ! حسینؑ نے ربابؑ سے کہا' ربابؑ تو نے اصغرؑ کے کان میں کیا کہا؟ ربابؑ کہتی

ہے' مولاؑ میں نے اصغرؑ کو اتنا کہا کہ اصغرؑ میں سید زادی نہیں تو جوان بھی نہیں' میرے دودھ کی لاج رکھنا۔ آواز آئی' اصغرؑ نے کیا کہا؟ مولاؑ اصغرؑ نے کہا ہے اماں ہر جوان گیا ہے' اس کی لاش بھی آئی ہے' بابا مجھے لے جائے گا اگر دشمن کی دو لاکھ فوج منہ چھپا کے نہ روئے تو مجھے اصغرؑ نہ کہنا۔

حسینؑ اصغرؑ لے کے باہر آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ' بہن چاہے ساڑھے تین سال کی کیوں نہ ہو؟ (تیرے چھ بھائی ہوں' دعا کیا کر اللہ ایک بہن دے' بہن کا پتہ چلتا ہے اس وقت جب بھائی مر جائے' بھائی باہر پھرتے رہتے ہیں جب رات کا یہ وقت ہوتا ہے بہن آ کے چارپائی پکڑ کے چیخ مارتی ہے بھائی عید آئے گی میں کس کے پاس جاؤں گی؟ میرا کون ہوگا؟ لاش کو سجانے والی بہن' سفر میں ہو' پردیس میں ہو بہن کا دل تڑپ جاتا ہے۔ عید قریب آ جائے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتی ہے' جاؤ سڑک پہ کھڑے ہو جاؤ آج عید کی رات ہے تمہارا ماموں آتا ہوگا' عید لے کے آئے گا' بہن ہوتی ہے' قبلہ! جو بھائی کے رشتے کو سنوارتی ہے) سکینہؑ ہے ساڑھے تین سال کی' حسینؑ اصغرؑ کو لے کے چلے' چودھویں قدم پر آہٹ محسوس ہوئی' حسینؑ نے مڑ کے دیکھا ساڑھے تین سال کی سکینہؑ ننگے پاؤں دوڑتی آ رہی ہے۔ حسینؑ کہتے ہیں سکینہؑ تو کیوں آئی ہے؟ آواز آئی بابا دھوپ ہے' اصغرؑ کا جسم ہے نرم' میں یہ گزارش کروں گی' میرا بھائی کبھی دھوپ میں نہیں آیا' اپنے عمامے کا ایک دامن اصغرؑ کے منہ پہ ڈال دے' اسے دھوپ نہ لگے۔ (ہائے او سکینہؑ کوشش کر رہی ہے اللہ کرے تیرا اصغرؑ پانی پی آئے' واپس آ جائے تیرا اصغرؑ بچ جائے' یہ تیور ہیں مصائب کے میں بچوں کو بھی مصائب سنانا چاہتا ہوں) سکینہؑ واپس آئی' اصغرؑ کا جھولا صاف کیا' چھوٹے چھوٹے یتیم اکٹھے ہوئے' دیکھ کے کہتی ہے دیکھو لو اصغرؑ کی مسند تین

دن' تین راتوں کا جاگا ہوا ہے' اب بابا پانی پلا کے آئے گا' میں سلا دوں گی' پھر میرے خیمے میں نہ آنا' میرا اصغرؑ بے آرام ہوگا' بچے کہتے ہیں ٹھیک ہے۔

حسینؑ گیا میدان میں' چھ ماہ کے بچے کو لے کے' ۵۷ برس کا حسینؑ' زخمی حسینؑ اکبرؑ کی لاش اٹھائی تھی' نہیں تھکا تھا' چھ ماہ کے بچے کو اٹھا کے کئی دفعہ رکا' کئی دفعہ زمین پہ بیٹھا' آگے گیا پیچھے ہٹا دشمن کی فوج سامنے ہے' (پتہ نہیں سن سکو گے یا نہیں سن سکو گے' اگر طبیعت پہ کچھ کنٹرول ہے تو میں لفظ سناتا ہوں) حسینؑ کے زخمی ہاتھوں پہ اصغرؑ' آواز آئی یہ تمہارا قصوروار نہیں' یہ میرا چھ ماہ کا کمسن بچہ ہے' اسے پانی پلا دو' میں شفاعت کا ذمہ لیتا ہوں' جب حسینؑ نے کہا' اسے پانی پلاؤ' عمر ابن سعد نکلا' آواز آئی' حسینؑ پیاس خود کو لگی ہے نام بچے کا لیتا ہے' جب تک یہ خود پانی نہیں مانگے گا ہم نہیں دیں گے۔ اصغرؑ تڑپا حسینؑ کے ہاتھوں پر' آواز آئی' بابا میں عیسیٰؑ سے کم تو نہیں' مجھے گرم ریت پہ سلا دے' پانی جانے اور میں جانوں۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے' حسینؑ نے گرم ریت پر تین دفعہ اصغرؑ کو سلایا' پھر اٹھایا اور کہا اصغرؑ تیرا جسم نرم ہے زمین گرم ہے' تیسری دفعہ جب اصغرؑ کو سلایا' اصغرؑ اس انداز سے تڑپا' حمید کہتا ہے کربلا کے ذرے ذرے سے آواز آئی میں پیاسا ہوں' میں پیاسا ہوں' مجھے پانی پلا دو' میرا بابا سچ کہتا ہے' جب کربلا کے ذرے ذرے سے آواز آئی' میں پیاسا ہوں' میں پیاسا ہوں' مجھے پانی پلا دو۔ اس وقت حمید ابن مسلم روایت کرتا ہے کہ میں نے دیکھا' یزیدی لشکر کے فوجی منہ چھپا کے عباؤں میں منہ رکھ کے چیخیں مار رہے تھے۔ (ہائے محمدؐ کا گھرانہ تمہاری قسمت' ہائے اولادِ محمدؐ تمہاری قسمت' دریا سامنے بہہ رہا ہے' حیوان پانی پی رہے ہیں' چھ ماہ کے بچے کے لئے پانی نہیں) عمر بن سعد دوڑ کے آیا' کہتا ہے حرملا تو بہت بڑا نشانے باز ہے' اس معصوم کا کلام قطع

کر' ورنہ بغاوت پھیل جائے گی۔ حرمل نے کمان سنبھالی' کمان میں تیر رکھا' ادھر اصغرؑ کو اٹھایا ہوا ہے حسینؑ نے جیسے نمازی تشہد میں بیٹھا ہے' اصغرؑ کو سینے کے ساتھ لگا رکھا ہے' حسینؑ نے کہا اصغرؑ تمہارا کیا خیال ہے؟ آواز آئی بابا دعا کر سامنے جناب ربابؑ کھڑی ہے' ادھر حرملہ بیٹھا ہے کمان میں تیر ڈال کے' اصغرؑ کی گردن کا نشانہ لیا' ربابؑ کی آواز آئی' اصغرؑ خبردار میرے دودھ کی لاج رکھنا' تیر تیرے بابا کو لگا میں دودھ کا حق معاف نہیں کروں گی۔ جب کہا' تیرے بابا کو تیر نہ لگے' تیر گردن پہ لگے' پہلا تیر ادھر سے چلا' اصغرؑ نے کوشش کر کے تیر گردن پر سے اچھل کر سہنے کی کوشش کی' تیر دور جا گرا' دوسرا تیر اصغرؑ نے کوشش کی تیر دور جا گرا' جب تیسرا تیر خطا ہو گیا' عمر ابن سعد حرمل کے قریب آ کے کہتا ہے اللہ تجھ پر لعنت کرے' مچھلی پانی پر ہے باہر آتی ہے تو اس کی آنکھ کا نشانہ بناتا ہے' کبھی تیرا نشانہ خطا نہیں جاتا' معصوم کی گردن سے تیرا تیر خطا ہو رہا ہے' حرمل اپنے تیر پہ کمان مار کے کہتا ہے خدا کرے مجھے موت آ جائے' میں کمان میں تیر رکھتا ہوں' گردن کا نشانہ لیتا ہوں' وہ سامنے جو کالی قناعت ہے' اللہ جانے اس بچے کی ماں ہے یا کوئی بہن' یہ قرآن اٹھا کے باہر آ جاتی ہے' کہتی ہے نہ مار میرا معصوم ہے۔ ابن سعد کہتا ہے تیر بدل۔

(میں کھاتا ہوں قسمیں' اس لئے قسمیں کھاتا ہوں کہ تجھے یقین آ جائے' مجھے پاک زہراؑ کی چادر کی قسم شاہ صاحب غلط پڑھوں بی بی زینبؑ شفاعت نہ کرے' صحیح پڑھوں' جگر سنبھال کے سن' دعا مانگ مجھے موت آ جائے' مولا تیری زندگی سلامت رکھے)۔

جب اس نے کہا تیر بدل' اس نے وہ تیر اٹھایا جس سے عرب میں حیوان شکار کئے جاتے ہیں' اس نے تیر کمان میں ڈالا۔ ربابؑ کہتی ہے سنبھل جا' اصغرؑ کا سر

ہے اس طرف' پاؤں ہیں اس طرف' آواز دے کے کہتا ہے اماں فکر نہ کر' تیر بابا کو نہیں لگے گا تیر آ رہا تھا پاؤں کی طرف' آواز آئی' سنبھل' تیر تیرے بابا کو نہ لگے۔

آواز آئی اماں تیر آنے تو دے' تیر آ رہا تھا' پاؤں کی طرف' تیر جب قریب آیا' تو بابا کے ہاتھوں پر معصوم' امامؑ کے ہاتھوں پر معصوم اصغرؑ الٹ کے اس طرح بابا کے ہاتھوں پر آیا' گردن میں تیر آیا' دائیں کان سے بائیں کان تک تیر آیا' کچھ حصہ بچ گیا تیر کا' وہ حسینؑ کی کلائی میں آیا۔ اصغرؑ بابا کو دیکھ کے آہستہ سے کہتا ہے' بابا میری ماں سے شکایت نہ کرنا' میری گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا' بابا میری گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا' جو بچ گیا ہے وہ تیری کلائی میں لگ گیا' بابا ناراض نہ ہونا' بابا میری ماں سے شکایت نہ کرنا' میری مجبوری تھی' گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا۔ (کرتا آ ماتم' جی بھر کے پرسہ دو بی بی ربابؑ کو' سلامت رہو' سلامت رہو)

حسینؑ نے ہاتھوں پر اصغرؑ کا خون لیا' خون لے کے حسینؑ نے سوچا میں آسمان پہ بھیج دوں' آسمان سے آواز آئی' مولاؑ معصوم کا خون ہے' بے گناہ کا لہو ہے' ادھر نہ بھیجنا' قیامت تک آسمان سے بارش نہ ہوگی۔ حسینؑ نے سوچا زمین پر پھینکوں' آواز آئی' ابوترابؑ کے بیٹے یہ خون معصوم کا خون ہے' مجھ پہ نہ پھینک' قیامت تک ہریالی پیدا نہیں ہوگی۔

انکار آسمان کو ہے' راضی زمین نہیں
اصغرؑ تیرے لہو کا ٹھکانہ کہیں نہیں

(سن سکو گے) حسینؑ نے خون لے کے اپنی داڑھی کو خضاب کرنا شروع کیا' آواز آئی اسی چہرے سے ناناؐ کی زیارت کرواؤں گا' اسی چہرے سے قیامت کے دن جاؤں گا' کہوں گا' بارالٰہی! یہ میرا اصغرؑ تھا۔ (سلامت رہو' لے لو سانس)

یہ ہے اصغرؑ......

قبر اصغرؑ پہ گھڑی بھر کو چراغاں تو ہوا
کربلا میں جو بھٹکتے ہوئے جگنو آئے

یہ ہے چھ ماہ کا' اگر میں پوری روایت پڑھوں کوئی مر جائے گا' تین دفعہ یہ شہید ہوا' ایک دفعہ تیر سے ایک دفعہ نیزے سے' ایک دفعہ ٹوٹی ہوئی تلوار کے ٹکڑے سے' تین دفعہ شہید ہوا' دو شہادتیں نہیں پڑھتا' ایک شہادت پڑھتا ہوں۔

(او میری ماں مجھے پریشان نہ کر' جو تھک گئے ہیں مصائب سن کے انہیں جانے دے' میں نے شہزادی سکینہؑ کی شہادت بھی پڑھنا ہے' تو کہتی ہے اصغرؑ کی شہادت پہ پردہ نہ ڈالوں' تو کہتی ہے یہ بتا کہ اصغرؑ قبر سے کیسے نکالا گیا' نرم دل مومن ہیں کوئی مر جائے گا' بار بار کہہ رہی ہے تو سن!)

(تو نے واسطہ دیا ہے' میں پڑھتا ہوں)

(بتاؤں اصغرؑ قبر سے کیسے نکالا گیا؟)

شام غریباں کو سر شمار ہوئے' عمر ابن سعد کہتا ہے' مرے ہیں ۷۲' سر ہیں ۷۱' اصغرؑ کا سر کوئی نہیں۔ ایک ظالم کہتا ہے' مجھے پتہ ہے حسینؑ نے اصغرؑ کو کہاں دفن کیا ہے۔

مجھے ۲۰ نیزہ بردار دے' نیزے والے سپاہی لے کے کربلا کی زمین کو تلاشنا شروع کیا' ایک جگہ نیزہ رک گیا' نیزہ نکالا' اصغرؑ کا جسم ساتھ آیا' ربابؑ کہتی ہے سجادؑ وہ دیکھ میرا اصغرؑ دوسری دفعہ شہید ہو رہا ہے......

(سلامت رہو' سلامت رہو' حوصلہ' حوصلہ)

بابا ں پاؤں اٹھاتی ہے' ساری رات یزید کے دربار میں کھڑی رہی' صبح ہوئی' سفیر روم مسلمان نہیں' دیکھ کے کہتا ہے' یزید یزید (لعنت) یہ جو سامنے قیدی بیبیاں کھڑی ہوئی ہیں' کیا یہ مسلمان ہیں؟ آواز آئی' کیوں پوچھتا ہے؟ تو دیکھ کے کہتا ہے کہ مسلمانوں کی شریعت میں ایسا کون سا جرم ہے کہ ایسی شریف زادیاں ساری رات دربار میں چپ کر کے کھڑی رہیں؟ یزید کہتا ہے کہ تو پوچھتا کیوں ہے؟ کہتا ہے' پوچھتا اس لئے ہوں کہ سب سے آخر میں ایک قیدی بچی کھڑی ہے' ساڑھے تین سال کی...... وہ بیمار بھی ہے' وہ جو سامنے کھڑی ہے جس کے رخساروں کا رنگ نیلا ہے' جس کے بالوں میں گرد ہے' جو اللہ جانے کتنی راتوں سے سوئی نہیں' یزید میں ساری رات دیکھتا رہا' تو دفعہ بے ہوش ہو کے بچی گری...... رسی گرنے نہیں دیتی۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' آخری مصائب کے جملے)

یزید کہتا ہے' شمر کون ہے وہ بچی؟ آواز آئی **سکینہؑ بنت الحسینؑ** حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ ہے۔

اسے میرے تخت کے سامنے لے آ' شمر قریب لے آیا۔ حسینؑ کی بیٹی! تیرا بابا بہت زیادہ پیار کرتا تھا تجھ سے؟ آواز آئی جس طرح میرا بابا پیار کرتا تھا' کوئی اس سے زیادہ اپنی بچی کو پیار نہیں کر سکتا۔ آواز آئی' کیسے پیار کرتا تھا؟ آواز آئی' روزانہ صبح کی نماز کے بعد میرا بابا مجھے اپنے زانو پر بٹھا کے بصرہ کی کھجوریں کھلاتا تھا۔ یزید کہتا ہے' اب بھی کھائے گی' خرمے؟ سکینہؑ نے سجادؑ کو دیکھا' سجادؑ نے کہا' سکینہؑ امتحان ہے۔ بچی نے کہا' ہاں کھاؤں گی۔ یزید نے اشارہ کیا' ایک طشت آیا۔ (اب دعا کرو مجھے موت آ جائے)

ادھر طشت آتا گیا' اللہ جانے بچی کو کیا کشش تھی' جیسے جیسے طشت آتا گیا'

ویسے ویسے بچی مڑتی گئی' یہ طشت یزید کے سپاہی نے یزید کے تخت کی آخری سیڑھی پہ رکھ دیا۔ یزید نے کہا' طشت سے رومال ہٹا' خرمے کھا۔ سکینہؑ بیٹھی' چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رومال ہٹایا' اللہ جانے طشت میں کیا نظر آیا؟ بچی نے ایک چیخ ماری' آواز آئی بابا تو کہاں تھا؟ بابا کتنی راتیں ہوگئیں میں تجھے ڈھونڈتی پھر رہی ہوں؟ اللہ جانے تو کہاں تھا؟ میں جس سے پوچھتی تھی وہ طمانچے مارتا تھا۔

یزید کہتا ہے' شمر بچی کو ہٹا' سجادؑ کہتا ہے تو نہ ہٹا' میں ہٹاتا ہوں۔

سجادؑ آ کے کہتا ہے' سکینہؑ ہٹ جا' ظالم ظلم کرے گا۔ دربار ختم ہوا' آ گئے زندان میں' بچی دیکھ کے آئی تھی بابا کا سر تخت کی آخری سیڑھی پر...... آدھی رات ہوئی' ساری مستورات سو گئیں' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ سجادؑ کی گردن میں بانہیں ڈال کے' دونوں رخساروں کا بوسہ دے کے کہا' سجادؑ میں تیرے باقرؑ کی کنیز ہوں...... ایک دفعہ مجھے بابا ملا دے۔ آواز آئی' بابا دربار میں تھا' سکینہؑ نے رونا شروع کیا' بابا! بابا! ڈھائی تین سال کی بچی اگر آدھی رات کو رونا شروع کرے' گھر کا ہر فرد جاگ جاتا ہے' کبھی کبھی بی بی زینبؑ اٹھاتی ہے' کبھی بی بی کلثومؑ سینے سے لگاتی ہے' کبھی رقیہؑ' کبھی ربابؑ' نہ رو سکینہؑ تیرا بابا آ جائے گا۔ دیکھ کے کہتی ہے مجھے بابا ملا دو' مجھے نیند نہیں آتی' میں آنکھیں بند کرتی ہوں' سامنے بابا آ جاتا ہے' مجھے بابا ملواؤ۔ آواز آئی کیوں...... رو کے کہتی ہے وہاں دربار تھا' وہاں شمر تھا' میرے بابا کے چہرے پہ خون لگا ہوا تھا' میں بابا کا خون صاف نہیں کر سکی...... سکینہؑ سو جا' سکینہؑ روتی رہی رات بھر روتی رہی' اگلا دن روتی رہی' اگلی رات روتی رہی' پھر اگلا دن روتی رہی' جب تیسری رات ڈھل گئی۔

سجادؑ رو کے کہتا ہے' سکینہؑ میری غربت کا واسطہ سو جا...... ہاتھ بھائی کی

گردن میں ڈالے' رو کے کہتی ہے پہلے تو سو پھر میں سوؤں گی' سجادؑ نے کڑیاں سمیٹیں' زمین پر سو گیا۔ جب سجادؑ کو دیکھا نا سکینہؑ نے کہ سجادؑ سو گیا ہے' نیند آ گئی ہے' آہستہ آہستہ ایک کونے میں آ کے لیٹ گئی' نیند آ گئی۔ اتنے میں یزید کا حکم نامہ لے کے یزید کا سپاہی آیا' اس نے سجادؑ کو جگایا' حکم یزید پڑھ کے سنایا کہ قیدی تیری بہن سکینہؑ کے رونے کی وجہ سے پوری شام کی آبادی بے چین ہے' سجادؑ اس کے لئے قید تنہائی کا حکم ہے' اس بچی کو کسی علیحدہ زندان میں قید کر دے' سجادؑ جلدی کر' سجادؑ آیا جہاں سکینہؑ سوئی ہوئی تھی' سکینہؑ کا سر اٹھا کے اپنی عبا کے دامن سے سکینہؑ کے رخساروں سے شام کی مٹی صاف کر کے سجادؑ کہتا ہے' سکینہؑ میں جو کہتا تھا نہ رویا کر' سکینہؑ کی آنکھ کھلی' اپنی بانہیں سجادؑ کی گردن میں ڈال کے کہتی ہے' بھیا کیا ہے؟ آواز آئی' میں جو کہتا تھا نہ رویا کر' آواز آئی کیوں؟ دیکھ کے کہتا ہے یزید نے حکم دیا ہے کہ اسے علیحدہ زندان میں قید کرو۔

سکینہؑ تیرے لئے علیحدہ زندان کا حکم ہے' سکینہؑ کہتی ہے کیا ہو گا' علیحدہ زندان؟ سجادؑ کہتا ہے نہ میں ہوں گا' نہ پھوپھی زینبؑ ہو گی' نہ پھوپھی کلثومؑ ہو گی' نہ اماں ربابؑ' اکیلی تو ہو گی' اکیلا زندان ہو گا۔

ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے مجھے اتار' سجادؑ نے اتارا' سجادؑ کے قدموں پہ ہاتھ رکھ کے کہتی ہے پھر ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے' مجھے بہن نہ سمجھ' اپنے باقرؑ کی کنیز سمجھ' تجھے اپنی غربت کا واسطہ' میری ضمانت دے دے مجھے بابا کی غربت کی قسم اب بابا کا نام لے کے نہیں روؤں گی۔ سجادؑ کہتا ہے سکینہؑ اگر ضمانت قبول ہوتی' تجھے طمانچے نہ لگتے' پھوپھی زینبؑ قید نہ ہوتی' پھوپھی کی چادر نہ چھنتی۔

سجادؑ کہتا ہے اماں ربابؑ جاگ' ساری بیبیاں سکینہؑ کو پیار کر لو' زندان ہے

آدھی رات ہے' سجادؑ نے ساری بیبیوں کو جگایا' اللہ جانے سکینہؑ پھر ملے نہ ملے' کوئی بی بی سکینہؑ کا رخسار چومتی ہے' کوئی پیشانی پر بوسہ دیتی ہے' ہر بی بی نے سکینہؑ کو اٹھایا۔

کوئی بی بی سکینہؑ کی گردن پہ بوسے دیتی ہے' سکینہؑ' سکینہؑ تو جا رہی ہے۔ سکینہؑ چپ ہے۔ (قبلہ! ساڑھے تین سال کی بچی اگر کہیں سوئی ہوئی ہو تو اسے جگا دو' مجھے معاف رکھنا)

سجادؑ نے اٹھایا سکینہؑ کو' سپاہی کہتا ہے جلدی کر' جب جلدی کا نام آیا' سجادؑ نے کہا' سکینہؑ سب کو سلام کر' یہی وقت تھا' شام کا قید خانہ تھا' چھوٹے چھوٹے ہاتھ سکینہؑ نے پیشانی پہ رکھے اور کہا پھوپھی زینبؑ میرا سلام' پھوپھی کلثومؑ میرا سلام' پھوپھی رقیہؑ میرا سلام' اماں ربابؑ میرا سلام۔

آواز آئی سب کو میرا سلام' اب سکینہ آئی' باقرؑ کے پاس' آواز آئی باقرؑ جب تو مدینے جائے تو صغریٰؑ سے کہنا' اچھا ہوا تو نہیں آئی ورنہ طمانچے کھانا پڑتے' شام میں جانا پڑتا' زندان میں جاتی۔

بار بار سجادؑ سے کہتی ہے تو آئے گا نا روزانہ ملنے کے لئے' پھوپھی آئے گی' ملنے کے لئے تو ضرور آئے گا؟ سجادؑ نے کہا' ہاں ضرور آؤں گا۔

آ گیا پہلا زندان' زندان کا دروازہ کھلا' سجادؑ سکینہؑ کو لے کے اندر آیا' (قبلہ! اندھیرا ہو' گرمی ہو' بچوں کی عادت ہے دونوں ہاتھ بھائی' ماں یا باپ کی گردن میں ڈال کے' پھندا کس کے اپنا سر سینے پر رکھ لیتے ہیں) تیسرا زندان آیا' سجادؑ اترا' سکینہؑ نے دونوں ہاتھ' سجادؑ کی گردن میں' سر سینے پر رکھا' رو کے کہا' سجادؑ بھائی اندھیرا ہے۔ چوتھا زندان آیا' سجادؑ گرمی ہے' سکینہؑ کہتی ہے مجھے اتار' مجھے خوف آ رہا ہے۔ سجادؑ کہتا ہے یہاں نہیں' سکینہؑ کہتی ہے' یہاں کیوں نہیں اتارتا؟ جہاں تو کہے گا' وہاں

میں نہیں اتروں گی۔ پانچواں زندان آیا' نہیں اتری' سجادؑ کہتا ہے' سپاہی اب کیا حکم ہے؟ چھٹا زندان آیا' اب سکینہؑ نے اپنی بانہیں مضبوطی سے سجادؑ کی گردن میں ڈالیں' نہیں اتروں گی' یہاں گرمی ہے بہت اندھیرا ہے' آخری زندان آیا' سپاہی کہتا ہے اب جلدی سے سکینہؑ کو اتار دے۔ سکینہؑ کہتی ہے بھیا! اب تو مجھے تیرا چہرہ بھی نظر نہیں آتا' بہت اندھیرا ہے' بہت گرمی ہے' میں نہیں اتروں گی' اب سجادؑ دو زانو زمین پر بیٹھا' زبردستی سکینہؑ کا ہاتھ چھڑایا' سکینہؑ نے دوسرا ہاتھ بھائی کی گردن میں مضبوطی سے ڈالا' اب دونوں ہاتھوں سے سکینہؑ کے ہاتھ چھڑا کے زندان کے ایک کونے میں بٹھایا' کہا سکینہؑ حوالے اللہ کے۔ ادھر سجادؑ اٹھا' واپس چلا' ادھر سکینہؑ کبھی اس دیوار سے کبھی اس دیوار سے' کبھی اس دیوار سے کبھی اس دیوار سے' آواز آئی' سجادؑ مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا' نہ تو نظر آتا ہے نہ تیرا چہرہ نظر آتا ہے' بہت اندھیرا ہے۔

(آ گیا سکینہؑ کا جنازہ آ گئی جھولے کی شبیہ......)

☆......☆......☆

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا
سورج پہ سوچ' چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس ہشتم

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔
مزاج عالی پہ ناگوار نہ سمجھیں تو خانوادۂ تطہیر پر صلواۃ پڑھیں۔
جو صلواۃ کو باعث برکت اور باعث رحمت سمجھتا ہے، صلواۃ بلند آواز سے پڑھے۔

دعا ہے خانوادۂ تطہیر کا خالق بحق خاندان زہراؑ اس بارگاہ میں آپ کی حاضری کا آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔

یہ مجلس عزا چونکہ یوسف کربلا کے نام سے منسوب ہے، شبیہ ختم الانبیاء
شہزادۂ سلطنت حسن معصومؑ
ولی عہد کمال و جمال محمدؐ و علیؑ
تاثیر دعائے حسینؑ و زینبؑ
ثمر شاخ امامت ثالث
شمس تخیل لیلیٰؑ

نقطہ معیار حسن یوسفؑ

حسن، شرافت، خلق، تہذیب، محبت، مودۃ، ایثار، جذبہ قربانی ان سب کی سجدہ گاہ، نام کے لحاظ سے علیؑ، اپنے کے لحاظ سے اکبرؑ کربلا والوں کی امیدوں کا محور، ماں کی ضعیفی کا جوان سہارا، حسینؑ کے تصور کی دوسری کمند، رسالت اور امامت کے درمیان خط استوا، معیار تربیت زینبؑ کا قطب اکبر، نماز تہجد سادات کی دعا کا محور و مقصد، باعث زیارت انبیاءؑ ......

فرشتوں کی تسبیح و تحلیل کا واحد مرکز، تصویر سردرؐ، شبیہ پیغمبرؐ، شہزادۂ علی اکبرؑ ......کو اس بارگاہ جلیلۃ القدر میں آج ہم آب حیات سے زیادہ قیمتی آنسوؤں کا مقدس نذرانہ پیش کریں گے۔ (مائیں، بہنیں، بھائیوں اور بزرگوں سے گزارش ہے کہ طبیعتوں کو حاضر رکھیں، جو ضعیف ہوں وہ حسینؑ کی ضعیفی کو مدنظر رکھ کے اپنے جوانوں کی زندگی کو طویل تر بنانے کے لئے حسینؑ کو پرسہ دیں، سفید سر والی مائیں لیلیٰؑ کی بارگاہ میں اکبرؑ کی موت پر آنسو بہائیں، معصوم بچیاں سکینہؑ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کریں، حسین نوجوانوں کی کوئی خواہش ہو، انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ یقیناً خوبصورت ہوں گے، نوجوانوں کو نوجوانی کی خواہش ہوگی، لیکن اکبرؑ وہ جوان ہے جس کی جوانی کو آرزو رہی)۔

جوانوں کو شباب سے گزرنے کا اندیشہ مگر شباب کائنات میں پیدا ہی اس لئے ہوا کہ چہرہ علی اکبرؑ کا زائر بن کے دنیا میں بکھر جائے، جو چاہتے ہیں کہ آج رات ان کی دعا قبول ہو۔

۱۲ سال سے میں یہ دعائیں منگواتا ہوں، تقریباً تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حسینؑ سے کچھ مانگنا ہو تو اکبرؑ کا واسطہ دیا جائے، تو زینبؑ آمین کہتی ہے۔

اگر دیر ہو جائے قبولیت دعا میں تو اس کی شکایت نہ کرنا' اپنے دست دعا کی کوتاہی کا گلہ کرنا' میرا اپنا دامن وسیع نہ ہو تو دینے والے سے کیا شکایت؟ جلد بازی اچھی نہیں' ۸ محرم کی رات ہے' ۱۴۰۰ ہجری کا محرم ہے' آج اتنا پرسہ دو نہ نمائش نہ ریاکاری' پرسہ دار بن کے اکبرؑ کا پرسہ دو' جب چیخ نکلے مانگ لینا' میں وعدہ کرتا ہوں' سرکار امام حسینؑ کی سخاوت پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے' اگلے سال کی ۸ محرم کی اس رات تک تجھے نہ ملے' تیرے نزدیک دعا بڑی ہو گی' خواہش بہت بڑی ہو گی' لیکن حسینؑ بہت بلند ہے' پرسہ دار بن کے ذرا دعا مانگو' یقیناً قبول ہو گی' میں مانتا ہی نہیں اس لئے کہ آج تک اتنی دعائیں قبول ہو چکی ہیں اس بارگاہ جلیلۃ القدر میں جس کا کوئی حساب نہیں...... چودہ چودہ سال بعد بے اولاد لوگوں کو اگر اولاد ملی ہے تو اکبرؑ کی جوانی کا صدقہ' اکبرؑ کی جوانی پہ روتے ہوئے' اس رات پرسہ دینے کے طویل بھکاری بن کے بھیک مانگنے سے۔

جتنی دعائیں میرے پاس موجود ہیں میں ہاتھ جوڑ کے گزارش کرتا ہوں کہ شہزادہ علی اکبرؑ کی شہادت کی اس مجلس میں میری مائیں' میری بہنیں ایک دوسرے سے بات نہ کریں' جتنی دیر میں دعائیں منگواتا رہوں' خشوع و خضوع سے ذہن میں یہ تصور قائم کر کے کہ حسینؑ کی دہلیز کے بھکاری بن کے بیٹھے ہو۔

نہ کوئی رتبہ ہے نہ کوئی حیثیت ہے' نہ ذات ہے نہ پات' علی اکبرؑ کا واسطہ دے کر مانگتے ہیں' دیکھتے ہیں خاندان زہراؑ ہمیں دیتا کیا ہے؟ جن دوستوں کو قبولیت دعا میں ذرا شک ہو' ان سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ مانگیں ضرور' اگر اگلے سال تک دعا قبول نہ ہو' مانگیں صدق دل سے' خلوص نیت سے' پتھر آنکھ سے میرا واسطہ کوئی نہیں' خلوص دل سے دعا مانگیں' اگر اگلے سال تک دعا پوری نہ ہو۔

بے شک جرمانہ اور سزا کے لئے میں حاضر اس لئے کہ حسینؑ جتنا ہماری سمجھ میں آیا ہے تم جتنے بڑے گنہگار کیوں نہ ہو حُرؑ سے زیادہ تو نہیں' جو حُرؑ جیسے انسان کو معاف کر سکتا ہے' تیری سفارش کیوں نہیں کرے گا؟ اپنی دعائیں دل میں رکھ لو' میں جیسے دعا مانگتا جاؤں' آمین کہتے جانا' ایک گزارش میں کر دوں کہ ہر بہن پر بھائی' ہر ماں نے اگر دعا کے نیچے اپنا نام لکھا ہے تو مجبوراً میں وہ نام نہیں لوں گا' صرف ایک کر سکتا ہوں کہ اولاد کے لئے جن بہنوں اور بھائیوں نے دعا منگوائی ہے میں وہ تمام تر درخواستیں ہاتھ میں لے کر آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ بلند آواز سے آمین کہیں گے' واسطہ میں دیتا جاؤں گا۔

ایک دفعہ درود کی آب حیات سے وضو کر کے زبانوں کو دعا کی نیت سے بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

یااللہ' یااللہ' یا بار الٰہی' علیم بالذات الصدق' اے اللہ! تجھے محمدؐ کا واسطہ' تجھے علیؑ کا واسطہ' تجھے زہراؑ کا واسطہ' تجھے حسنؑ کا واسطہ' تجھے حسینؑ کا واسطہ' تجھے بیمار کربلاؑ کا واسطہ' تجھے محمد باقرؑ کا واسطہ' تجھے جعفر صادقؑ کا واسطہ' تجھے موسیٰ کاظمؑ کا واسطہ تجھے علی رضاؑ کا واسطہ' تجھے محمد تقیؑ کا واسطہ' تجھے علی نقیؑ کا واسطہ' تجھے حسن عسکریؑ کا واسطہ' تجھے امام محمد مہدیؑ کا واسطہ' بارالٰہی تجھے تمام انبیاءؑ کی عظمت کا واسطہ' تمام مخدرات عصمت کا واسطہ' اولاد حسینؑ کا واسطہ' اصحاب حسینؑ کا واسطہ' انصاران حسینؑ کا واسطہ' جو شام غریباں کو نیزے سے اتری اس چادر کا واسطہ' جو عصر عاشور سے پہلے اجڑ گئی اس آغوش کا واسطہ' جو شام سے پہلے جل گئے ان خیموں کا واسطہ' جن کے پھول سے رخسار نیلے پڑ گئے ان معصوم بچوں کا واسطہ' پیاس کی وجہ سے جن کے ہونٹ آپس میں مل گئے اور پھر کھل نہیں سکے۔

سلامت رہو یہ ہے دعا مانگنے کا واسطہ خالق جن کے ہونٹ پیاس کی وجہ سے مل کے پھر نہیں کھل سکے ان بچوں کا واسطہ جو ماؤں سے گیارہویں کی رات بچھڑ گئے اور پھر مل نہیں سکے ان یتیموں کا واسطہ جو کربلا سے کوفہ تک دوڑتے ہوئے اونٹوں کے پاؤں تلے پامال ہوئے ان گرتے ہوئے بچوں کا واسطہ خالق شرابی کے دربار میں کئی دفعہ سوچ کے قدم آگے بڑھانے والی مستور کا واسطہ حسینؑ کی لاش پہ ساری زندگی دھوپ میں بیٹھنے کی قسم کھانے والی ربابؑ کا واسطہ بارالٰہی جس کا سہارا جہیز شعلوں میں جل گیا اس فاطمہ کبریٰؑ کا واسطہ۔

بارالٰہی جو امام ہو کے بھی بی بی زینبؑ کے کندھوں پر سوار ہوئے جلتے ہوئے خیموں سے باہر نکلا اس کربلا کے انوکھے بیمار کا واسطہ جس بہن نے دسویں کی شام تک اپنے بھائی کی راہ دیکھی اور قدم چومنے کے لئے بیماری کے باوجود کہتی ہے کہ عزرائیلؑ ابھی نہ آنا شاید اکبرؑ آ جائے اس صغریٰؑ کا واسطہ بارالٰہی تجھے حق زہراؑ کا واسطہ تجھے مقام عصمت کا واسطہ۔

اتنے واسطے دے کے یہ شیعہ برہنہ سر والی یہ صاحب حیا مستورات جو اپنے گھر چھوڑ کے زینبؑ کو رونے آئی ہیں جن کے بچے گود میں روتے ہیں تو کہتی ہیں چپ ہو جا میں سکینہؑ کو رو رہی ہوں خالق ان مستورات کا واسطہ ان مستورات کی طرف ان بزرگوں کی طرف سے نوجوانوں کی طرف سے ہم سب بارالٰہی سوالی ہیں تیری بارگاہ میں ہمارے پاس کوئی واسطہ نہیں کوئی وسیلہ نہیں ہم محتاج ہیں تو غنی ہے ہم فقیر ہیں تو دینے والا ہے بارالٰہی تجھے حسینؑ کے اس سجدے کا واسطہ جسے دیکھنے کے لئے تو نے فرشتوں پہ اپنا سجدہ معاف کر دیا تھا اس سجدے کا واسطہ ہم حاجت مند ہیں ہم سارے سوالی ہیں ہم سارے فقیر ہیں تو دینے والا ہے خالق تیرے سوا کس کے در

دروازے پہ جائیں' کون ہے جو ہماری مرادیں پوری کرے' خالق تو حسینؑ کا بھی اللہ ہے' تو حسنؑ کا بھی اللہ ہے' تو محمدؐ کا بھی خالق ہے' تو علیؑ کا بھی خالق ہے۔

روتے آؤ' تاکہ روتی آنکھوں سے دعا مانگیں۔

بارالٰہی تجھے شام کربلا میں خاکِ شفا کا کفن پہن کے سوتے ہوئے ۷۲ شہیدوں کا واسطہ' خالق اپنے آپ کربلا کی ریت اٹھا کے اپنے بالوں میں ملانے والی اس مستور کا واسطہ جس کا برقعہ کوئی نہیں تھا' ہماری دعائیں قبول فرما۔

میرے اللہ ہم مایوس ہو چکے ہیں ہمارا کوئی نہیں' سوائے تیرے دروازے سوائے آلِ محمدؐ کے دروازے کے' اللہ کا رسولؐ ہماری شفاعت فرما' پاک علیؑ مولا ہمارا وسیلہ بن' سیدہ طاہرہ مخدومہ عالمؑ ہم تیرے حسینؑ کے عزادار ہیں' ماں کو اگر پتہ چلے کہ اس کا بیٹا بے وارث مر گیا' اس کا پرسہ دینے والیوں سے خوش ہوتی ہے' ہم حسینؑ کے ماتم دار ہیں' زنجیرزن ہیں' اس کا پرسہ دیتے ہیں' پاک بی بی کی چادر کی قسم ہم نے ان ۸ راتوں میں ۸ دنوں میں سوائے مظلوم کربلا کی عزاداری کے یا تحفظ عزاداری کے بی بی ہم نے کچھ نہیں کیا' بی بی اگر اس کا کوئی اجر ہے تو ہمیں عطا کر' سرکار امام حسنؑ ہم تیرے زہر اور تیروں کو یاد کر کے' تیرے کفن کی سرخی دیکھ دیکھ کے مولا عزاداری کرتے ہیں' حسینؑ مولا آج کی رات جس کی شہادت پڑھی جانا ہے تجھے اس بیٹے کا واسطہ جسے تو جھک جھک کے نقاب اٹھا اٹھا کے دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اکبرؑ تجھے نظر نہ لگ جائے' اس علی اکبرؑ کا واسطہ ہماری دعا خالی نہ جائے' مولاؑ تجھے سخی سمجھ کے میں نے وعدہ کیا ہے' اگلے سال سے قبل دعائیں قبول ہوں گی' مولاؑ مجھے مایوسی اور شرمساری اور ناکامی سے بچانا۔

یہ دعائیں جو میرے بھائیوں نے' بہنوں نے' ماؤں نے بھیجی ہیں' یہ تیرا

اولادِ نرینہ کے لئے یا اولاد کے لئے' جس جس بہن بھائی نے میری ماں نے بیٹی نے بچوں نے جوانوں نے یہ دعائیں بھیجی ہیں' میں دعا مانگتا ہوں' سارے آمین کہنا بارالٰہی تجھے اس اصغرؑ کا واسطہ جس کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں ربابؑ اپنے ساتھ لے گئی' جس کا کُرتہ اس کی بیمار بہن نے مدینہ سے بھجوایا تھا' اس اصغرؑ کا واسطہ جس نے تیر کھا کے تیرے دین کے حق ہونے کی گواہی دی' جن بہنوں' ماؤں اور بھائیوں نے اولادِ نرینہ کا سوال کیا ہے انہیں اولادِ نرینہ سے سرفراز فرما' جنہیں دی ہے ان کی عمر دراز فرما' ہمارے بچوں کو عزاداریٔ مظلوم کربلا ادا کرنے کی صلاحیت عطا فرما' خالق ہمارے بچے وقف ہیں شہزادہ علی اصغرؑ کے لئے' ہماری یہ دعا قبول کر' جن ماؤں نے یہ دعا منگوائی ہے ان کی آغوش میں اگلے سال علی اصغرؑ کا صدقہ کوئی نہ کوئی علی اصغرؑ کا نوکر موجود ہو۔

جن بھائیوں اور بہنوں نے یہ دعا منگوائی ہے وہ منت مان لیں' بارالٰہی تیرے ہاں دیر کوئی نہیں جس بھائی نے' جس بہن نے اولادِ نرینہ کے لئے دعا منگوائی ہے ہم مجلس میں تیرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ ہر سال اس بچے کو علی اصغرؑ کا غلام سمجھتے ہوئے دسویں کے دن جتنا ہو سکے گا دودھ یا شربت اپنے گھر میں دودھ کے جتنے شیر خوار معصوم بچے یا بچیاں ہوں گی' ہم خود جا کے ان کو شربت یا دودھ پلا کے ان کی پیاس بجھائیں گے' بارالٰہی ہمارے دستِ دعا کو خالی نہ پھیرنا' سب مل کے کہو آمین!

ہاں جی دوسری دعا (صحت یابی کے لئے' شادی) بارالٰہی ہر ماں اور ہر باپ کے لئے اولاد جوان ہو جائے ان کے لئے ان کی شادی کرنا فرض ہوتا ہے' بارالٰہی تجھے اس شادی کا واسطہ جو دسویں کی رات حسینؑ نے اپنے خیمے میں شہزادۂ قاسمؑ کو کفن پہنا

کے کی' جن ماؤں کے پاس اتنی دولت نہیں' جن بہنوں اور بھائیوں اور ماؤں کے لئے اتنا سہارا نہیں' انہیں ان کے بچوں کی شادی کے فرض نیک سے سبکدوش ہونے کی عزت سے شرف یاب کر' خالق یہ بہت بڑا فرض ہے' ماں بوڑھی ہو جاتی ہے اگر بیٹے کی شادی نہ ہو' بارالٰہی مہربانی فرما شہزادہ قاسمؑ کے صدقے میں میری ماؤں' بہنوں اور بھائیوں کی یہ اولاد کی شادی کی دعا جلد قبول فرما۔

بارالٰہی تجھے اس بیمار کا واسطہ جو ۳۰ سال کی عمر میں ضعیف ہو گیا' جو بیمار ہیں شفائے کاملہ عطا فرما۔

خالق تجھے اس بیمار کا واسطہ جس کی آنکھ لگی تو اس سے پہلے اس کا سارا گھر آباد تھا' جب آنکھ کھلی تو نہ بابا تھا' نہ بھائی' نہ کوئی اور بچا تھا' بارالٰہی اس بیمار کا واسطہ جتنی بڑی بیماری کیوں نہ ہو' تو خالق ہے تو شفا دینے والا ہے' شفا دینے میں دیر کوئی نہیں کرتا' تو سب بیماروں کو شفائے کاملہ عطا فرما۔

دل میں اپنے عزیزوں' دوستوں کے لئے بھی دعا کرتے رہو۔

بارالٰہی تجھے حسینؑ جیسے عظیم انسان کا واسطہ جس نے سارے نبیوں کا قرض دوپہر میں ادا کیا' خالق جو مقروض ہیں ان کا قرض غیب کے خزانہ سے ادا کر' قرض جیسی لعنت کوئی نہیں' بارالٰہی قرض جیسی رسوائی کوئی نہیں' بارالٰہی شریف کے دروازے پر قرض خواہ اگر آ جائے' شریف کے دروازے پر اگر قرض مانگنے والا آ جائے' شریف کے دروازے پر اگر کوئی ایسا انسان آ جائے' جس نے اسے قرضہ دیا ہو' اس کے لئے موت ہوتی ہے' خالق اس سے پہلے کہ شریف کی رسوائی ہو اس کا قرض ادا کر۔

کچھ مومن اور مومنات ایسے بھی ہیں جن کے ہونٹوں پہ آتے آتے دعا کے لفظ بکھر جاتے ہیں صرف ہاتھوں کو نہ دیکھ' کبھی آنکھ بھی پڑھ' کچھ سوالی بڑے خوددار ہوا

کرتے ہیں' بارالٰہی تجھے حسینؑ کی عزت و آبرو کا واسطہ' یہ متفرق دعائیں نہیں عجب عجب قسم کے مجھے واسطے دیئے ہوئے ہیں' بارالٰہی گھریلو مشکلات اور پریشانیوں میں کاروبار کی مشکلات ہیں' رزق کا مسئلہ ہے' روزگار کا مسئلہ ہے' باہر جانا ہے' خالق عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی خواہش ہے' متفرق قسم کی خواہشات ہیں۔

خالق ہم تیرے دربار میں سوالی ہو کے پنجتن پاک کا واسطہ دے کے چہاردہ معصومینؑ کا واسطہ دے کے' انبیاءؑ و اولیاءؒ کا واسطہ دے کر آج کی رات کے شہید کا واسطہ دے کر گزارش کرتے ہیں' مہربانی فرما' ہم بھکاریوں کے خالق جس جس بہن اور بھائی نے یہ دعائیں لکھ کے بھیجی ہیں' قبول فرما' ہمیں شرمسار نہ کرنا' مایوس نہ کرنا' خالق' بارالٰہی کچھ بچوں نے امتحان دیئے ہوئے ہیں خالق تجھے ۷۲ کے امتحان کا واسطہ ان بچوں کو امتحان میں کامیابی عطا فرما' جنہوں نے امتحان دے کر ڈگریاں حاصل کی ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں خالق ان کو روزگار عطا فرما' جو روزگار کی تلاش میں مایوس ہو چکے ہیں خالق انہیں روزگار عطا کر' بارالٰہی جنہیں نوکریاں نہیں ملتیں' انہیں نوکریاں عطا کر' امتحان میں کامیابی عطا کر' جو تعلیم میں اپنا مستقبل سنوارنا چاہتے ہیں ان کے مستقبل کو سنوار دے۔

بارالٰہی (سب مل کے دعا مانگنا) شامِ غریباں کے بعد بے جرم و بے خطا قید ہونے والوں کا واسطہ جو بے جرم وخطا قید ہوں' خالق ان قیدیوں کا واسطہ جن کے ہاتھوں میں رسیاں مرنے کے بعد بھی نہیں اتریں' بے جرم اسیروں کو خالق رہائی عطا کر' آلِ محمدؐ کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دے' شیعان علیؑ کی عزت و ناموس کی محافظت فرما۔

بارالٰہی جو مومنین و مومنات حج و زیارات معصومینؑ کے لئے ترس رہے ہیں'

انہیں حج و زیارات معصومین نصیب فرما' سیدالشہداءؑ اور ان کی اولاد کے مزارات جہاں کہیں بھی ہیں' ہمارے لئے وجہ زیارات تو نے انہیں بنایا تھا' ہمیں زیارات کی سہولیات عطا فرما۔

بارالٰہی جو مومنین و مومنات وفات پا چکے ہیں' انہیں جوار معصومینؑ اور جوار سیدہ طاہرہؑ میں جگہ عطا فرما' بارالٰہی ہماری دعاؤں کو منظور فرما۔

قبولیت دعا کے لئے اتنی بلند صلواۃ پڑھیں جتنی جلدی چاہتے ہیں قبول ہو' صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں سارے حضرات..... ہے اجازت میں مصائب شروع کروں' اجازت ہے؟

حضور میں پرسہ شروع کرتا ہوں' شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت اور مصائب پڑھتے ہوئے زندگی گزر گئی' تمہیں روتے روتے مجھے پڑھتے پڑھتے' آج تک یہی دعا کی ہے میرے خالق علی اکبرؑ کی شہادت پڑھتے ہوئے کبھی موت آ جائے' میرے خالق' اس سے بڑی موت کوئی نہیں۔

جتنے سید اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں ان سے میں دست بستہ اجازت لیتے ہوئے ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ جنازہ ان کے گھر کا ہے' کوئی امتی نہ روئے' کوئی بات نہیں' خصوصاً جوان سید زادے پرسہ دیں' سید زادیاں بھی پرسہ دیں' رات آج کی ہے جتنا پرسہ دے سکتے ہو' پرسہ دو' جب چیخ نکلے تو اس وقت کچھ مانگ لینا' اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا' یہ میرے پانچویں معصومؑ کا فرمان ہے' میرا پانچواں معصوم کہتا ہے کہ اگر کسی مومن یا مومنہ کی دعا کسی وجہ سے قبول نہ ہوتی ہو' یہ معصوم محمد باقرؑ کا فرمان ہے' شک حرام ہے' معصوم فرماتے ہیں' کسی مومن یا مومنہ کی دعا کسی عبادت سے قبول نہ ہوتی ہو' اسے چاہئے کہ وہ اپنے گھر میں مجلس پڑھوائے' جتنے

مومنین و مومنات آ سکتے ہوں' اپنی استطاعت کے مطابق بلائے' اس مجلس میں ذاکر سے فرمائش کرو کہ وہ شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت پڑھے۔ امام باقرؑ فرماتے ہیں جس مجلس میں شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت پڑھی جائے کوئی اور آئے یا نہ آئے' چار ہستیاں ضرور آتی ہیں' ایک تو میرا بیمار بابا جناب سجادؑ ضرور آتا ہے' مجلس کے آخر میں آ کے بیٹھ جاتا ہے' جب اکبرؑ کی شہادت کے مصائب سنتے ہوئے کوئی مومن چیخ مار کے روئے میرا بابا وہاں سے اٹھتا ہے' آہستہ آہستہ وہاں سے چلتا ہوا میرا بیمار بابا اس مومن کے قریب بیٹھ جاتا ہے' عمامہ اتار کے مجلس کی خاک لے کے اپنے بالوں میں ملا کے زخمی ہاتھ بلند کر کے کہتا ہے' بارالٰہی اس مومن نے میرے بھائی کو گھوڑے سے اترتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے بھائی کے سینے میں برچھی لگتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے ضعیف بابا کو میرے جوان بھائی کے سینے سے برچھی نکالتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے پردہ داروں کو اکبرؑ کے غم میں بال کھول کے روتے ہوئے نہیں دیکھا' بارالٰہی تجھے اکبرؑ کی ادھوری جوانی کا واسطہ اس کی دعاؤں اور مقاصد کو قبول فرما اور اسے اس غم کے علاوہ کوئی غم نہ دینا۔

باقرؑ فرماتے ہیں' جب میرا بابا یہ دعا مانگتا ہے' مستورات میں میری چار پانچ سال کی پھوپھی سکینہؑ کھڑے ہو کے دعا مانگتی ہے' خالق یہ میرا وہ بھائی ہے جس نے شام کے بازار میں تجھ سے کچھ نہیں مانگا' خالق آج یہ تجھ سے دعا مانگ رہا ہے اس کی دعا کو ٹھکرانا نہیں' ایک سجادؑ ایک سکینہؑ چار ضرور آتے ہیں۔ (معیار بڑھاتے آؤ' بھیک تم نے مانگنا ہے' سوال تم نے کرنا ہے' آنسو تم نے بہانا ہیں' میں نوکر ہوں پڑھتا جاؤں گا) ایک سجادؑ ایک سکینہؑ' باقرؑ نے فرمایا کہ چار آتے ہیں دو اور کون آتے ہیں؟ سوال کرو محسن نقوی سے دو اور کون آتے ہیں؟ سجادؑ اور سکینہؑ کے علاوہ دو اور کون ہیں؟

ایک وہ جو اللہ جانے آج بھی اس کے سر پر چادر ہے یا نہیں' (ہاں ماتمی بن کے بیٹھو) اللہ جانے آج بھی اس کے سر پر چادر ہے یا نہیں' مخدومہ عالمؑ اور ایک جناب فضہؓ۔

جناب فضہؓ' جناب زینبؑ' جناب سکینہؑ یہ مستورات' اللہ جانے کہاں آ کے بیٹھی ہیں؟ ادھر مردوں میں جناب سجادؑ اللہ مجھے موت دے دے' اگر میں غلط پڑھوں' آج کی رات چونکہ مجلس عزا میں ذکر علی اکبرؑ ہو رہا ہے' جب پتہ چلا ہوگا' بی بی زینبؑ کو جب بھی جہاں بھی مجلس ہو' شہادت علی اکبرؑ کے نام سے منسوب ہو' بی بی زینبؑ ضعیف ہتھیلیاں آج بھی دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کے اٹھتی ہے اور کہتی ہے اماں فضہؓ مجھے میرا برقعہ دے' علی اکبرؑ کا پرسہ دینے والے مجھے رو رہے ہیں۔

سفر کی عادی ہے' تم جانتے ہو (بلند کرو مصائب اور بھیک مانگتے آؤ) یہ وہ اکبرؑ ہے اگر تجھے معلوم ہو جائے تو اتنا روئے گا جتنا رونے کا حق ہے' باقرؑ کہتے ہیں' اگر کوئی دعا کسی طرح سے قبول نہ ہوتی ہو' اکبرؑ کے نام کی مجلس کرا لیا کرو' اس میں دعا مانگا کرو' بی بی زینبؑ آتی ہے اور آمین کہتی ہے۔ مومنو! بی بی زینبؑ کو دکھ بھی زیادہ تھا علی اکبرؑ کا مومنو' جب رہا ہو کے آئی ہے نانا کی قبر پر' کافی دیر تک نانا کے روضے کی دہلیز پکڑ کر نانا کی قبر دیکھتی رہی ہے' کافی دیر کے بعد زینبؑ کے خشک لب ہلے' بی بی کہتی ہے زمانے کے رسولؐ (میرا یہ لفظ ضائع ہوا مجھے قبر میں دکھ ہوگا) کافی دیر نانا کے روضے کی دہلیز پکڑ کے نانا کی قبر کو دیکھتی رہی' کافی دیر کے بعد کلثومؑ کہتی ہے سلام تو کر' زینبؑ کے خشک لب ہلے' بی بی کہتی ہے زمانے کے رسولؐ باغی کی ضعیفہ بہن سلام کہتی ہے۔

میرا ایمان ہے قبر پھٹی' قبر شق ہوئی' رسولؐ قبر سے باہر آئے' آواز آئی'

زینبؑ بیٹا' میرے قریب آ' بی بی کہتی ہے نانا مجھے شرم آتی ہے' میرا سر زخمی ہے۔ آواز آئی' آ میں تیرے سر پر بوسہ دوں۔ آواز آئی' زینبؑ میرے قریب آ' مجھے بتا کہاں کہاں ظلم ہوئے؟ کون کون سے ظلم ہوئے؟ دیکھ کے کہتی ہے' نانا نہ پوچھ۔ آواز آئی' زینبؑ تیرا سر سفید ہو گیا' تیری کمر جھک گئی۔ آواز آئی' نانا سوال کریں زندہ کیسے آ گئی؟

(سلامت رہو' سلامت رہو' ماتم کرتے آؤ)

رسولؐ فرماتے ہیں' زینبؑ بتا کہاں کہاں ظلم ہوا؟ بی بی زینبؑ رو کے کہتی ہے' نانا مجھے تیری نبوت کی قسم' بابا کی عظمت کی قسم' ماں زہراؑ کے زخمی پہلو کی قسم' نانا مجھے حسنؑ کے جنازہ پر تیر نے لگنے کی قسم' نانا حسینؑ کی خاموشی کی قسم' اتنی قسمیں کھا کے کہتی ہوں نانا نہ پوچھیں۔ آواز آئی' زینبؑ بتا کہاں کہاں ظلم ہوئے؟ کہتی ہے' نانا کیا کیا بتاؤں؟ تیرے دربار میں کھڑے ہو کر تیری قسم کھا کر' بابا کی قسم' ماں کی قسم' حسنؑ کی قسم' حسینؑ کی قسم کھا کے کہتی ہوں' نانا!

پچھتائے گا وہ ظلم جو زینبؑ پہ نہیں ہوا' نانا سارے غم بھول جاؤں گی' مگر ایک ظلم میں قبر کی دیواروں تک نہیں بھولوں گی۔ آواز آئی' زینبؑ کون سا ظلم؟ آواز آئی' نانا کربلا سے شام تک ہر موڑ پر نو نو دفعہ میرے علی اکبرؑ کا قاتل مرے سامنے آ کے مسکراتا تھا۔

آواز آئی' نانا میرے اکبرؑ کا قاتل میرے سامنے آ کے مسکراتا تھا۔

میں نے تمہیں باقرؑ کا فرمان سنایا ہے' دوسرا فرمان علی اکبرؑ کی شہادت پڑھنے سے پہلے بی بی زینبؑ کا بھی سن لیں۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے کہ ذاکر کو چاہئے کہ میرے اکبرؑ کی شہادت زیادہ نہ پڑھے۔ پوچھا گیا' بی بی کیوں؟ آواز آئی' اس لئے

کہ ذاکر میرے علی اکبرؑ کی شہادت پڑھے' کوئی مومن یا مومنہ نہ روئے مجھ زینبؑ کا دل قبر کے اندر دکھتا ہے' میں کہتی ہوں کہ اس سے بہتر تو تھا کہ اس مجلس میں نہ آیا ہوتا' میں جو ۲۶ شہر' ۷۲ بازار' ۱۴۶ گلیاں' ۲۸۸ موڑ' ۲ '۲ لاکھ کے ہجوم میں دیکھتی گئی ہوں کہ کوئی مجھے اکبرؑ کا پرسہ دے' ماتم کرنا ہے تو ماتم کرو' چپ کر کے نہ مصائب سنے جاتے ہیں اور نہ ہی سنے جاتے ہیں۔

مجھے آج خود اپنی زندگی کا پتہ نہیں' منصوبہ بنا کے کھڑا ہوں' بی بی زینبؑ قبول کرے' سنتا آ' جی بھر کے بی بی زینبؑ کو پرسہ دو' جناب باقرؑ کا فرمان بھی سن چکے ہو' بی بی زینبؑ کا فرمان بھی سن لیا۔

ایک واقعہ بھی سن لیں۔

حسینؑ کی قبر کا مجاور ہے' نام ہے شیخ مہدی علیہ الرحمہ' حسینؑ کی قبر کا مجاور ہے' ایک قافلہ گیا پاکستان سے یا ہندوستان سے' حسینؑ کی قبر پہ' اس قافلے میں سارے مومنین اور مومنات تھے' انہوں نے شیخ مہدیؒ سے کہا کہ ہمیں مجلس سنا' شیخ مہدیؒ نے حسینؑ کی قبر پہ ہاتھ رکھ کے علی اکبرؑ کی شہادت پڑھی' مومنین اور مومنات بے ہوش ہو گئے' کافی دیر کے بعد ہوش آیا' ہر کوئی عبادت کر کے کے چلا گیا۔ شیخ مہدیؒ گھر آیا' رات کو سویا' اس نے خواب میں دیکھا' زمانے کا رسولؐ' عمامے کے پیچ گردن میں ہیں' پاؤں میں نعلین نہیں' سر میں خاک' عبا کے بٹن کھلے ہوئے' ''وانبیاء وانبیاہ'' کہتے آ رہا ہے' مٹی بالوں میں' رسولؐ کے پیچھے ایک مستور ہے' سیاہ برقعہ ہے' ایک ہاتھ پہلو پہ رکھا ہوا ہے' وہ بھی ''وابتیا وابتیا'' کہتی ہوئی آ رہی ہے' شیخ مہدیؒ کی سمجھ میں آ گیا کہ رسولؐ کے پیچھے بتولؑ ہے۔

شیخ مہدیؒ رسولؐ کی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھا' رسولؐ پیچھے ہٹے' شیخ

ہے یارسول اللہؐ کوئی ناراضگی؟ رسولؐ فرماتے ہیں' شیخ مہدیؒ! ضرور پڑھنا تھی علی اکبرؑ کی شہادت؟ مولاؑ میں نے غلط پڑھی تو معافی چاہتا ہوں۔ آواز آئی' رسولؐ رو کے کہہ رہا ہوں' جو کچھ پڑھا ہے صحیح پڑھا ہے' کم پڑھا ہے۔

آواز' آئی مولاؑ کیوں نہ پڑھوں۔

رو کے منہ پہ ماتم کر کے رسولؐ کہتا ہے' شیخ مہدیؒ جب سے تو نے اکبرؑ کی شہادت پڑھی ہے' کبھی شام میں زینبؑ بے ہوش ہو جاتی ہے' کبھی کربلا میں حسینؑ بے ہوش ہو جاتا ہے' کبھی میں اور زہراؑ شام جاتے ہیں' کبھی میں اور زہراؑ کربلا آتے ہیں۔

نہ پڑھا کر علی اکبرؑ کی شہادت' نہ زینبؑ برداشت کر سکتی ہے' نہ حسینؑ برداشت کرسکتا ہے۔

(سلامت رہو' کرتے آؤ ماتم' کیا خبر اگلے سال کوئی زندہ رہے یا نہ رہے' مولاؑ تمہاری دعائیں قبول فرمائے' آج کی رات کے صدقے میں تمام مؤمنین' ایک دوسرے سے بے نیاز ہوکر شبیرؑ کے بیٹے کے غم میں ماتم کرنے والو! سجادؑ مولا تمہاری دعائیں سنے' اگر سمجھ میں آ رہی ہے میری بات تو کرتے آؤ ماتم میرے ساتھ' تین فرمان تم نے سن لئے' روتے آؤ میرے ساتھ' طبیعت ملاتے آؤ' حسینؑ کرم کرے گا' دو آنسو آ جائیں گے اکبرؑ کے حصے کے)۔

(اگر آنسو نہ رہے ہوں' بی بی زینبؑ آج شام میں نہیں' یہیں کہیں بیٹھی ہو گی' کہہ دے بی بی زینبؑ میری آنکھ میں دو آنسو دے دے' تاکہ میں رو لوں' علی اکبرؑ کو' تاکہ شرمسار نہ ہوں میری آنکھیں)۔

(اب دو اجازت' سلامت رہو' ماتم بھی کرتے آؤ' تین باتیں میں نے بتا

دیں' اب تمہیں مقام معلوم ہو گیا)۔

(مولاؑ تمہیں امتحان میں کامیابی عطا کرے' قاسم بھائی تمہارا روزگار وسیع ہو)۔

(اب ہے اجازت پڑھوں علی اکبرؑ کی شہادت؟ یا ثانی زہراؑ میری آقازادی کرم کر' پورے پاکستان میں عشرے کی مجالس میں اگر کوئی ذاکر اتنا مصائب پڑھ لے تو کافی ہوتا ہے' میں یہاں دو دو گھنٹے متواتر مصائب پڑھتا ہوں' پھر بھی میرے دوست مجھے کہتے ہیں کہ محسن تم مصائب زیادہ کیوں نہیں پڑھتے؟ میں کہتا ہوں مر جاؤں' سننا چاہتے ہو نا مصائب' تو پھر سنو' جتنا جی چاہے' اگر برداشت کی قوت ہے تم میں' تو ٹکریں مار کے رو گے)۔

(سن لو مصائب' جیسے تمہارا جی چاہے' رات آخری ہے' پہلا لفظ سن لینا) ڈھل گئی دسویں کی رات' ہو گئی دسویں کی صبح...... (روتا بھی آ' سنتا بھی آ' ماتم بھی کرتا آ) میں نے کہا کہ ڈھل گئی دسویں کی رات...... ہو گئی دسویں کی صبح' نہ ہوتی یہ صبح نہ زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا' نہ بہنوں کے بھائی مرتے' نہ معصوم بیبیاں یتیم ہوتیں' نہ بی بی زینبؑ کے سر سے چادر اترتی' نہ بی بی زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا۔

(ڈھل گئی دسویں کی رات...... ہو گئی دسویں کی صبح...... بار بار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تیرے ذہن میں مصائب آئے) ہو گئی دسویں کی صبح' ادھر دسویں کی صبح ہوئی' ۵۷ سال کا ضعیف حسینؑ کمر پہ ہاتھ رکھ کے اٹھا' آہستہ سے کہتا ہے اکبرؑ بیٹا میرے قریب آ' اکبرؑ قریب آیا' حسینؑ کہتا ہے آخری صبح ہے...... تیری شکل اور آواز نانا محمدؐ سے ملتی ہے' اکبرؑ بیٹا آج نانا محمدؐ کے لہجے میں اذان دے۔

آواز آئی' علی اکبرؑ بیٹا آ میرے قریب آ' نانا محمدؐ کے لہجے میں اذان

دے ..... تاکہ انہیں پتہ چلے کہ رسولؐ ہمارا بھی کچھ لگتا ہے' ہوسکتا ہے تیری آخری اذان سن کے مسلمان یہ سوچیں کہ میں بھی محمدؐ کا کچھ لگتا ہوں۔

(ہمیں کہتے ہیں روتے کیوں ہو؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ مر کیوں نہیں جاتے؟)

ہائے غربت حسینؑ کی' کربلا کی ریت پہ اکبرؑ نے تیمم کیا' تیمّم کر کے دونوں ہاتھ رخساروں پہ رکھ کے اکبرؑ نے کہا:

"اللہ اکبر"

اللہ اکبر کی آواز حسینؑ کی بہنوں نے سنی' زینبؑ نے قرآن بند کر کے قرآن سر پر رکھا' آواز آئی' اکبرؑ تیری زندگی دراز...... آواز دی' اماں فضہؓ میرے قریب آ...... حسینؑ سے کہہ تیری بہنیں کہتی ہیں اکبرؑ کی ہے آخری اذان...... اللہ جانے پھر سنیں یا نہ سنیں' اکبرؑ سے کہہ......اذان بلند آواز سے کہے۔

بی بی فضہؓ آئی' اس نے کہا مولاؑ! اکبرؑ کی آخری اذان ہے' پھر کوئی سنے یا نہ سنے' تیری بہنیں کہہ رہی ہیں کہ اکبرؑ سے کہہ اذان بلند آواز سے کہے۔

حسینؑ آئے اکبرؑ کے پاس...... کہا' اکبرؑ اذان بلند آواز سے دے' میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔ اکبرؑ نے کہا' بابا کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ نے کہا' میری بہنیں۔ اکبرؑ نے پھر کہا' بابا کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ بیٹا بتا تو رہا ہوں کہ میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ایک دفعہ پھر بتا دے' میری اذان کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔

اکبرؑ کہتا ہے' بابا انصاف تو کر...... تیری بہنیں تو میری اذان سنیں...... اور

میری بہنیں...... بابا انصاف تو کر' تیری بہنیں تو میری اذان سنیں اور میری بہن صغریٰؑ ...... جو صبح کے وقت روزانہ زہراؑ کی حویلی میں' میرے قدموں کے نشان پہ منہ رکھ کے میرا انتظار کر رہی ہے' بابا تو امامؑ ہے۔

(سنبھال لو' اس کو...... تو سنو مصائب' کیا خبر پھر پڑھنا نصیب ہو یا نہ ہو......)

آواز آئی' بابا تو امامؑ ہے' آج معجزہ دکھا' میں اذان دیتا ہوں' میری صغریٰؑ مدینے میں سنے...... حسینؑ رخسار پر بوسہ دے کے کہتا ہے شاباش اکبرؑ دے اذان آج تیری بہن تیری اذان مدینے میں سنے گی...... دے اذان......

اکبرؑ نے دونوں ہاتھ رخساروں پہ رکھے' ساری طاقت صرف کر کے اکبرؑ کہتا ہے ''اللہ اکبر''...... (بے انصاف لوگو! کہتے ہو شیعہ روتے کیوں ہیں؟)...... اکبرؑ کہتا ہے ''اللہ اکبر''۔

(او میری سفید سر والی ماں' تو ماتم کر رہی ہے) جب اکبرؑ نے کہا ''اللہ اکبر' اکبر کی ''ر'' ختم نہیں ہوئی...... زہراؑ کی حویلی میں اکبرؑ کے نقش قدم پہ اپنا منہ رکھ کے سوئی ہوئی صغریٰؑ تڑپ کے اٹھی' دوڑتی ہوئی گئی' آواز آئی' نانی ام سلمٰیؑ! جاگ میرا اکبرؑ آ گیا' نانی جاگ میرا اکبرؑ آ گیا۔ جناب ام سلمٰیؑ کہتی ہے' صغریٰؑ تو نے خواب دیکھا ہو گا' کہاں عراق...... کہاں...... مدینہ۔

صغریٰؑ کہتی ہے' نانی میں حسینؑ کی بیٹی ہوں' میں نے خواب نہیں دیکھا' نانی میں نے اکبرؑ کی اذان اپنے کانوں سے سنی ہے' میرا اکبرؑ اذان دے رہا ہے۔ (حوصلہ' حوصلہ' میری آقا زادی یہ دیکھ' تیرے اکبرؑ کا پرسہ دینے والے...... یہ دیکھ تیرے اکبرؑ کا پرسہ دینے والی بیبیاں)

یہ وہ صغریٰؑ ہے جب اکبرؑ آیا تا اسے ملنے کے لئے' رو کے کہتی ہے مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے؟ اکبرؑ کہتا ہے صغریٰؑ تو بیمار ہے۔ صغریٰؑ کہتی ہے' اکبرؑ مجھے اٹھا' اکبرؑ نے اٹھایا' اکبرؑ کی عبا سے منہ صاف کیا' کانپتی ہوئی صغریٰؑ کھڑی ہو گئی' رو کے کہتی ہے' اب میں بیمار نہیں' مجھے ساتھ لے چل' میں جہاں کہوں میں بیمار ہوں' بے شک مجھے واپس بھیج دینا' اکبرؑ میں اب بیمار نہیں ہوں۔

اکبرؑ نے اذان دی' زہراؑ کی بیٹیوں نے سنی' حسینؑ نے نماز پڑھائی' (حسینؑ سے اولاد لینا ہے' حسینؑ سے رزق لینا ہے' حسینؑ سے امتحان میں کامیابی لینا ہے' حسینؑ اپنے والدین کے لئے آنکھ چاہیں' حسینؑ کا واسطہ ذرا درد بڑھاتا آ...... دو جملے سن)۔

حسینؑ نے نماز پڑھائی' چلے گئے بنی ہاشم' حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تو نہ جا۔ کیوں بابا؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ میرے ساتھ آ...... دور ایک ٹیلے کی اوٹ میں لے گیا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ بیٹھ جا' اکبرؑ بیٹھ گیا' حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ ذرا چہرے سے نقاب ہٹا۔ اکبرؑ نے نقاب ہٹایا' دوسرا' تیسرا' آخری نقاب ہٹایا۔

حسینؑ روتا بھی آتا ہے' نقاب بھی ہٹاتا آتا ہے' سارے نقاب اٹھا دیئے اکبرؑ کے چہرے سے' حسینؑ کی ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اکبرؑ کی کلائی ہاتھ میں لے کے' آسمان کی طرف دیکھ کے کہا...... بارالٰہی...... دیکھ تو سہی' تیرے دین کو بچانے کے لئے کیسے کیسے "ہیرے" مظلوم لے آیا ہوں۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تیری کیا عمر ہے؟ کہتا ہے' بابا ۱۸ سال۔ (میری اولاد قربان ہو جائے' ۱۸ سال کے جوانوں کی نسلیں ختم ہو جائیں' اکبرؑ نہ مرتا) آواز آئی' بابا

۱۸ سال' اسی لیئے تو میرے حسینؑ کا فرمان ہے' خنجر کے نیچے تیسری ضرب پر حسینؑ نے اپنے شیعوں کو ایک پیغام دیا ہے' جب ٹھنڈا پانی پیو' میری پیاس کو یاد رکھنا' جب چوتھی ضرب چلی تو حسینؑ نے زیر خنجر دعا دی کہ اے شیعو! جب اپنے نوجوان بیٹے کی شادی کرنا۔ (خدا تمہارے بیٹوں کی عمر دراز کرے) میری دعا ہے کہ جب تم اپنے نوجوان بیٹے کی شادی کرو' شادی میں بہت زیادہ براتی آئیں گے' جب براتی آ جائیں تیرے بیٹے کے سر پر سہرا سج چکے' براتیوں سے اجازت لے کے اپنے بیٹے کو گھر لے آنا' ایک بند کمرے میں آ کے' اس کے چہرے سے سہرا الٹ کے' اس کا دایاں بازو پکڑ کے کربلا کی طرف منہ کر کے کہہ دینا' حسینؑ تیرے اکبرؑ کا بہت افسوس ہے' مولا تیرے اکبرؑ کی جوانی کا بڑا ارمان ہے۔

حسینؑ کہتا ہے (میں دعا کروں گا' اللہ تیرے جوان بیٹے کی زندگی دراز کرے گا' سلامت رہو' لگاتار مصائب پڑھتا ہوں' آنکھیں خشک نہ ہونے پائیں!)۔

آواز آئی' اکبرؑ تیری کیا عمر ہے؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ۱۸ سال۔ میری کیا عمر ہے؟ آواز آئی' بابا تو ضعیف ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ آخر انجام کیا ہے' نتیجہ؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ایسے سوال کیوں کرتا ہے؟ نہ تو ابراہیمؑ ہے' نہ میں اسماعیلؑ ہوں' نہ میری ماں ہاجرہؑ ہے اور نہ تیری بہن ہے۔ بابا تو مجھے لے چل' مجھے اجازت دے دے بابا میں موت کی طرف چلا جاتا ہوں۔

نہ میری ماں سے پوچھ' نہ اپنی بہن سے پوچھ' نہ تو خود سوچ' مجھے اجازت دے دے' میں چلا جاتا ہوں۔ آواز آئی' اکبرؑ شاباش...... آ تیری ماں زینبؑ سے اجازت لیں۔ اکبرؑ کہتا ہے... بابا ایک ماں سے تو رات اجازت لے آیا ہوں...... حسینؑ کہتا ہے اکبرؑ تیری ماں زینبؑ ہے۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا بی بی زینبؑ نے تو مجھے

پالا ہے' میری ماں تو لیلیٰؑ ہے۔

حسینؑ ہتھیلیاں ٹیک کے اٹھا' اکبرؑ تجھے کس نے بتایا؟...... اکبرؑ نے کہا' بابا آدھی رات کے وقت میں اور چچا عباسؑ تیرے خیمے کے گرد پہرہ دے رہے تھے' میرا چچا عباسؑ جلدی سے خیمے سے کرسی لے آیا اور مجھے کہا' اکبرؑ اس پر بیٹھ۔ میں نے کہا چچا' میں آپ کے سامنے کرسی پر کیسے بیٹھوں؟

تو میرا بزرگ ہے' تو میرا استاد ہے' ادب اجازت نہیں دیتا۔ بابا میرے چچا نے مجھے کہا' اکبرؑ میں تجھے اکبرؑ سمجھ کے نہیں' ہم شکل پیغمبر محمدؐ سمجھ کے کرسی پر بٹھاتا ہوں' میں علیؑ بن کے قدموں میں بیٹھتا ہوں۔

بابا میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تو تو کرسی پر بیٹھ گیا اور میرا بھائی؟ آواز آئی' جیسے نمازی تشہد میں بیٹھتا ہے' چچا ایسے بیٹھ گیا۔

میرے چہرے سے نقاب الٹنا شروع کیے' بابا زندگی میں پہلی بار میرا چچا اتنا رویا' اتنا رویا' اتنا رویا کہ چچا عباسؑ کی ریش آنسوؤں سے تر ہوگئی' روتے روتے چچا نے ایک خیمے کو دیکھا' چچا عباسؑ کی چیخ نکل گئی' آواز آئی' وہ تو مرجائے گی۔ میں نے کہا' چچا کون؟ آواز آئی' تیری ماں لیلیٰؑ ......

میں نے کہا' چچا میری ماں تو زینبؑ ہے۔ آواز آئی' اکبرؑ تیری ماں لیلیٰؑ ہے' جو ۱۸ برس سے ترس رہی ہے تجھے بیٹا کہنے کے لئے۔ میں نے کہا' چچا! وہ مجھے بیٹا کیوں نہیں کہتی؟ چچا عباسؑ نے کہا کہ وہ تیری ماں زینبؑ سے ڈرتی ہے کہ کہیں ناراض نہ ہوجائے......

اکبرؑ اگر تو چاہے تو تجھے ماں لیلیٰؑ سے ملواؤں؟ میں نے کہا' ضرور ملوا۔

حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ پھر؟ (لے لو سانس...... اگر تھک گئے ہو تو' نرم دل

شیعہ ہے' تھک جاتا ہے' گرمی زیادہ ہے' حبس بڑھ جاتی ہے' جیو عزادارو!......) آواز آئی چچا عباسؑ اٹھا' اٹھ کے گیا' میری ماں کے خیمے کا پردہ اٹھایا' ادھر دیکھ کے مجھے اشارے سے کہا' اکبرؑ ذرا جلدی آ...... حسینؑ بیتاب نگاہوں سے کہتا ہے' اکبرؑ پھر...... اکبرؑ کہتا ہے' بابا میں گیا' میں نے خیمے کا پردہ ہٹایا' میں نے دیکھا' خیمے کے آخری کونے میں میری ماں لیلیٰؑ زمین پہ بیٹھ کے اپنے دونوں بازوؤں پر اپنا سر رکھ کے خاموش بیٹھی ہے' کبھی کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے ٹھنڈی سانس لے کے کہتی ہے' کیا ہوا اس نے پالا ہے؟ ''ہے تو میرا بیٹا''۔

کیا ہوا اس نے پالا ہے' اکبرؑ ہے تو میرا بیٹا......؟

بابا میرا جگر ہلتا تھا' میں نے کہا' چچا اب کیا کروں؟...... عباسؑ نے کہا' اکبرؑ ماں کو سلام کر۔ بابا...... میں نے کہا' اماں میرا سلام۔ بابا جب میں نے کہا نا' اماں میرا سلام' میری ماں نے مجھے دیکھا۔ میں نے پھر کہا' اماں میرا سلام۔ بابا میری ماں نے ضعیف ہتھیلیاں زمین پر رکھیں۔ میں نے کہا' اماں میرا سلام' بابا میری ماں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آئی۔ میں نے پھر کہا' اماں میرا سلام' بابا میرا لہجہ صحیح نہیں تھا' میری زبان کانپ رہی تھی' میرے ہاتھ کانپ رہے تھے' میں نے پھر کہا' اماں......میرا سلام......

میری ماں مظلومہ بن کے آئی' کافی دیر میرا منہ دیکھتی رہی' کافی دیر کے بعد مجھے دیکھ کے کہتی ہے' جوان! سلام مجھے کیا ہے؟ ''یا خیمہ بھول گیا ہے؟''

میں نے کہا' اماں میں اکبرؑ ہوں تو میری ماں لیلیٰؑ ہے' اماں میں تیرا بیٹا ہوں۔

بابا میری ماں لیلیٰؑ کہتی ہے' تجھے کس نے بتایا ہے؟ میں نے کہا' اماں مجھے چچا

عباسؑ نے۔ بابا' جب میں نے کہا نا کہ چچا عباسؑ نے بتایا ہے۔ بابا میری ماں نے اپنی چادر سر سے اتاری' اپنے دونوں ہاتھوں پہ چادر رکھی' آواز آئی' میں دعا مانگتی ہوں تو آمین کہہ' میں نے کہا' اماں دعا مانگ۔ بابا میری ماں نے آہستہ سے کہا' بارالٰہی' بارالٰہی تجھے واسطہ ہے حسینؑ اور زینبؑ کی غیرت کا' عباسؑ کے فضل کی عمر دراز کر' اس نے مجھے میرا بیٹا ملایا ہے' پتہ تو چل گیا اکبرؑ کہ میں اس کی ماں ہوں۔ حسینؑ کہتے' اکبرؑ پھر؟ آواز آئی' بابا پھر میری ماں خاک پر بیٹھ گئی' ادھر میری ماں مٹی پر بیٹھ گئی' بابا جب میری ماں مٹی پر بیٹھ گئی تو میں نے کہا' اماں کوئی خواہش؟ اکبرؑ اگر تو میری خواہش پوچھتا ہے نا آ اپنا سر میری آغوش میں رکھ کے سو جا۔ میں نے کہا' اماں میں جوان ہوں' تو ضعیف ہے' اماں کیا کبھی جوان بیٹے ضعیف ماؤں کی آغوش میں سوتے ہیں؟ بابا میری ماں منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے' اکبرؑ بیٹا' بیٹا چاہے اکبرؑ ہو' ماں چاہے لیلیٰؑ ہو' بیٹا بچہ ہوتا ہے ماں کے سامنے۔

سامنے میری آغوش ترستی رہی ہے۔ بابا میں نے سر رکھا' ماں کی آغوش میں...... بابا میں سو گیا' کافی دیر میری ماں میرے چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کے اللہ جانے کیا کہتی رہی' تھوڑی دیر کے بعد میری ماں مجھے کہتی ہے' اکبرؑ جاگ' تیری پھوپھی زینبؑ قرآن کی تلاوت سے فارغ ہو گئی ہو گی' تیری پھوپھی ناراض نہ ہو جائے۔ اکبرؑ کہتا ہے' میں جانے لگا' میرے دامن میں ایک ہاتھ آیا' میں نے مڑ کے دیکھا' میری ماں کہتی ہے اکبرؑ رک جا' میں رک گیا۔ آواز آئی' عباسؑ وہ سامنے صندوق رکھا ہے' اٹھا کے لا' چچا عباسؑ صندوق لے آیا۔ میری ماں نے اس میں سے کچھ کپڑے نکالنا شروع کئے' کچھ چار سال کے بچے کے' کچھ چھ سال کے بچے کے' کچھ آٹھ سال کے بچے کے' کچھ دس سال کے بچے کے' کچھ بارہ چودہ سال کے بچے کے' کچھ سولہ

دیکھوں گی تو کیسے عمامہ باندھتا ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' سکینہؑ تو باہر چلی جا' برداشت نہیں کر سکے گی۔ آواز آئی' بابا...... میں تو مدینہ جاؤں گی' صغریٰؑ کو بتاؤں گی کہ بابا نے شادی کی رسمیں ایسے ادا کی تھیں' بابا مجھے صغریٰؑ نے وصیت کی تھی' اکبرؑ کو اکیلا نہ چھوڑنا' بابا آج تو اکبرؑ کو عمامہ باندھ رہا ہے' میں دیکھوں گی...... بابا باندھ عمامہ...... آخر میں تیری بیٹی ہوں......

حسینؑ نے عمامہ لیا' سب سے پہلے کہا' زینبؑ بہن اجازت ہے۔

(اب دیکھ میری طرف' سنبھل سکتا ہے تو سنبھل جا...... بی بی زینبؑ میری آقازادی تو یقیناً آئی ہوئی ہے...... میں تجھ سے اجازت لے کے مصائب شروع کر رہا ہوں)۔

حسینؑ نے کہا' اکبرؑ بیٹا ذرا سر جھکا' اللہ جانے کس قیامت کی گھڑی تھی۔ اَکبرؑ نے سر جھکایا' عرب کے دستور کے مطابق عمامے کا ایک پلو بڑا رکھا' بسم اللہ پڑھ کے عمامہ باندھنا شروع کیا' حسینؑ نے عمامے کے پیچ دینا شروع کئے' جیسے جیسے پیچ دیتا ہے' کربلا میں زلزلہ آتا ہے' جیسے عمامہ باندھتا جاتا ہے' خیمہ گاہ میں زلزلہ ہے' باہر زمین میں زلزلہ ہے' حسینؑ عمامہ باندھ چکا۔ حسینؑ نے کہا' اکبرؑ دیکھ...... ماؤں کو دیکھ لے' بہنوں کو دیکھ لے' پھپیوں کو دیکھ لے' ہر مستور کو سلام کر لے' اکبرؑ نے ہر بی بی کو سلام کی' آواز آئی بابا! ہر بی بی کو دیکھ چکا ہوں' سلام بھی کر چکا ہوں۔

حسینؑ نے اکبرؑ کو دیکھا' بی بی زینبؑ کو پھر دیکھا' سکینہؑ کو پھر دیکھا' ۶۴ مستورات کو دیکھا' بچوں کو دیکھا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ سر جھکا' اکبرؑ نے سر جھکایا' (اب اشارہ سمجھ لینا) حسینؑ نے عمامے کا بڑھا ہوا پلو اٹھایا' آہستہ سے پلو تحت الحنک کی طرح باندھ کے حسینؑ نے کہا' انا للہ و انا الیہ راجعون ٥ حسینؑ نے اکبرؑ کو

عمامہ باندھا' خیمے میں چیخیں بلند ہوئیں۔

(کرتا آ ماتم' کرتا آ ماتم..... تم برداشت نہیں کر سکو گے' اجازت دو مجھے' میں آگے پڑھوں' اچھا..... جی' جی' جی! میں پڑھتا ہوں سن سکتا ہے تو سن)۔

حسینؑ نے عمامے کا پلو اٹھا کے اس طرح باندھا اور کہا' انا للہ و انا الیہ راجعون ○

(حوصلہ' حوصلہ..... جی' لجی..... جی جی..... جی میری ماں..... جیسے تو کھڑے ہو کے رو رہی ہے کاش کوئی ایسے بی بی زینبؑ کو رونے دیتا' کاش کوئی ایسے سکینہؑ کو رونے دیتا)۔

حسینؑ نے اکبرؑ کو عمامہ باندھا اور کہا حوالے رب کے' حوالے اللہ کے' ہر مستور کی آواز آئی' ہائے جوانی' ہائے اکبرؑ' برباد مدینہ' ہائے صغریٰؑ تیری قسمت۔ حسینؑ نے مستورات کو دیکھا' آواز آئی' لیلیٰؑ نہیں آئی' اب جو فضہؑ گئی لیلیٰؑ کے خیمہ میں' کیا دیکھا؟ بی بی لیلیٰؑ کبھی اس دیوار سے' کبھی اس دیوار سے' کبھی خیمے کے اس کونے سے' کبھی اس کونے سے' فضہؑ کہتی ہے' لیلیٰؑ کیا تلاش کر رہی ہے؟ آواز آئی' مجھے نظر کچھ نہیں آ رہا' میرا اکبرؑ جا رہا ہے' میرا اکبرؑ جا رہا ہے' مجھے نظر کچھ نہیں آتا' میری آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی۔

(نہیں سن سکتے' نہیں سن سکتے)

حسینؑ کہتا ہے حوالے اللہ کے..... اکبرؑ گھوڑے پر سوار ہوا' کوئی بی بی باگ پکڑتی ہے' کوئی بی بی اکبرؑ کی عبا کا دامن پکڑتی ہے' ادھر اکبرؑ باہر آیا' ساڑھے تین سال کی بچی۔ (حوصلہ' حوصلہ' سنتے آؤ' ماتم کرتے آؤ' مصائب کی معراج آ گئی ہے' جو نہیں رو سکا اس کی اپنی قسمت) اکبرؑ باہر آیا۔

(او میری ماں' او میری بہن! حوصلہ' حوصلہ...... مجھے دو لفظ کہنے دو' اللہ جانے تم اکبرؑ کی شہادت کیسے سن سکو گی...... حوصلہ' حوصلہ)۔

ادھر اکبرؑ باہر آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے' اکبرؑ بھائی ذرا نیچے اتر' میرا قد چھوٹا ہے' میرا ہاتھ رکاب تک نہیں پہنچتا' ذرا نیچے اتر...... اکبرؑ نیچے اترا' سکینہؑ نے چادر بچھائی' کہا عبا کے بٹن کھول۔ اکبرؑ نے عبا کے بٹن کھولے' سکینہؑ نے اکبرؑ کے سینے پہ بوسہ دیا' آواز آئی' صغریٰؑ کے حصے کا بوسہ۔

صغریٰؑ نے کہا تھا' سکینہؑ میرے حصے کا بوسہ دینا۔

(کرتا آ ماتم...... کرتا آ ماتم...... او سید زادہ اسے سنبھال' یہ مومن مر جائے گا)۔

اکبرؑ اٹھا جانے کے لئے' (اب دیکھو میری طرف) اکبرؑ اٹھا دامن میں ہاتھ آیا' اکبرؑ نے دیکھا' سکینہؑ کیا کر رہی ہے' سکینہؑ اکبرؑ کی عبا کے دامن کے ساتھ اپنا دامن باندھ رہی ہے۔ اکبرؑ نے کہا' سکینہؑ کیا کر رہی ہو؟ سکینہؑ رو کے کہتی ہے' پلو باندھ رہی ہوں بھیا' صغریٰؑ نے کہا تھا' جب اکبرؑ کی شادی ہو میرے حصے کا پلو باندھنا۔ (آخری لفظ سن لو شہادت پھر کبھی پڑھوں گا' شاید اس سے آگے میں نہ پڑھ سکوں...... او میری ماں)۔

ادھر سے اکبرؑ گیا' حسینؑ کھڑا ہے ٹیلے پر' زینبؑ دیکھ رہی ہے' اندر سے سکینہؑ کھڑی ہے' اکبرؑ میدان میں پہنچا' لڑتے لڑتے' اکبرؑ گرا زین سے' حسینؑ گرا ٹیلے پر' سکینہؑ گری قنات کے دروازے پر' زینبؑ گری خیمے کے اندر......

جناب لیلیٰؑ گری مصلے پر' آواز آئی' ماں میری قربانی قبول کرنا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نہم

حضرت امام حسینؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔
مزاج عالی پر ناگوار نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں۔

حضرات گرامی!

میں شکرگزار ہوں آپ سب مومنین و مومنات کا کہ آپ نے اس عشرۂ محرم میں مکمل نظم وضبط کے ساتھ سید الشہداءؑ کی عزاداری کا حق ادا کیا اور دور دور سے اس بارگاہ میں تشریف لائے ہیں۔ میں دعاگو ہوں کہ کسی کا مقروض نہ رہنے والا حسینؑ آپ کو مجالس عزا میں حاضری کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ قبلہ سید اجمل حسین شاہ اور ان کے تمام صاحبزدگان نے جس انداز میں شبیرؑ کی عزاداری کی صف ماتم بچھائی، جس خلوص سے صف ماتم بچھائی، آپ سے اس دعا میں میرے ساتھ شریک ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ بصدق حسینؑ و اولاد حسینؑ سید اجمل حسین شاہ کو عزاداری سید الشہداءؑ کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ان کے تمام فرزندان گرامی کو خالق ہر قسم کی آفات سماوی سے مامون و محفوظ رکھے۔ سید علی اکبر عباس کو مولا شفائے کاملہ عطا

روزہ نہیں رکھنا' فاقہ کرنا ہے' فاقہ ضرور کریں' نماز ظہر تک اور اگر کوئی فاقہ کرنے والے کی فاقہ شکنی کرائے تو اس کا بڑا ثواب ہے' کوشش کرنا کہ کل دوپہر یعنی ظہر تک فاقہ کرنا۔

یہ بات ذہن میں رہے' تیسری بات جہاں بھی جاؤ عزاداری کے لئے جاؤ' مظلوم کی پرسہ داری کے لئے جاؤ' اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ کرنا' کسی ایسی بات کا مظاہرہ نہ کرنا جس سے عزاداری مظلوم کربلا کو نقصان پہنچے' زد پہنچے یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو' پاکستان دشمن عناصر کوشش کرتے ہیں' اس دن کو غلط رنگ دینے' شیعہ سنی کو لڑانے کی۔

لیکن شیعہ پرامن قوم ہے' پرامن رہتے ہیں' عزاداری کرتے ہیں' مظلوم کربلا کی...... میں مقامی انتظامیہ کا شکر گزار ہوں' سید اجمل حسین شاہ صاحب کی طرف سے جعفر علی میر صدر انتظامیہ کی طرف سے اور سید اختر جمیل کاظمی' ندیم عباس کاظمی اور ان کے بھائیوں کی طرف سے کہ عشرۂ محرم میں انہوں نے بھرپور تعاون کیا' خصوصاً پولیس کے جوانوں نے ہر قسم کا تعاون کیا' ہم ان کے شکر گزار ہیں اور مقامی انتظامیہ کے بھی شکر گزار ہیں۔

صلواۃ پڑھو...... میں مصائب شروع کروں' جو آنکھ غم حسینؑ میں رونے کی عادی ہے' اس کے لئے آج کی رات مصائب پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے' بہت سی آنکھیں رو رہی ہیں۔

یہ بہت سی فرمائشیں آئی ہیں کہ رات جہاں سے شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت کا مضمون چھوڑا تھا وہاں سے شروع کریں' لیکن میں چاہتا ہوں شبیہ ذوالجناح برآمد ہونا ہے اس لئے مظلوم کربلاؑ کی شہادت پڑھوں۔

میں کوشش کروں گا کہ ساری فرمائشیں پوری ہو جائیں' سارے حکم جو مصائب کے سلسلے میں دیئے گئے ہیں' پورے کروں' کل شام اسی مقام پر مجلس شام غریباں ہوگی' جب زیارت چلی جائے گی' اپنے وقت پہ جیسے مجالس ہوتی ہیں' شام غریباں ہوگی۔

اگلے سال اگر زندہ رہے تو انشاء اللہ یکم محرم کو پھر اکٹھے ہو کے کربلا گامے شاہ میں پھر عزاداری کا آغاز کریں گے' بشرط صحت و زندگی۔

رتیاں سیداں سیالکوٹ میں چار روزہ پاکستان کی سب سے بڑی مجالس عزا ہوں گی' اس کے لئے بھی ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ان مجالس میں ضرور شرکت فرمائیں' محمدؐ و آلِ محمدؐ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔

آیا ادھر یہ نام ادھر آنکھ تر ہوئی
پانی کو کتنا پیار ہے اب بھی حسینؑ سے

شب عاشور سے بار بار بی بی زینبؑ کہتی رہی' ڈھلنا نہیں' تو ڈھل گئی' زینبؑ کا بخت ڈھل جائے گا۔

آج کی رات کو حسینؑ نے تین حصوں میں تقسیم کیا' ایک حصہ اصحاب کے ساتھ' ایک حصہ اپنی بہن کے ساتھ' ایک حصہ عبادت ایزدی کیلئے۔

جو حصہ اصحاب کے لئے تھا' سب کو اپنے خیمے میں بلایا اور کہا یہ قوم میرے خون کی پیاسی ہے' میں نہیں چاہتا کہ تمہارا گھر برباد ہو' تمہاری بڑی مہربانی تم تشریف لائے...... چلے جاؤ' میں حسینؑ اپنی حجت تمام کرتا ہوں' جاؤ اپنے گھروں میں آرام سے رہو' زہراؑ کا بیٹا جانے' دین جانے' دین کے دشمن جانیں۔

جب کہا زہراؑ کا بیٹا جانے' دین جانے' دین کے دشمن جانیں' چلے جاؤ میں

حسینؑ ضامن ہوں تمہیں جنت بھی ملے گی' سب سے پہلے جناب حبیبؓ بن مظاہر کھڑا ہوا' حسینؑ کا بوڑھا صحابی' دیکھ کے کہتا ہے حسینؑ تجھے چھوڑ جائیں' کل تیرے نانا کو کیا منہ دکھائیں گے؟

(بڑے آرام سے سنتے آؤ' خود بخود آئیں گے آنسو' کیونکہ آج کی رات امانت ہیں آنسو...... حسینؑ کیلئے' جو مومن مجھے نظر آ رہے ہیں' مجھے پتہ ہے دو لفظ مصائب کے کہوں گا اور آپ کی آنکھوں سے وہ برسات جاری ہو گی جو کل تک نہیں رکے گی)۔

حسینؑ کہتا ہے عباسؑ بھائی چراغ بجھا دے' جناب عباسؑ نے چراغ بجھایا۔ حسینؑ کہتا ہے' میں خاموش بیٹھا ہوں' اب چلے جاؤ' پھر چراغ جلا' کوئی نہیں گیا۔ کہا اچھا یوں کرو' عباسؑ! ایک اور بات ہے' میں اکیلا رہ جاتا ہوں' زہراؑ کی بیٹیاں میرے ساتھ آئی ہیں' عباسؑ تم انہیں ساتھ لے کے وطن واپس چلے جاؤ۔

اب جو کہا نا تم سارے واپس چلے جاؤ' سارے کہتے ہیں مولاؑ یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا' تو یہاں اکیلا رہ جائے' زینبؑ وطن چلی جائے' یہ ناممکن ہے' علیؑ کی بیٹی جو مدینے سے تیرے ساتھ آئی ہے' مولاؑ وہ آپ کو تنہا چھوڑ کے کیسے جائے گی؟ ہم میں سے بھی کوئی نہیں جائے گا۔

جب کوئی نہیں گیا تو اس وقت حسینؑ نے کہا' میرے جیسے اصحاب میرے نانا کو بھی نہیں ملے' جیسے میرے اصحاب ہیں ویسے تو میرے نانا کو بھی نہیں ملے۔ کبھی کبھی میرا نانا کہتا تھا' آؤ' وہ آتے نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں' جاؤ' یہ جاتے نہیں۔

(سلامت رہو' آلِ محمدؐ تمہیں سلامت رکھیں) دوسرا حصہ رات کا بی بی زینبؑ کے لئے وقف کیا' اس حصے میں امام حسینؑ اور بی بی زینبؑ ایک دوسرے کے

آمنے سامنے بیٹھ گئے' کائنات کا عجیب بھائی ہے' کائنات کی عجیب بہن ہے' ساری رات بہن بھائی کے چہرے کو دیکھتی رہی' بار بار کہتی تھی حسینؑ بھری دنیا میں تیرا کوئی نہیں رہ گیا۔ حسینؑ کہتا' زینبؑ بہنیں جو ہیں وہ ساتھ ہیں۔

ایک وقت ایسا آیا دونوں بہن بھائی نے ماں کی وصیت پر عمل کیا' بار بار بی بی زینبؑ حسینؑ کے گلے پر بوسہ دیتی تھی' جب دے دے کے بوسے' کبھی گلے پہ' کبھی بھائی کی گردن پہ' کبھی بھائی کے سینے پہ۔ جب چپ ہوئی تو حسینؑ کہتا' اب مجھے ماں کی وصیت پوری کرنا ہے' ذرا اپنی کلائیاں مجھے دے' دونوں ہاتھوں پہ بوسے دے کے کہتا' کل ان ہاتھوں میں رسیاں ہوگی۔

رات کا تیسرا حصہ عبادت خدا میں صرف کیا' جو حصہ بی بی زینبؑ کے لئے وقف کیا تھا' اس حصے میں ہر خیمے کے دروازے پر جا کے دیکھا' ہر مستورا اپنے بیٹے کو قربانی بنا رہی ہے' تیار کر رہی ہے' حسینؑ کہتا ہے' شاباش۔

لیکن ایک خیمے کے باہر حسینؑ نے دیکھا' ایک مستور ہے لیکن اس کے سامنے اس کا بیٹا نہیں ہے۔ (سبحان اللہ...... میں نے عزاداری کے آداب بتا دیئے ہیں' پڑھنا نہ پڑے' خود بخود تیری آنکھوں سے آنسو جاری رہیں) حسینؑ نے دیکھا (افضال بھائی یہ لفظ سننا' جمشید بھائی' داؤد رضا صاحب مولاؑ آپ کو سلامت رکھے آلِ محمدؐ آپ سے راضی ہوں) حسینؑ نے دیکھا' ایک ضعیفہ ہے' خاک پہ بیٹھی ہے' برف کی طرح سفید سر ہے' زمین پہ لکیریں کھینچ کے کہہ رہی ہے' کیا ہوتا اگر آج تم بھی یہاں ہوتے؟ میں زہراؑ سے شرمسار نہ ہوتی' ہر ماں کل اپنے بیٹوں کو قربان کرے گی' میرے چار بیٹے ہیں' میں قربان نہیں کر سکتی' یہ کون ہے؟ ''فضہؓ''، حسینؑ کی کنیز' جسے حسینؑ ماں کہتا تھا۔ فضہؓ کے چار بیٹے تھے' کہتی ہے کیا ہوتا اگر تم آج میرے پاس

یہاں ہوتے؟ میں حسینؑ پہ قربان کر کے زہراؑ سے سرخرو ہوتی' اس وقت حسینؑ نے خیمے کے اندر قدم رکھا اور کہا اماں فضہؓ! تیرا بیٹا میں ہوں۔ ''واہ غریب نواز حسینؑ''

حسینؑ نے کہا' اماں فضہؓ! میں تیرا بیٹا ہوں۔ آواز سنی' حسینؑ کی اگرچہ ضعیفہ تھی' کنیز تھی' اٹھی' بتولؑ کا بیٹا' میں تیری کنیز ہوں' تو مجھے ماں کہتا ہے' یہ تیری غریب نوازی ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اماں کیا کہہ رہی تھیں؟ آواز آئی' میرے چار بیٹے ہیں' کاش وہ ہوتے' کل میں سرخرو ہو جاتی' پہلے اپنے بیٹے قربان کرتی' پھر کوئی ماں اپنا بیٹا قربان کرتی۔ حسینؑ کہتا ہے' اماں فضہؓ میں حسینؑ ہو کے وعدہ کرتا ہوں کہ کل جب میں میدان میں جاؤں گا' میں لاکھوں دشمنوں کے سامنے کہوں گا' میں بیٹا علیؑ کا ہوں' لیکن میری ماں فضہ ہے' اسی لئے حسینؑ جب میدان میں گیا فضہؓ دروازے میں آ کے کھڑی ہو گئی۔ زینبؑ کو پاس بلا کر بی بی فضہؓ کہتی ہے آ دیکھ' حسینؑ نے رات وعدہ کیا تھا آ دیکھ...... پورا کرتا ہے یا نہیں۔

حسینؑ نے جب میدان میں کہا کہ میں فضہؓ کا بیٹا ہوں تو اس وقت کربلا کی خاک اپنے سر اور اپنی پیشانی پر مل کے کہتی ہے مجھ غریب کے بیٹے اللہ تیری حفاظت کرے۔

(سلامت رہو' سنتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ' حکم کی تعمیل کر رہا ہوں' جہاں کل رات شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت چھوڑی تھی' وہاں سے شروع کر رہا ہوں)۔

سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' کافی وقت ہو گیا ہے' سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' اس لئے کہ یہ وہ شہادت ہے کہ حسینؑ نے کہا تھا' اکبرؑ تیرے بعد دنیا میں خاک رہ گیا ہے' یہ وہ شہادت ہے جس نے حسینؑ جیسے صابر سے کہلوایا تھا مجھے نظر کچھ نہیں آتا' تو آواز دیتا جا میں آتا جاؤں گا۔ یہ وہ شہادت ہے

کہ جس کے بعد بی بی زینبؑ نے حسینؑ سے کہا تھا کہ اب کیا کوئی رہے یا مرے میرا اکبرؑ تو چلا گیا۔ (ٹھیک ہے آپ نے حکم دیا ہے' تھوڑی سی یہ شہادت پڑھ کے آگے نکلتا ہوں۔

(سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' خدا کرے میں پڑھ سکوں)۔

حسینؑ پہنچا اکبرؑ کی لاش پہ' (میں نے پڑھ لیا' آپ نے سن لیا) حسینؑ اکبرؑ کی لاش پہ پہنچا' اکبرؑ کا ایک ہاتھ سینے پر' ایک ہاتھ پیشانی پر۔ آواز آئی' بابا میرا اسلام۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ کیا ہوا؟ آواز آئی' بابا تعظیم معاف میرا اسلام ادھورا ہے۔ اکبرؑ یہ کیا...... آواز آئی' بابا نہ پوچھ' اکبرؑ کہتا ہے' بابا یہ نہ پوچھ۔ حسینؑ کہتا ہے' کیوں اکبرؑ؟ آواز آئی' بابا ظالم نے برچھی ماری ہے' اس کا پھل اندر رہ گیا ہے۔ آواز آئی' اکبرؑ کس نے برچھی ماری؟ آواز آئی' بابا حصین ابن نمیر (لعنت) نے۔ آواز آئی' نکالی کیوں نہیں؟ آواز آئی' بابا وہ کہتا تھا میں نے سنا ہے حسینؑ بڑا صابر ہے' آج جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالے گا' مان لیں گے کہ حسینؑ صابر ہے۔

جب حسینؑ نے یہ سنا' حسینؑ نے آستینیں الٹیں' آستینیں الٹ کے آواز دی' اکبرؑ تیرا کیا ارادہ ہے؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا جیسے تیرا جی چاہے۔ آواز آئی' اکبرؑ تو میرے ساتھ تعاون کرے گا؟ تو جوان ہے' میں تیرا ضعیف باپ ہوں۔ آواز آئی' بسم اللہ بابا۔ حسینؑ نے......

(اب دیکھنا میری طرف' منظر ذہن میں رہے' جن کی رگوں میں حسینؑ کی محبت ہے' وہ اٹھ کر ماتم کرے گا) اکبرؑ کا سر اٹھایا' سر اٹھا کے اپنے زانو پہ رکھا' دوسرا زانو کھڑا کیا' بایاں ہاتھ اکبرؑ کے سر کے نیچے' دایاں ہاتھ برچھی کے پھل میں...... حسینؑ نے برچھی کا پھل ہلایا' اکبرؑ کا جسم ہلا' کربلا کی زمین ہلی' خیمے میں بی بی

زینبؑ قرآن پڑھ رہی تھی' آواز آئی' اماں فضہؓ زمین میں زلزلہ کیوں آ گیا؟ آواز آئی' سنبھل زینبؑ حسین اکبرؑ کے سینے سے برچھی کا پھل نکال رہا ہے۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

(آپ سید ہیں' آپ پرسہ دار ہیں' پتہ نہیں یہ آسمان کیسے سلامت رہا؟ یہ زمین کیسے سلامت رہی؟ اگر آپ اور ہم سب رہیں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ مجھے علیؑ کی عزت کی قسم سنبھل سنبھل کے سنتا آ' جتنا رو سکتا ہے رو)۔

حسینؑ نے برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' بی بی کھڑی ہے' خیمہ گاہ کے دروازے میں' آواز آئی' میرے بھائی کو پیغام دے' فضہؓ جا میرے بھائی سے کہہ تو صبر کا سلطان ہے گھبرا نہ' دشمن دیکھ رہے ہیں' میں زینبؑ ہوں' جیسے جی چاہے برچھی کا پھل نکال' لیکن ایک بات یاد رکھ میں نے بڑے ناز سے پالا ہے اکبرؑ کو...... میں نے بڑے ناز سے اکبرؑ کو پالا ہے۔

حسینؑ نے برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' آواز آئی' اکبرؑ سنبھل۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا جیسے تیرا جی چاہے برچھی نکال میں اکبرؑ ہوں' برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا ۵۷ برس کا باپ' ۱۸ سال کا جوان بیٹا' نبیؐ کی شکل والا۔

کربلا کی گرم ریت ہے' دو باپ بیٹا ہیں' سامنے دشمن ہے' حسینؑ نے اکبرؑ کے سینے میں لگی ہوئی برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' حسینؑ نے مڑ کے دیکھا' ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؐ سامنے کھڑے تھے۔ حسینؑ کہتا ہے' نانا رسولؐ ایک طرف ہو جا' دادا ابراہیمؑ آ گئے آ' دادا اسماعیلؑ آ گئے آ' آ دیکھ میں نے آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی۔ حسینؑ نے تین مرتبہ اکبرؑ کے سینے سے برچھی نکالنے کی کوشش کی' ہاتھ ڈالا' برچھی ہلائی' کوشش کی یا اچانک ایک ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں آیا' روک کے کہا' ایک منٹ ذرا

آرام کر۔ آواز آئی' تو کون ہے؟ آواز آئی' حسینؑ میں تیری ماں زہراؑ ہوں۔ (ماتم کرتے آؤ' کرتے آؤ ماتم)

آواز آئی' میں تیری ماں زہراؑ ہوں' حسینؑ میں رات سے یہاں آئی ہوئی ہوں' جلدی نہ کر۔ آواز آئی' اماں اجازت دے' میں جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالوں' حسینؑ نے برچھی کا پھل نکالا' اکبرؑ دیکھ میری طرف' اکبرؑ کا جگر ساتھ آیا۔ (بہت جلدی کر گیا ہوں) اکبرؑ کا جگر ساتھ آیا' بی بی زینبؑ کی آواز آئی' جب تک میں سر کے بال کھول کے رو نہ لوں' اکبرؑ کے جسم کا کوئی حصہ کربلا کی زمین کو نہ دینا۔ حسینؑ نے اکبرؑ کا جگر عبا کے دامن میں باندھا' آواز آئی زینبؑ تیری امانت میرے پاس ہے۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے' حسینؑ مجھے اکبرؑ زندہ ملا۔ حسینؑ کہتا ہے' زینبؑ وعدہ کرتا ہوں' اکبرؑ زندہ ملاؤں گا۔

اکبرؑ سے کہا' اکبرؑ نوجوان ہے' میں ضعیف ہوں' کوشش کر میرا ساتھ دے' میں تیری لاش خیمے تک لے جاؤں۔

۵۷ برس کا حسینؑ ضعیف زخموں سے چور چور' ۱۸ برس کے بیٹے کی لاش ہے' قبلہ دیکھیں میری طرف حسینؑ نے کیا کیا...... اکبرؑ کے دونوں بازو اٹھا کے حسینؑ نے اپنی گردن میں ڈالے' اپنے دونوں ہاتھ ...... اکبرؑ کی کمر کے نیچے رکھے...... یاعلیؑ ...... کہہ کے اکبرؑ کو اٹھایا' اکبرؑ کے پاؤں زمین چومتی آ رہی ہے' حسینؑ بار بار کہہ رہا ہے' زینبؑ کوشش کر رہا ہوں' پہنچوں یا نہ پہنچوں۔

اکبرؑ کے قدم زمین چومتی آ رہی ہے' اکبرؑ کا چہرہ حسینؑ چومتا آ رہا ہے' بار بار کہتا ہے' اکبرؑ جلدی نہ کرنا وہ سامنے خیمے ہیں۔ (میں جلدی کر رہا ہوں) قبلہ! تھا ضعیف حسینؑ تین دن کا پیاسہ نو دن کا روزہ دار' حسینؑ اکبرؑ کو لے کے جا رہا ہے۔ دو

دفعہ گرتے گرتے بچا' جب تیسری دفعہ گرنے لگا' اکبرؑ کہتا ہے' بابا مجھے سلا دے' بابا سانس لے لے۔

حسینؑ اکبرؑ کا منہ چوم کے کہتا ہے' اکبرؑ جب مزدور تھکا ہوا ہو اور بوجھ اٹھا کے جا رہا ہو' اگر وہ بوجھ رکھ دے "پھر اٹھا نہیں سکتا"۔ (ہائے ہائے)

تھکا ہوا مزدور جب بوجھ اٹھا کے جا رہا ہو اگر وہ راستے میں بوجھ رکھ دے اور سانس لینے لگ جائے' پھر دوبارہ وہ بوجھ اٹھا نہیں سکتا' اکبرؑ اگر میں تجھے سلا دوں تو اکبرؑ پھر میں تجھے اٹھا نہیں سکوں گا۔ (ایسے حق ہے رونے کا' روتے بھی آوٗ' سنتے بھی آوٗ) اکبرؑ کہتا ہے' بابا کیا میری شکل نانا محمدؐ سے نہیں ملتی۔ آواز آئی' اکبرؑ ملتی ہے۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا تو مجھے سلا دے' سانس لے لے' جب تک اکبرؑ ہو کے وعدہ کرتا ہوں' جب تک تو مجھے اٹھا نہیں لے گا' اس وقت تک موت کو روکے رکھوں گا۔ (آج کی رات ہے ماتم کی آج کی رات ہے رونے کی)

اکبرؑ کو حسینؑ نے گرم ریت پر سلایا' اکبرؑ سویا ہوا ہے گرم ریت پر' کبھی سینے پہ ہاتھ رکھتا ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ' اکبرؑ وہ سامنے تیری پھوپھیوں کے خیمے ہیں' سامنے تیری ماں لیلیٰؑ کا خیمہ ہے' ابھی چلتے ہیں۔ بی بی زینبؑ کی آواز آئی' حسینؑ اکبرؑ کو خیمے میں لے آتا ہے یا میں باہر آ جاؤں۔ زینبؑ تو باہر نہ آنا' میں اکبرؑ کو خیمے میں لے آتا ہوں۔

اب جو حسینؑ نے اکبرؑ کو اٹھانے کی کوشش کی' اکبرؑ اٹھ نہیں سکا۔

(میرے بھائیو اور نوجوانو! جی' جی' جی...... میرے قوم کے کم سن بچے ہیں' مجھے کہتے ہیں محسن جلدی نہ کر)۔

"یہ صغریٰؑ کا بھائی ہے"۔

اب بی بی زینبؑ نے کہا' اکبرؑ کو لے آ' ورنہ میں باہر آ جاؤں گی' حسینؑ نے تین دفعہ اٹھانے کی کوشش کی' جب نہیں اٹھا سکا' اگر سر اٹھتا ہے اکبرؑ کے پاؤں گر پڑتے ہیں' پاؤں اٹھاتا ہے سر گر پڑتا ہے۔ جب زینبؑ نے کہا' حسینؑ جلدی کر' اب حسینؑ نے عمامہ اتارا' عمامہ اتار کے اکبرؑ کے سامنے بیٹھ کے خیمہ گاہ کی طرف اشارہ کر کے کہا' **امددنی یا اهل بیت النبوة** اے خاندان رسولؐ میری مدد کرو' مجھ سے اکبرؑ نہیں اٹھتا' جب حسینؑ نے مدد مانگی' ۶۴ مستورات نے سر پر برقعہ رکھا۔ حسینؑ کہتا ہے' میری مدد کرو' مجھ سے اکبرؑ نہیں اٹھتا' ۶۴ مستورات نے برقعہ سر پر رکھا' جب بیبیاں باہر آنے لگیں تو عباسؑ کا فضل ہر بی بی کے قدموں پہ گر پڑا اور ہر پردہ دار کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کہا' پردے دارو! میری زندگی میں گھر سے باہر نہ نکلو' میرا بابا ناراض ہو گا۔ بی بی زینبؑ نے کہا' فضلؑ بیٹا دیکھ تیرے چچا سے اکبرؑ نہیں اٹھتا۔ فضلؑ کہتا ہے' آپ خیمے میں رہیں! اکبرؑ جانے' فضلؑ جانے اور حسینؑ جانے۔ فضل نے ۴۸ یتیم اکٹھے کئے' سب کو آواز دی' ۴۸ یتیم خیمے سے...... خیمے سے باہر نکلا' ننگے پاؤں' گرم زمین پر' آواز آئی چچا جلدی نہ کر ہم آ رہے ہیں' ۴۸ بچے' کوئی ۴ سال کا' کوئی ۵ سال کا' کوئی ۸ سال کا' کوئی اکبرؑ کا ہاتھ اٹھاتا ہے' کوئی سر اٹھاتا ہے' کوئی پاؤں اٹھاتا ہے' لے چل حسینؑ مولا' اس انداز سے حسینؑ اکبرؑ کی لاش خیمے میں لے آیا' آ کے سلایا اکبرؑ کو' حسینؑ لے آیا اکبرؑ کو خیمے میں' مستوروں نے بین کئے' ہر مستور نے ماتم کیا' ایک مستور چپ کھڑی ہے۔

حسینؑ کہتا ہے' ربابؑ تو ماتم کیوں نہیں کرتی؟ کہتی ہے مولاؑ میں کنیز ہوں' مجھے اجازت دے میں بھی ماتم کروں۔ حسینؑ کہتا ہے' اجازت ہے۔ ربابؑ دوڑ کے گئی' اپنے خیمے سے چھ ماہ کا اصغرؑ اٹھا کے لے آئی اور اکبرؑ کی چھاتی پر جہاں سے

ام فروہؓ نے پوچھا' میرا قاسمؑ کہاں ہے؟ حسینؑ نے کہا' جو مل سکا ہے لے آیا ہوں' باقی گھوڑوں کے سم لے گئے۔

قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے چن کے' عونؑ ومحمدؑ کو بارہ میل دور سلا کے' تھکا ہوا حسینؑ کربلا کی گرم ریت کو ماں زہراؑ کی جھولی سمجھ کے قبضہ تلوار پہ پیشانی رکھ کے چپ کر کے بیٹھا ہے۔

حسینؑ چپ کر کے بیٹھا ہے۔ (ہائے غریب حسینؑ) کوئی تیر مارتا ہے حسینؑ چپ ہے' کوئی پتھر مارتا ہے حسینؑ خاموش ہے' کوئی نیزہ مارتا ہے حسینؑ کچھ نہیں کہتا' کوئی پتھر مارتا ہے حسینؑ کچھ نہیں کہتا۔

جسے کچھ نہیں ملتا حسینؑ کو مارنے کے لئے وہ گرم ریت اٹھا کے حسینؑ کے زخموں پر مارتا ہے' حسینؑ چپ' کسی کو کچھ نہیں کہتا' حسینؑ چپ کر کے بیٹھا ہے......

چپ کر کے حسینؑ بیٹھا ہے' عمر ابن سعد نے اشارہ کیا' آواز آئی' اس کا کوئی نہیں رہ گیا' اب جو جتنا زیادہ ظلم کرے گا' اتنا زیادہ انعام پائے گا' جب عمر ابن سعد نے کہا جو جتنا زیادہ ظلم کرے گا اسے زیادہ انعام ملے گا۔

۱۲ قاتل حسینؑ کے' گھوڑوں پر سوار ہو کے ظلم کرنے کے لئے آئے' فضہؓ کھڑی ہے سامنے' فضہؓ کے پیچھے ہے زینبؑ' بی بی فضہؓ کا دامن پکڑ کے کھڑی ہے سکینہؑ۔

جب ۱۲ قاتل آئے اور بی بی فضہؓ نے یہ سنا ان ۱۲ قاتلوں کو انعام ملے گا' قاتل آتے ہوئے دکھائی دیئے' آسمان کی طرف دیکھ کے کہتی ہے' بارالٰہی' بار الٰہی اتنا غریب تو نہیں تھا۔ بی بی زینبؑ دیکھ کے کہتی ہے' اماں فضہؓ کیا ہوا؟...... دعا مانگ اماں مرجائے' آواز آئی' زینبؑ قاتل ۱۲ ہیں' حسینؑ اکیلا ہے۔

جب فضہؑ نے کہا' قاتل ۱۲ ہیں حسینؑ اکیلا ہے' بی بی سکینہؑ کہتی ہے' دادی اماں یہ قاتل کیوں آئے ہیں؟ فضہؑ سکینہؑ کا سر چوم کے کہتی ہے' سکینہؑ انعام کے لالچ میں آئے ہیں' انہیں دولت ملے گی' لالچ میں تیرے بابا کو ذبح کرنے آئے ہیں۔

جب دولت کا نام آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ نے فضہؑ کا دامن چھوڑا' جھولی پھیلا کے ایک ایک خیمے میں گئی' دیکھ کے کہتی ہے کسی کے پاس کچھ ہے تو مجھے دے دو' میرا باپ مارا جا رہا ہے' قاتل کو دولت چاہئے تو مجھے کچھ دے دو تا کہ میرا بابا بچ جائے۔

(سنبھال لو اس عزادار کو' کرتے آؤ ماتم' آخری لفظ ہے' قبلہ! دیکھو میری طرف' میرا کوئی لفظ ضائع نہ کرو' میں انتظار کر رہا ہوں' میں نے ایک لفظ کہنا ہے' کاش' کاش وہ کہہ پاؤں' مجھے موت آ جائے' میں یہ لفظ نہ کہوں)۔

قبلہ......۱۲ قاتل ارد گرد کھڑے ہیں' میرا آقا حسینؑ قبضہ تلوار پہ پیشانی رکھ کے چپ بیٹھا ہے' ۱۲ قاتلوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے' حسینؑ کے پاس کوئی نہیں' ایک قاتل نکلا۔

آقا حسینؑ کہتا ہے' کتنا ظلم کرے گا؟ یہ کہتا ہے' اتنا ظلم کروں گا قیامت تک یاد رکھے گا...... (جو کہتے ہیں شیعہ کیوں روتے ہیں؟ وہ پتھر سینے پہ رکھ کے میرے سامنے بیٹھے' اگر آنکھوں سے آنسو نہ آئیں تو حسینؑ کا مصائب کوئی نہیں)۔

قاتل آ کے حسینؑ کے سامنے بیٹھا' دیکھ کے کہتا ہے' حسینؑ (مجھے سید معاف کریں گے' اگر غلط پڑھوں...... بی بی زینبؑ شفاعت نہ کرے)۔

اس ظالم نے کہا' حسینؑ' حسینؑ' جب تیسری دفعہ کہا نا' حسینؑ' تیرے زخمی آقاؑ نے اپنی پیشانی اٹھائی' اس ظالم نے ایک وزنی پتھر اٹھا کے حسینؑ کی پیشانی پہ

اس زور سے مارا کہ تیرے آقا کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف آئے۔ آواز آئی' وا غربتاہ ہائے میری غربت' ابھی سنبھلا نہیں حسینؑ' ایک ظالم سنان بن انس نے ایک نیزہ حسینؑ کے پہلو میں مارا' حسینؑ نے دایاں ہاتھ ٹیک کے نیزہ نکالا' حسینؑ کہتا ہے' اماں تیرا ادھار اتر گیا۔

(روتے آؤ' ماتم کرتے آؤ' یہ مستورات ماتم کرتے کرتے کیوں کھڑی ہو گئی ہیں؟ ابھی نہ لانا ذوالجناح' مجھے ایک لفظ پڑھ لینے دو' اٹھنا نہیں بھائی' نوجوان کہتا ہے محمدؐ کے سینے پر سونے والا کہاں بیٹھا ہوا تھا؟) گرم ریت پر۔

ابھی قاتل تھکے نہیں' محمد بن اشعث بن قیس کندی...... گھوڑے سے اترا...... آواز آئی' تمہیں ظلم کرنا نہیں آیا' آؤ ظلم دیکھو...... اس نے کہا۔

حسینؑ' حسینؑ' حسینؑ ...... تیرے مظلوم امامؑ نے اس کی طرف دیکھا یا اس ظالم اور بے غیرت نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کے محمدؐ کی بوسہ گاہ پر اتنے زور سے طمانچہ مارا' حسینؑ کی آواز آئی:

اماں...... اماں...... اماں!

سکینہؑ دوڑی' آواز آئی' مجھے شام تک طمانچے مارتے جاؤ' میرے بابا کو نہ مارو' ہائے میرے بابا کو نہ مارو (سکینہؑ طمانچے کھانے کے لئے حاضر ہے)۔

☆......☆......☆

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دل کو حاصل نئی معراج عمل ہو جاتی
وقت آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ
کربلا' خانہ کعبہ کا بدل ہو جاتی!!

الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس دہم

شامِ غریباں

انا لله و انا اليه راجعون○

برباد ہو گیا حسینؑ کا گھر' آج کی صبح کتنا آباد تھا یہ گھر' آج کی صبح ہر بہن کا بھائی اس کے سامنے تھا' آج کی صبح ہر شوہر والی بی بی کا شوہر اس کے سامنے تھا' ایسی ہوا چلی' زہراؑ کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا۔ (آؤ پرسہ دیتے ہیں) زہراؑ کی بیٹی! آج سے تو علیؑ کی بیٹی کی بجائے ام المصائب ہے' وہ سامنے حسینؑ کی لاش پڑی ہے' ادھر فرات ہے' جہاں بغیر بازوؤں کے جرنیل پڑا ہے' یہ اکبرؑ ہے' یہ قاسمؑ ہے' دو ر عونؑ و محمدؑ ہیں' اصغرؑ دفن ہو چکا ہے' گزر گیا کربلا کا محشر' شروع ہو گئی وہ قیامت جس نے زہراؑ کی بیٹی کی چادر چھین لی' (آؤ مل کر پرسہ دیں) اس وقت شامِ غریباں ہے' کائنات میں یہی ایک شام ہے جسے شامِ غریباں کہتے ہیں۔

نہ ہوتی یہ شام' نہ علیؑ کی بیٹی کو پہرے دینا پڑتے' نہ زہراؑ کی بیٹیوں کو بالوں میں خاک شفا ملا کر بال بکھیر کر بیٹھنا پڑتا' (میرا جی چاہتا ہے آج شامِ غریباں پڑھوں) حسینؑ نے نماز پڑھی' واسطے دیتی رہی سکینہؑ نہیں رکا۔

۱۴ ضربیں چلا کے محمدؐ کی بوسہ گاہ پر، حسینؑ کا سر جدا کر کے، شمر بے غیرت نے یہاں سے اٹھایا یعنی حسینؑ کا سر بالوں سے پکڑ کر، حسینؑ کی زلفوں میں ہاتھ ڈال کے شمر بے غیرت چلا، یہ بے غیرت سر کو زلفوں سے پکڑ کر اس طرف نہیں گیا جہاں فوجیں کھڑی تھیں بلکہ یہ ظالم اس طرف آیا جہاں مقتول کی بہنیں کھڑی تھیں، سر لے کے چلا، چار قدم چلا ہو گا کہ ساڑھے تین سال کی سکینہؑ اس کے سامنے آ کے ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے، میرے بابا کا سر یوں نہ اٹھا میری دادی نے چکیاں پیس کے پالا ہے۔

(سلامت رہو، دس دنوں تک حسینؑ کو پرسہ دینے والو، بی بی زینبؑ کو پرسہ دو)۔ شمر نے سر اٹھایا، (ختم ہو جاتی بات، قبلہ!) ایک طرف زہراؑ کی بیٹیاں، دوسری طرف لشکر ہیں، شادیانے بج رہے ہیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ (شیعو! میں مر نہ جاؤں)

ایک دوسرے کو سینے سے لگا کے کہتے ہیں مبارک ہو ''باغی مارا گیا''، زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے، کوئی تو ہو جو ان سے کہے باغی نہ کہو، غازی تھا، شہیدوں کے سر ایک طرف، لاشیں ایک طرف، مسلمان آئے زہراؑ کی بیٹی کے دروازے پر...... بی بی سمجھی پرسہ دینے آ رہے ہیں، چونکہ اندھیرا تھا، آگ لے کے آئے، آگ لے کے آئے، زہراؑ کی بیٹی کے خیمے میں اندھیرا ہے۔

(او میری ماں بیٹھ جا، تو نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنی ہیں، گردن میں طوق پہنا، اپنی مرضی سے)۔

زینبؑ کو پہنایا امت نے، او میری ماں! تیری آقا زادی زینبؑ کے ہاتھوں میں رسیاں باندھی امت نے...... او میری ماں! تیرے دونوں ہاتھ سامنے ہیں، لیکن

علیؑ کی عزت کی قسم بی بی زینبؑ کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے' کربلا شام' شام تک زینبؑ کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے رہے (بٹھا دو اسے' کسی سید زادی سے کہہ دو' وہ اس کی ہتھکڑیاں کھول دے' اپنی مرضی سے جو جناب زینبؑ کی زیارت ادا کر کے آئی ہے' بی بی زینبؑ کے ہاتھ کس طرح سے بندھے ہوئے تھے)۔

مجھے علیؑ کی عزت کی قسم آج کی رات فضہؓ بی بی زینبؑ سے کہتی رہی' کل اللہ جانے کیا ہونے والا ہے۔

مسلمان لے کے آئے روشنی کے لئے آگ' زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے اماں فضہؓ ان سے کہہ ہمارا کوئی نہیں رہا' کیوں آئے ہیں؟ مسلمان کہتے ہیں حسینؑ مارا گیا' سنا ہے اس کا ایک بیٹا' ہم اس کی دستار بندی کرنے آئے ہیں' (اتنی بڑی دستار تھی قبلہ!) اس بیمار کی دستار بندی ہوئی' دستار بڑی تھی' کچھ سر پہ آئی' کچھ گردن میں آئی' کچھ کمر میں آئی' کچھ پاؤں میں آئی' کچھ ہاتھوں میں آئی' جو بچ گئی' باقرؑ نے اٹھائی۔

(سلامت رہو' کرتے آؤ ماتم) علامہ حسین بخش جاڑا اصحاب الیمین میں لکھتے ہیں' یہ غلط ہے کہ ایک ایک خیمہ کو آگ لگی' آگ ایک دم لگائی گئی' جیسے جنگل کی آگ ہوتی ہے۔

قبلہ! درمیان میں سادات کے خیمے ہیں۔ (رونے والو) اس وقت فاطمہؑ کی تسبیح ٹوٹی۔ ایک ایک دانہ بکھرتا بکھرتا' کوئی کہیں' کوئی کہیں' کوئی کسی خیمے میں' کوئی کسی خیمے میں' خیمے جلتے آئے' ایک خیمہ بچ گیا (قبلہ! دیکھو میری طرف) حمید کہتا ہے کہ ایک مستور نکلی ایک خیمے سے' سامنے خیمہ ہے' آگ لگی ہوئی ہے' (پڑھ دیتا ہوں' دعا کرو موت آ جائے پڑھتے ہوئے) بار بار جاتی ہے آگ آنے نہیں دیتی' میں نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہا' نہ جا مستور' اندر آگ ہے' بی بی کہتی ہے میری بڑی قیمتی

چیز اندر ہے' اللہ جانے کیا ہوگا؟ اندر آئی جلتے ہوئے خیمے میں۔

تین دفعہ کوشش کی علیؑ کی بیٹی نے جلتے ہوئے خیمے میں نہیں جاسکی۔ (او میری ماؤں' میری بہنو!) جرات دیکھو زینبؑ کی' آخر ایک دم زینبؑ یاعلیؑ کہہ کر اندر گئی' دیکھا ایک بستر ہے جس پہ ایک بیمار سویا ہوا ہے' اس کی پیشانی چوم کے خیمے میں' زینبؑ کہتی ہے سجادؑ اب تو جاگ۔

جب کہا' سجادؑ اب تو جاگ' تیرے بیمار آقاؑ کی آنکھیں کھلیں (اب دیکھنا میری طرف) سجادؑ نے دونوں ہاتھ آنکھوں پہ رکھے' آواز آئی' پھوپھی اماں ایس ایس حجابک پھوپھی تیری چادر کہاں ہے؟ آواز آئی' چادر کا نہ پوچھ' یہ پوچھ کون کہاں ہے؟ آواز آئی' پھوپھی تیری چادر کہاں ہے؟ آواز آئی' اتر گئی۔ آواز آئی' عباسؑ کہاں ہے؟ مارا گیا۔ حسینؑ کہاں ہے؟ مارا گیا؟ اکبرؑ کہاں ہے؟ مارا گیا۔ عونؑ ومحمدؑ کہاں ہیں؟ بی بی کہتی ہے مارے گئے۔ اس وقت سجادؑ نے بستر بیماری سے تین دفعہ اٹھنے کی کوشش کی' بی بی کہتی ہے ایک تو بچ گیا ہے' تو امامؑ ہے' شریعت کا مسئلہ پوچھنے آئی ہوں۔

ہمارے خیموں کو آگ لگ گئی' وقت کے امامؑ یہ بتا جل مریں یا باہر نکل آئیں۔ سجادؑ کہتا ہے' پھوپھی اماں زندگی کا بچانا واجب ہے' باہر نکل جاؤ۔ آقازادی کہتی ہے' سجادؑ اٹھ' (تین دفعہ تیرے بیمار آقا نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی) سجادؑ اٹھ نہیں سکا' بی بی نے دیکھا' آگ نے پورا گھیر لیا ہے۔ حمید کہتا ہے' اس وقت میں نے دیکھا' علیؑ کی بیٹی' سجادؑ کے بستر کے قریب بیٹھی...... بیٹھ کے (اللہ جانے سمجھو یا نہ سمجھو) سجادؑ کو یوں اپنی پشت پہ اٹھا کے خیمے سے باہر آئی' آواز آئی' حسینؑ ۱۸ سال کے بیٹے کی لاش اٹھانا اور بات ہے اور بیمارؑ کو جلتے ہوئے خیمے سے باہر لے آنا

اور بات ہے۔ (او میری ماؤں' بہنو! یہ شامِ غریباں ہے' اپنا مجمع ہے' مولاؑ تمہاری چادریں سلامت رکھے)

تمہارے سروں پہ چادریں ہیں' برقعے ہیں لیکن اس وقت ظلم یہ ہے' اللہ جانے کون تھے؟ لوگ کہتے ہیں' انہیں بھی مسلمان کہو...... آ کے کہتے ہیں جو کچھ سامان ہے باہر پھینکو' ہر مستور کے پاس جو کچھ تھا وہ باہر پھینک دیا۔

(مجھے موت آ جائے' میں نے کتابوں میں جو پڑھا ہے) ایک دم سے شمر ملعون کہتا ہے' علیؑ کی بیٹی کا خیمہ کون سا ہے؟ جب اسے پتہ چلا یہ علیؑ کی بیٹی کا خیمہ ہے تو بے غیرت ظالم' اللہ جانے اگر...... دروازے پر کھڑے ہو کر چادر مانگتا تو اتنی سخی تھی علیؑ کی بیٹی زینبؑ چادر دے دیتی' لیکن اس ظالم نے نوک نیزہ سے چادر اتاری' ادھر سر سے چادر اتاری' بی بی زینبؑ نے تین دفعہ کہا' عباسؑ' عباسؑ' او میری چادر اتر گئی' عباس غازیؑ میری چادر' ہائے میرا پردہ۔

آواز آئی' عباسؑ میری چادر اتر گئی (کوئی ہے جو مصائب سن کے برداشت کر سکے) ایک ملعون نے بی بی زینبؑ کی چادر نیزے کی نوک پہ رکھ کے گھوڑے پر بیٹھ کے چادر کو لہراتا ہوا وہاں گیا جہاں عباسؑ سویا ہوا تھا۔

وہاں جا کے کہتا ہے یہی وہ چادر تھی' اسی چادر کے لئے درختوں سے پرندے اڑاتا تھا...... (سنبھال لو اسے...... جل گئے خیمے سیدو! رونے والو! جل گئے خیمے' قیامت ہے شامِ غریباں)۔

جل گئے خیمے' ادھر خیمے جل گئے' ادھر زہراؑ کی بیٹیاں چاندنی رات میں علیؑ کی بیٹی سے کہتی ہے' کہاں بیٹھیں؟ آواز آئی' سامنے ٹیلے پہ ایک ایک کر کے بیٹھ جاؤ۔

درمیان میں چھوٹے بچے اردگرد مائیں بہنیں بیٹھیں' اللہ جانے کیسے بیٹھیں' ہر مستور نے بالوں کا پردہ کیا' چپ کر کے بیٹھی ہیں۔

علیؑ کی بیٹی کہتی ہے' فضہؓ آج عباسؑ نہیں ہے' میرے بچے عادی ہیں' عباسؑ کے پہرے کے' کوئی ہو جو پہرہ دے' آواز آئی' علیؑ کی بیٹی' مرد ہے کوئی نہیں' ایک ہے وہ بیمار ہے...... کون پہرہ دے گا' آواز آئی' اماں! آج وہ پہرہ دے جس کی آواز علیؑ یا عباسؑ سے ملتی ہے۔ فضہؓ کہتی ہے' وہ کون ہے؟ بی بی کہتی میں جو اونچا کبھی نہیں بولی' آج بولتی ہوں' میرا لہجہ عباسؑ کا ہے' میری آواز بابا علیؑ کی ہے۔

جلے ہوئے خیمے کی چوب اٹھا کے' علیؑ کی بیٹی نے آستینوں کا پردہ کیا' ہر مستور کے گرد گھوم کے علیؑ کی بیٹی نے پہلی آواز دی' الحافظ...... والحفیظ...... الحافظ...... والحفیظ...... الحافظ والحفیظ...... جب تیسری دفعہ آواز دی' سامنے غبار میں ایک گھوڑے پر سوار نظر آیا' بی بی کہتی ہے' اماں فضہؓ اجڑ گئے' شاید کوئی لوٹنے والا آ رہا ہے' زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے سوار رک جا' ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا' میرے پاس نہ آنا' سوار نہیں رکا' بی بی نے دوبارہ کہا سوار رک جا' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' ہمارے یہاں کچھ نہیں بچا' سوار پھر بھی نہیں رکا۔

بی بی نے تیسری بار کہا سوار رک جا' میں عباسؑ کی بہن ہوں' ہمارے پاس کچھ نہیں بچا' سوار پھر بھی نہیں رکا' بی بی نے آگے بڑھ کے گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈالا اور کہا سوار رک جا' میں علیؑ کی بیٹی ہوں' ہمارے پاس کچھ نہیں بچا......

سوار اور قریب آیا' سوار قریب آ کے کہتا ہے زینبؑ پہچان...... میں تیرا بابا علیؑ ہوں' جب کہا میں تیرا بابا علیؑ ہوں' زینبؑ نے پہچانا' بابا علیؑ آ گئے۔

آواز آئی' میں نے تیری آواز نجف میں سنی' میں تیری آواز پر نجف چھوڑ کے

آیا ہوں' جب بی بی نے دیکھا کہ بابا علیؑ آیا ہے' جلدی سے مستورات میں چلی گئی' دامن پھیلا کے کہتی ہے بیبیو! اگر کسی کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے دے دو' میرا بابا آ گیا۔ (ہوتا رہے اندھیرا' اب یہ اندھیرا سادات کی قسمت ہے' اسی اندھیرے میں سکینہؑ مر گئی)

آواز آئی' بابا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا' آواز آئی زینبؑ بیٹا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا' مجھ سے پرسہ لے عباسؑ کا' بی بی زینبؑ قریب آئی بابا کے' بابا' بابا.....

جب پردہ داروں کو پتہ چلا کہ علیؑ آ گئے' پہلے حسینؑ کے حرم میں آئے' انہوں نے سلام کیا' پھر علیؑ کی پوتیاں آئیں' پہلے کبریٰؑ آئی' آواز آئی' دادا میرا سارا برقعہ جل گیا' میری ساری چادر جل گئی۔

علیؑ بادشاہ نے اپنی عبا اتار کے کبریٰؑ کے سر پہ ڈالی' کبریٰؑ کہتی ہے نا دادا' میری پھوپھی زینبؑ کا سر برہنہ ہے۔

(سن سکو گے) پھر کون آئی؟ دوسری پوتی جناب علیؑ کی ساڑھے تین سال کی سکینہؑ' ہر مستور نے کہا' سکینہؑ جا تیرا دادا علیؑ آیا ہے' سکینہؑ دوڑ کے آئی' دادا میرا سلام۔

دادا مجھ اجڑی کا سلام' دادا کیوں آیا ہے؟ آواز آئی میری بیٹی زینبؑ نے الحافظ والحفیظ کی آواز دی' میں نے آواز سنی' چل کے آیا ہوں کہ میری بیٹی زینبؑ پہرے دے رہی ہے۔

جب علیؑ نے کہا' بیٹی زینبؑ کی آواز سن کے آیا ہوں' سکینہؑ روٹھ کے چل پڑی۔

آواز آئی سکینہؑ کیوں روٹھ کے جا رہی ہے؟ سکینہؑ منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے'

دادا مجھے پتہ چل گیا کہ زینبؑ امیر باپ کی بیٹی ہے میں غریب باپ کی بیٹی ہوں' سارا دن میرا باپ لاشیں اٹھاتا رہا' کوئی پتھر مارتا رہا' کوئی تیر' میں آوازیں دیتی رہی' میں سر پر قرآن اٹھا اٹھا کے کہتی رہی' دادا علیؑ اب تو آ جا...... دادا اب تو آ جا...... دادا تو نہیں آیا' پھوپھی زینبؑ نے آواز دی تو دادا تو آ گیا' پتہ چل گیا' زینبؑ پھوپھی بیٹی ہے امیر باپ کی' میں غریب باپ کی بیٹی ہوں' دادا اب یقین آ گیا' میرا بابا غریب تھا۔ (سلامت رہو' کرتے آؤ ماتم)

آگ کا طوفان آیا' ۸۶ چادریں گئیں' ۴۸ برقعے گئے۔ (ختم کر رہا ہوں)

جناب مسلمؑ کی دو بیٹیاں ہیں' ایک چار سال کی' ایک پانچ سال کی......

جناب مسلمؑ کی زوجہ کہتی ہے' سجادؑ میری بیٹیاں گم ہوگئی ہیں اس آگ کے طوفان میں' گرمی ہے' شامِ غریباں ہے انہیں تلاش کرو' زینبؑ اور کلثومؑ چلیں تلاش کرنے کیلئے۔

(اللہ جانے سن لو گے یا نہیں) جاتے جاتے زینبؑ کہتی ہے' کلثومؑ بہن جلدی آ' دونوں سو رہی ہیں' مسلمؑ کی دونوں بیٹیاں کہاں سو رہی ہیں؟ ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ میں سو رہی ہیں۔ (اس سے آگے میں شامِ غریباں پڑھ نہیں سکتا)

اب جو بی بی نے اٹھایا' عاطقہ جاگ' عاطقہ جاگ' عطیفہ جاگ' جب نہیں جاگیں دونوں بیبیاں' اب جو کلثومؑ نے سیدھا کیا' بی بی کلثومؑ کہتی ہے' انا للہ و انا الیہ راجعونo

زینبؑ بہن دونوں شہزادیاں مر گئی ہیں' آواز آئی' کس نے مارا؟ بی بی کلثومؑ کہتی ہے' یہ تو پتہ نہیں' رات چاندنی ہے' البتہ دونوں کے سینے پر اونٹوں کے پاؤں کے نشان ہیں' اونٹوں کے پاؤں سے پامال ہوگئیں شہزادیاں۔ آواز آئی' فروہ

تیرا ادھار اتر گیا' تیرا قاسم پامال ہوا' میری بیٹیاں پامال ہوگئیں۔ (بس آخری لفظ)
عمر ابن سعد نے حکم دیا کہ شمال کے گھوڑے جنوب کو دوڑ جائیں' جنوب کے گھوڑے شمال کو دوڑ جائیں۔

لاشیں پڑی ہیں' حسینؑ کی' عباسؑ کی' گھوڑے تیار ہوئے۔

سب سے پہلے ایک دستہ آیا' آواز آئی' ہم نے ہر ظلم برداشت کرلیا۔

حُر ہمارے قبیلے کا ہے اس کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد کہتا ہے' ہٹا لو حُر کی لاش' ادھر حُر کی لاش ہٹی' زینبؑ کہتی ہے شکر ہے بارالٰہی میرا مہمان بچ گیا۔ ایک اور دستہ آیا' انہوں نے کہا علی اکبرؑ رشتے میں ہمارے قبیلہ سے ہے' اس کی ماں ہمارے قبیلہ کی ہے' علی اکبرؑ کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد نے کہا علی اکبرؑ کی لاش اٹھا لو' اکبرؑ کی لاش بچ گئی۔ ایک دستہ اور آیا' انہوں نے کہا عمر ابن سعد ہر ظلم برداشت نہیں ہوتا' عباسؑ کی ماں ہمارے قبیلے کی ہے' عباسؑ کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد کہتا ہے عباسؑ کی لاش بھی اٹھا لو' جب عباسؑ کی لاش اٹھانے لگے' اس وقت بی بی زینبؑ کہتی ہے رقیہ مبارک ہو تیرا بھائی بچ گیا۔

ایک مجھ غریب کا بھائی باقی ہے' ساری لاشیں پامال ہونے سے بچ گئیں' اب مقتل میں دو لاشیں باقی رہ گئیں' ایک ۶ ماہ کے اصغرؑ کی لاش' ایک حسینؑ کی لاش' نہ اس کا کوئی وارث' نہ اس کا کوئی وارث۔

ربابؑ کہتی ہے اصغرؑ تیری قسمت!

میرے لعل تیری اپنی قسمت!

مولا حسینؑ تیری قسمت!

ہائے حسینؑ تیری قسمت!

انا للہ و انا الیہ راجعون

☆......☆......☆

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی!
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی......!

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

دعا

حماد اہل بیت سید محسن نقوی شہید

اے رب جہاں پنجتن پاکؑ کا صدقہ
اس قوم کا دامن غم شبیرؑ سے بھر دے

بچوں کو عطا کر علی اصغرؑ کا تبسم
بوڑھوں کو حبیب ابن مظاہرؓ کی نظر دے

کمسن کو ملے ولولہ عونؑ و محمدؑ
ہر ایک جواں کو علی اکبرؑ کا جگر دے

ماؤں کو سکھا ثانی زہراؑ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے

مولا تجھے زینبؑ کی اسیری کی قسم ہے
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے

جو چادر زینبؑ کی عزادار ہیں مولا
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو مجلس شبیر کی خاطر ہو وہ گھر دے
مفلس پہ زر و لعل و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کردے
غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غم شبیر
شبیر کا غم بانٹ رہا ہے تو ادھر دے
جاتی ہے اگر جان تو بے شک چلی جائے
عباس کے پرچم پہ کبھی آنچ نہ آئے
مولا تجھے بیمار عابدؑ کی قسم ہے
بیمار کی راتوں کو شفایاب سحر دے

☆☆☆

حمادِ اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید

علامہ مفتی ریاض حسین ریاض

ایم اے (گولڈ میڈلسٹ)

ہماری روزمرہ مجالس عزاء میں منبر حسینؑ پر ایک زندہ بولتی ہوئی آواز' ہمیشہ یادرہنے والی شخصیت' بشری سماعتوں کے آبگینوں میں محفوظ رہ جانے والی شاعری کے خالق' منفرد ذاکر' مصائب اہل بیتؑ کے ابدی لہجوں کے مفسر اور عظمت معصومینؑ کی نئی جہتیں تراشنے اور انہیں زبان زدِ عام کرنے میں مصروف عمل مداح خواں' ہاں وہ سید محسن نقوی...... ملک بھر کے مذہبی اور ادبی حلقوں میں جس کے حسین لہجوں کی خوشبو ابھی تک بازگشت کی صورت میں موجود ہے۔

وہ سید محسن نقوی جس کے کلام میں کربلائی استعارے اور صحرائی ترکیبیں جس کی شاعری کو مزین کرتے تھے' لاکھوں مومنین کے مجمع کو فضائل میں جذباتی کرنا اور مصائب میں رلانا اس کے کمالِ فن کا مظہر تھا...... آج کے دور میں نوجوان نسل تک ان کے افکار اور نظریات پہنچانا ہمارا ملی فریضہ اور وقت کا اہم تقاضا ہے تاکہ مومنین کے قلوب اور اذہان عرفانِ معصومینؑ سے منور ہوسکیں اور یہ قومی اثاثہ محفوظ ہو سکے' جس سے خصوصاً نوجوان استفادہ کرسکیں۔

ان کی مجازی شاعری کا تو میرے سمیت ایک زمانہ معترف ہے' لیکن مذہبی شاعری میں بھی انہوں نے فقید المثال اندازِ فکر دی ہے' حسینیتؑ جیسے درخشندہ موضوع پر ان کی ایک رباعی میرے ذہن میں آرہی ہے....

محو طوافِ سجدۂ شبیرؑ ہے بہشت
نبیوں کی بندگی ہے پجارن حسینؑ کی
ہر ماتمی جلوس میں پھرتی ہے ننگے سر

تاریخ آج بھی ہے بھکارن حسینؑ کی

مظلوم کربلاؑ کے عزم واستقلال کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے محسن نقوی شہید لکھتے ہیں۔

خالق کی آبرو کے محافظ علیؑ کے لعل
نذرانہ سجودِ ملائک وصول کر
اکبرؑ کی لاش پر بھی تو بیٹھا ہے مطمئن
شبیرؑ انبیاءؑ کی سلامی قبول کر

ایسے شاعر کی موت یقیناً ملت جعفریہ کے لئے ایک قومی المیہ ہے' پوری قوم ان کی بے وقت شہادت کے صدمے سے نڈھال ہے اور بقول ساغر صدیقی۔

کون ہے جو تقدیر سے پوچھے
کیوں مرتے ہیں ایسے لوگ
جن کی باتیں' جن کی یادیں
بن جاتی ہیں دل کا رگ

لیکن ایک اٹل حقیقت ہے موت ایسے لوگوں کو نہیں مار سکتی جن کے جذبے اور الفاظ زندہ ہوں' یقیناً وہ اپنے افکار کی شکل میں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

ہماری قومی زندگی میں منہاج الصالحین جیسے اشاعتی ادارے کا قیام تازہ ہوا کا جھونکا ہے' ان گنت کتابوں کے ترجمے اور دیگر دینی کتب چھاپ کر جہاں وہ اپنے لئے سامان اخروی جمع کر رہے ہیں' وہاں ایک اہم اور عظیم ترین قومی فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اس اشاعتی ادارے کے روح رواں جناب علامہ ریاض حسین جعفری کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے محسن نقوی کے افکار کو چھاپنے کی ذمہ داری لی ہے...... میری دلی دعا ہے کہ مولا صاحب العصر الزمانؑ اس ادارے کو مزید نگاہِ کرم سے نوازیں۔

اللہ حافظ......علیؑ محافظ

خطباتِ محسن

(جلد دوئم)

تقریریں

محمادِ اہل بیت سید محسن نقوی شہید

ترتیب

راشدہ مہہ گل

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور فون 5425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب ------------- خطباتِ محسن (جلد دوئم)

تقریریں ------------- سید محسن نقوی شہید

ترتیب ------------- راشدہ مہہ گل

اہتمام ------------- مولانا ریاض حسین جعفری

کمپوز ------------- ادارہ منہاج الصالحین لاہور

کمپوزر ------------- محمد حسنین عباس

اشاعت ------------- 2001ء

تعداد ------------- 1100

قیمت ------------- 125روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

دکان نمبر 20 'فسٹ فلور' الحمد مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار'

لاہور- فون: 7225252

فہرست مجالس

حرف ناشر 4

مجلس اول 6

"حسینؑ جیسا کوئی نہیں"

مجلس دوئم 36

"اصغر کوئی عیسیٰ تو نہیں گود میں بولے"

مجلس سوئم 64

"لمس قاسمؑ سے معطر ہے گلوں کا سینہ"

مجلس چہارم 97

"سکینہؑ تیری تنہائی پہ زنداں بھی روتا ہے"

مجلس پنجم 125

"علیؑ کہتے ہیں بلندی کی انتہا کو"

مجلس ششم 147

"ہم اُسے نطقِ امامت میں حسنؑ کہتے ہیں"

مجلس ہفتم 173

"آیا ہے علم اور علمدار نہ آیا"

مجلس ہشتم 209

"کمال وحدت ہے نام اس کا"

مجلس نہم 230

"اس سلطنت کا ایک جزیرہ بہشت ہے"

مجلس دہم 251

"کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ

حرفِ ناشر

ادارہ منہاج الصالحین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ محسن نقوی کی مجالس کو یکجا کر کے قارئین کرام' خاص کر محبان آلِ محمدؐ کی خدمت کر رہا ہے۔ یہ ''خطباتِ محسن'' کی جلد دوئم ہے۔

محسن نقوی کی شان میں کیا کہوں......؟ محسن کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ جتنا بلند پایہ شاعر ہے اتنا ہی بلند پایہ خطیب آلِ محمدؐ تھا۔ محسن کی شاعری کمال فکر کا دوسرا نام ہے' محسن ایک شاعر تھا جس کے کلام میں گہرائی اور لطافت کا وہ حسن ہے کہ سامعین جس سے محفوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

محسن کی شاعری لذت' لطافت' پاکیزگی اور بلندی کی رفعتوں کو چھوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ محسن نقوی نے شاعری اور خصوصیت کے ساتھ شبستان اہل بیتؑ میں ایسے پھول کھلائے ہیں کہ آج جب کے محسن نقوی ہمارے درمیان موجود نہیں...... لیکن اس کی شاعری...... اس کا خطاب...... اس کے الفاظ...... اس کی آواز...... ہم سب کے اردگرد موجود ہے۔ اس کی آواز' اس کے الفاظ...... کبھی نہیں مر سکتے...... محسن نقوی کب مرا......؟ نہیں' وہ تو زندہ ہے' جب تک اس کی شعری...... اس کے الفاظ...... اس کی آواز بن کے زندہ رہیں گے۔ محسن کا کلام موجبِ الہام کی طرح' مدح اہل بیتؑ میں نفیس

ہے۔ اس کے خطاب میں وہ اوج و عروج ہے جو شاید کسی کو نہ مل سکے۔ اس کی رباعیات' اس کے قصیدے' اس کی نظمیں...... اس کی نثر سب انسانی ناطقے کا کمال ہے۔

محسن نقوی شاعری ہی میں نہیں حکمت و بلاغت' فلسفہ و منطق اور درس و تدریس میں بھی اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ جلد دوئم میں خطیب آلِ محمدؑ کے جن خطبات کو پیش کیا جا رہا ہے' یہ عشرہ اول کی مجالس ہیں جنہیں محسن نقوی نے شیخوپورہ میں امام بارگاہ ''شانِ حسینؑ'' میں پڑھا ہے۔ ان مجالس کی ترتیب و تزئین مومنہ آلِ محمدؑ محترمہ راشدہ مہہ گل نے دی ہے۔

ادارہ منہاج الصالحین کو علمی و تحقیقی کتب کی اشاعت کا شرف حاصل ہے۔ مدحت اہل بیتؑ میں مجالس کی اشاعت کا بیڑہ بھی ادارہ ہذا اٹھائے ہوئے ہے۔ سید محسن نقوی کی لافانی خطابت اور کمال فکر کی بے مثال شاعری کی اشاعت ہماری اشاعتی ترجیحات میں خاص مقام رکھتی ہے۔

اللہ رب العزت سے ہر دم دعا گو ہیں کہ وہ ہماری نیک کاوشوں' ہمارے سچے عقیدوں' ہمارے سچے جذبوں کو بہ تصدق چہاردہ معصومینؑ اور با تعاون مومنین و مومنات کامیابی و کامرانی عطا فرمائے' تاکہ ہم اپنے مشن کو بطریق احسن جاری و ساری رکھ سکیں۔

والسلام

دعا گو!

علامہ ریاض حسین جعفری

چیئرمین ادارہ منہاج الصالحین' لاہور

مجلس اول

حسینؑ جیسا تو کوئی نہیں

صلواۃ...... اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں! (نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

مزاج معلّٰی کی نفاستوں پر ناگوار نہ گزرے تو بلند آواز سے صلواۃ......!

ہم میں سے ہر انسان کسی نہ کسی موڑ پر' ہر انسان کسی نہ کسی روڈ پر' ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں' ہر انسان کسی نہ کسی ترنگ میں' ہر انسان کبھی نہ کبھی سفر میں' ہر انسان کبھی نہ کبھی حضر میں' ہر انسان کبھی نہ کبھی مشکل میں' ہر انسان کہیں نہ کہیں منزل پر' ہر انسان کبھی نہ کبھی' کہیں نہ کہیں' کسی نہ کسی موڑ پر' ہر انسان کسی پل' کسی کے ساتھ' کسی لمحے' ہر انسان مقروض ہے آلِ محمدؐ کے احسانات کا! (صلواۃ)

جس جس انسان کی لوحِ زمین پر' جس انسان کی قرطاس پر' جس انسان کے حافظہ کے صفحہ پر آلِ محمدؐ کے احسانات کا کوئی نقش محفوظ ہو' وہ قرض سمجھ کر نہیں فرض سمجھ کر' اور احسان سمجھ کر نہیں ایمان سمجھ کر صلواۃ پڑھے...... اللہ!

صلواۃ بلند آواز میں تا کہ ذہنی طور پر بلند ہو سکے۔(صلواۃ.....نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

بڑی نوازش' بہت شکریہ!

۱۸۰۰ عالمین میں اللہ خالق ہے' حسینؑ مخلوق ہے۔ اللہ خالق ہے' حسینؑ مخلوق ہے۔ ۱۴۱۶ھ کے عشرہ کا آغاز ہو رہا ہے۔امام بارگاہ ''شانِ حسینؑ'' میں آج کی پہلی مجلس......اس عشرہ محرم الحرام کی جس میں حاضری کا مجھے شرف عطا ہوا ہے' اعزاز ملا ہے۔''شانِ حسینؑ'' ہے اس امام بارگاہ کا نام! میں شانِ حسینؑ سے آغاز کر رہا ہوں' لیکن پورا عشرہ گزر نہیں گیا۔آپ کی خاموشی' سکوت معنی خیز ضرور ہیں۔(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

انتہائی توجہ سے آپ سن رہے ہیں' میں کوئی طنز نہیں کر رہا' میری ہزار توبہ میں مومنین پر طنز کروں۔ صرف میرے ساتھ ساتھ بولتے آئیں' کیونکہ حسینؑ ہمارا آقا ہے اور حسینؑ نے ہمیں چپ رہنے کی تلقین کبھی نہیں کی۔ حسینؑ چونکہ وہ رہبر ہے جس نے نیزہ پر بھی چپ رہنا جرم سمجھا۔(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

میں دعا گو ہوں کہ اس عشرۂ محرم کی مجالس میں حسینؑ کا خالق' حسینؑ کے صدقے' جو جو مومنین و مومنات مجالس عزا میں شریک ہو رہے ہیں خالق ان مجالس کے اجر کے طور پر آپ کے اپنے اور دنیاوی و اخروی مقاصد پورے فرمائے اور توفیق عطا فرمائے آپ کو کہ آپ سید الشہداءؑ کی یاد انتہائی عقیدت و احترام سے منا سکیں۔

پہلا لفظ میں نے عرض کیا ہے کہ اللہ خالق ہے اور حسینؑ مخلوق' اللہ رازق ہے حسینؑ مرزوق ہے' حسینؑ ساجد ہے اللہ مسجود' حسینؑ عابد ہے اللہ معبود' حسینؑ مسافر

ہے اللہ منزل ہے' حسینؑ مسافر ہے اور اللہ منزل ہے' حسینؑ کائنات کا عظیم واقعہ ہے۔(میرے ساتھ چلتے آؤ!)

خالق ہونے کے ناطے' خالق ہونے کی حیثیت میں......(پوری توجہ چاہتا ہوں) پڑھے لکھے دوست' نوجوان جن کی رگوں میں حسینیت ہے اور میرا یہ جملہ آپ کو زندگی بھر یاد رہے گا' نوجوانوں کو خصوصاً' بزرگوں سے دعا لینے کیلئے......قبلہ! اللہ خالق ہونے کے ناطے ''لاشریک'' ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں بے مثال ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں کوئی ثانی نہیں رکھتا' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں کوئی مشیر نہیں رکھتا' اللہ خالق ہونے کی حیثیت سے اپنی مرضی کا خود مالک ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں اٹل ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں واحدہ لاشریک ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں احد ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں ایک ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں اکیلا ہے' اللہ خالق ہونے کی حیثیت میں لاشریک ہے' خالق ہونے کی حیثیت میں ۱۸ ہزار عالمین میں اللہ کی کوئی مثال نہیں' کوئی ثانی نہیں' کوئی شریک نہیں۔

لیکن مخلوق ہونے کی حیثیت میں حسینؑ بھی لاشریک ہے' حسینؑ کا بھی کوئی ثانی نہیں' حسینؑ کا بھی کوئی مشیر نہیں' حسینؑ کا بھی کوئی ایسا نہیں جس سے ہم حسینؑ کی مثال دے سکیں۔(بات میں کر گیا ہوں' میرے ساتھ بولے نہیں ہو!)

حسینؑ وہ ہے جو ہمیشہ منوائے کہ میں حسینؑ ہوں۔ اللہ کا اللہ ہونے کی حیثیت میں' خالق ہونے کی حیثیت میں! حسینؑ کا کوئی ثانی نہیں مخلوق ہونے کی حیثیت میں! خالق ہونے کی حیثیت میں' اللہ کا کوئی ثانی نہیں! مخلوق ہونے کی حیثیت

میں حسینؑ کا کوئی ثانی نہیں۔ خالق ہونے کی حیثیت میں اللہ کی کوئی مثال نہیں، مخلوق ہونے کی حیثیت میں حسینؑ کی کوئی مثال نہیں۔ خالق ہونے کی حیثیت میں اللہ جیسا کوئی نہیں، مخلوق ہونے کی حیثیت میں حسینؑ جیسا کوئی نہیں۔

خالق ہونے کی (پوری توجہ!) خالق ہونے کی حیثیت میں......(توجہ میری جانب!) خالق ہونے کی حیثیت میں اللہ، اللہ، اللہ، اللہ...... اپنے نام میں بھی ایک ہے، اپنے کام میں بھی ایک ہے اور مخلوق ہونے کی حیثیت میں حسینؑ اپنے نام میں بھی ایک ہے، اپنے کام میں بھی ایک ہے۔

آدمؑ سے محمدؐ تک سارے انبیاءؑ کے نام پڑھ لو...... آدمؑ آیا، شیثؑ آیا، شعبانؑ آیا، مخلسؑ آیا، مُحلوقؑ آیا، امیشؑ آیا، جافسؑ آیا، براؑ آیا، حفیناؑ آیا، عمرانؑ آیا، ابراہیمؑ آیا، اسماعیلؑ آیا، اسحاقؑ آیا، یعقوبؑ آیا، یوسفؑ آیا، کبریاؑ آیا، زکریاؑ آیا، ہودؑ آیا، سارے نبی آتے رہے، موسیٰؑ آیا، عیسیٰؑ آیا، محمدؐ آیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نام پڑھ لو، ان میں کوئی حسینؑ نہیں، کوئی حسینؑ نہیں، کوئی حسینؑ نہیں۔

اگر آ جاؤ چودہ میں...... پھر آ جاؤ چودہ میں، پہلا محمدؐ! ان چودہ میں محمد کتنے ہیں، پہلا محمدؐ خود...... دوسرا محمد باقرؑ، تیسرا محمد تقیؑ، چوتھا محمد مہدیؑ، چار محمد ہیں۔

علیؑ دوسرا ہے، پہلا علیؑ خود...... دوسرا علی زین العابدینؑ، تیسرا علی رضاؑ اور چوتھا علی نقیؑ!

تیسرا کون ہے قبلہ......؟

حسنؑ ہے، پہلا حسنؑ خود...... دوسرا حسن عسکریؑ، سورج کی آنکھ سے دیکھو،

رات کے آئینے سے دیکھو...... چودہ میں بھی حسینؑ ایک! (نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......
حسینیت زندہ باد' حسینیت زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

(سمجھ میں آ گئی میری بات! اس پورے عشرے میں کوششیں کروں گا کہ کچھ نہ کچھ لے کر جاؤں)۔

اللہ بھی ایک...... خالق ہونے کے ناطے! مخلوق ہونے کی حیثیت سے حسینؑ بھی ایک! حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسین نہیں' حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسینؑ جیسا نہیں' چودہ میں بھی حسینؑ ایک (رکھ لیتے چودہ میں بھی دوسرا حسینؑ' لیکن نہیں ہوسکتا) اللہ کا بھی ایک دشمن! (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

اللہ کا بھی ایک دشمن...... ابلیس! حسینؑ کا بھی ایک دشمن...... یزید! اللہ کا بھی ایک نافرمان...... ابلیس! حسینؑ کا بھی ایک منکر یزید! دونوں کا مزاج ایک...... دونوں کی نیت ایک...... دونوں کی شخصیت ایک! ابلیس کی بھی اور یزید کی بھی' لیکن فرق اتنا ہے اللہ کے دشمن میں اور حسینؑ کے دشمن میں...... (پوری توجہ) اللہ کے دشمن میں......

(اگر اس میں مجھے آسمانی نعرہ سنائی نہ دیا تو آگے پڑھنا فضول ہے!)

اللہ کا دشمن ابلیس' قبلہ! حسینؑ کا دشمن یزید! لیکن فرق ہے قبلہ! اللہ کے دشمن ابلیسؑ اور حسینؑ کے دشمن یزید میں! اللہ کا دشمن ابلیس ہر دور میں ابلیس کا نام بھی ایک رہا...... کام بھی ایک رہا۔

یہ شیخوپورہ ہے اور اس میں ۶ سال ہو گئے مجھے محرم پڑھتے ہوئے۔ میری طبیعت کو جانتے ہو' مزاج جانتے ہو' قبرستان میں مجھے نہ پڑھنے کا تجربہ ہے اور نہ میں عادی ہوں' میرے ساتھ بولتے آؤ گے تو لطف آئے گا۔ (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

اللہ کا دشمن ابلیس' ہر دور میں ابلیس نام رہا اس کا! ہر دور میں شیطان نام رہا اس کا' ہر دور میں کام بھی وہی......! آج بھی اگر مولوی بہک جائے۔ (آہا' آہا...... ذرا جاگو' ذرا جاگو!......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

آج بھی مولوی بہک جائے تو کہتا ہے' مجھے ابلیس نے بہکایا ہے' مجھے شیطان نے بہکایا ہے۔ کوئی پوچھے' قبلہ! آپ نے دیکھا ہے شیطان کو یا ابلیس کو...... کہتا ہے نہیں......

کمال ہے مولوی کا...... اپنا شیطان غائب ہو مان لے گا' ہمارا امامؑ غائب ہو...... نہیں مانے گا۔ (آؤ میرے ساتھ ساتھ بولتے آؤ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... بڑی مہربانی!)

ہر دور میں اللہ کا دشمن ابلیس ایک رہا' کتنا گہرا ہے محسن نقوی......! ابلیس کا کام بھی ایک رہا...... ''پہچاننا' نام بھی ایک رہا۔ اب لطف کی بات یہ ہے' اردو کا محاورہ ہے' کوئی بھی ابلیس یا شیطان جیسی حرکت کرے' ہم کہتے ہیں شیطان ہے......کوئی کہتا ہے وہ جی بڑا شیطان ہے۔ اسے فوراً شیطان کا نام دے دیتے ہیں' اگر شیطان جیسا کام کرے' اگر شیطان جیسا کوئی کام کرے' ہم کہتے ہیں شیطان ہے۔

اگر کوئی یزید جیسی حرکت کرے...... (پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے آپ کو' پتہ نہیں یہاں بیٹھے ہیں) اگر کوئی یزید جیسی حرکت کرے۔ (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

(میری ایک ایک سپیچ (Speach) ان دس دنوں میں' انتظامیہ سے میں گزارش کروں گا کہ انتہائی پڑھے لکھے سی آئی ڈی (C.I.D.) کے لوگ بھیجا کریں' ایک ایک میری تقریر کی ٹیپ (Tape) بھی منگوا لیا کریں۔ اگر کوئی لفظ کسی فرقے

کے لئے دل آزاری کا باعث ہو تو میں ضامن ہوں۔ ہر قسم کی ذمہ داری کے ساتھ جاؤں گا)۔

اللہ کا دشمن ابلیس! ہر دور میں نام بھی ابلیس رہا اور کام بھی ایک رہا اور نام بھی ایک رہا...... لیکن حسینؑ ہر دور میں تیرا دشمن نام بھی بدلتا رہا اور کام بھی بدلتا رہا۔ (آہا' آہا...... ذرا دوڑ کے آؤ میرے ساتھ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... آخری آدمی تک...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

ہر دور میں حسینؑ کا دشمن نام بھی بدلتا رہا اور کام بھی بدلتا رہا' فرق اتنا ہے...... فرق اتنا ہے قبلہ کہ پہلے حسینؑ کا دشمن اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام بتاتا تھا' بتاتا تھا نا...... یزید ابن معاویہ...... کہتے ہیں۔ شمر ابن جوشن' عبیداللہ ابن زیاد' حرمل ابن کاہل' عبیداللہ ابن زیاد' مروان بن حکم...... باپ کا نام یاد نہیں' آج اپنا نام بھی بدل لیا...... ولایت بھی! حسینؑ کا دشمن نامعلوم لکھواتا ہے۔ حسینؑ کے دشمن کی ظاہری نہیں اعلانیہ ہے' شکست!

اس دور میں حسینؑ ابن علی اور حسینؑ اور اسلام اکٹھے پیدا ہوئے۔ (آج میں ''جنگ اخبار'' صفحہ نمبر ۲ پر ملی یکجہتی کونسل کی طرف سے ۳۵ علماء کا مشترکہ اعلامیہ' جس میں سب نے دستخط کئے ہیں' وہ پڑھ رہا آج...... ابھی...... اس میں بھی کہا گیا ہے کہ کسی بھی مسلمان فرقے کے کسی بھی فرد کو کافر کہنا بذات خود کفر ہے۔ مجھے خوشی ہوئی اس بات کی! ہم تائید کرتے ہیں کہ ملی یکجہتی کونسل اگر اچھا کام کرے تو ہم ساتھ ہیں...... لیکن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے سب ہیں...... سب پڑھتے ہیں...... سب پڑھتے ہیں' دیکھنا یہ ہے کہ حسینؑ قربان کس لئے ہوا؟)

میں کہتا ہوں' حسینؑ اور اسلام ہم سن ہیں۔ (سرکار پوری توجہ' مولانا پوری توجہ' پروفیسر صاحب پوری توجہ' سید زادو! پوری توجہ' سارے نوجوان بیٹھے ہیں...... پوری توجہ!)

حسینؑ اور اسلام اکٹھے پیدا ہوئے' ایک ہی گھر میں پیدا ہوئے۔(سلامت رہو سلامت رہو......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

اکٹھے پیدا ہوئے حسینؑ اور اسلام ایک ہی گھر میں پیدا ہوئے' فرق اتنا تھا کہ اسلام رسولؐ کے سینے میں پل رہا تھا' حسینؑ رسولؐ کے سینے پر پل رہا تھا۔(ہائے ہائے......ذرا دھیان سے!......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

حسینؑ رسولؐ کے سینے پر پل رہا تھا' اسلام رسولؐ کے سینے میں پل رہا تھا۔ رسولؐ کے منہ سے جو لفظ نکلتے اسلام کی غذا بنتے' جو لعاب نکلتا حسینؑ کی غذا بنتا...... دونوں آغوش فاطمہؑ میں پلے۔

شام ہوتی...... حسینؑ کی ماں کا دسترخوان بچھتا' اسلام بھی وہیں...... حسینؑ بھی وہیں۔ جس اسلام پر بہت ناز ہے تمہیں وہ اسلام تو میرے حسینؑ کی ماں کے دسترخوان پر پلا ہے۔(نہ سمجھو تو تیرا قصور ہے اپنا' کوئی نہ بولے اس کی اپنی مرضی ہے!......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

وہ اسلام میرے حسینؑ کی ماں کے دسترخوان پر پلا ہے۔ رات ہوتی ہے اسلام کو حسینؑ سینے سے لگا تا' اکٹھے سو جاتے۔(لطف آ رہا ہے یا نہیں آ رہا......؟ سب کو لطف آ رہا ہے نا......)

اسلام اور حسینؑ اکٹھے سوتے' ایک رات اسلام نے کہا:

''حسینؑ یہ چادر مجھے دینا۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''یہ چادر میری ماں کی ہے۔''

(نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... ایسا نعرۂ پھر کبھی کوشش نہ کرنا' کیونکہ وزنی نعرہ ہے نفیس لوگ ہو......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

اسلام کہتا ہے:

''یہ چادر مجھے دو۔''

(اپیل کروں آج سے شیخوپورہ کے اہل سنت کو کہ مجالس میں آئیں' ''شان حسینؑ'' میں خصوصاً مل کر حسینؑ کی یاد منائیں ہمارے ساتھ......ہمیں خوشی ہوگی' ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہمیں خوشی ہوگی' ہم شکر گزار ہیں)۔

اسلام کہتا ہے:

''چادر مجھے دے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''یہ چادر میری ماں کی ہے۔''

اسلام کہتا ہے:

''میں اسلام ہوں۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میں حسینؑ ہوں۔''

اسلام کہتا ہے:

''آدمؑ سے لے کر تیرے ناناؐ تک میرے محتاج ہیں۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''محتاج ہیں..... لیکن آدم سے میرے ناناؐ تک..... میرے ناناؐ سے
تجھ تک..... میرے مقروض ہیں۔''

(او..... بولو تو سہی کیا ہو گیا ہے تمہیں!)

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ..... سلامت رہو! اٹھ کے..... سارے مل کر.....نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

تیرے محتاج ہیں آدمؑ سے محمدؐ تک اور محمدؐ سے لے کر تجھ تک میرے مقروض ہیں.....اور محمدؐ سے لے کر تجھ تک میرے مقروض ہیں۔

اسلام کہتا ہے:

''میں اسلام ہوں۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میں حسینؑ ہوں۔''

اسلام کہتا ہے:

''وزن کر لے.....''

حسینؑ کہتا ہے:

''تو عادل سوچ' اس کے ہاں دونوں چل کر وزن کر لیتے ہیں۔''

اسلام کہتا ہے:

''تو بتا.....!''

حسینؑ کہتا ہے:

''نہیں تو بتا......!''

اسلام کہتا ہے:

''تیرے ناناؐ سے بڑا عادل کوئی اور نہیں۔''

حسینؑ کہتا ہے کہ

''ابھی چلنا ہے یا صبح......!''

اسلام کہتا ہے:

''ابھی جا کر جگاؤں گا تو تیرا ناناؐ ہو سکتا ہے پریشان ہو جائے' ناراض ہو جائے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''یہی فرق ہے۔(آہا' آہا......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) یہی فرق ہے' تو محتاج ہے میرے ناناؐ کے جاگنے کے وقت کا...... میرا جب جی چاہے میں چلا جاؤں۔''

اسلام کہتا ہے:

''صبح ہو گی تیرا ناناؐ مسجد میں آئے گا...... وہاں چل کے دونوں وزن کر لیں گے' تو بڑا ہے یا میں۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''منظور!''

اسلام کہتا ہے:

''کائنات کی سب سے بڑی مسجد تیرے ناناؐ کی مسجد ہے۔ کائنات میں اول وقت صبح کا ہے' کائنات کا سب سے بڑا نمازی تیرا ناناؐ ہے۔ اس وقت جا کر پوچھ لیں گے کہ تو بڑا ہے کہ میں!''

حسینؑ کہتا ہے:

''تینوں چیزیں تیرے حق میں گئیں' نماز بھی تیرا رکن' مسجد بھی تیری پہچان! (ذرا جاگو تو سہی نا...... پوری طرح سے!) مسجد بھی تیری پہچان' نماز بھی تیرا رکن اور نمازی بھی تیری پہچان کیلئے...... لیکن میں حسینؑ ہوں' مجھے ساری شرطیں قبول ہیں' ساری شرطیں قبول ہیں۔''

اسلام سو گیا' حسینؑ نہیں سویا......!

صبح ہوئی اذان ہوئی' (جن کی رگوں میں حسینیت ہے' وہ جاگے) مسجد نبویؐ میں اذان ہوئی...... قبلہ! حسینؑ نے اسلام کو جگایا' (خدا کا واسطہ ذرا جاگ کے آؤ! اگر لطف آئے تو سننا......)

حسینؑ نے اسلام کو جگایا' تیرے میرے وزن کرنے کا وقت آ گیا' تو چل مسجد میں' اپنے حامی جج ہوں گے۔ تجھے وقت دیتا ہوں' جسے جسے چاہے' اپنا قائل کر...... میں بعد میں آؤں گا۔

اسلام مسجد میں چلا گیا' حسینؑ ماں کے حجرے میں چلا گیا۔ ماں نماز کے لئے کھڑی ہوئی' حسینؑ نے سلام کیا۔

''حسینؑ اس وقت خیریت تو ہے؟''

''اماں! وہ جو اسلام ہے نا..... ہمارے گھر میں پل رہا ہے۔(پتہ نہیں سمجھے کہ نہیں سمجھے..... نعرۂ حیدری' یا علیؑ ..... ہاں مل کر مل کر نعرۂ حیدری' یا علیؑ) وہ جو اسلام ہے نا..... ہمارے گھر میں پل رہا ہے' رات کہتا تھا میں بڑا ہوں۔ اماں! میں نے کہا' میں بڑا ہوں۔ اماں! طے یہ ہوا کہ ناناؐ کی مسجد میں ناناؐ سے پوچھتے ہیں..... کون بڑا ہے.....؟ میں مسجد میں جا رہا ہوں' اسلام چلا گیا۔ اماں! دعا مانگنا کہ کامیاب واپس آؤں۔ اماں! پہلا مباہلہ ہے۔''

(نعرۂ حیدری..... یا علیؑ)

ماں کی حویلی سے باہر آیا' مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا۔ اسلام نے استقبال کیا۔(یار یہاں بیٹھے ہو!)

حسینؑ کہتے ہیں اسے جس کا استقبال اسلام کرے۔

حسینؑ کہتا ہے:

''میرا ناناؐ کہاں ہے.....؟''

کہا:

''مصلیٰ پر.....!''

کہا:

''کیا کر رہا ہے.....؟''

کہا:

''صبح کی نماز شروع ہے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''الحمدللہ......!''

''تیرا نانا قیام میں ہے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''ٹھیک ہے۔''

اسلام کہتا ہے:

''تیرا نانا رکوع میں ہے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''سبحان ربی العظیم!''

تیرا نانا سجدے میں چلا گیا......!''

(اب اگر میرا لفظ نہ سمجھو تو زندگی بھر مجھے پڑھنے کا لطف نہیں آئے گا' اگر سمجھ گئے تو پانچ نعروں کی بس سلامی لوں گا)۔

جب اسلام نے کہا' تیرا نانا سجدے میں چلا گیا' حسینؑ نے اسلام سے ہاتھ چھڑایا اور تیز تیز قدم چلتا ہوا قریب پہنچا۔ نانا سجدے میں تھا' حسینؑ اپنی حقیقی مسند سے نانا کی پشت پر آ کے سوار ہو گیا۔ (آہا' آہا......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

اپنی حقیقی مسند سے نانا کی پشت پر......اجل معراج کا یہ عقیدہ حسینؑ کی......

(صرف ان سے خطاب کر رہا ہوں جو منتشر ذہن کا آدمی ہے' اس سے میرا خطاب یونہی نہیں ہے' یہاں سے لے کر صدر صاحب تک یہ آدمی کو!)

حسینؑ بیٹھا' کبھی لوح محفوظ کے حروف لکھنے والی انگلیوں سے نانا کی زلفوں

سے کھیلتا ہے۔ (آہا' آہا..... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

لوحِ محفوظ کے حروف لکھنے والی انگلیوں سے ناناؐ کی زلفوں سے کھیلتا ہے' بیٹھا ہے مسند پر..... کائنات پر سکوت طاری ہے۔ اللہ نے ملائکہ سے کہا:

''میری تسبیح چھوڑو..... اور دیکھو کیا ہو رہا ہے؟''

قرآن نے قل کو حکم دیا' قل کے دریچے کھولو..... مسجد نبوی میں دیکھو' کیا ہو رہا ہے؟ آسمان نے چھپ چھپ کے دیکھا' کیا ہو رہا ہے؟

ہوا نے چل چل کر دیکھا' کیا ہو رہا ہے.....؟ شاخوں نے پتوں سے کہا' ہمیں نہ چھیڑو..... پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے؟

اٹھ اٹھ کے دیکھا' پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے؟ سلسبیل نے سبیل نکالی' اللہ جانے کیا ہونے والا ہے۔ (قبلہ! ایک فقرہ کہنے والا ہوں اور آپ کے لئے کہہ رہا ہوں' یہ فقرہ ضائع ہوا تو مجھے دکھ ہوگا) سلسبیل نے سبیل نکالی' پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے' ملائکہ زمین پر نہ چلی گئی..... پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے' انبیاءؑ کی آنکھیں دم بخود رہ گئیں..... پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ سلسبیل نے سبیل نکالی' اللہ جانے کیا ہونے والا ہے.....؟؟؟

اور..... کوثر کے تو منہ میں پانی بھر آیا۔ (آہا' آہا..... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

(سلامت رہو' قبلہ آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھے) کوثر کے منہ میں پانی بھر آیا..... پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے.....؟ اللہ کی بخشش چھلکنے لگی' اللہ جانے کیا ہو رہا ہے' حسینؑ بیٹھا ہے۔ (اب چیلنج ہے محسن نقوی کا!)

حسینؑ بیٹھا ہے' رسولؐ سجدے میں یا رسالت سجدے میں..... نبیؐ سجدے میں

یا نبوت سجدے میں! نبوت کی پشت حسینؑ سوار ہے' اسلام شاہد ہے۔ (تیری سمجھ میں نہیں آیا!)

اسلام شاہد ہے...... بلکہ اسلام عینی شاہد ہے' نبوت کی پشت پر حسینؑ بیٹھا ہے' نبیؐ کے پیچھے اصحاب سجدے میں ہیں' یوں کیوں نہ کہیں کیونکہ نبیؐ کا سجدہ ہے' ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی سجدے میں ہیں' تمام اولیاء سجدے میں ہیں' تمام ملائکہ سجدے میں ہیں' تمام اصحاب سجدے میں ہیں' سب سجدے میں ہیں۔ حسینؑ بیٹھا ہے مہر نبوت پر سوار ہو کر' پشت نبوت پر حسینؑ بیٹھا ہے' اسلام عینی شاہد بن کر دیکھ رہا ہے' اللہ حسینؑ کا وزن برقرار رکھنے کے لئے سوچ رہا ہے۔

(اب دیکھو میری طرف......) کسی مولوی سے جا کے پوچھ لو' کسی بھی فرقے کا ہو' ملی یکجہتی کونسل میں شریک ہو' ہر فقہ کے مولوی سے جا کے پوچھ لو...... کسی بھی فرقہ کا ہو...... واجب نماز ہو' اس کا واجب سجدہ ہو' اس میں کتنی مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنا واجب ہے۔ چیلنج ہے...... علی کا واسطہ' آج میں رباعی پڑھوں نہ پڑھوں...... لیکن میری یہ بات سن لینا۔

واجب نماز...... (ویڈیو بھی بن رہی ہے' ٹیپ بھی ہو رہی ہے' نوٹ بھی ہو رہی ہے' سیکورٹی نوٹ بھی کر رہی ہے) واجب نماز یہ ہے کہ قبلہ واجب سجدے میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کتنی مرتبہ واجب ہے۔ واجب ایک دفعہ...... کوئی نماز نہیں' دو مرتبہ سنت...... تین مرتبہ کہنا مستحب ہے۔ (علی کا واسطہ ذرا جاگو!)

واجب نماز کے واجب سجدے میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنا واجب...... واجب' دو مرتبہ کہنا سنت' تین مرتبہ کہنا مستحب! بڑے سے بڑا نمازی ہو'

واجب نماز ہو..... واجب سجدہ ہو' زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں..... اس سے زیادہ نہیں..... حسینؑ بیٹھا ہے نبوت کی پشت پر..... واجب نماز ہے' صبح کی نماز ہے' واجب سجدہ ہے' کائنات کے نبیؐ کا سجدہ ہے..... کائنات کے نبیؐ کا سجدہ.....!

ایک دفعہ واجب کر کے کہا:

سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ

نبیؐ کو خیال آیا' کوئی بیٹھا ہے۔(اب کوئی نہ بولا تو مجھے دکھ ہو گا) دوسری مرتبہ کہا:

سبحان ربی الاعلیٰ

خوشبو آئی' یہ تو حسینؑ ہے.....!

تیسری مرتبہ پڑھا:

سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ

مستحب ہو گیا' سوچا مرضی کا مالک ہے' شریعت جانتا ہے' میرا لعاب چوسا ہے' شریعت اس کے رگوں میں ماں کے دودھ کی طرح حل ہو چکی ہے' خود ہی اتر جائے گا..... چوتھی مرتبہ پڑھا:

سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ

پانچویں مرتبہ پڑھا:

سبحان ربی .....

(اگر چاہتے ہو اگلے سال کی ان مجالس تک سرور نہ ٹوٹے' حسینیت کا نشہ نہ

ٹوٹے، ریش کی تار نہ ٹوٹے...... محسن نقوی کا لفظ سننا!)

جب چھ مرتبہ رسولؐ سبحان ربی الا علی و بحمدہ پڑھ چکے اور حسینؑ پشت مبارک سے نہ اترا......!

حسینؑ نہیں اترا، حسینؑ نہیں اترا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے..... وہ بھی کرتا جاؤں کہ تو جو کہتا ہے کہ نماز اللہ کی ہے، اس میں غیر اللہ کا خیال آ جائے (یار جاگو تو سہی..... نعرۂ حیدری، یا علیؑ)

کسی غیر اللہ کا خیال آ جائے نماز نہیں رہتی، اب نماز ہے نبیؐ کی..... خیال ہے حسینؑ کا۔ (جاگو ذرا جاگو!)

خیال ہے حسینؑ کا..... نماز ہے نبیؐ کی، نماز بھی واجب..... (قلم نکالنا فتویٰ دینے کیلئے!)

نماز ہے نبیؐ کی..... پشت (مبارک) پر بیٹھا ہے حسینؑ! خیال ہے حسینؑ کا! چھ مرتبہ سبحان ربی الا علیٰ پڑھ چکا، کائنات کا رسولؐ......!

(حسین کا واسطہ، تم میں ہر مومن کو حسینؑ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، اب پورے جنون کے ساتھ سننا میرا فقرہ!)

اور ساتویں مرتبہ یقیناً رسولؐ کو اٹھنا ہے۔ چھ مرتبہ رسولؐ پڑھ چکا، ادھر نبوت نے حسینؑ کے سامنے سر اٹھانے کی کوشش کی، ادھر اللہ نے......(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ ......توجہ میری جانب......!)

نبوت نے سر اٹھانے کی کوشش کی، اس کی تار نہ ٹوٹے۔

ادھر نبوت نے سر اٹھانے کی کوشش کی...... ادھر اللہ نے کہا:

''جبرائیلؑ!''

''جی! رب الجلیل!''

''جلدی جاؤ...... حسینؑ ہے...... یوسفؑ نہیں۔''

(آہا' آہا...... حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... نعرۂ حیدری یا علیؑ ...... ہم پاگل تو نہیں' ہم دیوانے تو نہیں!)

''جلدی جاؤ...... حسینؑ ہے یوسفؑ نہیں۔''

جبرائیلؑ نازل ہوئے کہا:

''اللہ کے رسولؐ! اللہ کہتا ہے' اسلام بھی میرا' حسینؑ بھی میرا' تو بھی میرا' نماز بھی میری! زندگی میں پہلی بار حسینؑ مجھ سے پوچھ رہا ہے' میرا مقام کیا ہے؟ اللہ کا حکم ہے' جب تک حسینؑ اپنی مرضی سے نہ اترے...... قیامت تک سر نہ اٹھانا۔''

اور جب حسینؑ کا مقام جبرائیلؑ نے آ کے بتایا' حسینؑ کی مرضی جبرائیلؑ نے آ کے بتائی۔ (توجہ' یا حسینؑ مجھے معاف کر کہ میں یہ فقرہ کہہ سکوں!)

رسولؐ پڑھتا جا رہا ہے' **سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ** ...... نماز واجب' سجدہ واجب...... پشت پر حسینؑ!

(علماء اہلسنت سے لے کر تمام فرقوں کے علماء کو محسن نقوی کا چیلنج ہے)۔

رسولؐ پڑھتا جا رہا ہے...... حسینؑ بیٹھا ہے' (پشت مبارک پر) پیچھے صحابی ہیں' سر اٹھاتے ہیں' سامنے حسینؑ ہے' پھر سر رکھ دیتے ہیں سجدے میں......!(اب فتویٰ

لگاتا!)

نماز اللہ کی..... زیارت حسینؑ کی۔ (آہا' آہا' آہا)

نماز اللہ کی' زیارت حسینؑ کی' رسولؐ سجدے میں..... رسولؐ نے ۷۰ مرتبہ سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ پڑھا۔

اسلام آگے بڑھا:

"حسینؑ! میں مان گیا تو بڑا ہے۔"

(حسینؑ) اپنی مرضی سے اترا' ۷۰ مرتبہ رسولؐ نے پڑھا' (کیا عجیب رخ ہو گیا ہے مجلس کا' رخ ہی عجیب ہو گیا ہے مجلس کا!)

۷۰ مرتبہ پڑھا رسولؐ نے سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ اپنی مرضی سے۔ حسینؑ اترا' اپنی مرضی سے اترا' مسجد کے دروازے تک اسلام چھوڑنے آیا' گھر گیا' اماں سے کہا:

"اماں مبارک ہو! ۷۰ مرتبہ نانا نے پڑھا سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ میں اپنی مرضی سے اترا ہوں۔"

ایک لفظ کہتا جاؤں..... بتولؑ کہتی ہے:

"حسینؑ تیرا نانا نفیس مزاج کا مالک ہے نہ تکلیف دیا کر' اب تو ۷۰ دفعہ میرے بابا نے پڑھا ہے سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ۔"

ماں کی گردن سے بانہیں چھڑا کے حسینؑ پیچھے ہٹ گیا۔ آواز آئی:

"اماں میں حسینؑ ہوں' کسی کا مقروض نہیں رہتا۔ آج نانا نے ۷۰

مرتبہ پڑھا ہے سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ' کل اگر اسلام پر بن گئی ۷۰ کے بدلے ۷۲ نہ دوں تو حسینؑ نہ کہنا۔"

(شاباش' شاباش..... حلقہ آرگنائزیشن کا عظیم الشان مجمع' عظیم الشان جلسہ عظیم الشان محرم! جعفری صاحب کل باقی سناؤں گا' کیونکہ عوام رو پڑی ہے)۔

(ایام عزا ہے) ۷۲ نہ دوں تو حسینؑ نہ کہنا۔ (ذاکر لوگ بیٹھے ہیں' یہاں ضلع مانگہ رکے سیدوں کو سال دو سال ہو گئے ذاکری اور عزاداری کرتے ہوئے' ایک لفظ کہتا ہوں) عرصہ گزرا..... اسلام اور حسینؑ میں دوستی چلتی رہی' ایک دن اسلام نے کہہ دیا:

"حسینؑ میں ذرا شام جا رہا ہوں۔" (شاباش' شاباش' شاباش!)

میں شام جا رہا ہوں' حسینؑ کہتا ہے:

"ہو آ..... سیر کر آ۔"

چلا گیا شام! ۲۷ رجب' ۶۰ ہجری' ۲۷ رجب' ۶۰ ہجری' حسینؑ نانا کی مسجد میں نماز کے لئے وضو کر رہا ہے۔

حسینؑ کے کانوں میں آواز آئی:

"مشکل کشا کے بیٹے! میری مدد کر۔"

حسینؑ نے وضو چھوڑا..... یہ آواز تو میرے ساتھ اسلام کی ہے۔

آواز آئی:

"کون ہے.....؟"

"اسلام ہوں۔"

"کیا ہوا......؟"

"مجھے بادشاہت نے ڈس لیا' مجھے ملوکیت نے نگل لیا' میں بیمار ہو گیا ہوں' میری مدد کر۔"

(اس رنگ میں کبھی نہیں سنا ہوگا آپ نے!)

اسلام کہتا ہے:

"میں بیمار ہو گیا!"

حسینؑ کہتا ہے:

"میں آیا......!"

(میں اولاد قربان کردوں' حسینؑ کا ذکر کرنے والے ذاکروں پر!)

کل سے تیاری سن رہے ہو' کل میرے بھائی منظور حسین نے بھی تیاری پڑھی ہوگی' آج چشتی صاحب بھی پڑھ گئے ہیں۔ مولا ان کی زبانوں میں زیادہ تاثیر عطا کرے' لیکن دو لفظ ہی تیاری کے بند میں کہتا ہوں' جو تمہیں ہمیشہ یاد رہیں گے۔

حسینؑ کہتا ہے:

"میں آیا...... میں آیا۔"

شریکۃ الحسین بی بی زینبؑ ابھی ام المصائب نہیں بنی تھی' حسینؑ کو دیکھا' حسینؑ پریشان ہے:

"ہاں! زینبؑ بہن وہ جو میرا ساتھی ہے نا اسلام' وہ بیمار ہو گیا' شام میں اس کا علاج کرنا ہے' وہ زخمی ہو گیا' اس کا علاج کرنا ہے۔"

زینبؑ کہتی ہے:

''میں ساتھ چلوں گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''تو کیوں ساتھ چلے گی......؟''

آواز آئی:

حسینؑ تو تو زخمی کا علاج کرے گا نا...... میں ماں زہراؑ کے پہلو سے لے کر حسنؑ کے جنازے تک پٹیاں باندھنا مجھے آتا ہے۔ خون کی ضرورت ہو تو تم دینا' پٹیاں باندھنا ہوں گی تو میں ساتھ چلوں گی۔''

(سلامت رہو بھئی!) باقی کل شروع کروں گا' لیکن دو لفظ کہہ کر چھوڑتا ہوں' آج کی مجلس کو اور یہ دو لفظ میرے عجیب ہیں!)

ولید نے دربار میں بلایا' حسینؑ گیا' یزید کی بیعت کا مطالبہ ہوا۔ سب جانتے ہیں حسنؑ نے رد کیا' گھر آیا' بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''کیا ہوا......؟''

''یزید نے بیعت مانگی ہے۔''

علیؑ کی بیٹی کھڑی ہوئی' حسنؑ کے شانے پر ہاتھ رکھا......اور کہتی ہے:

''میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال حسینؑ! تو نے کیا جواب دیا......؟''

حسینؑ کہتا ہے:

''کیا جواب ہونا چاہیے......؟''

دونوں بہن بھائی کے منہ سے بیک وقت نکلا:

''نہیں' بیعت نہیں کرنی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''پھر یزید جنگ کرے گا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''حاضر!''

حسینؑ کہتا ہے:

''تو گھر پر رہ' میری فوج بھی ہے' میں جاتا ہوں۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''میری بھی فوج ہے' تو اپنی فوج کے ایک ایک سپاہی کا نام بتا' میں اپنی فوج کے سپاہیوں کے نام بتاؤں گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میری فوج کا سالار عباسؑ ہوگا۔''

''میری فوج کی سالار رقیہؑ ہوگی۔''

(شاباش' شاباش' شاباش' شاباش...... تیرے کیا کہنے حسینؑ' تیرے کیا کہنے حسینؑ !...... واہ جی واہ!)

تیری فوج کا سالار عباسؑ ہوگا۔ زینبؑ کہتی ہے:

''میری فوج کی سالار رقیہ ہوگی' میری فوج کا مہتمم سجاد کے پاس ہوگا۔''

بی بی کہتی ہے:

''میرے ساتھ کبریٰؑ ہو گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میرے ساتھ عباسؑ جائے گا۔''

زینبؑ کہتی ہے:

''میرے ساتھ رقیہؑ جائے گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میرے ساتھ سجادؑ جائے گا۔''

زینبؑ کہتی ہے:

''میرے ساتھ کبریٰؑ جائے گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''میرے ساتھ اکبرؑ جائے گا۔''

زینبؑ کہتی ہے:

''میرے ساتھ لیلیٰؑ جائے گی۔''

حسینؑ کہتا گیا...... نام لیتا گیا۔ حسینؑ کہتا ہے:

''میرے پاس ایک ایسا مجاہد ہے کہ تیرے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں۔''

آواز آئی:

''کونسا مجاہد؟''

حسینؑ کہتا ہے:

''میرا آخری مجاہد اصغرؑ ہوگا۔''

جب حسینؑ نے کہا نا..... میرا آخری مجاہد اصغرؑ ہوگا' بی بی کہتی ہے

''حسینؑ میں بھی زینبؑ ہوں' اصغرؑ تیرے ساتھ جائے گا' سکینہؑ میرے ساتھ جائے گی۔'' (شاباش' شاباش' شاباش! یہ ہے حق رونے کا' میرے آقا کو رونے کا یہ حق ہے!)

اصغرؑ تیرے ساتھ جائے گا' سکینہؑ میرے ساتھ جائے گی' بی بی کہتی ہے:

''فرق ہوگا تو اصغرؑ کو اپنے پہلو میں سلا لے گا' میں سکینہؑ کو اکیلا چھوڑ آؤں گی۔''

تو اصغرؑ کو اپنے پہلو میں سلا لے گا' میں سکینہؑ کو اکیلا چھوڑ آؤں گی۔ شاباش شاباش' شیخوپورہ والو! اگر رونے پر تل گئے ہو اور جس انداز میں مصائب تم سن رہے ہو کب تک میں جاگوں۔ حسینؑ کی غربت کی قسم! یہ شیخوپورہ ہے' گرمی کا موسم ہے' اس گرمی کے موسم میں بھی میں تم سے سوال کرتا ہوں' اگر آج بھی شاہ جی! کوئی آدھی رات کو تمہارا ہمسایہ مستورات کو' بچوں کو ساتھ لے کر... سامان لے کر... محلے میں... گلی میں سفر کی تیاری کرلے' سارے محلے والے اکٹھے ہو کر جاتے ہیں' گرمی کا موسم ہے کہاں سفر کر رہا ہے؟ تو پانی ساتھ لے جا' بچوں کو نہ لے جا' عورتوں کو ساتھ نہ لے جا۔

تجھے حسینؑ کی غربت کی قسم! سیدو! مجھے معاف رکھنا' جب تک مدینے کا آخری گھر نظر آتا رہا' محمل کا پردہ ہٹا ہٹا کر زینبؑ دیکھتی گئی' کوئی تو روکے گا.....؟

(شاباش' شاباش' حوصلہ...... سیدزادو!)

پورے پاکستان میں عشرے ہوتے ہیں''شان حسینؑ'' میں پہلی مجلس ہے' تیرے عشرے کی دوسری مجلس ہے' ایسے دسویں محرم کی وجہ سے نہیں ہوتی' یہ معجزہ ہے امام حسینؑ کا' اس کے ذکر کا!

میرے نوجوانو! مجھے حسینؑ کی غربت کی قسم اپنی ماؤں بہنوں سے جو پردے میں بیٹھی ہوئی ہیں' ایک سوال کروں گا۔

شاہ جی! انوکھا سفر تھا' اس شہر کا' انوکھا سفر تھا' میری مائیں بہنیں جانتی ہیں' کسی بہن کا بھائی سفر میں چلا جائے' پردیس میں چلا جائے۔ دبئی چلے جاتے ہیں' انگلینڈ چلے جاتے ہیں' سفر میں چلے جاتے ہیں' ۲۰ سال' ۲۲ سال سفر میں بھائی رہ جائے' جب واپس آنا ہو' سارا خاندان جاتا ہے ہوائی اڈے پر لینے کے لئے! ادھر بھائی اترتا ہے جہاز سے...... چاہے ۲۰ سال گزر گئے ہوں' دور سے بہن دیکھتی ہے' کہتی ہے' وہ میرا بھائی آ رہا ہے...... بھائی کہتا ہے' وہ میری بہن کھڑی ہے۔ (ہائے' ہائے) غربت حسینؑ کی!

ایک سال کے بعد جب زینبؑ واپس آئی' سگے بھائی حنفیہؑ نے کہا:

''ضعیفہ میری بہن زینبؑ کہاں ہے؟''

(شاباش' شاباش' حوصلہ میرے جوانو!)

محمد حنفیہؑ قریب آ کر کہتا ہے:

''سفید سر والی ضعیفہ ایک طرف ہو جا...... میں اپنی بہن زینبؑ سے ملنے جا رہا ہوں۔''

منہ آسمان کی طرف کر کے بی بی زینبؑ کی چیخ نکلی' آواز آئی: واغربتاہ

''ہائے میری غربت...... میرا بھائی نہیں پہچانتا......''

(حوصلہ' حوصلہ) سفید سر والی میری اماں ہے' سر پہ ماتم کر رہی ہے' اسے تو روکنے والا تو کوئی نہیں' اتنے بدل گئے تھے مصیبت میں' ایسا رنگ کر دیا تھا مصیبت نے سیدوں کا!

میرے نوجوان اور میرے بزرگ بیٹھے ہو' حسینؑ کی غربت کی قسم! جب رہا ہو کے آئی ہے نا...... اور محمد حنفیہؒ گیا ملنے کے لئے' ۲۳ سال کا سجادؑ جا کر کہتا ہے:

''بابا...... بابا......''

محمد حنفیہؒ آ رہا ہے' سجادؑ قریب گیا' کہتا ہے:

''چاچا میرا سلام!''

محمد حنفیہؒ کہتا ہے:

''اے اجنبی کچھ تو خیال کر' اپنی عمر بھی دیکھ اور میری عمر بھی دیکھ' تو ضعیف ہے' میں جوان ہوں۔''

رو کر کہتا ہے:

''چاچا! میں ضعیف نہیں ہوں' میں سجادؑ ہوں۔''

محمد حنفیہؒ گھوڑے سے اترا' آواز آئی:

''تیری داڑھی سفید کیوں ہو گئی؟''

سجادؑ کہتا ہے:

''میرا اکبرؑ مارا گیا' میرا قاسمؑ مارا گیا' میری پھوپھیاں قید ہوئیں'

بے پردہ ہوئیں۔''

(سلامت رہو' سلامت رہو' سلامت رہو بھئی' عجیب قسمت......)

''سجادؑ میرے قریب آ......''

(چلو چھوڑتا ہوں آج کی مجلس...... دیر نہ ہو جائے' کوشش کرتا ہوں چھوڑنے کی' اگر تیاری پوری پڑھ دوں' تیری خدا زندگی دراز کرے' میں مر جاؤں گا' چھ سال ہو گئے' عشرہ پڑھتے ہوئے' آج تک میں تیاری نہیں پڑھ سکا۔ لیکن...... ایک لفظ ہے۔ قبلہ!)

جنان بن انس کہتا ہے' میں کوفہ سے آیا' مدینے میں حسینؑ کو خط دینے۔ علامہ دربندی ''اسرار و بشارت'' میں لکھتے ہیں' جنان بن انس آیا' اس دن ۲۸ رجب تھی' میں شام کو پہنچا' مدینہ سنسان تھا' دکانیں بند تھیں' دروازے پر دستک دینے کا حکم نہیں تھا۔

میں نے ایک سے پوچھا:

''حسینؑ کا گھر کہاں ہے؟''

وہ مجھے دیکھ کر کہتا ہے:

''اجنبی معلوم ہوتے ہو......''

میں نے کہا:

''ہاں!''

''کیوں آئے ہو......؟''

''میں نے خط دینا ہے۔ کیا حسینؑ سفر پر تیار ہو رہا ہے؟''

''آ...... تجھے ساتھ لے چلوں۔''

جنان کو لے آیا...... (اب جس کا جی چاہے روتا رہے' جس کا چاہے اٹھ کر ماتم کرے!)

جنان کہتا ہے' میں آیا' دیکھا سفید لباس میں صحابی رسولؐ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے' میں وہیں رک گیا۔

کہا:

''وہ سامنے حسینؑ کا گھر ہے۔''

تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا' ایک نوجوان نکلا' ۲۴ سال کے لگ بھگ اس کی عمر تھی' سیاہ عمامہ تھا' سیاہ داڑھی تھی' دائیں رخسار پر سیاہ تل تھا۔

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

کذب و ریا کو اذن اشاعت نہ دیجئے
جھوٹی خبر کو حقِ طباعت نہ دیجئے
کچھ تو خیال کیجئے آدابِ حرب کا
فرار کو تو دادِ شجاعت نہ دیجئے

(افسر عباس)

مجلس دوئم

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......

مزاج معلٰی کی نفاستوں پر ناگوار نہ گزرے تو تکلیف کریں' بلند آواز میں صلواۃ!......

طبیعتوں' حیثیتوں' نیتوں' ذہنیتوں کو اگر گردش دوراں کی حبس آلود تھکن اجازت دے تو تھکن شکن صلواۃ پڑھیں۔

اللھم صلی علی محمدؐ و آل محمدؐ

(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

صد نشین بزم زیر ردا' صد نشین بزم زیر ردا' یعنی چادر تطہیر کے سائے میں منعقد ہونے والے پنجتن کے پہلے عوامی اجلاس کی محمدؐ' علیؑ' حسنؑ' حسینؑ کے ہوتے ہوئے صدارت کرنے والی مخدرات عصمت جسے زمین پر فاطمہؑ کہتے ہیں اور آسمان پر بتولؑ کہتے ہیں۔

(سامعین! واہ' واہ' واہ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

اس مخدرات عظمت' مودۃ عصمت و طہارت بی بی کے نام پر جتنی بلند صلوٰۃ ہو سکتی ہے' پڑھیں۔

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

ماشاء اللہ چشم بدور......! سرزمین کربلا کی حدوں سے مودت حسینؑ کشید کرنے والے دیوانوں کا تحت نگاہ کرم نفیس اس بات کی علامت ہے کہ ۱۸۰۰۰ عالمین نے آدمؑ سے محمدؐ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے مشترکہ قرضے...... آدمؑ سے محمدؐ تک......(پوری توجہ چاہتا ہوں!)

آدمؑ سے محمدؐ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار' نبیوںؑ کے نبی کے مشترکہ قرضے جو انسان ایک مختصر ترین سجدے کی مہلت میں ادا کر کے اپنی باقی عبادت سے توحید' نبوت' امامت اور شریعت کو قیامت تک کے لئے اپنا ذاتی مقروض بنا دے' اسے حسینؑ کہتے ہیں۔(واہ' واہ' واہ......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

بڑی مہربانی...... میری خوش نصیبی ہے کہ میرا پہلا فقرہ میری حوصلہ افزائی کا سبب بن گیا۔ آدم سے محمدؐ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے قرضے...... جو انسان ایک مختصر ترین سجدے کی مہلت میں ادا کر کے اپنی باقی عبادت سے......توحید' نبوت' امامت' عدل' قیامت یعنی اصول دین کو...... اصول دین کو قیامت تک کے لئے اپنا ذاتی مقروض بنا لے......اسے حسینؑ کہتے ہیں۔

جو حُسن کا محتاج ہوا سے حسین کہتے ہیں۔(واہ' واہ' واہ)

جو حُسن کا محتاج ہوا سے حسین کہتے ہیں' حُسن جس کا محتاج ہوا سے حسینؑ کہتے ہیں۔(واہ' واہ' واہ...... پوری توجہ سے......حسینیت' زندہ باد......حسینیت' زندہ باد......

یزیدیت' مردہ باد...... یزیدیت مردہ باد......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

جوحُسن کامحتاج ہو وہ حسین ہوتا ہے' حسن جس کامحتاج ہو وہ حسینؑ ہوتا ہے'

انوکھی شخصیت...... میرا حسینؑ ہر دور میں!

ہر بادشاہ نے تاریخ لکھوائی اپنے عہد کی...... اپنی مرضی کے مطابق اور تاریخ جھوٹ بولتی رہی' اپنے عہد کے بادشاہ کی تعریف کرتی رہی' ہر دور میں مورخ خریدے گئے' ہر دور میں قلم خریدا گیا' ہر دور میں ضمیر بیچے گئے' ہر دور میں ضمیروں کا نیلام گھر سجایا گیا' ہر دور میں خزانوں کے منہ کھلتے رہے۔

میرا حسینؑ وہ واحد انسان ہے جس کے دروازے پر تاریخ اپنا کشکول لے کر دوپہر تک کھڑی رہی' حسینؑ کچھ سچ کی بھیک اس میں ڈال دے۔(آہا' آہا' آہا!)

حسینؑ نے تاریخ کو جھوٹ نہیں بولنے دیا' مورخ کامحتاج نہیں حسینؑ ...... مورخ حسینؑ کامحتاج ہے' تاریخ کامحتاج نہیں حسینؑ ! تاریخ محتاج ہے حسینؑ کی' تخت و تاج کامحتاج نہیں حسینؑ ......! تخت و تاج حسینؑ کامحتاج ہے۔

(پوری توجہ چاہتا ہوں......!)

بڑا ناز تھا یزید کو اپنے لشکر پر' اپنے تاج پر' اپنے تخت پر...... اپنی سپاہ' بڑا ناز تھا یزید کو اپنی حکومت پر' (مجھے حسینؑ کی قسم! پوری توجہ چاہتا ہوں جہاں جہاں بیٹھے ہو اور اسی عروج سے سنتے رہنا' جس عروج پر سن رہے ہو' جہاں کہیں بیٹھے ہوئے ہو)۔

میری خوش نصیبی ہے کہ قرار مہدی صاحب شیعہ مرکز کے صدر ہیں' آپ تشریف فرما ہیں' دانشور ہیں' قانون جانتے ہیں' لاء کے بہت بڑے ماسٹر ہیں۔ ان کے سامنے میں ایک بار کہتا ہوں کہ پوری کائنات پر حسینؑ کی حکومت...... پوری کائنات

پر۔۔۔ پہلے چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں میں کہ پوری کائنات پر آج میرے حسینؑ کی حکومت ہے' اس لئے کہ کائنات ہے مجموعہ چار عناصر کا...... مٹی' پانی' ہوا اور آگ مل کر کائنات بنے۔

مٹی' پانی' ہوا اور آگ ان چار کا مجموعہ ہے کائنات...... قبلہ! مٹی' پانی' ہوا اور آگ کا! مٹی' پانی' ہوا اور آگ مل کر کائنات بنے ہیں۔ آج دیکھ لو مٹی پر حسینؑ کی مجالس ہو رہی ہیں' پانی کی سبیلیں لگی ہوئی ہیں' آگ پر حسینؑ کا ماتم ہو رہا ہے' ہوا میں حسینؑ کے نوحے گونج رہے ہیں۔ (بولتے آؤ میرے ساتھ!)

ہے حکومت حسینؑ کہ نہیں...... اگر حکومت کے لئے ۴ چیزیں کافی ہیں' قبلہ! کہیں بھی سلطنت کو یکجان کرو ۴ چیزیں' بس پہلے زمین ہونی چاہئے' حسینؑ نے عہدِ یزیدی میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے زمین خریدی جسے کربلا کہتے ہیں۔ (بولو' بولو میرے ساتھ بولو تو سہی نا......)

زمین خریدی کہ نہیں...... حسینؑ نے اپنی زمین خریدی' ساٹھ ہزار دینار میں...... قبیلہ بنی اسد سے خریدی۔ وہ زمین خریدی جس میں رات کو سناٹا پھرتا تھا' صبح کی دوپہریں کاٹتی تھیں' جس سے نبیؑ ڈرتے ہوئے گئے۔ اس زمین نے کہا تھا:

''زہراؑ کے لعل مجھ پر اپنے خیام نہ لگا۔ میں کرب بھی ہوں' بلا بھی ہوں...... کرب بھی ہوں' بلا بھی ہوں' مصیبت ہوں' رنج و الم بھی مجھ میں پلتے ہیں' نبیؑ مجھ سے ڈرتے گئے ہیں...... ابراہیمؑ کے گھوڑے کو یہاں پر کانٹا چبھا تھا زمین پر گر پڑا تھا' اسماعیلؑ کو جب یہاں چوٹ لگی تھی...... یحییٰؑ کو یہاں تکلیف پہنچی تھی'

موسیٰ کو یہیں پر تکلیف پہنچی تھی' نوحؑ کی کشتی جب ادھر سے گزری
تھی' اس نے کہا تھا' خالق عجیب سرزمین پر آیا ہوں' نہ میری کشتی کو
کوئی سکون ہے' نہ میری طبیعت کو کوئی قرار ہے۔ مجھ سے نبی
ڈرتے گئے ہیں۔"

حسینؑ نے مٹھی میں مٹی کو لے کر کہا:

"خبردار! مجھ سے گستاخی کے انداز میں بات نہ کرنا۔ وہ نبی
تھے...... میں حسینؑ ہوں۔" (آہا' آہا' آہا!) وہ نبی تھے' میں
حسینؑ ہوں' وہ آئے تھے گزرنے کے لئے...... میں آیا ہوں
سنورنے کے لئے! میں بتاؤں گا تجھے آسمانوں پر عرشِ معلیٰ ہے'
میں تجھے معلیٰ بناؤں گا۔"

زمین اپنی خریدی حسینؑ نے حکومت کے لئے' دوسری چیز کیا ہوتی ہے قبلہ! لشکر! عجیب لشکر ہے میرے حسینؑ کا' عجیب لشکر ہے میرے حسینؑ کا! ۸۸ سال کے ضعیف بھی لشکر میں...... چھ ماہ کا بچہ بھی لشکر میں! کائنات میں ایسا حاکم میں نے نہیں دیکھا کہ جو ڈھائی لاکھ کے لشکر سے...... ڈھائی لاکھ کے لشکر پر آخری حملہ ایک چھ ماہ کے کمسن سے کرائے۔ (شیخوپورہ ہے' یہاں کوئی لفظ میرا ضائع نہیں ہوگا!)

کوئی ہے ایسا آخری حملہ! ایک شعر یاد آ گیا مجھے' اللہ کرے سمجھا سکوں۔

تپسیا میں علی اصغرؑ نے کر دیا ثابت

یہ شعر اگر میرا ضائع ہو گیا تو مجھے قیامت تک دکھ رہے گا' سمجھ میں آئے تو میرے ساتھ بولنا ضرور ہے۔ ۵۰ ہزار کا مجمع ہے اور ایسا سکوت اور خاموشی ہے' یہ

میرے لئے موت کا باعث ہوگا' اگر یہ شعر سمجھ میں نہ آیا اور آپ نہ بولیں۔

تپیا میں علی اصغرؑ نے کر دیا ثابت

تپیا میں علی اصغرؑ نے کر دیا ثابت...... قبلہ!

تپیا میں علی اصغرؑ نے کر دیا ثابت

یزیدیت پر تو بچے بھی مسکراتے ہیں

(آہا' آہا' آہا! حسینیت' حسینیت...... مل کر' سب مل کر' سبحان اللہ...... حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)

اب مجھے یقین ہے کہ شعر میرا ضائع نہیں ہوگا۔

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

(ہائے' ہائے' ہائے...... ذرا جاگو!)۔

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

کیا نام ہے اصغرؑ کا' پورا نام علی اصغرؑ ہے نا...... اب شعر سنو!۔

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

میدان میں بولے گا کہ آ کر یہ علیؑ ہے

(آہا' آہا' آہا...... ہائے' ہائے...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ...... آخری آدمی تک نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)

مہربانی' سلامت رہو' قبلہ...... آخری آدمی تک! جس کی رگوں میں حسینیت ہے' یزیدیت پر کاری ضرب لگانے کے لئے جتنی آواز حسینؑ نے دی ہے' پوری آواز صرف کر کے نعرۂ حیدری...... یا علیؑ !۔

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

میدان میں بولے گا....... ....

(واہ واہ واہ...... بولو بولو...... میرے ساتھ......!)

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں...... جی قبلہ!

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے

میدان میں بولے گا کہ آخر یہ علیؑ ہے

کیسا ہے حسینؑ کا انتخاب...... یہ حسینؑ کا انتخاب ہے نا...... حسینؑ کا تخاب...... قبلہ! صحابی حسینؑ کو ملے' کس کو ملے' تمہاری آواز بن کر بات کرتا ہوں' یسے صحابی...... قبلہ حسینؑ کو ملے کسی نبی کو ملے......؟

آدمؑ سے محمدؐ تک اسٹوریکل فیکٹ (Historical Fact)' ڈیم فیکٹ (Deam Fact) ہے' یونیورسل ٹرتھ (Universal Truth) عالمی سچائی ہے کہ بحابی حسینؑ کے ہیں' ایسے صحابیؓ کسی نبی کو بھی نہیں ملے۔

فرق ہے نا قبلہ! میدان احد میں محمدؐ اپنے صحابیوں سے کہتے ہیں' آؤ...... وہ تے نہیں تھے اور شب عاشور حسینؑ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا' جاؤ...... (او یار بولو تو ہی نا...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

محمدؐ کہتا ہے آؤ...... وہ آتے نہیں' حسینؑ کہتا ہے' جاؤ...... وہ راز چھپا رہا ہے' کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا' جاؤ...... وہ جاتے نہیں' ایسے صحابی' ایسا لشکر حسینؑ کا حکومت کے لئے P.C.G. خزانہ ہوتا ہے' قبلہ! آج تک مجھے بتاؤ کونسا بادشاہ ایسا آیا ہے س کا اتنا وسیع لنگر ہو' جیسا حسینؑ کا ہے؟ انٹرنیشنل سروے ہے۔ (جو باتیں میں کر رہا

ہوں غور سے سنا کرو!)

عام جو مولوی باتیں کرتے ہیں' عام زندگی میں' نہیں یہ باتیں میری ہیں' وہ ہم کہتے ہیں تو عجیب انداز میں کہتے ہیں۔

قبلہ! انٹرنیشنل سروے ہے کہ "The Time" میں بھی چھپا' "Young Heka World Record" میں بھی چھپا ہے۔ کہا ہے کہ محرم کے دس دنوں میں جتنی نیازیں' جتنا شربت' جتنا دودھ' جتنا لنگر حسینؑ کے نام پر تقسیم ہوتا ہے' اگر وہ اکٹھا کرلیا جائے تو چھ ملکوں کا دس سال کا بجٹ بنتا ہے۔(سامعین واہ واہ واہ!)

حسینؑ کو میں کیا کہوں قبلہ! جس کا لنگر ہے۔ ۲۵ ملکوں نے خط بھیجا' یہ بھی ایک سروے ہے' انٹرنیشنل سروے کہ پورے ورلڈ (World) میں پوری روئے زمین پر ۲۴ گھنٹے میں...... ہاں جی پوری روئے زمین پر ۲۴ گھنٹے میں روزانہ ۱۴۰۰ سال سے...... روزانہ ۲۴ گھنٹے میں ہر ۳ منٹ کے بعد کہیں نہ کہیں حسینؑ کا ذکر ہوتا ہے۔(آہا' آہا' آہا...... واہ' واہ' واہ!)

انٹرنیشنل سروے یہ ہے' ہر ۳ منٹ کے بعد کہیں نہ کہیں حسینؑ کا ذکر ہو رہا ہے' کسی محفل میں' کسی انجمن میں' کسی مجلس میں' کسی حلقے میں حسینؑ کا خزانہ اپنا عجیب خزانہ ہے...... عجیب خزانہ ہے۔ چوتھی چیز ہے "علم" (پرچم) کسی بھی ملک کی پہچان...... پرچم...... قومی پرچم! حسینؑ کا اپنا پرچم ہے...... ہے نا کے نہیں' لیکن فرق ہے۔ یہ بھی انٹرنیشنل لاء (International Law) بین الاقوامی قانون ہے کہ کسی ملک کا پرچم صرف اس ملک میں لہرا سکے گا۔

(نہیں سمجھے ہو تم' نہیں سمجھے تو میں کیا کروں......؟) کہ کسی ملک کا پرچم! نعرۂ

حیدری یا علیؑ !(آہا' آہا' آہا' آہا..... حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ بادہ)

(مل کر' مل کر سارے......نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)

کسی ملک کا پرچم! ڈاکٹر صاحب کوئی بات غلط تو نہیں کہہ رہا نا......؟ انٹرنیشنل لا: حسین زیدی صاحب' بھائی ناظم' شاہ جی! انٹرنیشنل لاء ہے۔ اچھا! کوئی ہندوستان والا اپنے گھر پر پاکستان کا پرچم لہرا دے تو تعزیرات ہند کے مطابق اس کے خلاف انٹی اسٹیٹ (Anti State) لگ گئی' یعنی کہ بغاوت کا مقدمہ درج ہوگا اور کوئی پاکستانی اپنے گھر پر خدانخواستہ اگر ہندوستان کا پرچم لہرا دے تو بغاوت شمار ہوگی۔

حسینؑ تیرے کیا کہنے' پوری کائنات میں' جس ملک میں' جس کا جی چاہے اپنے گھر پر تیرا پرچم (عَلم) لہرا دے' آسمان دن میں پانچ مرتبہ تیرے عَلم کو سلامی نہ دے تو حسینؑ نام نہیں۔ (آہا' آہا' آہا!)

یہ ہے میرا ارشاد' خبردار! حسینؑ سے محبت نہ کرو (ہائے..... رو کے) محسن نقوی کیا کہہ گیا کہ حسینؑ سے محبت نہ کرو' حسینؑ سے عشق کرو...... حسینؑ سے عشق کرو..... محبت نہ کرو۔ اس لئے کہ محبت کبھی نفرت میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ (ہائے' ہائے' ہائے) حسینؑ سے عشق کرو کہ عشق معراج پر پہنچتا ہے' پھر حسینؑ سمجھ آئے گا۔ حسینؑ کو ہاتھوں سے نہ سمجھو' حسینؑ کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا' حسینؑ کو دست سے سمجھو حسینؑ کھلتا چلا جائے گا۔

ختم ہو گئیں حکومتیں' تباہ ہو گئے لنگر' ٹوٹ گئیں تلواریں' دفن ہو گئے نیزے جھک گئیں کمانیں' ختم ہو گئے تیر' برباد ہو گئے تیر انداز...... گالی بن گیا یزید' مر گیا نام شمر کا......

شمر بغیر ولایت کے ختم ہو گیا' ابن زیاد تباہ ہو گیا' ولید برباد ہو گیا' مروان کو کوئی نہیں جانتا' حُرملہ کو کوئی نہیں جانتا' عمر بن سعد کو...... بنی امیہ کے تمام کے تمام بادشاہ اپنی اپنی قبروں کے جہنم میں چلے گئے' بنو عباس کے سارے بادشاہ اپنی اپنی قبروں میں کیڑوں کا رزق بن گئے' ختم ہو گیا تاج' ٹکڑے ہو گیا تخت...... برباد ہو گئیں حکومتیں' خالی ہو گئے خزانے' ختم ہو گئیں تلواریں' بوسیدہ ہو گیا قانون' پھٹ گئے آئین' بہہ گئے سارے دستور......! حسینؑ کے خلاف بولنے والے' اب اذیت کے اندھیرے غاروں میں ہمیشہ کے لئے گم ہو گئے ہیں' حسینؑ کے خلاف پڑھنے والے ہمیشہ کے لئے نابینا ہو گئے۔

لیکن ۱۴۰۰ سال گزرنے پر بھی...... ۱۴۰۰ سو سال گزرنے پر بھی...... شان حسینؑ شیخوپورہ میں بارگاہ حسینیت کے تحت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے مومنین اور مومنات کے اس سمندر میں...... آج بھی اس وقت بھی ہم ثابت کر رہے ہیں کہ ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد بھی...... نہ یزید رہا' نہ یزید کا ظلم رہا' نہ لشکر رہے' نہ تاج رہے' نہ تخت رہے' نہ قصیدہ خواں رہے' نہ قصیدہ نگار رہے' نہ مورخ رہے' نہ ضمیر فروش رہے' نہ قلم فروش رہے' نہ زبان دان رہے' نہ زبان دراز رہے' نہ گستاخ رہے' نہ دست دراز رہے۔

۱۴۰۰ سال بعد آج بھی میرے حسینؑ کا نام ہے' تاریخ کی پوری پیشانی پر تازہ تراشتے ہوئے جھومر کی طرح لٹک رہا ہے۔ یا حسینؑ! (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ!)

یہ ہے میرا حسینؑ!

دو ہستیاں بڑے سے بڑے مجرموں کو بخش دینے کا اختیار رکھتی ہیں' ایک خالق ہے ایک مخلوق ہے' ایک اللہ ہے ایک حسینؑ ہے۔ اللہ بھی جس کو' جس وقت

چاہے، جس کو چاہے...... معاف کر دے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اللہ چاہے تو کنکر کو در کر دے اور حسینؑ چاہے تو آدمی کو حُر کر دے۔ (آہا، آہا...... بولتے آؤ میرے ساتھ ساتھ!...... آسمانی نعرۂ حیدری، یا علیؑ!)

یہ حسینیت ہے، اس دروازے سے آؤ...... وحشی ہو تو انسان بنائے گا۔ حسینؑ کے پاس آؤ، انسان ہو تو مسلمان بنائے گا...... حسینؑ کے پاس آؤ، مسلمان ہو تو مسلمان بنائے گا...... حسینؑ کے پاس آؤ، سلمانؓ ہو تو فخر سلمانؓ بنائے گا...... حسینؑ کے پاس آؤ، کنکر ہو تو در بن جاؤ گے...... حسینؑ کے پاس آؤ، مجرم ہو تو حُر بن جاؤ گے...... حسینؑ کے پاس آؤ، بے زر ہو تو ابوذرؓ کہلاؤ گے...... حسینؑ کے پاس آؤ، صاحب کردار ہو تو میثم تمار بن جاؤ گے...... حسینؑ کے پاس آؤ...... حسینؑ کے پاس آؤ...... یہ تو ہماری آنکھوں دیکھی باتیں ہیں، دروازے کے اندر جو بھکاری ہے، (ڈاکٹر بخاری صاحب آپ کے سامنے بیٹھے ہیں، ساری زندگی صرف مجلسوں میں آتے رہے، مجلس چلاتے رہے۔) آج حسینؑ نے عدالت کا ترازو ان کے ہاتھ میں دے کر ثابت کیا کہ میرے ساتھ وابستہ ہو، میں حسینؑ ہوں۔ اگر وہ وکیل ہو اس کو وکالت سے تب بلا کر ثابت کرتا ہوں کہ حسینؑ زندہ ہے۔ (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ!) اور یاد رکھو حسینؑ کے خلاف فیصلہ دینے والے...... حسینؑ مورخ کا محتاج نہیں، حسینؑ خود تاریخ ہے۔

یہ یاد رکھو...... حسینؑ خود تاریخ ہے قبلہ!

حسینؑ شخص نہیں شخصیت ہے، حسینؑ ذہن نہیں ذہنیت ہے، حسینؑ آدمی نہیں آدمیت ہے۔

وارث آدم صفی اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث ابراہیمؑ خلیل اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث موسیٰؑ کلیم اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث اسماعیلؑ ذبیح اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث عیسیٰؑ روح اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث محمدؐ حبیب اللہ...... حسینیت زندہ باد

وارث امیر المومنین علی ولی اللہ...... حسینیت زندہ باد

حسینؑ انسان نہیں، انسانیت ہے۔ حسینؑ کا مقابلہ انسانوں سے نہ کرو، اگر میرے حسینؑ کا مقابلہ کرنا ہے تو نبیوں سے کرو۔ (تھکے ہوئے ہو، میرا خیال ہے کہ گرمی زیادہ ہے؟...... نعرۂ حیدری، یا علیؑ)

آدمؑ سے کرو حسینؑ کا مقابلہ ہمیں بھی لطف آئے، انسان سے موازنہ کرو۔ آدمؑ سے کرو ہمیں بھی پتہ چلے آدمؑ اور ایمان ہے، لیکن مرکز ہے تو ایمان نہیں آتا۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں
آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں
آدمؑ خطا کرے کوئی نقصان بھی نہیں

گھبرا گئے ہیں سارے آدم سے حسینؑ کا مقابلہ ہو رہا ہے، آدمؑ جو جانتا ہے میں ثابت کرتا ہوں۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں
آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں

آدمؑ خطا کرے کوئی نقصان بھی نہیں

اور آگے دیکھئے میں قرآن کی بات کرتا ہوں' تجھے سمجھ ہی نہیں آتی میں کیا کروں......؟ اگلا شعر سننے کے لئے بے تاب ہیں' اگلا شعر میں سناؤں گا جب یہ سمجھیں گے' ایسے نہیں میں سناتا' شعر ضائع کرنے والا تو محسن نقوی ہے نہیں!

(نعرۂ حیدری......یاعلیؑ !)

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں

''آدم پر ہمارا ایمان ضرور ہے لیکن مرکز ایمان نہیں۔''

آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں

آدمؑ خطا کرے کوئی نقصان بھی نہیں

لیکن یہ شان دیکھئے شہ مشرقین کی۔ (اب آہستہ آہستہ بولے ہیں) اب میں چوتھا مصرعہ پڑھوں گا' بعد کا مصرعہ پڑھا کر دہرا رہا ہوں۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں

(آخری آدمی تک بولنا اگر سمجھ میں آئے' نہ سمجھ آئے تو نہ بولنا!)

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں

آدم کا نطق محور قرآن بھی نہیں

آدمؑ خطا کرے کوئی نقصان بھی نہیں

شبیرؑ میں خطا کا تو امکان بھی نہیں

(آہا' آہا' آہا......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

آدم خطا کرے......(اب سمجھ میں آئی بات' آخری آدمی تک سمجھ میں آئی۔

اللہ کو بھی! حسینؑ کا نام' حسینؑ کا واسطہ دو' اس نے کبھی نہیں ٹھکرایا' تم میں ہر مومن کو حسینؑ کا واسطہ دے کر کہہ رہا ہوں' مت طلملاؤ...... مت پریشان ہو کے سنو' سوچو کہ حسینؑ کے ماننے والے کہاں بیٹھے ہیں۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں
آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں
آدمؑ خطا کرے کوئی نقصان بھی نہیں
شبیرؑ میں خطا کا تو امکان بھی نہیں

اور بتاتا ہوں......

ہے ادنیٰ سی شان دیکھ شہ مشرقین کی

ادنیٰ سی شان دیکھ...... ادنیٰ سی شان...... ادنیٰ سی شان...... ادنیٰ سی' بڑی نہیں' ادنیٰ سی شان......

ہے ادنیٰ سی شان دیکھ شہ مشرقین کی
آدمؑ بہشت میں بھی ہے رعیت حسینؑ کی

(واہ' واہ' واہ...... بولو یار بولو......نعرۂ حیدری)

(آخری آدمی تک نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ!)

ادنیٰ سی شان دیکھئے شہ مشرقین کی
آدم بہشت میں بھی ہے......

نوحؑ سے مقابلہ کر حسینؑ کا' نوحؑ سے...... نبی اللہ۔

رتبے میں ہو نجی تو وہی شان چاہئے
اب نوحؑ کو نجات کا سامان چاہئے

(کیا کروہ صاحبان یعنی کبھی کبھی گمان ہوتا ہے کہ دور دور سے آئے ہوئے مومن یا تو تھکے ہوئے ہوتے ہیں یا پھر چپ کر کے بیٹھتے ہیں!) نوحؑ نجی اللہ ہے نا...... قبلہ!

رتبے میں ہو نجی تو وہی شان چاہئے
اب نوحؑ کو نجات کا سامان چاہئے
کشتی ہو بادباں ہو نگہبان چاہئے
کشتی کے تیرنے کو بھی طوفان چاہئے

کشتی کے تیرنے کو بھی...... تیرنے کو بھی...... تیرنے کو بھی...... قبلہ! آپ سے اجازت لوں گا۔

کشتی کے تیرنے کو بھی طوفان چاہئے
لیکن یہ معجزہ ہے شہ مشرقین کا
خشکی پہ تیرتا ہے سفینہ حسینؑ کا

(بولو یار بولو...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !...... حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

(نہیں میں تو گھڑی نہیں دیکھ رہا قبلہ! میں تو حاضر ہوں!)

انگشتری ہے دیں کی......

بنی امیہ کی گندی نالی سے ابلنے والے کیڑے بھی حسینؑ کے مقابلے میں آتے

ہیں۔ (تھک جو گئے ہو تو میں کیا کروں...... نعرۂ حیدری...... نوجوان بولا کریں میرے ساتھ' خوف نہ کھایا کریں)۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا

(یہ جو میرے دائیں بیٹھے ہیں نا...... یہ نہیں بولتے! پتہ نہیں کیوں......؟ سو جاؤ ہاں تھکے ہوئے ہو گے ساری رات کے! نہیں اتنی توجہ مجھے نہیں چاہیے...... نعرۂ حیدری...... چھوڑ جایا کرو مجھے...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... اتنی تم سے گزارش ہے کہ یہ جگہ ہے جیسے مولانا صاحب کے پاس ہے تاکہ مجھے آواز آئے کہ کوئی کہہ رہا ہے' مائیک بول رہا ہے کہ نہیں!)

حضرات...... شان دیکھئے شہ مشرقین کی...... آدمؑ بہشت میں بھی ہے......

بھئی میں پڑھ رہا تھا۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

مجھے حکیم نے نہیں بتایا کہ تم اونچی آواز میں نہ بولو اور میں بولتا رہوں اونچی آواز میں! مجھے تو آٹھ مجالس روز پڑھنا ہوتی ہیں' میں آرام سے پڑھ کر چلا جاؤں گا۔ مجھے کیا بات ہے' یہ تو نہیں کہ اگلے سال مجھے نہیں پڑھائیں گے' جب ان کی مرضی ہو...... پوری جب تک شانِ حسینؑ مکمل ہو کے آباد نہیں ہو جاتا' اس وقت تک اس کو آباد رکھیں۔ (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ !)۔

انگشتری ہے دین کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

کیا دکھا رہا ہے' خیرات میں قرینہ...... یہ وہ سمجھتے ہیں جو صاحبانِ زبان بیٹھے ہیں!۔

خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

کیسی خیرات......؟۔

سورج پہ سوچ' چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

توجہ چاہتا ہوں قبلہ! ایک مشکل ترین رباعی پڑھتا ہوں' آسان تم سمجھتے نہیں' شاید مشکل سمجھو!۔

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی

دیکھتا ہوں کون یہ شعر سمجھتا ہے' اب نہیں کہوں گا کہ سمجھو......!

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دل کو حاصل نئی معراج عمل ہو جاتی

مشکل ترین رباعی بھیجتا ہوں' دیکھتا ہوں بیس پچیس ہزار کے مجمع میں کون سمجھتا ہے اور کون بولتا ہے' جس کی سمجھ میں نہیں آئے' میں ناراض نہیں ہوں گا' کیونکہ میں خود بول رہا ہوں کہ مشکل رباعی ہے۔

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دل کو حاصل نئی معراج عمل ہو جاتی
وقت آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ
کربلا خانہ کعبہ کا بدل ہو جاتی

(آہا' آہا' آہا...... نعرۂ حیدری...... نعرۂ حیدری...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

وقت آخر...... (آہا' آہا...... یہ ہے حسینؑ کا معجزہ!)۔

آیا ادھر یہ نام ادھر آنکھ تر ہوئی
پانی کو کتنا پیار ہے اب بھی حسینؑ سے

(شاباش کیا بات ہے!)۔

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دل کو حاصل نئی معراج عمل ہو جاتی
وقت آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ
کربلا خانہ کعبہ کا ....

باقی رہ گئی نماز...... مارا گیا حسینؑ !(ہائے' ہائے) باقی رہ گئی اذان' مارا گیا اکبرؑ ! بہتے رہے دریا' (مومن کہتا ہے آرام سے...... بوجھ لگتا ہے' اس مجلس کے بعد مر جاؤں۔ میں آرام سے پڑھتا ہوں قبلہ!) باقی رہ گئی نماز' مارا گیا حسینؑ ! پھر کہتا ہوں...... پھر کہتا ہوں' باقی رہ گئی نماز...... مارا گیا حسینؑ ! بچ گئی اذان' مارا گیا اکبر! بچ گئی اذان...... مارا گیا اکبرؑ !

بھائی لیاقت! بہتے رہے دریا' مارا گیا عباسؑ ! پیتے رہے لوگ پانی' مارا گیا اصغرؑ ! پیتے رہے لوگ پانی' مارا گیا اصغرؑ ! قائم رہ گیا پردہ' اتر گئی چادر زینبؑ !

سادات شاباش...... شاباش...... یہ تیرے...... آج قنات لگی ہوئی ہیں نا...... سچی ہے زینبؑ ! آج بھی کوئی بی بی زینبؑ کے روضے' کوئی مستور...... چار دروازے ہیں روضے کی طرف...... جناب زیدی صاحب! جو نہیں گئے مولاؑ انہیں لے جائے۔

مستورات جاتی ہیں نا...... ہر دروازے پر ایک بورڈ رکھا ہوا ہے' جیسے ہوتا ہے نا......
بحکم ڈپٹی کمشنر!......ایسے ہی ہر بورڈ پر لکھا ہوا ہے:

بحکم ملكة الحجاب

''پردوں کی ملکہ کا حکم ہے۔''

اے مستور تو میری قبر پر آئی' میں تیری شکر گزار ہوں۔ اگر تیری چادر سلامت ہے' اللہ اسے سلامت رکھے' اگر چادر نہیں ہے تیرے پاس برقعے موجود ہیں' سر پر چادر لے کر میری قبر پر آنا' بغیر چادر کے نہ آنا' مجھے عباسؑ سے شرم آتی ہے۔(آہ' ہائے...... ہائے!...... شاباش' شاباش' شاباش...... آہ...... سید زادیو!) بغیر چادر کے نہ آنا...... حسینؑ کی غربت کی قسم وہ چادر (اگر رو رہے ہو) شمر کے خنجر کے نیچے...... رحمان صاحب شمر کے خنجر کے نیچے...... جب آخری ضرب کے نیچے...... اس وقت حسینؑ نے اللہ کو یاد کیا نہ نبیؐ کو یاد کیا' نہ اکبرؑ کو یاد کیا' نہ عباسؑ کو یاد کیا' نہ قاسمؑ کا نام لیا' نہ حسنؑ کو یاد کیا' نہ ماں کا نام لیا' نہ بابا علیؑ کو یاد کیا۔ قبلہ! شمر کے خنجر کے نیچے...... مشکل سے گردن پھیر کر خیمہ کی طرف دیکھا' زخمی ہونٹوں سے خشک حلق سے تین دفعہ حسینؑ نے آخری وقت کہا:

و حجاباه......(ہائے!)

''ہائے...... تیری چادر...... ہائے تیری چادر...... ہائے تیری چادر!)

(سلامت رہو' آہ' آہ...... کرتے آؤ ماتم...... کرتے آؤ ماتم) تیری چادر ہے' تیرا برقعہ ہے۔ شاہ صاحب! کل میں بتا رہا تھا کہ جب بی بی زینبؑ جانے لگی نہ اماں

زہرآ کی حویلی میں' ۱۸ بنی ہاشم نے ہاتھوں سے ہاتھ ملائے۔(ہم سب روئیں گے ساری زندگی مل کر) بی بی زینبؑ ...... ۱۸ بنی ہاشم...... آپس میں ہاتھ ملائے...... درمیان میں زینبؑ ہے' ایک ہاتھ حسینؑ کی عبا پر...... ایک ہاتھ علی اکبرؑ کی عبا پر! بی بیؑ قدم رکھتی ہے' حسینؑ یٰسین پڑھتے ہیں' اکبرؑ مزمل پڑھتا ہے' قاسمؑ سورۂ کوثر پڑھتا ہے' عونؑ و محمدؑ ماں کا طواف کرتے ہیں۔ بی بیؑ قدم اٹھاتی ہے' ۳۴ سال کا عباسؑ پیچھے آ کے زمین پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے زینبؑ کے قدموں کے نشان مٹا دیتا ہے۔(روتے ہوئے) بی بی زینبؑ کے قدموں کے نشان...... (پتہ نہیں کوئی سن رہا ہے کہ نہیں' سن رہا ہے کہ نہیں زینبؑ کو...... روتے ہوئے ماتم کرتے آؤ' اگلے سال اللہ جانے کون زندہ رہے کون مر جائے...... شاباش! شرم کر کے کوئی نہ روئے!)

عباسؑ قبلہ! قدموں کے نشان مٹا دیتا ہے۔ جناب قبلہ جعفری صاحب! ایک لفظ میں کہوں گا' جب چودہ قدم ماں زہرآ کی حویلی سے بی بی زینبؑ چلی ہے' چودھویں قدم پر ہاتھ ڈھیلے ہو گئے' حسینؑ کی عبا بھی چھوڑ دی' اکبرؑ کی عبا بھی چھوڑ دی' بی بیؑ زمین پر بیٹھ گئی۔ حسینؑ کہتا ہے:

''زینبؑ بہن! کیا ہوا؟''

آہستہ سے آواز آئی:

''حسینؑ بھائی...... کتنا چلنا ہے' میں تھک گئی ہوں؟''

(ہائے' ہائے) جب کہا' نا...... میں تھک گئی ہوں' جب کہا نہ میں تھک گئی ہوں' حسینؑ کہتا ہے:

''زینبؑ! ابھی تو ماں کی حویلی ہے' ابھی تو تیری چادر سلامت ہے'۔

ابھی تو عباسؑ ساتھ ہے' ابھی تو اکبرؑ زندہ ہے' ابھی تو قاسمؑ موجود
ہے۔ زینبؑ! اس وقت کیا کرے گی جب کوئی نہیں ہوگا' شمر کے
ہاتھ میں نیزہ ہوگا۔'' (سلامت رہو!)

(میں تھک کے نہیں پڑھ رہا...... سنبھال لو بھئی! اس نوجوان کو' کوئی نہیں مر جاتا کوئی!) یہ بے ہوش ہوگیا ہے تو تلوے ملنے والے ہیں' یہ بے ہوش ہوگیا ہے تو پانی پلانے والے ہیں قبلہ! غربت حسینؑ کی...... (ہائے) حسینؑ کے بچوں کی ماؤں کے ساتھ محملوں پر...... اونٹوں پر...... چابک لگتا قبلہ! ادھر چابک لگتا تھا اونٹ کو...... اونٹ دوڑتے تھے' بچوں کے ننھے ننھے ہاتھ...... ماؤں کے گریبان...... ماؤں کے گریبان ہاتھ سے نکل جاتے تو کہتے تھے...... اماں میں گر پڑا ہوں...... ماں کہتی' جب واپس آؤں گی تو قبر بنا دوں گی۔ (ہاں شاباش...... یہ ہے زینبؑ کی تیاری...... ہاں اب فرمایئے' کیا معاملہ ہے؟ سید زادہ مجھے کہتا ہے' جہاں کل چھوڑی تھی تیاری مکمل کر! خدا کرے میں اسے پڑھ سکوں' اللہ کرے تم سن سکو!)

لگ گئے محمل سب سے پہلے حسینؑ لائے زینبؑ......! عباسؑ نے زانو بچھائے...... دایاں قدم عباسؑ کے زانو پر رکھا' بایاں قدم اکبرؑ کے زانو پر رکھا۔ حسینؑ نے محمل میں سوار کیا' پھر کلثومؑ کو سوار کیا' ساری بیبیاں سوار ہوگئیں۔

باقی آخر میں کروں...... اگر سید کا حکم ہے' پتہ نہیں کل کون زندہ رہے' کون مر جائے۔ ۲۸ رجب کہ سارا دن دروازے بند ہوتے رہے' ہر مستورآتی تھی ربابؑ کے حجرے میں...... صغریٰؑ کا سر ہے ربابؑ کی جھولی میں! صغریٰؑ کو نہیں دیکھتی ہر مستور منہ دوسری طرف...... صغریٰؑ کے سرہانے چابی رکھ کر باہر جاتی اور دیوار سے ٹکر مار کر کہتی:

وا غربتاه

''ہائے......غربت!''

(سلامت رہو' سلامت رہو' سلامت رہو...... مولاً کسی غم میں نہ رلائے تمہیں! عاشق ہو مصائب کے......)

شاہ جی! گھروں کی چابیاں جب لیں' بی بی زینبؑ ! بی بی صغریٰؑ کے سرہانے آئی۔ آخر میں کون آئی قبلہ! زہراؑ ام المصائب! صغریٰؑ اٹھنے لگی' یہ تربیت ہے حسینؑ کے گھر کی' اگرچہ بیمار تھیں' سہارے سے اٹھیں' چھ سال کی صغریٰؑ ! سلام کیا بی بیؑ کو' بی بیؑ نے پیشانی کو بوسہ دیا' چابیاں اپنے گھر کی حوالے کیں۔ صغریٰؑ کہتی ہے:

''صغریٰؑ کہتی ہے ہر مستور آتی ہے میرے سرہانے چابی رکھتی ہے
مجھ سے کلام کوئی نہیں کرتی' باہر جا کر رونا شروع کر دیتی ہے۔''

آواز آئی:

''صغریٰؑ ہم سفر پر جا رہے ہیں' ہمارے بعد حسینؑ کے گھر کی وارث تو ہے' تجھے چابیاں دے رہے ہیں۔''

آواز آئی:

''ساری مستورات کو بلائیں۔''

ساری مستورات اندر آئیں' صغریٰؑ بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آواز آئی:

''ساری بیبیاں میری طرف دیکھو' میں چھ سال کی ضرور ہوں' بیمار ضرور ہوں' پھوپھی زینبؑ ' سب نے چابیاں دی ہیں' ایک گزارش بھی سن لو۔''

شاہ جی! اگر پتھر کا کلیجہ ہے تو سننا! حسینؑ کی بیمار بیٹی کہتی ہے:

''سفر ہے دور کا' گرمی کا موسم ہے' اللہ جانے کب واپس آؤ۔ تمہارے واپس آنے تک اگر میں زندہ رہی' ہر بی بی کو اس کے گھر کی چابی سنبھال کر دوں گی' اگر تمہارے واپس آنے تک میں مرگئی تو یاد رکھنا' ساری چابیاں روضہ محمدؐ پر غلاف کے نیچے ہوں گی' اپنی اپنی چابی اٹھا لینا۔''(ماتم کرتے آنا...... پتہ چلے نا صغریٰؑ کتنی دیانت دار ہے!...... سلامت رہو بھئی سلامت رہو...... سلامت رہو!)

اگر میں مرگئی تو ساری چابیاں مزار محمدؐ کے غلاف کے نیچے رکھوں گی۔ ہر مستور نے صغریٰؑ سے کہا اور ہر مستور چلی گئی۔ (حسینؑ کی غربت کا واسطہ' اگر وعدہ کیا ہے' حکم دیا ہے شاہ جی میں نے کبھی تیاری نہیں پڑھی۔ چھ سال میں آج میرا جی چاہتا ہے کہ میں تیاری کے دو لفظ سناؤں!) ہر بی بی محمل پر بیٹھ گئی' ہر جوان سوار ہو گیا۔ حسینؑ کہتا ہے پاس آ کر:

''آ گئے ہیں سارے؟''

''نہیں مولاؑ ابھی ام رباب رہتی ہیں۔''

آواز آئی:

''جاؤ ربابؑ کو لے آؤ۔''

عباسؑ آیا ربابؑ کے حجرے میں' صغریٰؑ نے دیکھا' آواز آئی:

''اماں ربابؑ! اس جوان سے پوچھ جس نے فہرست بنائی ہے'

اس سے کہہ کہ میرا قصور کیا تھا؟''

عباسؑ کی پیشانی جھکی' آواز آئی:

''میں تیرا بھی غلام' تیرے بابا کا بھی غلام!''

آواز آئی:

''اب کیوں آیا ہے؟''

''تیری اماں کو بابا بلا رہا ہے۔''

''بابا سے کہو خود آئے...... میری ماں ربابؑ جائے گی' اصغرؑ
میرے پہلو میں سو رہا ہے۔''

حسینؑ آیا' آواز آئی:

''صغریٰؑ جانے دے۔''

بیمار تھی' خود سر ہٹایا:

جا! اماں...... جا!''

جنابہ ام ربابؑ جانے لگیں' اصغرؑ کو سینے سے لگایا' اصغرؑ نے آنکھ کھولی' چھوٹے چھوٹے ہاتھ صغریٰؑ کی طرف بڑھائے' صغریٰؑ نے اصغرؑ کو لیا...... چھوٹے چھوٹے ہاتھ صغریٰؑ کی گردن میں ڈالے۔ رباب کہتی ہے' آ اصغرؑ:...... اصغرؑ نہیں آتا۔ حسینؑ کہتا ہے' اصغرؑ نہیں آتا۔ (روتے ہوئے' جن کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہے' سمجھتے ہیں چھوٹا بچہ ہو' کسی بہن سے کتنا مانوس ہوتا ہے!)

اصغرؑ نہیں آتا قبلہ! جب پتہ چل گیا' اصغرؑ نہیں آتا۔ صغریٰؑ کہتی ہے:

''میری کوئی مجبوری نہیں' جب میں نے کوئی زور نہیں دیا' حسینؑ بابا

آپؑ کیوں جبر کرتے ہو؟ اس کو ساتھ رہنے دو مجھے!"

آواز آئی:

"نہیں! اگر اجازت ہو صغریٰؑ میں اصغرؑ کے کان میں کوئی بات کہوں؟"

آواز آئی:

"اجازت ہے بابا!"

حسینؑ نے اصغرؑ کے کان میں کوئی بات کہی۔ اللہ جانے کیا کہا...... دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے' معصوم لپٹ گئے اپنے بابا سے......صغریٰؑ کہتی ہے:

"بابا! کیا کہا؟"

آواز آئی:

"اصغرؑ تو مدینے میں رہ جائے تو میری آخری گواہی کون دے گا؟
تیری جگہ حُرمل کا تیر کون کھائے گا؟ اصغرؑ تو' تو میرا گواہ ہے۔"

(سلامت رہو......سلامت رہو)

چل پڑا حسینؑ! (جی' جی' جی! میں تیرا نوکر...... سنبھل کے آؤ قبلہ! نوجوانوں سنبھلتے آنا......) حسینؑ اصغرؑ کو لے کر چل پڑا' محمل میں چلے گئے سارے' (کسی کی بیمار بیٹی ہو......؟ دعا کرتا ہوں صغریٰؑ کے صدقے اللہ شفا دے' لیکن اس یتیم کو رد لو ذرا قبلہ! میں خود چپ ہو گیا ہوں' آپ نے فرمائش جو کر دی ہے۔ مجھے خوف ہے یا میں مر جاؤں گا مولاؑ ......ان کی زندگی دراز کرے' یہ برداشت نہیں کر پائیں گے!)

صغریٰؑ! ام سلمیٰؑ کے پاس آئی' نانی مسافر جا رہے ہیں' تھوڑی دیر مجھے لے

چل، میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، کون کیسے جا رہا ہے۔ (قبلہ شبیر صاحب! مولاؑ ان کی زندگی دراز فرمائے) ام سلمیٰؑ لے کر بیٹھی ہے، بتا رہی ہے صغریٰؑ تیرے بابا کی سواری جا رہی ہے، بابا میرا سلام......! سکینہؑ و زینبؑ کا محمل جا رہا ہے، آواز آئی، پھوپھی اماں میرا سلام...... (روتے ہوئے) کلثومؑ کا محمل جا رہا ہے، آواز آئی، اس سے کہہ کہ ذرا محمل کا پردہ ہٹائے۔ (شاہ جی! اب سننا) جناب کلثومؑ نے محمل کا پردہ ہٹایا، ہاتھ جوڑ کر صغریٰؑ کہتی ہے:

"تیری تو اولاد کوئی نہیں تھی، کیا ہوتا اگر مجھے بیٹی بنا کے لے جاتی، میں تیری خدمت بھی کرتی، تو میرا نام فہرست میں لکھوا لیتی، میں یتیم تھی نا......" (روتے آؤ، شرم نہ کرو، روتے آؤ بھئی! آخری لفظ ہے سید زادو!)

ام فروہ کا محمل گیا، اللہ کرے قاسمؑ کی شادی ہو، کبریٰؑ کا محمل گیا، بڑھ کر سلام کیا۔ جب ربابؑ کا محمل گیا، صغریٰؑ الوداع کرتی رہی......سواری آئی، سب سے پہلے عباسؑ کی سواری آئی، صغریٰؑ چپ رہی۔ عباسؑ نے دیکھا تو پریشان لگی، آواز آئی:

"صغریٰؑ ناراض ہے؟"

صغریٰؑ کہتی ہے:

"نہ چاچا میں ناراض نہیں ہوں، حق بنتا تھا ہر بہن نے اپنے بھائی کا نام لکھوایا میرا بھائی جو کوئی نہیں تھا۔" (روتے ہوئے)

گزر گیا عباسؑ! قاسمؑ آیا، صغریٰؑ نے دعا دی۔(اب سنبھل کے بیٹھ شیخوپورہ، پتھر کے کلیجے تھے......بس آنکھ سے پانی نکلتا ہے قبلہ! حسینؑ کے طفیل کوئی دعا

دل میں قبلہ کوئی غم نہ کرو...... ماتم کرتے آؤ' کوئی روکنے والا نہیں!)

ایک سواری آئی' ام سلمیٰ چپ ہو گئیں۔صغریٰ کہتی ہے:

''نانی! کس کی سواری ہے؟''

آواز آئی:

''خود دیکھ لے۔''

اکبرؑ گھوڑے پر سوار ہے' صغریٰ نے نانی کو چھوڑا...... (اب اگر دیکھ لو مجھے تو میں آگے نہیں پڑھ سکتا' اگر نہ دیکھو تو سنا دیتا ہوں!)

شاہ جی! ام سلمیٰ ......سادات' ام سلمیٰ کی جھولی چھوڑی' اٹھنے کی کوشش کی' اٹھ نہیں سکی' اٹھ نہیں سکی' بازوؤں کے بل چلتی ہوئی حویلی کے دروازے تک آئی:

'اکبرؑ بھائی چلا تو جا رہا ہے ذرا گھوڑے سے اتر' میں تجھے آخری دفعہ دیکھ لوں۔''

اکبرؑ گھوڑے سے اترا' صغریٰ نے چادر سر سے اتاری' زمین پر بچھائی اور کہا:

''بھائی اکبرؑ چادر پر بیٹھ...... بھائی اکبرؑ چادر پر بیٹھ!''

اکبرؑ چادر پر بیٹھا' صغریٰ نے دونوں ہاتھ بلند کیے' اکبرؑ کے گلے میں دونوں بانہیں حائل کیں' پیشانی کا بوسہ لیا اور بے ہوش ہو گئی' ادھر اکبرؑ بے ہوش ہو گیا۔کافی دیر دونوں بہن بھائی بے ہوش رہے۔ سارے محمل رک گئے' حسینؑ کی سواری رکی' آواز آئی:

''عباسؑ! جا کے دیکھ تو سہی اکبرؑ نے کیوں دیر لگا دی؟''

عباسؑ آیا' وہ منظر دیکھ نہ سکا۔ واپس ہوا' عرض کی:

"آپؑ خود جائیں۔" (ہائے)

حسینؑ آئے، دیکھا دونوں بے ہوش پڑے ہیں، حسینؑ نے ہوش دلایا، کہا:

"دیکھ محمل رک گئے ہیں، اکبرؑ جلدی چل میری بہنیں دیر سے محملوں میں بیٹھی انتظار کر رہی ہیں، اکبرؑ جلدی کر زینبؑ تھک جائے گی، اکبرؑ جلدی کر زینبؑ تھک جائے گی، زینبؑ تھک جائے گی......"

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

زباں پہ حسنِ حقیقت کا اعتراف نہیں

حجاب دیدہ و دل کا غبار صاف نہیں

بدن پہ جامہ احرام دل میں بغض علیؑ

ترے نصیب کا چکر ہے یہ طواف نہیں

(افسر عباس)

مجلس سوئم

''لمس قاسمؑ سے معطر ہے گلوں کا سینہ''

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......

مزاج معلّٰی کی نفاستیں برداشت کر سکیں تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں' آلِ محمدؐ کے عشق کی سرحدیں منقبت تک پہنچتی ہیں' ایک صلواۃ اتنی بلند کہ جتنا آلِ محمدؑ کا مقام ذہنوں میں بلند ہو سکتا ہے۔

اللھم صلی علی محمدً و آلِ محمدً

بڑی نوازش...... بہت شکریہ! القائم آرگنائزیشن کی طرف سے ''شانِ حسینؑ'' میں عشرۂ محرم کی یہ مجالس...... جہاں ہمارے غریبوں کی دی ہوئی امانتوں کا بہترین مصرف ہے' وہاں ہمارے اپنے جذبہ عقیدت کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔ دعا کیا کریں کہ خانوادہ تطہیرؑ کا خالق نوجوانوں میں اتحاد' محبت' اخوت اور جذبہ قربانی کو اسی طرح سے قائم و دائم رکھے تاکہ ارکان قائم کے صدقے میں قائم و دائم رہے۔صلواۃ بلند آواز سے......(آ جائیں......کوئی اور صاحب ہیں) صلواۃ...... بلند آواز میں......

کاظمی صاحب میرے بزرگ ہیں' میں ان کا عزیز ہوں' میں بھی القائم کا ممبر

ہوں' رکن ہوں۔ جیسے القائم کے صدر اور باقی اراکین پابند ہیں' ایسے میں بھی پابند ہوں...... ہونا پڑتا ہے مجھے تو...... لیکن ایک شرط میں نے رکھی تھی کہ اگر ہال تعمیر ہو جائے اگلے سال تو پھر میں پابند ہوں...... پڑھوں گا تاکہ میں بھی پاکستان میں کہہ سکوں کہ کچھ میری لاج رکھی گئی ہے۔(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

کائنات کے...... نعرۂ حیدری لگایئے...... دونوں ہاتھ بلند کر کے(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ !) کائنات کے سب سے سچے انسان نے کائنات میں صداقت کی مثلث کے متعلق العنان سلطنت نے مثلث صداقت مطلق العنان سلطان نے خود یتیم کہہ کر کائنات میں آنے والی نسلوں میں جتنے یتیم ہیں' ان کی پرورش کا ذمہ لینے والے نے...... اسلام کے لقب' دین کے تخلص' شریعت کے وارث نے کائنات کے سب سے سچے انسان نے چند سچوں میں زندگی کی اہم ترین سچائی بیان کی۔(اللہ آپ کو سلامت رکھے!) کائنات کے سب سے سچے انسان نے زندگی کی اہم ترین سچائی چند سچے مداحوں میں...... اور وہ سچائی کیا تھی:

> **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی**
>
> ''میں تم میں دو ثقلین چھوڑ رہا ہوں۔ (میں نے ایک عرصہ صرف کیا ہے اپنے طور پر ایک طالب علم کی حیثیت سے کہ ثقلین کے معنی کیا ہیں) میں تم میں دو ثقلین چھوڑے جا رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب اور ایک میرے اہل بیتؑ !''

جہاں تک میری ذاتی تحقیق اور دوستوں کی تحقیق کا تعلق ہے' ثقلین کہتے ہیں دو ہم وزن...... (پوری توجہ سے) دو ہم وزن' ہم رنگ' ہم نسل' ہم نسب' ہم مرتبہ' ہم

مزاج' ہم معراج...... دو ایسی چیزیں جن کا وزن ایک جیسا ہو' نہ پہلی دوسری سے ایک رتی زیادہ ہو اور نہ دوسری ایک رتی کم ہو' اسے کہتے ہیں ثقلین! اور عربی میں...

(پروفیسر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں) عربی میں یہ قاعدہ ہے کہ ایک جیسے مزاج' ایک جیسے نام' ایک جیسے رنگ کی ایک جیسے وقت کی دو چیزیں اگر مل جائیں تو وہ ''ی'' اور ''ن'' کا اضافہ کر دیتے ہیں' عربی میں جیسے ظہر اور عصر کی نماز ہے اسے ظہرین' مغرب اور عشاء ہے مغربین...... حسنؑ اور حسینؑ ہیں تو اسے...... (واہ' واہ...... میرے ساتھ ساتھ!) حسنینؑ!

حسنینؑ ایک نواسہ سبط ہے' دونوں ایک جیسے پیارے' ایک جیسے عزیز' ایک جیسے عزیز ہیں تو ''سبطین''! اسی طرح سے آگے آ گیا کہ

انی تارک فیکم الثقلین

میں تم میں دو ثقلین چھوڑ رہا ہوں' ان میں نہ مزاج میں فرق ہے' نہ رنگ میں فرق ہے' نہ طبیعت میں فرق ہے' نہ نیت میں فرق ہے' نہ سوچ میں فرق ہے' نہ تخلیق میں فرق ہے' نہ علم میں فرق ہے' نہ دین میں فرق ہے' نہ ذہنیت میں فرق ہے' نہ شخصیت میں فرق ہے' نہ شریعت میں فرق ہے' یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

قبلہ قاضی صاحب! اب بھی اگر پڑھے لکھے دوستوں سے نہیں' ان سے معذرت کے ساتھ! میرے جیسے کم پڑھے لکھے دوست اگر نہ سمجھ سکیں تو انہیں مثال دے کے میں یوں سمجھا سکتا ہوں کہ کبھی بازار سے کسی زرگر کی دکان سے آپ گزرے ہوں' کسی سنار کی دکان سے آپ کا گزر ہوا ہو تو اس میں ایک ترازو ہوتا ہے' زرگر کے پاس ہوتا ہے نا...... ایک چھوٹا سا ترازو! اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں' اوپر ایک خط مستقیم کی

طرح سے ڈنڈی ہوتی ہے' اس ڈنڈی کے درمیان میں ایک سوئی یا کانٹا ہوتا ہے' اس کانٹے کے منہ پر تھوڑے فاصلہ پر ایک نقطہ ہوتا ہے...... ہوتا ہے نا...... زرگر ایک پلڑے میں رتی' ماشہ' تولہ کے وزن ڈالتا ہے' دوسرے پلڑے میں اتنے وزن کی چاندی یا سونا ڈالتا ہے' نہ وزن کو دیکھتا ہے نہ سونے چاندی کو دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہے اس سوئی کی طرف! نہ وہ سوئی...... وہ سوئی...... وہ سوئی نہ ذرا ادھر ہو نہ ذرا سی ادھر ہو بلکہ عین درمیان ہو' اسے کہتے ہیں ''ثقلین''!

(اب سمجھ میں آ گئی میری بات...... بڑی توجہ!) اسے کہتے ہیں ثقلین!

انی تارک فیکم الثقلین

''میں تم میں دو ثقلین چھوڑ رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب اور ایک میرے اہل بیتؑ!''

(میرے شیعہ سنی بھائی!) ایک اللہ کی کتاب' ایک میرے اہل بیتؑ! یہ دونوں ثقلین ہیں' ہم وزن ہیں۔ چونکہ حدیث رسولؐ ہے' رسولؐ کی حدیث پر شک کرنا ابوجہل کے جرم سے بھی بڑا جرم ہے' جو حدیث رسولؐ پر شک کرے حقیقی کافر...... (نعرہ حیدری' یاعلیؑ ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ!)

جو حدیث رسولؐ...... فرمان رسولؐ...... چونکہ ہر کتاب میں ہر چیز موجود ہے' متفقہ حدیث ہے' متنازعہ ہے ہی نہیں' متنازعہ نہیں ہے۔ (پوری توجہ!)

حضورؐ نے کہا:

انی تارک

''میں تم میں چھوڑ رہا ہوں......''

فیکم

''تم میں......''

الثقلین

''دو ہم وزن چیزیں......''

کونسی......؟ ایک اللہ کی کتاب' ایک میرے اہل بیتؑ ! اب چونکہ حدیث ثقلین ہے۔

میں آپ سے ایک سوال کروں' اگر حدیث ثقلین کی روشنی میں...... خصوصاً نوجوانوں سے کہ قرآن کتنا سچا ہے؟ جواب ہوگا' جتنے اہل بیتؑ !

(تھکو نہیں...... میرے ساتھ چلو ذرا!) قرآن کتنا سچا ہے؟ جتنے اہل بیتؑ ! اہل بیتؑ کتنے سچے ہیں...... (میرے ساتھ ساتھ چلتے آؤ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ !) اہل بیتؑ کتنے سچے ہیں...... (پوری توجہ چاہتا ہوں) قرآن کتنا سچا ہے؟ (بولتے آؤ...... بڑی عجیب سی بات ہے) اہل بیتؑ کتنے سچے ہیں؟ قرآن کتنا بلند ہے...... جتنے اہل بیتؑ ...... اہل بیتؑ کتنے بلند ہیں......؟ قرآن کتنا وزنی ہے...... (بولتے آؤ) اہل بیتؑ کتنے وزنی ہیں...... قرآن کتنا عظیم ہے...... اہل بیتؑ کتنے عظیم ہیں؟ قرآن کے مقابلے میں کوئی کتاب بھی اتنی حق پر نہیں ہوتی۔ بھئی! قرآن کی ایک مسند ہوتی ہے' جہاں قرآن رکھا جاتا ہے' جہاں قرآن رکھا جاتا ہے' اسے کہتے ہیں رحل! وہ ہے قرآن کی مسند' وہ ہے قرآن کی مسند...... مسند پر میرے بیٹے نے پہلی' دوسری اور تیسری کی کوئی کتاب رکھ دی۔ (ایسے نہیں ایسے نہیں چلے گا!) کوئی کتاب رکھ دی' پہلی' دوسری اور تیسری کی۔ میں نے جھڑک دیا...... میں نے جھڑک دیا:

''یہ قرآن کی مسند ہے' یہاں پہلی کا قاعدہ' دوسری کی کتاب' تیسری کی کتاب.....تو نے کیوں رکھی.....؟''

اس نے کہا:

''بابا! بات یہ ہے کہ حکومت پاکستان کی منظور شدہ کتابیں ہیں' ۱۰ کروڑ عوام کے بچے پڑھتے ہیں' سب سے اچھی باتیں ان میں لکھی ہوتی ہیں' یہ منتخب کتابیں ہیں' سب نے انہیں منتخب کیا ہے' یہ کیوں نہ رکھی جائیں؟''

میں کہتا ہوں:

''نصاب بھی ہے' منتخب بھی ہوں گی.....نصاب ہے' یہ کتابیں منتخب ہوں گی' انہیں تعلیمی بورڈ نے پاس بھی کیا ہو گا' انہیں حکومت نے سکولوں میں رائج بھی کیا ہو گا' حکومت کی اپنی مرضی..... جس کتاب کو چاہے منتخب کرے.....جس کتاب کو چاہے' یہ ٹھیک ہے لیکن قرآن کی مسند پر پہلی' دوسری' تیسری کی کتاب نہیں آ سکتی بلکہ بخاری شریف نہیں آ سکتی..... ترمذی نہیں آ سکتی..... (نہیں آ سکتی ہے نا) کوئی کتاب کتنی مقدس ہو' اس کا تقدس اپنی جگہ..... قرآن بلند ہے اس کی مسند پر کوئی اور کتاب نہیں آ سکتی.....نہیں آ سکتی.....نہیں آ سکتی' کوئی کتاب کتنی بزرگ کیوں نہ ہو.....نہیں آ سکتی.....نہیں آ سکتی' کوئی کتاب نہیں آ سکتی۔''

میرے بیٹے نے سوال کیا:

''پھر قرآن کی مسند پر کچھ آ سکتا ہے کہ نہیں؟''

میں نے کہا:

''بالکل آ سکتا ہے' قرآن کا پہلا سپارہ' دوسرا سپارہ' تیسرا سپارہ' چوتھا سپارہ' پانچواں سپارہ' چھٹا سپارہ! یہ سارے آ سکتے ہیں۔ یہ قرآن کی مسند ہے' وہ قرآن کے ٹکڑے ہیں' قرآن کے پارے ہیں۔''

اسی طرح حدیث ثقلین کی روشنی میں جیسے قرآن کی مسند (مسلمانوں سے محسن نقوی انصاف چاہتا ہے) قرآن کی مسند پر اگر کائنات کی کوئی اور کتاب نہیں آ سکتی تو اہل بیتؑ کی مسند پر...... (ذرا جاگ کے میرے ساتھ چلتے آؤ!) اہل بیتؑ کی مسند پر کوئی نہیں آ سکتا۔ اگر اہل بیتؑ کا کوئی پارہ یا قرآن کا کوئی پارہ یا اہل بیتؑ کا کوئی فرد...... پھر اگر کسی سے کہہ دے کہ اتر جا میرے باپ کے منبر سے تو صحیح ہے نا...... (بولتے تو آؤ نا...... میرے ساتھ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... نعرۂ حیدری...... ذرا مختصر! ذرا مختصر تاکہ اپنے وقت کے اندر اسے ختم کروں!) اب سوال ہوتا ہے...... اہل بیتؑ کے اوپر...... (پوری توجہ جعفری صاحب! پڑھے لکھے طبقے سے تعلق رکھنے والو! پوری توجہ) اہل بیتؑ کون ہیں؟ قرآن کو پتہ ہوگا بھئی...... اتنی سطریں ہیں' اتنی زبریں ہیں' اتنی زیریں ہیں' اتنے صفحے ہیں' اتنے لفظ ہیں' اتنے حرف ہیں۔ (سب کو معلوم ہے) اہل بیتؑ کون ہیں؟ تو یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا' حج کے لئے جب میں کعبہ میں گیا۔ جب حج پر گیا کہ (حاجی صاحبان بیٹھے میری تائید کریں گے) جب میں مکہ میں گیا قبلہ! خانہ خدا میں گیا تو اس وقت میں نے دیکھا...... ایک ہے ''بیت'' جسے بیت اللہ

کہتے ہیں' اللہ کا بیت وہ ہے' بیت...... اس کی نشاندہی کیسے ہوتی ہے؟ ایک چادر کے نیچے اور کمرہ کتنا ہے......؟ کتنی چادر ہے؟ چادر کے نیچے جو کچھ ہے وہ ہے بیت' (۲۰ ہزار کا مجمع' دیکھئے میری طرف......) چادر کے نیچے جو کچھ ہے وہ ہے بیت' بیت کے اندر جو کچھ ہے وہ ہے اہل بیتؑ !(کیا جانتے ہو' کیا جانتے ہو؟) چادر کے اندر' چادر کے نیچے جو کچھ ہے وہ ہے اہل بیتؑ ...... بیت کے اندر جو کچھ ہے اہل بیتؑ ...... کہ اوپر چادر ہے اور اس چادر کے جو کچھ اندر ہے وہ ہے بیت...... بیت سے باہر جو کچھ ہے وہ ہے حرم!(کیا جانتے ہو) بیت کے باہر جو کچھ ہے وہ ہے حرم! حرم میں جو بھی ہو وہ ہے اہل حرم' تو ہو سکتا ہے(آہ سید زادو!...... جاگ کے آؤ میرے ساتھ ساتھ!...... نعرۂ حیدری...... آخری آدمی تک بہت بلند......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

بیت کتنا ہے جس پر چادر ہے' (اللہ تیرے کیا کہنے!) بیت وہی ہے جس پر چادر' جو بیت کے اندر وہ اہل بیتؑ' جو بیت سے باہر وہ اہل حرم! اس کمرے سے باہر جو بھی حرم ہے' اس کی تقدیر...... اس کی عزت...... اس کا احترام...... ہماری آنکھوں پر' پلکوں پر...... سر آنکھوں پر' لیکن جو بیت ہے وہ چادر کے نیچے ہے' تو آئے نا رسولؐ...... کہا:

"فاطمہؑ میں محسوس کرتا ہوں بدن میں ضعف ہے۔"

سیدہؑ نے چادر دی' حضورؐ نے چادر اوڑھی...... تھوڑی دیر بعد حسنؑ تشریف لائے:

"اماں میں محسوس کرتا ہوں' میرے ناناؐ کی خوشبو آ رہی

ہے۔(آپ بھی کہتے ہو ہم جیسے ہیں ہمارے بچے' ان کے بچوں
کی طرح ان کی خوشبو مانوس کرتی ہے' انہیں پتہ ہوتا ہے) میرے
ناناؐ کی خوشبو کیسی ہے؟''

بتولؑ نے کہا:

''سامنے چادر کے نیچے تیرے ناناؐ تشریف فرما ہیں۔''

اب دیکھیں! بتولؑ کی چادر کی عزت! کائنات میں کوئی نواسہ ایسا نہیں ہے قبلہ! جو ناناؐ کے پاس جاتے ہوئے اجازت طلب کرے۔ یہ چادر بتولؑ کی عزت ہے کہ حسنؑ امام بھی ہے' معصوم بھی ہے' نواسہ بھی ہے' چادر سرکا کے......سلام کر کے کہتا ہے:

''ناناؐ! اجازت ہے' میں اس چادر کے اندر آ جاؤں؟ (کیا سمجھتے
ہو...... کیا سمجھتے ہو' میں ایک رباعی پڑھ کر بھی یہ بات کر سکتا تھا'
لیکن میں چاہتا ہوں میرے ساتھ ساتھ چلو!) ناناؐ! میں اس چادر
کے اندر آ جاؤں......''

''آ میرے بیٹے!''

تھوڑی دیر بعد حسینؑ آئے' (توجہ) سلام کیا' وہی بات دہرائی:

''ناناؐ کی خوشبو آ رہی ہے۔''

کہا:

''سامنے تیرے ناناؐ سوئے ہوئے ہیں چادر کے نیچے......''

حسینؑ نے سلام کیا' اجازت لی' چادر کے اندر چلے گئے۔ رسولؐ' حسنؑ اور

حسینؑ! تھوڑی دیر بعد دروازۂ بتولؑ کے افق سے آفتاب امامت طلوع ہوا' جب علیؑ بادشاہ اندر آئے۔ اب تک سب نے بتولؑ کو سلام کیا تھا' عصمت کل اٹھیں' علیؑ کے استقبال کے لئے کھڑی ہوئیں' سلام کیا۔ علیؑ نے کہا:

''مجھے خوشبو آ رہی ہے' کیا چادر کے نیچے......؟''

علیؑ نے بھی اجازت لی' چادر کے اندر چلے گئے۔ اب ہو گیا رسولؐ' اب ہو گیا علیؑ' اب ہو گیا حسنؑ' اب ہو گیا حسینؑ' پنجتن پاک کا اجلاس ہو رہا ہے' مکمل صدارت کون کرے؟ بتولؑ تشریف لائیں' چادر سرکائی' (ابھی میری بات غور سے سننا) اجازت لی' اندر چلی گئی۔ پانچ اکٹھے ہو گئے' اس وقت رسولؐ نے انگلی اٹھائی' رسولؐ نے فرمایا:

ھولاء اھلبیتی

چادر کے نیچے...... چادر کے نیچے بیت (ذرا جاگو' میرے ساتھ آؤ) چادر کے نیچے بیت...... بیت کے اندر جو گیا' اہل بیتؑ! بیت سے باہر حرم (یار تھوڑا سا جاگو نا) بیت سے باہر حرم چنانچہ ام سلمٰیؓ آئیں...... ام سلمٰیؓ آئیں:

'یا رسول اللہ! مجھے بھی اجازت ہے؟''

کہا:

''تم خیر تو ضرور ہو' لیکن یہ اہل بیتؑ ہیں' تم حرم ہو۔''(بات یہ بھی بڑی ہے' تم حرم ہو!)

اب اللہ نے اوپر ملائکہ سے کہا:

''دیکھو! یہ کون ہے۔''

ملائکہ نے کہا:

''بارالہا! تعارف کرا۔''

ملائکہ نے کہا بارالہا! تعارف کرا (سبحان اللہ) اللہ کہتا ہے:

ھم فاطمۃُ

''رسولؐ بھی موجود ہے' علیؑ بھی موجود ہے' علیؑ بھی موجود ہے' حسنؑ بھی موجود ہے' حسینؑ بھی موجود ہے۔'' (کوئی مناظرہ نہیں کرنا ہے!)

ھم فاطمۃُ وَابوھا و بعلھا و بنوھا

''وہ فاطمہؑ ہے' وہ اس کا باباؐ ہے' وہ اس کا شوہرؑ ہے۔''

اللہ نام بھی نہیں لے رہا' وہ فاطمہؑ ہے' وہ اس کا بابا ہے' وہ اس کا شوہر ہے' وہ اس کے دو بیٹے ہیں۔

انہوں نے کہا:

''بارالہا! یہ کیا ہوا؟ آپ کہتے وہ رسولؐ ہے' وہ اس کی بیٹی ہے' وہ اس کا بھائی ہے' وہ دونوں اس کے نواسے ہیں۔ آپ کہتے وہ علیؑ ہے' وہ اس کی زوجہ ہے' وہ اس کا بھائی ہے' وہ اس کے دو بیٹے ہیں۔ آپ کہتے یہ حسنؑ ہے' حسینؑ ہے' وہ ان کا ناناؐ ہے' وہ ان کا باباؑ ہے' وہ ان کی ماں ہے' نہیں نہیں......''

جبرائیلؑ نے ان کو روک دیا۔ (محسن نقوی آسمانوں پر اس خاندان کی پہچان بتولؑ ہے) ہائے! ایک خاندان کی پہچان آسمانوں پر فاطمہؑ کے نام سے ہوتی ہے۔

اللہ کہہ رہا ہے:

ھم فاطمة و ابوھا و بعلھا و بنوھا

رسولؐ نے کہا' میں تم میں دو ثقلین چھوڑ رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب' ایک میرے اہل بیتؑ ! تو اگر قرآن کی قسم کوئی کھا لے تو اس پر اگر شک کرو تو کافر بنتے ہو۔ ہم قرآن کی قسم کھا کر کہتے ہیں' بلکہ قرآن اٹھا کر کہتے ہیں' بلکہ قرآن اٹھا کر کہتے ہیں کہ اہل بیتؑ حق پر ہیں' تو کیوں نہیں مانتے...... اہل بیتؑ اور قرآن کی بات ہو رہی ہے۔ (ذرا آخری جملہ بھی سن لیجئے قبلہ!...... ذرا پوری توجہ جعفری صاحب! ایسے نہیں کہہ رہا) قرآن ہر ایک کے سمجھنے والی بات نہیں ہے' جب تک قرآن نہ چاہے سمجھ میں آتا ہی نہیں' جب تک علیؑ نہ چاہے علیؑ بھی سمجھ میں نہیں آتا' ایک جیسے جو ہوئے!

(خبردار! اب یہ نہ کہنا کہ ایک جیسے نہیں!) قرآن واحد ہے' قرآن میں ہے کیا قبلہ! اتنی معزز اور محترم کتاب ہے' جس میں ''حرف زمان'' ہے' ''حرف مکان'' ہے' لفظ ''خاص'' ہے' لفظ ''عام'' ہے' لفظ ''واحد'' ہے' معنی ''جمع''! لفظ جمع...... واحد لفظ' بحث ماضی' معنی مستقبل ہیں' بحث مستقبل...... معنی عارضی ہیں' تاویل قبل از تنزیل' تاویل بعد از تنزیل ہے' الفاظ مولفہ ہیں' الفاظ متشابہ ہیں' الفاظ مقطعہ ہیں۔ خطاب کسی قوم سے ہے' مخاطب کوئی قوم ہے' خطاب پیغمبر سے مراد امت! (بیٹھے ہو یا نہیں بیٹھے ہو' تھک گئے ہو حالانکہ صبح کا وقت ہے' تازہ دم ہے' کوئی یہ نہ کہے کہ ایک رباعی پڑھ کر چلا جاتا ہے...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ!)

حرف زمان ہے' حرف مکان ہے' حرف خاص ہے' لفظ عام ہے' لفظ بحث ماضی' معنی مستقبل...... لفظ مستقبل...... معانی ماضی' (تم کیا سمجھے) تاویل بعد از تنزیل'

تنزیل بعد از تاویل' الفاظ مقطعہ' الفاظ تشابھ کتاب کسی قوم کی' مخاطب کسی قوم سے' خطاب پیغمبر سے مراد امت...... اس میں اظہار ولی ہے' قصص امامؑ ہیں' ذریت انبیاءؑ ہیں' تذکرۂ ذات رسول ہے' حقائق اسلام ہیں' شرائع ادیان ہیں' اختصاص ہے' ایجاد ہے' اجتناب ہے' اس میں وصل ہے' فصل ہے' خبر ہے' انشاء ہے' تاخیر و تاکید ہے' رخصت ہے' عزیمت ہے' جلال ہے' مثل ہے' قصص ہیں' مناکحات ہیں' مشاہدات ہیں۔

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین

(اس میں...... اس میں' پوری توجہ!) اس میں پھولوں کا ذکر ہے' خاروں کا ذکر ہے' غیر کا ذکر ہے' غار کا ذکر ہے' جمل کا ذکر ہے' پیار کا تذکرہ ہے' اس میں آگ لگانے والوں کا ذکر ہے' آگ کو گل وگلزار بنانے والوں کا تذکرہ ہے' اس میں زوجہ لوطؑ کا تذکرہ ہے' مادر عیسیٰؑ کا ذکر ہے' اس میں میدان میں آ کے لڑنے والیوں کا تذکرہ ہے' اس میں گھر بیٹھنے والیوں کا تذکرہ ہے۔ (نعرۂ حیدری...... بڑا ہی زوردار نعرہ ہے...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ!)

قرآن اپنے گھر کے آئینے میں نہیں ملتا' اہل بیتؑ کے سینے میں ملتا ہے اور اگر شیخوپورہ کے میرے صاحبان نے میرا لفظ ضائع کر دیا تو مجھے قبر تک دکھ ہوگا۔ قرآن سینے میں نہیں ملتا مدینے میں ملتا ہے' قرآن میں ذکر مزمل ہے تو مزمل سے پوچھو قرآن میں مدثر ہے تو مدثر سے پوچھو' قرآن اولیاء ہے (ایسے کہہ دیتا ہوں میرے بھائی نے کہا ولی سے پوچھو) میں کہہ دیتا ہوں' قرآن اولیٰ سے ہے تو مولاؑ سے پوچھو' قرآن میں شفاء ہے تو صاحب خاک شفاء سے پوچھو' قرآن مشکل ہے تو مشکل کشا

سے پوچھو۔ (نعرۂ حیدری' یا علیؑ) یہ ہے اہل بیتؑ ' یہ ہے قرآن' یہ ہے اہل بیتؑ ! جیتا ہے تو قرآن' ہر وقت اہل بیتؑ کی آغوش میں' جب چاہیں اہل بیتؑ کو پڑھیں' قرآن پڑھنا ہو تو اہل بیتؑ سے سمجھو' کیونکہ کبھی اہل بیتؑ قرآن پڑھ لیتے ہیں اور کبھی قرآن اہل بیتؑ کو پڑھ لیتا ہے۔

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی

(مجھے پاک علیؑ کی عزت کی قسم! چھ سات دن سے پڑھ رہا ہوں' لیکن سب سے زیادہ اگر میں جگر کا خون صرف کرتا ہوں تو آپ کی محبت میں...... آپ کی اس مجلس میں! اس لئے کوئی لفظ ضائع ہو تو دکھ ہوتا ہے!)۔

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی

کیوں......؟

سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی

(جاگ کے آؤ' جاگ کے آؤ......نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)

ہاں! ممکن نہیں کسی سے عداوت...... کوئی فرق نہیں پڑتا...... اہل بیتؑ اور قرآن پڑھنے میں...... یہاں میں دلیل دیتا ہوں۔

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی
سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی

(بولو بولو میرے ساتھ)۔

سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی

بازار کے ہجوم سے کہہ دو کہ چپ رہے

قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

قرآن کر رہا ہے...... (سلامت رہؤ بس یہی معراج ہے مومن کی!)۔

قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

یہ معراج ہے تو تمہاری آنکھوں میں ہے۔ یہ صرف ایک قوم کے پاس ہے' کیوں ہمیں سراب برا لگتا ہے کہ بہتا ہوا پانی تھا' ہماری آنکھوں میں جو پانی ہے وہ صرف کرب حسینؑ کی یاد میں...... ہاں قبلہ! اتنا بلند خاندان' اتنا عظیم خاندان...... لیکن جو خمس امت نے اس خاندان کو دیا ہے...... جو خمس دیا ہے وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے' سننے کے قابل ہے۔

کسی کو زہر دیا' کسی کو تلوار سے مارا' ترستے گئے شہزادے' کبھی تو اپنی موت ہی مر جاتے' کوئی زہر سے...... کوئی تیروں سے...... شاہ صاحب! مجھ سے پہلے میرے بھائی عاشق حسین کی آواز میں کلام میں زیادہ تاثیر تھی' وہ دو معصوموںؑ کی شہادت سنا رہا تھا' شہزادے جناب مسلمؑ مسلم کے! وہ تو ہر ذاکر سے سنتے ہو' میرا جی چاہتا ہے' میں عرب کے رئیس ترین شہنشاہ کے ایسے دو بے وارث بچوں کا ذکر کروں' جنہیں ذاکر بھی نہیں پڑھتے' تم بھی اللہ جانے سنتے ہو کہ نہیں سنتے۔

مجھے سب سے زیادہ وہی دو مظلوم بچے لگتے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے میں ان کی شہادت سناؤں' خوش ہو جائے گی ان کی ماں! وہ دو شہزادے ہیں' عونؑ و محمدؑ! (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) جعفر طیارؑ کے پوتے' عبداللہؑ کے بیٹے...... حسینؑ اور عباسؑ کے

بھانجے! ایک عونؑ نو سال کا' ایک محمدؑ سات سال کا! میں اس لئے یہ شہادت پڑھتا ہوں کہ یہ شہادت بہت کم پڑھی جاتی ہے' پتہ نہیں قصور کیا ہے بی بی زینبؑ کے معصوموں کا! حالانکہ...... کاظمی صاحب' جعفری صاحب! حالانکہ' جب سے کربلا سے گزری ہے' میری مائیں' بہنیں اس انداز میں اپنے بچوں کو دیکھ کر بی بی زینبؑ نے سیدوں کو سید زادیوں کو ایک پیغام دیا ہے۔ بی بی کہتی ہے:

''دنیا کے سیدو! اور سید زادیو! میری نسل ختم ہو گئی' میرے بھائی کے کام آ گئی' میری نسل...... میں رد بھی نہیں سکتی' میں جا رہی ہوں' دنیا میں کبھی کبھی!'' (یہ لفظ اگر سمجھ لیا تو شام تک روتے رہو گے)

بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''میری نسل ختم ہو گئی' سیدو! اور سید زادیو! دنیا میں کبھی وقت ملے' مجھے اماں کہہ لینا۔ (روتے ہوئے) دنیا میں کبھی وقت ملے تو مجھے اماں کہہ لینا' میں خوش ہو جاؤں گی' میری بھی اولاد ہے۔

(واہ' واہ)

بی بی کہتی ہے:

''میری نسل ختم ہو گئی' دنیا میں اگر کبھی وقت ملے تو سیدو! اور سید زادیو! مجھے اماں کہہ لینا' میں زینبؑ خوش ہو جاؤں گی' میری بھی کوئی اولاد ہے۔''

یہ دو شہزادے ہیں' ایک عونؑ' ایک محمدؑ ہے! قبلہ! عونؑ ۹ سال کا اور محمدؑ ۷ سال کا!

''دنیا کے سیدو! اور سیدزادیو! کبھی وقت ملے مجھ زینبؑ کا جبر کوئی نہیں...... زبردستی نہیں' کبھی فراغت ملے' کبھی تمہارا' ۷ سال کا' ۹ سال کا بیٹا سامنے آئے اسے دیکھ کر خوش ہو جاؤ تو مجھے بھی اماں کہہ لینا۔ میرے عونؑ و محمدؑ بڑے خوبصورت تھے' بڑے صابر تھے' سب نے پانی مانگا' ان دونوں نے مجھ سے ایک گھونٹ بھی پانی نہیں مانگا' کہتے تھے اماں اکبرؑ سے بچ جائے تو دے دینا۔''

القائم کے چیئرمین صاحب' حیدری مشہدی قبلہ سیدزادوں سے اجازت لے کر بہت بڑی شہادت ہے' عونؑ محمدؑ کی! میں گزارش کروں گا' ذاکروں سے پڑھایا کریں' کمال ہے حسینؑ کے ہر بیٹے کی شہادت پڑھتے ہیں۔ بی بی زینبؑ کی شہادت...... شہادت شروع کرنے سے پہلے...... میں گردن میں کپڑا باندھ کر سوالی بن کر بی بی زینبؑ سے گزارش کرتا ہوں' سرکار ثانی زہراؑ ...... کربلا سے شام تک اور شام سے مدینے تک کسی نے ان دو بیٹوں کا پرسا نہیں دیا' آج شیخوپورہ میں' آج میری قوم کے تمام سیدزادے' غیر سید' میری قوم کی مائیں' بہنیں تجھے عونؑ و محمدؑ کا پرسا دینے کے لئے آج جمع ہوئے ہیں۔ بی بیؑ شام چھوڑ کے آج تشریف لے آئیں' ہمارے پاس پردے کا انتظام ہے...... ہمارے پاس پردے کا انتظام......(ماتم کرتے آؤ' ماتم کرتے آؤ!)

آ میری آقازادیؑ ...... ساتھ کلثومؑ کو بھی لے آ...... ساتھ سکینہؑ کو بھی لے آ...... آ دیکھ! تجھے تیرے بیٹوں کا پرسا ہم کیسے دیتے ہیں...... ایسے تو کوئی اپنے بیٹوں کا پرسا تو نہیں دیتا' عونؑ و محمدؑ کا ہم پرسا دیتے ہیں۔(سلامت رہو جی' شاباش! جیتے

رہو جی!)

اچھا' اچھا...... (روتے ہوئے) ایک نوجوان کہتا ہے' نقوی صاحب آرام سے! میں بڑے آرام سے پڑھوں گا' جلدی تو زینبؑ کے بیٹوں کو تھی' ماں سے ملے بغیر چلے گئے۔ انہوں نے کہا' ماں ناراض نہ ہو جائے......

دو نوجوان کہتے ہیں' میری طرف سے بی بیؑ سے کہیں (روتے ہوئے) اے بی بیؑ ضرور آ' ہمارے پاس پردے کا انتظام ہے۔(رو جتنا تو رو سکے رو!) آج کوئی تازیانے نہیں مارے گا' اب کوئی جھڑک نہیں دے گا' اب سکینہؑ کو بھی لے آ...... کربلا سے شام تک تو کہتی گئی ہے' سکینہؑ رو نہ...... شمر دیکھ لے گا۔(سلامت رہو' سلامت رہو!)

سنبھل کے آؤ قبلہ! پہلی شہادت ہے عشرۂ محرم کی پہلی شہادت ہے۔ نوجوانو! میں ہاتھ جوڑ کے' سیدو! میں تیرے سامنے ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں' مل کے' گھروں کا خیال چھوڑ دے' زندگی کا خیال چھوڑ دے...... اللہ جانے اگلے سال کون زندہ رہے' کون مر جائے' آ مل کر بی بی زینبؑ کو پرسا دیں۔ دیکھنا نہیں ادھر ادھر کہ کون بیٹھا ہے' ہوسکتا ہے سجادؑ تیرے پہلو میں آ کر بیٹھے' ہوسکتا ہے اکبرؑ ساتھ آئے' ہوسکتا ہے عباسؑ آئے' اس طرح ادھر ادھر نہ دیکھنا...... غازیؑ کا واسطہ' مجھ سے دو لفظ سن کر (سید شیر خان کے مومنو! غیور خاندان کے لوگو! چھڈ قادر شاہ آباد' پنڈی بھٹیاں تک' ادھر لاہور تک کے آئے ہوئے میرے مہمانوں' جو روزانہ رات کو کہتے ہیں' ہم نے سنا ہے کہ شیخوپورہ والے بڑا پرسا دے رہے ہیں' میں نے کہا تم بھی چلو اپنی اپنی گاڑیوں پر' اللہ جانے کس رنگ میں آئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ بی بی زینبؑ کو پرسا دے رہا ہوں

عونؑ ومحمدؑ کا! تم لاہور سے آئے ہو' باہر نکلو گے تمہیں پانی بھی پوچھیں گے القائم والے تمہیں کھانا بھی کھلائیں گے' تمہارا شکریہ بھی ادا کریں گے۔ وہ شام سے چل پڑی ہے یا نہیں...... سعادت ملکہ میں یہ وہ معصوم ہیں' اب ان مظلوموں کی مظلومی دیکھ اور ماتم کرتا رہ! میں نے پہلے کہا کہ ادھر ادھر نہ دیکھنا اور آج میں سید وعدہ کرتا ہوں روتے ہوئے چیخ نکل جائے' زینبؑ کو پرسا دیتے ہوئے...... جو تو مانگ لے گا...... اگلے سال تجھے نہ ملے' زینبؑ کے بیٹے' بے وارث کہہ...... مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! تو چیخ مار کے روتا آ' یہ نہ سوچنا یہ کیا ہو رہا ہے' زندگی ہے کہ نہیں ہے آ مل کر پرسا دیں)۔

۸ ذوالحجہ کو حسینؑ نے احرام توڑا' ۸ ذوالحجہ کو جب حسینؑ نے کہا:

''میں تیار ہو رہا ہوں۔''

بی بی زینبؑ کہتی ہیں:

''میں ساتھ چلوں گی۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''اپنے شوہر سے پوچھ آ......''

جناب عبداللہؑ بستر پر ہیں' بیمار ہیں۔ (یہ ایک سے تو سنا ہے مگر جیسے میں آج پڑھوں گا پتہ نہیں میرے جگر میں درد ہے' اللہ جانے میری زندگی کی آخری مجلس نہ ہو' شہزادوں کے شہزادوں کی مجلس ہے قبلہ مذاق نہیں!)

آ کر دلہیز پر مٹی پر بی بی زینبؑ بیٹھی...... عبداللہؑ کہتا ہے:

''میں بیمار ضرور ہوں' لیکن غریب نہیں کہ تو میرے سامنے مٹی پر بیٹھ جائے۔''

آواز آئی:

''میں سوالی بن کے آئی ہوں' مجھے خالی نہ لوٹانا۔''

کہا:

''مجھے اجازت دے' میں حسینؑ کے ساتھ جاتی ہوں۔''

آواز آئی:

''ضرور جا...... لیکن میں بھی رئیس ہوں...... میں بھی رئیس ہوں' جو جی میں آئے لے جا (ذرا جلدی کروں گا)' جو جی میں آئے لے جا۔''

آواز آئی:

''چابی دے دو...... بیٹیاں ساتھ دے......''

''کیوں؟''

''جو کچھ اٹھانا ہے ان کے سامنے اٹھاؤں۔ (الحمدللہ...... میں تیرے قربان ہو جاؤں!) میں ان کے سامنے اٹھاؤں گی۔''

دو بچیوں کو ساتھ لے کر...... (شاہ صاحب! جگر گھٹتا ہے) دو بچیوں کو ساتھ لے کر آئی اس کمرے میں جہاں ماں زہراؑ کا صندوق رکھا تھا۔ صندوق کھول کر بی بی زینبؑ نے ایک چادر اٹھائی' چادر اٹھائی' کہتی ہے:

''دیکھ لو بیٹیو! گواہ رہنا میں نے تمہارے بابا کے سامان سے کچھ نہیں لیا' وہ چادر لی ہے جو ماں نے مرتے وقت مجھے دی تھی کہ زینبؑ اس کا خیال رکھنا۔'' (یہ پتہ چلا تجھے درد ہو کہ نہ ہو!)

بی بیؑ نے چادر کو جھٹکا دیا۔ آواز آئی:

"دیکھ لو اس میں کچھ نہیں' میں زینبؑ یہ چادر لے کر جا رہی ہوں۔"

آواز آئی' عبداللہ کی:

"کیا لے کر جا رہی ہو......؟"

آواز آئی:

"چادر!"

"کیوں......؟"

"یہ دعا مانگ بچ جائے' پتہ نہیں بچتی ہے یا نہیں بچتی......؟"

چادر لے کر زینبؑ چلی آئی' قبلہ! تب آئی مکہ میں "الحمدللہ"...... بی بیؑ کے میں آئی۔ (شاہ صاحب! میں تیرا بیٹا ہو کے کہتا ہوں اب جگر سنبھال کے بی بی زینبؑ کے دو معصوموں اور مظلوموں کی شہادت سن...... اگر جگر میں درد ہو تو میرا ذمہ کوئی نہیں قبلہ...... جس انداز میں سن رہے ہو مجھے پتہ ہے یا مجھے موت آ جائے گی یا خدا کرے برداشت کر جاؤں!)

۸ ذوالحجہ کو حسینؑ نے احرام توڑا' آخری نماز پڑھی' مکہ میں نماز سے فارغ ہوئے' اب آگے دو ہاتھ آئے...... مڑ کے دیکھا ثانی زہراؑ کا بیمار شوہر عبداللہؑ ہے۔ حسینؑ کہتا ہے:

"عبداللہؑ! بھائی کیوں آئے ہو؟"

آواز آئی:

''مولاؑ ! ثانی زہراؑ کہاں ہے؟''

حسینؑ کہتا ہے:

''جب سے گھر سے آئی ہے مجھے شرم آتی ہے' دیکھا نہیں......

عباسؑ سے پوچھ!''

عباسؑ کے پاس آئے:

''ثانی زہراؑ کہاں ہے......؟''

(یہ ہے عزت بی بی کی!) عباسؑ کہتا ہے:

''نہ ہاتھ کا اشارہ کر سکتا ہوں' نہ آنکھ سے اشارہ کر سکتا ہوں'

اکبرؑ سے پوچھ......''

اکبرؑ کے پاس آئے:

''مجھے ثانی زہراؑ کے پاس لے چل۔''

اکبرؑ لے کر آیا' ثانی زہراؑ کا محمل پکڑ کر......آواز آئی:

''ثانی زہراؑ کو بیمار شوہر کا سلام قبول ہو۔''

بی بیؑ نے محمل کے اندر سے آہستہ سے سلام کا جواب دیا' بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''عبداللہؑ ! رو کنے تو نہیں آئے؟ (پتہ نہیں سن رہے ہو کہ نہیں سن

رہے ہو) عبداللہؑ رو کنے تو نہیں آئے؟''

آواز آئی:

''نہ بی بیؑ رو کنے نہیں آیا' ایک مسئلہ جو بتلانے بھی آیا ہوں' تو

جانتی بھی ہے۔''

کہا

''حسینؑ بھائی ہی نہیں' ہمارا امامؑ بھی ہے اور شریعت کا مسئلہ ہے کہ وقت کے امامؑ پر کوئی مشکل بن جائے تو ہم پر واجب ہے کہ اپنی قیمتی سے قیمتی چیز امامؑ پر صدقہ کر کے امامؑ پر فدیہ کر کے ہم سرخرو ہو جائیں۔ موسم ہے گرمی کا! کفر کے ارادے ٹھیک نہیں ہو سکتے' حسینؑ پر مشکل وقت آ جائے...... یہ دو لعل لایا ہوں' اگر کہیں امامؑ پر مشکل وقت پڑ جائے تو میری طرف سے چھوٹے کو' اپنی طرف سے بڑے کو حسینؑ کا صدقہ کر دینا' فدا کر کے اپنا فدیہ بنا دینا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''صدقہ کر کے لاؤ ہو' یہ حسینؑ کا صدقہ ہے۔'' (بس سن لو شیخو پورہ والو! پتہ نہیں میری زندگی کی آخری مجلس نہ ہو' میں اپنے آپ نہیں پڑھ رہا......)

کاظمی صاحب! جب زینبؑ نے کہا:

''یہ صدقہ بنا کے لائے......''

آواز آئی:

''ہاں! یہ حسینؑ کے صدقے ہیں۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''پھر میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' صدقوں کو ہاتھ لگانا زہراؑ کی بیٹی پر

واجب نہیں۔" (روتے ہوئے' ہائے' ہائے! جی' جی' جی...... بیٹا ماتم' پتہ چلے میری دادی کو... میرے بچوں کو رونے والے آئے ہوئے ہیں!)

آواز آئی:

"اگر یہ صدقہ ہے پھر صدقوں کو ہاتھ لگانا زہراؑ کی بیٹی پر جائز نہیں۔"

بڑے کو عباسؑ کو دیا' چھوٹے کو اکبرؑ کے حوالے کیا اور ان سے کہہ دیا:

"جب تک ان کی ضرورت نہ پڑے گی میں زینبؑ انہیں بلاؤں گی نہیں اور ان سے کہہ دو' جب تک میں نہ بلاؤں میرے پاس نہ آئیں۔" (ہائے' ہائے......سنتا بھی آ...... سمجھتا بھی آ قبلہ!)

آہ...... میری ماؤں بہنو! یہ ہے زینبؑ! یہ ہیں ان کے بیٹے! چھوٹا اکبرؑ کے پاس ہے' بڑا عباسؑ کے پاس...... بابا چلا گیا' ماں محمل میں ہے اولاد ہے نا...... ایک سات سال کا' ایک نو سال کا!

گرمی بڑھتی ہے' بی بی کہتی ہے:

"عباسؑ......"

بڑا دوڑ کے:

"جی اماں!"

بی بیؑ کہتی ہے:

"اکبرؑ!"

بچھونا دوڑ کے آتا ہے:

''جی اماں..... !''

چار دفعہ ایسا ہوا..... بی بیؑ کہتی ہے:

''عونؑ و محمدؑ میرے قریب آؤ......''

دوڑ کر آئے:

''جی اماں!''

بی بیؑ کہتی ہے:

''خبردار! آج کے بعد مجھے اماں نہ کہنا' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں تم حسینؑ کے صدقے ہو' آج کے بعد مجھے اماں نہ کہنا۔''

دونوں شہزادے کہتے ہیں:

''زہراؑ کی بیٹی! گستاخی کی معافی چاہتے ہیں' آج کے بعد اماں نہیں کہیں گے۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''میں نے جو کہا تھا جب تک ضرورت نہ پڑے گی میں نہیں بلاؤں گی' جب تک میں نہ بلاؤں نہ آنا...... بلاتی ہوں عباسؑ کو آ جاتا ہے عونؑ' بلاتی ہوں اکبرؑ کو آ جاتا ہے محمدؑ ...... کیوں آتے ہو؟ اگر اکبرؑ نے دیکھ لیا تو......''

''زہراؑ کی بیٹی! اب نہیں آئیں گے۔''

شاہ صاحب! یہ ۱۰ ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔ بی بی زینبؑ ہے سفر میں! (مجھے غازی

عباسؑ کے علم کی قسم...... پاک زہراؑ کی پاک چادر کی قسم! او میری ماؤں بہنو! میرے بھائیو! اب جگر ماتم کے لئے تیار کرو!) شاہ صاحب! یہ ۱۰ ذوالحجہ کا واقع ہے۔

۲ محرم کو حسینؑ آیا کربلا میں! (میں نے قسم کھائی ہے علموں کی' پاک زہراؑ کی چادر کی......) مجھے پاک زہراؑ کی چادر کی قسم! پورے ۲۴ دن...... نہ ماں نے بیٹوں کو دیکھا' نہ بیٹوں نے ماں کو دیکھا! جب ۴ محرم کو حُر نے کہا کہ

''خیمے ہٹا!''

حسینؑ آئے بی بی زینبؑ کے پاس ......

''زینبؑ بہن! ۴ بھائی تھے' ۴ علی تھے' ایک کو چھوڑ آیا ہوں مدینے میں...... ایک کو کوفہ بھیج دیا' باقی رہتے تھے سجادؑ اور عباسؑ ...... سجادؑ کا ذمہ میں نے لیا تھا' عباسؑ کا ذمہ تو نے لیا تھا' پہلی منزل ہے خیمے نہیں ہٹا رہا۔''

بی بیؑ کھڑی ہوئی' آواز آئی:

''حسینؑ! تو جا' میں جا تو عباسؑ جانے...... خیمے جائیں۔''

اس وقت پہلی دفعہ ۲۴ دن بعد...... بی بیؑ کہتی ہے:

''عونؑ و محمدؑ!''

عونؑ و محمدؑ چپ کر کے بیٹھے رہے' دوبارہ زہراؑ کی بیٹی نے کہا:

''عونؑ ...... محمدؑ! تمہیں زہراؑ کی بیٹی بلا رہی ہے۔''

دوڑ کر آئے (اب دیکھیں میری طرف!) ماں کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کر کے کہتے ہیں:

''زہراؑ کی بیٹی! حسینؑ کے صدقوں کا سلام! آپ نے ہمیں یاد کیا تھا۔''

آواز آئی

''جاؤ ماموں عباسؑ کو بلا کر لاؤ۔''

مجھے غازیؑ کی قسم! دونوں عباسؑ کے پاس نہیں گئے' پہلے ہر مستور کے خیمے میں گئے.....خوشی سے کہتے ہیں:

''بیبیو! ہمیں مبارک دو' آج ہمیں اماں نے بلایا تھا' آج ہمیں اماں نے بلایا تھا' ہمیں مبارک دو...... آج ہمیں اماں نے بلایا تھا۔'' (سلامت رہو بھئی' روتے بھی آؤ...... ماتم بھی کرتے آؤ!)

عباسؑ کے پاس گئے ..... عباسؑ آئے...... کہا:

''عباسؑ! کیوں نہیں ہٹاتا؟''

کہا:

''بی بیؑ! ہٹا دیتا ہوں۔''

آواز آئی:

عباسؑ! جیسے میں کہتی ہوں' جیسے حسینؑ کہتا ہے کرتا جا......''

عباسؑ نے کہا:

''بی بیؑ! میں تیرا بھی غلام' تیرے حسینؑ کا بھی غلام......''

عباسؑ چلے گئے' تھوڑی دیر کے بعد زہراؑ کی بیٹی نے سر اٹھایا' شہزادے کہتے ہیں:

''علی اکبرؑ کی ماں......کوئی اور حکم!''

آواز آئی:

"چلے جاؤ۔"

دونوں شہزادے چلے گئے' ۵ محرم کا دن ختم ہوا' ۶ کا دن ختم ہوا' ۷ محرم کا دن آیا' پانی بند ہوا۔ جب پانی بند ہو گیا' ہر بچہ اپنی ماں کے پاس گیا' اماں ہمیں پیاس لگی ہے' ہر ماں عباسؑ کے پاس گئی' لیکن تاریخ کا کوئی حوالہ' مقاتل کی کوئی کتاب یہ حوالہ نہیں دیتی کہ عونؑ و محمدؑ ماں کے پاس گئے ہوں۔

ایک دوسرے کو کہتے ہیں' پیاس لگی ہے تو کیا ہوا' اکبرؑ کو مل جائے گا تو اس کے صدقے میں ہم بھی پی لیں گے۔ وہ بیٹا ہے' ہم صدقے ہیں' مل جائے گا تو پی لیں گے نہیں ملے گا تو نہیں پئیں گے۔ ایک اور دن گزر گیا۔(روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ!)

۹ محرم کا دن گزرا.....شاہ صاحب! دسویں کی رات آئی' ہر ماں نے خیمے میں اپنی اولاد کو قربانی بنانے کے لئے بلایا۔ دونوں شہزادے ماں کے خیمے کے پاس یتیموں کی طرح پھرتے رہے' جب آدھی رات تک ماں نے نہیں بلایا' دونوں شہزادے آہستہ آہستہ ماں کے خیمے میں آئے۔ بی بیؑ زینبؑ کے سامنے شمع رکھی ہے' سامنے اکبرؑ کا چہرہ ہے' بی بی اکبرؑ کے گیسو سلجھا رہی ہے' پیچھے فضہؓ بیٹھی ہے۔ دونوں شہزادے کھڑے رہے' کافی دیر بعد کہتے ہیں:

"زہراؑ کی بیٹی! حسینؑ کے صدقوں کا سلام!"

بی بیؑ نے دیکھا نہیں' آواز آئی:

"اماں فضہؓ! کون آیا ہے؟"

اماں فضہؓ کہتی ہے:

''دیکھ تو سہی عونؑ و محمدؑ آئے ہیں۔''

بی بیؑ نے دیکھا نہیں...... آواز آئی:

''کیوں آئے ہو......؟''

کہا:

''تجھے اکبرؑ کا واسطہ' ایک دفعہ دیکھ تو سہی۔''

تب بی بی زینبؑ نے مڑ کر دیکھا' شہزادے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں:

''اماں! اب بھی ہماری ضرورت نہیں۔(تو گھر تک روتا جائے گا!)

اب بھی ہماری ضرورت نہیں' ہر ماں اپنے بیٹے کو صدقہ' فدیہ' قربانی

بنا رہی ہے۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''فضہؓ!'' (حوصلہ' حوصلہ' حوصلہ!)

بی بیؑ ......اب بھی...... (جی' جی' جی!) اب بھی ہماری ضرورت نہیں ہے۔

بی بیؑ کہتی ہے:

''اماں فضہؓ! حسینؑ کے صدقوں کو سنوار دے۔''

ساری رات فضہؓ! انہیں سنوارتی رہی' جب سنوار چکی' بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''میرے قریب آؤ۔''

(یہ ہے جگر زینبؑ کا!) دونوں قریب آئے' (ایک نو سال کا' ایک سات

سال کا!) بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''دیکھو! ہر ماں کا بیٹا ہے' ہر ماں صبح کوشش کرے گی پہلے اپنے بیٹے کی قربانی دے' تم ہو حسینؑ کے صدقے...... میں چاہتی ہوں سب سے پہلے تم قربانی دو۔''

شہزادے کہتے ہیں:

''کس سے اجازت لیں؟''

آواز آئی:

''ماموں حسینؑ سے...... اور اب جاؤ' میرے خیمے میں پھر نہ آنا۔''

ساری رات دونوں شہزادے ماموں حسینؑ کے خیمے کے گرد' کبھی ماں زینبؑ کے خیمے کے گرد...... کبھی علیؑ اکبرؑ کے خیمے کے گرد! تہجد کی نماز کا وقت ہوا' حسینؑ اٹھے خیمے سے باہر آئے' قدموں پر چھوٹے چھوٹے ہاتھ آئے' حسینؑ نے جھک کر دیکھا۔

''ماموں حسینؑ ...... ہمارا سلام!''

آواز آئی:

''کیوں آئے ہو؟''

کہا:

''ماموں کہتے ہیں صبح کا سوال ٹھکرایا نہیں جاتا۔''

''کون سا سوال!''

آواز آئی:

''ایک وعدہ کرو...... صبح سب سے پہلے موت کی طرف ہمیں بھیجے

گا! ہماری اماں نے کہا ہے' میرے خیمے میں نہ آنا' باقی ماؤں کے بیٹے ہیں ہم تیرے صدقے ہیں' پہلے ہمیں بھیجنا' ماموں وعدہ کر......"(روتے ہوئے)

حسینؑ کہتا ہے:

"آج مرنے والوں کی فہرست عباسؑ کے پاس ہے' جاؤ اس کے پاس جاؤ۔"

چھوٹا کہتا ہے:

"تو میرے پیچھے آ...... میں آگے آگے چلتا ہوں۔"

چھوٹا آگے' بڑا پیچھے...... (یا ثانی زہراؑ مجھے طاقت دے میں پڑھ جاؤں)

چھوٹا آگے' بڑا پیچھے......عباسؑ کے قریب آئے۔ چھوٹا کہتا ہے:

"ماموں عباسؑ مبارک!"

عباسؑ کہتا ہے:

"کس بات کی؟"

آواز آئی:

"توحید کے لشکر کا پرچم ماموں حسینؑ نے تجھے نہیں دیا۔"

آواز آئی:

"ہاں شہزادے!"

شہزادے کہتے ہیں:

"ہم مبارک دے رہیں۔"

آواز آئی:

''خیر مبارک......!''

دونوں شہزادے ایک زبان میں سیدھے کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

''ماموں بنی ہاشم کی رسم ہے جب چھوٹا مبارک دے تو انعام بھی مانگتا ہے' ہم نے مبارک دی ہے ہمیں انعام دیں۔''

عباسؑ کہتا ہے:

''کیا انعام دوں' مانگو؟''

آواز آئی:

''تجھے فضلؑ کا واسطہ رد نہیں کرے گا۔''

آواز آئی:

''نہیں!''

سات اور نو سال کا شہزادہ...... تھوڑی سی ریت لے کر اپنے بالوں میں ڈال کر اپنے بالوں میں ڈال کر...... عرب کے یتیم سوالیوں کی طرح ہاتھ سر پہ رکھ کر دونوں کہتے ہیں:

''موت کی اجازت!'' (اللہ جانے سن بھی رہے ہو یا نہیں سن رہے!)

دونوں کہتے ہیں' موت کی اجازت...... موت کی اجازت!

عباسؑ رو پڑا:

''چلے جاؤ...... یہ کس نے سمجھایا ہے؟''

آواز آئی۔

''ماموں ہمیں پہلے موت کی اجازت دے۔''

عباسؑ کہتا ہے:

''فہرست میں نام ہے جب باری آئے گی بلا لوں گا......!''

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

جو سب سے حسین ہے وہ ہدف تو دیکھیں
اک شخص کا مخصوص شرف تو دیکھیں
ہے چاند امامت کا نکلنے والا
قبلہ ذرا قبلے کی طرف تو دیکھیں

(افسر عباس)

مجلس چہارم

سکینہؑ تیری تنہائی پہ زندان بھی روتا ہے

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......!

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

مزاج عالی پر ناگوار نہ گزرے تو بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں سارے......

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

کیا کہنے سادات کے...... کیا کہنے...... (نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !) جن کی رگوں میں نعرۂ حیدری...... وہ بن سکتا ہے' لیکن بننے والا کوئی بھی مخلوق ہو' مخلوق تو اللہ ہو نہیں سکتا' خالق تو پھر بھی وہی رہے گا۔ وہ کہنے لگا:

''آپؑ کب پیدا ہوئے ہو؟''

(توجہ!......) سرکارؑ کہتے ہیں:

''کب کا لفظ ہمارے سامنے پیدا ہوا۔''

(تم سمجھے نہیں میری بات کو میں عجیب بات کر رہا ہوں...... نعرۂ حیدری!)

''آپؑ کب پیدا ہوئے.....؟''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''کب کا لفظ ہمارے سامنے پیدا ہوا' ہمارے بعد پیدا ہوا۔''

کہتا ہے:

''آپؑ کس وقت پیدا ہوئے.....؟''

حضورؑ کہتے ہیں:

''وقت تو ہمارے سامنے بنا۔''

کہا:

''آسمانوں سے بھی پہلے پیدا ہوئے؟''

کہا:

''اگر آسمانوں سے پہلے پیدا نہ ہوتے تو میرا دادا علیؑ کیوں کہتا کہ آسمانوں کے راز زمینوں سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔''(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ..... کہتے آؤ مجھے لطف آ رہا ہے!)

کہا:

''آپؑ سورج سے بھی پہلے پیدا ہوئے؟''

فرماتے ہیں:

''اگر سورج سے پہلے پیدا نہ ہوتے تو انگشت شہادت کے اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس پلٹانے کے لئے ہمارے پاس 'گر' کہاں سے آتا؟ ہم تو سورج کی رفتار سے بھی واقف ہیں' ہم

اس کتاب پر قدرت رکھتے ہیں‘ اللہ نے ہمیں قدرت دی ہے۔“

کہا:

”آدمؑ ! سے پہلے پیدا ہوئے؟“

کہا:

”میرے ناناؐ کا ارشاد بھول گئے‘ **کنت نبیاً آدم بین الماء والطین۔**“

کہا:

”پھر آپؑ زندگی سے بھی پہلے پیدا ہوئے؟“(اب پورا شیخوپورہ سے فیصل آباد تک میرے سامنے بیٹھا ہے‘ میرا یہ لفظ ضائع ہوتو‘ مجھے لطف نہیں آئے گا!)

کہتا ہے:

”آپؑ زندگی سے بھی پہلے پیدا ہوئے؟“

حضورؑ مسکرا کر کہتے ہیں:

”زندگی ہمارے سامنے پھونکی گئی......(نعرۂ حیدری)زندگی ہمارے سامنے پھونکی گئی۔“

کہا:

”موت سے بھی پہلے پیدا ہوئے؟“

حضورؑ کہتے ہیں:

”موت سے بھی پہلے پیدا ہوئے اور یاد رکھ! موت کو ماریں گے

بھی ہم۔''

کہا:

''جب آپ ہر چیز سے پہلے پیدا ہوئے'(توجہ' توجہ' توجہ) جب آپ ہر چیز سے پہلے پیدا ہوئے...... آسمانوں' زمینوں' سورج' چاند' زندگی اور موت سے پہلے آپ تھے' تو یہ بتائیں کہ رہتے کہاں تھے اور کیسے رہتے تھے؟(گرمی تھکا دیتی ہے نا ...!) تو یہ بتائیں کہ رہتے کہاں تھے اور کیسے رہتے تھے؟''

حضورؑ نے منصور کو دیکھا' جو اس وقت خلیفہ تھا' جواب میں حضور نے فرمایا:

''جب کچھ نہ تھا...... تم نے سوال کیا...... ہم کہاں رہتے تھے...... ہم کہاں رہتے تھے' اس وقت ہم وہاں رہتے تھے' جہاں وہ رہتا تھا...... وہاں...... جہاں وہ رہتا تھا۔(ہے کوئی نعرہ لگانے والا......

نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

(نعرۂ حیدری...... آخری آدمی تک جن کے عقیدے کو معراج حاصل ہو رہی ہے' وہ مجھے نعرہ سنائے۔

حسینؑ کا نعرہ...... علیؑ علی!

ہم سب کا نعرہ...... علیؑ علیؑ (میرے ساتھ لگاؤ)

علیؑ علی!

تیرے نام کا نعرہ...... علیؑ علیؑ !

اسلام کا نعرہ...... علیؑ علیؑ !)

''وہاں رہتے تھے...... جہاں وہ رہتا تھا' وہاں رہتے تھے......
جہاں وہ رہتا تھا' ویسے رہتے تھے...... جیسے وہ رہتا تھا۔''

وہ چپ ہو گیا' آپؒ نے کہا:

''تم نے اتنے سوال پوچھ لئے' میں نے جواب دیئے۔تو حاکم ہے' اب مجھے بھی اجازت دے ...... دو چار سوال میں بھی پوچھ لوں۔''

کہتا ہے:

''پوچھیں......!''

سرکارؒ کہتے ہیں:

''یہ بتاؤ! انسان کی پیشانی پر بال کیوں نہیں ہیں؟......تو جو حاکم ہے...... انسان کی پیشانی پر بال کیوں نہیں ہیں؟ دونوں آنکھیں سیاہ کیوں ہیں اور دو کیوں ہیں......؟ آنکھوں کی شکل بادام جیسی کیوں ہے ...... اللہ نے ان کے باہر پلکیں کیوں بنائیں؟ انسان کی ناک دونوں آنکھوں کے عین درمیان میں کیوں ہے......؟ آگے کا سوال...... ہتھیلی پر بال کیوں نہیں ...... انسان کے پاؤں کے اندر خلاء اور خم کیوں ہے......؟ حاکم ہو تو دو جواب!''

کہا:

''یہ تو ہمیں اتنا نہیں پڑھایا جاتا۔''

سرکارؒ کہتے ہیں:

''نہیں پڑھایا جاتا تو پھر ہمارے جیسا ہوگا' ہم وہ جانتے ہیں جو تم

نہیں جانتے.....!''

کہا:

''آپؑ بتا دیں ان سارے سوالوں کے جواب.....''

حضورؑ نے کہا:

''شرط ہے' پہلے میرے ناناؐ کا کلمہ پڑھ! ہم علم تقسیم کرتے ہیں' دین سکھانے کے عوض..... ہم علم تقسیم کرتے ہیں دین سکھانے کے عوض!''

وہ کہتا ہے:

''سرکارؑ میں کلمہ پڑھتا ہوں۔''

کہا:

''پڑھ کلمہ.....''

اس نے کلمہ پڑھا' کہا:

''اب اپنی مسند چھوڑ کے میرے سامنے طالب علم ہو کے بیٹھ' پھر میں تجھے بتاؤں.....!''

بیٹھا..... اور کہا:

''سرکارؑ پوچھوں' کیا پیشانی پر بال کیوں نہیں؟''

سرکارؑ نے کہا:

''اس لئے کہ سجدہ کرتے ہوئے انسان کی پیشانی اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔'' (نعرۂ حیدری' یا علیؑ!)

وہ کہتا ہے:

''دو بھنویں برابر کیوں ہیں؟ اور آنکھوں کے اوپر کیوں ہیں؟''

سرکارؒ کہتے ہیں کہ

''اللہ چاہتا ہے کہ جتنی روشنی آنکھوں کی برداشت میں ہے' وہ آنکھوں کو ملے' اس سے زائد روشنی سے سائبان بن کر دونوں کا رنگ سیاہ ہے' جذب کر لیں۔''

''آنکھ کی شکل بادام جیسی کیوں ہے......؟''

سرکارؒ کہتے ہیں:

''آنسو میں تیزابیت ہوتی ہے' فوراً اللہ چاہتا ہے ادھر آنسو آئے' ادھر رخسار پر بہہ جائے' ادھر رخسار پر بہہ جائے' اگر آنکھ میں جم جاتا تو تکلیف ہوتی۔''

''پلکیں کیوں ہیں......؟''

سرکارؒ کہتے ہیں:

''اللہ کا اپنا آئین ہے' کوئی تنکا' کوئی ذرہ' اگر نور کو پریشان کرے' (نعرۂ حیدری) اگر کوئی تنکا' کوئی ذرہ...... (توجہ میری جانب رکھیں!) نور کو پریشان کرے تو خالق فوراً اس وقت تک کے لئے اس نور کو غائب کر دیتا ہے' جب تک کہ گرد اور تنکے وذرے چھٹ نہ جائیں۔ آنکھ ایک پل کے لئے بند ہوتی ہے' لیکن نور محفوظ ہی رہتا ہے' زندہ بھی رہتا ہے۔ یہ اس دور میں ثابت ہوا کہ

آدمی مر جائے.....نور نہیں مرتا.....نور مرتا نہیں' آدمی مرتا ہے۔''

کہا:

''دونوں آنکھوں کے عین درمیان ناک کیوں ہے؟''

سرکارؑ فرماتے ہیں:

''یہ سرحد ہے' تاکہ نور برابر تقسیم ہو...... برابر تقسیم ہو۔''(پوری توجہ قبلہ!)

کہا:

''سرکارؑ! ہتھیلی پر بال کیوں نہیں......؟''

فرمایا:

''انسان اندھیرے میں کوئی چیز اٹھانا چاہے.....اور اندھیرے میں حشرات اراضی اگر زمین پر ہوں تو نقصان پہنچا سکتے ہیں' ہتھیلی کے اگر بال ہوتے تو یہ جلد حساس نہ ہوتی۔''(یہ آلِ محمدؐ کا علم ہے!)

''پاؤں کے اندر خلاء کیوں ہے......؟''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''انسان کے پاؤں میں اگر خلاء نہ ہوتا تو چل پھر نہ سکتے۔''

کہتا ہے:

''انسان کے گھٹنوں کے درمیان خم کیوں ہے......؟''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''اللہ کی عبادت مختلف انداز میں کر سکے' رکوع' سجدہ...... تشہد!''

اس نے پھر سوالات کی بوچھاڑ کر دی' صادقؑ جواب دیتے گئے۔ اس نے

کہا:

''ایک مشکل ترین سوال میں کرتا ہوں۔''

کہا:

''کرو......''

کہتا ہے:

''کون سی قبر ہے جو اپنے پیٹ میں انسان کو لے کر سفر کرتی ہے؟''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''سوال کیا ہے تو سوچ کر کس سے سوال کر رہا ہے؟''

کہا:

''قبلہؑ! جواب دو!''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''یہ وہ صندوق ہے جو موسیٰؑ کی ماں نے قبر کی طرح بنایا تھا اور پانی میں چھوڑ دیا تھا۔'' (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

یہ آلِ محمدؑ ہیں' سمجھ میں آ گئی...... آلِ محمدؑ نے دین سکھایا' اس کے عوض امت سے صرف مدد مانگی' لیکن امت نے بھی عجیب انداز اختیار کیا۔ آلِ محمدؑ نے ہمیں انسان بنایا' ہمیں نماز سکھائی' روزہ سکھایا' جہاد سکھایا' ہمیں جنت میں جانے کا رستہ بتایا اور جب آلِ محمدؑ نے کچھ مانگا تو کیا دیا امت نے...... محمدؐ نے قلم دوات مانگی۔ (شاباش'

شاباش! تیار ہو جاؤ' مصائب کیلئے..... آج ۴ تاریخ ہے...... اچھا ۵ تاریخ ہے' آدھا محرم تو آج ویسے ہی ختم ہو گیا! ۵ دنوں کا مہمان ہے حسینؑ ...... تمہاری مرضی...... جیسا چاہو' بس ۵ دن کا مہمان...... آج ۵ محرم ہو گئی' میں ۴ سمجھ رہا تھا' باقی...... ۶' ۷' ۸' ۹' ۱۰ محرم! اس کے بعد تم اپنے کام...... کاروبار میں مصروف ہو جاؤ گے' اجڑ جائے گی زہراؑ کی بیٹی!...... سلامت رہو!)

محمدؐ نے قلم دوات مانگی امت نے نہیں دی' علیؑ نے منبر مانگا (بولتے آؤ ذرا!) امت نے نہیں دیا' زہراؑ نے حق مانگا امت نے نہیں' حسنؑ نے ناناؐ کے پہلو میں قبر کی جگہ مانگی (شاباش' شاباش' شاباش!) حسنؑ نے ناناؐ کے پہلو میں قبر کی جگہ مانگی امت نے نہیں دی' حسینؑ نے دو دریاؤں کے درمیان چھ ماہ کے اصغرؑ کے لئے پانی مانگا (شاباش' شاباش...... آلِ محمدؐ آپ کو سلامت رکھے!) امت نے نہیں دیا' سجادؑ نے بھرے بازار میں' بھیڑ میں اپنی پھوپھیوں کے لئے راستہ مانگا' نہیں دیا۔ (ایک بھائی نے کہا کہ یہ فقرہ دوبارہ سنا!) سجادؑ نے بیماری کی حالت میں بھرے بازار کی بھیڑ میں زینبؑ' کلثومؑ' رقیہؑ' کبریٰؑ اور ربابؑ کے لئے راستہ مانگا' امت نے نہیں دیا۔

۳۶ شہروں میں' ۷۲ بازاروں میں' ۱۴۴ گلیوں میں' ۲۸۸ موڑ پر ٹھہر گئیں لوگوں کے ہجوم میں...... زینبؑ نے چادر مانگی...... امت نے نہیں دی۔ ہاں قبلہ! باقرؑ نے اپنے باباؑ کی خون بہتی ہوئی آنکھوں کے لئے علاج مانگا نہیں دیا' موسیٰ کاظمؑ نے ۱۴ سال کے بعد زندان کا دروازہ کھول کر آسمان کا رنگ دیکھنے کی درخواست کی' رد کر دی گئی' (یہ ہے اس کا سلوک!) شبیرؑ نے ۷۱ لاشوں میں سے صرف ایک میت

شیر ناتواں شہزادۂ علی اصغرؑ نو جگہ قبر بنا کے ایک جگہ دفن کیا (نہیں سمجھ رہے' نہیں سمجھ رہے) نو جگہ قبر بنا کر ایک جگہ دفن کیا' وہ بھی دوپہر کو نیزے کے ساتھ زمین تلاش کر کے! یہ تو اس وقت پتہ چلا جب ربابؑ نے سجادؑ سے کہا:

''سجادؑ یہ جو نیزے کی نوک پر ہے یہ وہی اصغرؑ نہیں...... جسے دوپہر کو دفن کیا تھا؟''

(بابا! تیری طبیعت ہے خراب' اگر سن سکے مصائب تو ٹھیک ہے' پتہ نہیں کیا ارادہ ہے میرا...... تو دعا کریں امام حسینؑ کے صدقے میں پڑھ جاؤں!) قسمت ہے اپنی اپنی ماں کی...... کربلا کی مائیں بھی عجیب ہیں' ہر ماں نے بیٹے کی زندگی کی دعا مانگی ہے' لیکن کربلا میں ہر ماں اپنے بیٹے سے کہہ دیتی ہے' پہلے تیری لاش لائے ...... پھر دودھ بخشوں گی' (اللہ کرے ڈائری میں اسے نوٹ کریں اور حکومت کے پاس جائے کہ ایسی مائیں بھی گزری ہیں) صرف ایک ماں ہے ربابؑ! اس کے مقابلے کی ماں مجھے کائنات میں نظر نہیں آتی' جس کی اولاد میں ایک اصغرؑ چھ ماہ کا' ایک سکینہؑ جس کی عمر جانتے ہو۔ اصغرؑ کو شبیرؑ کے پہلو میں سلا کہ...... یہ پھر بتاؤں گا کیسے اٹھایا' کہاں سے اٹھایا۔ شاہ صاحب یہ عجیب ماں ہے۔

۱۱ محرم کو حمید ابن مسلم کہتا ہے' جب مقتل سے گزرے ہیں' بیبیاں اتری ہیں سواریوں سے...... ہر ماں اپنے بیٹے کی لاش پر گئی' ہر بہن اپنے بھائی کی لاش پر گئی' ایک ماں ہے جو ہر جگہ بیٹھ کر تھوڑی تھوڑی زمین کی ریت ہٹاتی ہے' پھر اپنے آپ سے کہتی ہے یہاں بھی نہیں' (شاباش' شاباش' شاباش...... حوصلے سے بہت دور کا سفر ہے) پانچ جگہ پر دیکھا' ایک جگہ دیکھا' کہا:

"سجادؑ جلدی آ...... میرا اصغرؑ مل گیا۔"

یہاں سے لے کر وہاں آئی' جہاں شبیرؑ سویا ہوا ہے...... بغیر سر کے' چھ ماہ کے صغرؑ کو...... اکبرؑ کا دایاں ہاتھ اصغرؑ کی چھاتی پر رکھ کر...... شانہ ہلا کر اکبرؑ کو کہتی ہے' میں شام جا رہی ہوں' یہ تیرا چھوٹا بھائی ہے' اسے رات کو نیند میں ڈر جانے کی عادت ہے' اس کا خیال رکھنا۔ (شاباش' شاباش...... حوصلہ رکھو قبلہ! مصائب کا موسم ہے' جو وگ مجھ سے...... آج فرمائش آئی ہے فضائل سنائیں' پانچ محرم ہو گئی ہے' اگر میں ڈیڑھ گھنٹہ آپ کو...... کاروبار میں بھی جانا ہوتا ہے' نوکری پر بھی جانا ہوتا ہے' اگر میں فضائل ڈیڑھ گھنٹہ پڑھ جاؤں تو وہ سارا شیڈول آپ کا بھی ڈسٹرب ہو جاتا ہے' محرم کے بعد ہی...... لیکن مصائب سنوان دنوں مجھ سے......!)

میں شام جا رہی ہوں' اسے رات میں ڈر جانے کی عادت ہے' اس کا خیال رکھنا۔ ربابؑ اصغرؑ کو ڈھونڈتی ہے۔ کسی کا بچہ مسکرائے' (شاباش' شاباش...... میرے نوجوانو! مولاؑ تیری زندگی کرے!) یہ ہے ماں! یہ ہے ماں' چھ ماہ کا بچہ! دوسری ہے سکینہؑ!

مجھے القائم کے صدر حسن اللہ جعفری صاحب نے بتایا ہے کہ "شان حسینؑ" میں اصغرؑ کی بہن کا' ربابؑ کی بیٹی کا آج جنازہ برآمد ہونا ہے! مولوی شریف صاحب پوچھتے ہیں کس کا؟ بھائی یاسر! یہ اس معصومہ کا جنازہ ہے کہ سجادؑ اپنی اس بہن کی میت بندھے ہوئے ہاتھوں سے اس زندان سے اس زندان میں آتا رہا' جاتا رہا' کوئی مسلمان تو پوچھے گا تیری بہن مر گئی ہے...... آ...... اسے دفن کر دیں۔ یہ جنازہ نہیں سجادؑ کی حسرت ہے' یہ جنازہ نہیں...... یہ عجیب معصومہؑ ہے کائنات میں ...... پہلی اور

آخری بچی ہے یہ جو کفن کی بجائے میلے کرتے میں دفن ہوئی۔ (پتھر ہو جائے وہ آنکھ جو امامؑ کے غم میں...... حسینؑ کو نہ رو سکے..... ہاں قبلہ! کلیجہ پتھر ہو جائے' کوئی لطف نہیں اس زندگی کا' جس دن حسینؑ کو پرسا نہ دے سکوں' کوشش کرو سارے اٹھ کر ماتم کریں ہم!)

لوگ کہتے ہیں' جہاں تک پڑھتے ہیں کہ سکینہؑ کی عمر ...کوئی کہتا ہے چھ سال کوئی کہتا ہے پانچ سال! مجھے حسینؑ کے منبر کی قسم! نہ چھ سال' نہ پانچ سال ہے' میں تمہیں بتاتا ہوں خود.... ۱۰ شعبان' ۵۷ ہجری' میری مائیں' بہنیں اگر سن رہی ہیں سکینہؑ کی عمر سنو' خود اندازہ لگا لو! ۱۰ شعبان' ۵۷ ہجری' صبح کی نماز کا وقت.. ربابؑ کی آغوش میں قرآنِ مصائب کی یہ آیت نازل ہوئی' قرآنِ مصائب کی آیت نازل ہوئی' ۱۰ شعبان' ۵۷ ہجری' اب اندازہ لگا لو' ۱۰ شعبان ۵۷ ہجری کو پیدا ہوئی۔ ۱۰ شعبان' ۵۸ ایک سال! ۱۰ شعبان ۵۹ ہجری دو سال! ۱۰ شعبان' ۶۰ ہجری تین سال! ۱۰ شعبان' ۶۰ ہجری...... شعبان کے بعد رمضان آتا ہے' ۱۰ شعبان تین سال ایک مہینہ! ۱۰ رمضان سے ۱۰ شوال تین سال دو مہینے! ۱۰ شوال سے ۱۰ ذیقعدہ تین سال تین مہینے! ۱۰ ذیقعدہ سے ۱۰ ذی الحجہ تک تین سال ۴ مہینے! ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۰ محرم تین سال پانچ مہینے! ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کو تین سال' پانچ مہینے اور پانچ گھنٹے کی سکینہؑ تھی۔ جب پہلا طمانچہ لگا...... تین سال' پانچ مہینے اور پانچ گھنٹے کی سکینہؑ تھی...... جب پہلا طمانچہ لگا۔ (شاباش' شاباش' جتنا رو سکتے ہو' رو لو!) اس سے کوئی زیادہ مظلوم نہ قبلہ! (شاباش!)

تین سال' پانچ مہینے' پانچ گھنٹے کی سکینہؑ تھی' جب پہلا طمانچہ لگا۔ طمانچہ کب لگا

ہے؟ جب حسینؑ نے کہا ہے کہ کوئی میری مدد کرنے والا اور کوئی تھا نہیں دوڑ پڑی...... باباؑ کوئی ہو نہ ہو میں تو آ رہی ہوں۔ بھائی یاسر! ایک لفظ کہتا ہوں' القائمؑ کے نوجوانو! مر جاؤں گا یاد رکھو گے' پہلی اور آخری شاہدہ ہے' عینی گواہ ہے جسے معلوم ہے کہ قیامت کے دن بتائے گی کہ شمر نے میرے سامنے کتنی دفعہ پتھر پر خنجر کو تیز کیا اور کتنی ضربیں لگائیں۔ امام حسینؑ کی شہادت کی عینی گواہ ہے' سکینہؑ با مرتبہ ہے اس کا! میرا آخری امام...... امام زین العابدینؑ ...... آخری امام' امامِ زمانہؑ سلام کہتا ہے۔ اس کا سلام سنو گے' میرا امام کہتا ہے:

''میرا سلام ہو اس یتیم بچی پر...... میرا سلام ہو اس یتیم بچی پر کہ باباؑ کی شہادت سے لے کر اپنی موت تک...... باباؑ کی شہادت سے لے کر اپنی موت تک' جس کے رخساروں کا رنگ مسلسل تبدیل ہوتا رہا۔''

یہ میرے امامؑ کا سلام ہے۔ (جہاں جہاں عشرے ہو رہے ہیں' جہاں مجالس تم ہوتی ہیں' میں شروع کرتا ہوں' میرا جی چاہتا ہے رونے کو!)

ہاں' قبلہ! جن کی چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں' میرا بھائی شاید سوال کر رہا ہے اور وال عجیب ہے۔

سکینہؑ کو رہائی کی سب سے زیادہ خواہش تھی' کیا اسے رہائی ملی؟ نہیں قبلہ! ہائی تو نہیں ملی۔ دنیا حیران ہوتی ہے کہ سکینہؑ زندان میں مر گئی' آج میں یہ لفظ کہہ رہا اں کہ ساری دنیا روتی ہے کہ سکینہؑ زندان میں مر گئی...... اور میں روتا ہوں کہ زندان ں زندہ کیسے رہی؟ بس سوال اتنا ہے' لوگ کہتے ہیں زندان میں مر گئی' زندان میں تو

مر جاتے ہیں' یہ زندہ کیسے رہ گئی؟ قبلہ! اگر اجازت ہے تو میں مصائب شروع کروں۔(آوٗ' آہستہ آوٗ!)

سجادؑ سے کسی نے پوچھا تھا کہ

''سب سے زیادہ کس نے رلایا......؟''

''میری بہن کے سوالوں نے......! روزانہ صبح میری آغوش میں بیٹھ کر کہتی تھی' سجادؑ یہ پرندے کہاں جا رہے ہیں...... یہ کہاں جا رہے ہیں؟''

میں کہتا:

''سکینہؑ اپنے اپنے گھروں کو!''

اس وقت رو کر کہتی:

''سجادؑ! ان پرندوں کا گھر ہے' ہمارا کوئی گھر نہیں ہے۔''

میں کہتا:

''ہمارا گھر بھی ہے......''

''تو ہم کب جائیں گے؟''

میں رو کے کہتا:

''سکینہؑ ہم سارے جائیں گے......تو نہیں جائے گی۔''

مجھے منبر کی قسم! میں بنوں شبیرؑ کا مجرم' آپ روئیں یا نہ روئیں' کوئی تاریخ مقاتل کی نہیں بتاتی کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد سے شام تک سکینہؑ نے کسی سے پانی مانگا ہو' اگر قیدیوں کے لئے پانی آ بھی جاتا۔ بی بی زینبؑ کہتی:

''سکینہؑ آ میرے پاس آ...... تجھے پیاس نہیں لگی؟''

رو کر کہتی تھی:

''مجھے اماں پیاس لگی ہے' لیکن پانی نہیں پیئوں گی۔''

''سکینہؑ کیوں......؟''

''پھوپھی اماں! ایک وقت باباؑ نے کہا تھا' پانی آئے تو کوشش کرنا نہ پینا...... ہوسکتا ہے تجھ سے زیادہ کوئی پیاسا ہو' سب کو دے دے' اگر بچ گیا تو پی لوں گی ورنہ خیر ہے۔''

ساڑھے تین سال کی بچی جب یہ بات کرتی...... اگر پانی بچ جاتا...... آ سکینہؑ تیرے حصے کا پانی بچ گیا ہے' پانی لے کر جاتی' دور دھوپ میں بیٹھا ہوتا سجادؑ' وہاں چلی جاتی...... اور سارا پانی سجادؑ کے زنجیروں پر ڈال دیتی اور کہتی:

''میری خیر ہے' تیرے زنجیر ٹھنڈے ہو جائیں۔'' (ہائے' ہائے' روتے آؤ' بھئی روتے آؤ!)

۱۱محرم کو ثانی زہراؑ...... ۱۱محرم کو سوار ہوئی' ۱۲ کو کوفے آئی' ۳۹ کوفے کی گلیوں میں پھرتی رہی قیدیوں کے ساتھ! ۲۶ شہروں میں سکینہؑ ساتھ ساتھ! دمشق کی سرحد پر سکینہؑ ساتھ ساتھ! (روتے ہوئے) شام کے بازار میں سکینہؑ ساتھ ساتھ! (ختم کر رہا ہوں مصائب' زیادہ سے زیادہ دو یا ڈیڑھ منٹ...... اس لئے کہ اس کے بعد کوئی بھی دل والا مصائب نہیں سن سکتا۔ زیادہ سے زیادہ دو منٹ یا ڈیڑھ منٹ! نہ میں اس سے زیادہ پڑھ سکوں گا اور نہ آج کوئی سن سکے گا' سکینہؑ کے مصائب ہی ایسے ہیں۔ ذاکری میں نے زندگی بھر نہیں کی' جب ذاکری میں آدمی انتظار کرتا رہے' بات کروں نا اور

مصائب کے لفظ ایک کافی ہوتا ہے مومن کیلئے' قبلہ رونے کیلئے!) امام حسینؑ کی غربت کی قسم...... کبھی کبھی سجادؑ کو روک لیتی' سجادؑ بھائی یہ سامنے دروازہ کھلا ہے' اس کے اندر جو جھولا جھلا رہی ہے اس کا بھائی بھی تو ہو گا نا...... (ہائے یہ مصائب ہے) کبھی کبھی سارا بازار عبور کر کے آئے گی ساڑھے تین سال کی بچی! (جن کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہو' وہ میری طرف دیکھے۔ آج میری مائیں بہنیں گھر جائیں گی' رات ابھی گھر جائیں گی' کسی کی چار سال کی بیٹی ہو گی' میرے کہنے پر' اپنے محسن بھائی کے کہنے پر...... ایک منٹ اس بچی کو غور سے دیکھنا' پھر سوچنا اگر رات کو اس بچی کو اکیلے کمرے میں بند کر کے اپنے گھر میں تالا لگا دیا جائے' کیا یہ زندہ رہے گی یا مر جائے گی؟ (سلامت رہو بھئی...... روتے رہو بھئی...... روتے رہو!...... اب ان کے بعد کوئی مصائب نہیں!) دربار میں آئی...... دربار میں آئی' (ایک گزارش سن لو...... جب جنازہ لاؤ...... جب ساری زیارت کر لیں یا جنازہ اٹھا لیں' اس وقت سارے باہر چلے جانا' جنازہ بھیج دینا جدھر مستورات بیٹھی ہیں' ہو سکتا ہے ربابؑ اپنی بیٹی کا جنازہ آج دیکھنا چاہتی ہو' تم میں تو نہیں آ سکے گی اور ادھر بھی...... چار...... چھ سال کی بچیاں ہوں تو سکینہؑ کا جنازہ آج خود ہی اٹھائیں...... اجازت...... دربار میں...... نہیں پڑھتا...... نہ تم سن سکو گے مصائب) قبلہ! دربار میں کافی دنوں کے بعد بابا کا سر دیکھا' زندان آ گئی' آدھی رات ڈھلی...... (انتظار نہیں...... ایک جوش میں اٹھ کر تم ماتم کرو گے' جنازہ برآمد ہو جائے گا۔ عالمگیر مجلس ہو چکی ہے' میں چاہتا ہوں کہ اگلے سال تک یاد رہے یا ثانی زہراؑ آج تو آ جا...... اپنی مثالیں دینے کے لئے' عباسؑ کی بہن...... یہ تو لاہور ہے' آج سکینہؑ کا جنازہ ہے۔ سجادؑ' زہراؑ آ جا...... جنازہ دیکھ' ہم نے کیسے جنازہ سجایا ہے۔ اگر اس وقت

ہوتے تو تیری بہن بے وارث ہو کر نہ مرتی' ہماری بہنیں مر جاتیں' سکینہؑ نہ مرتی!) قبلہ! آ گئیں زندان میں...... تیری بیبیاں...... کوئی بچی کہاں سوئی ہے' کوئی بچی کہاں سوئی ہے۔ سجادؑ بیٹھا ہے' جاگ رہا ہے' سجادؑ کی آغوش میں سکینہؑ ہے' کبھی سجادؑ کہتے ہیں:

''سکینہؑ سو جا!''

کہتی ہے:

''بھائی تو بیمار ہے تو پہلے سو جا' میں سو جاؤں گی۔''

کبھی کہتی ہے:

''سجادؑ کوئی کہانی تو سنا' مجھے نیند آ جائے۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''کیوں نیند نہیں آتی' سکینہؑ آدھی رات گزر گئی ہے؟''

سکینہؑ کہتی ہے:

''بھائی سجادؑ! مجھے باباؑ ملا' میں نے آج بڑی مدت کے بعد باباؑ کی شکل دیکھی ہے' مجھے باباؑ ملا۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''یہ زندان ہے' میں قیدی ہوں' باباؑ کا سر کہاں سے لاؤں؟''

بس بچی کی ضد تھی' تین چار سال کی بچی...... رات کو...... نفسیات ہے بچے کی کہ اگر کوئی چیز مانگ لے' سارے گھر والے تڑپ اٹھتے ہیں' اگر چیز نہ ملے...... بچہ رو رو کر صبح کر دیتا ہے' یہ تیری اولاد اور ادھر حسینؑ کی بیٹی! دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگ

رہی..... بابا کا سر مانگ رہی ہے۔

سجادؑ کہتا ہے:

''بابا..... کہاں سے لاؤں؟''

سکینہؑ نے رونا شروع کیا:

''سجادؑ نے سکینہؑ کو گلے سے لگایا' تھوڑی دیر بعد ربابؑ بی بی جاگ گئیں' ربابؑ نے دلاسہ دیا' زینبؑ نے تسلی دی' کلثومؑ نے پیار کیا۔''

(میں نے وعدہ کیا ہے میں اسی پر پہنچ کر ختم کروں گا' یہ بھی میرا وعدہ ہے ''شان حسینؑ'' میں! میری ہزار توبہ..... میں پڑھتا جا رہا ہوں' اگر تجھے ایک لمحے کو محسوس ہو کہ سکینہؑ کا جنازہ سامنے ہے جو چاہے مانگ لینا' لیکن ایک لمحے کے لئے محسوس ہو گا۔ گھر کا خیال چھوڑ کر اپنے بیماروں کے لئے دعا مانگ..... بزرگوں کے لئے دعا مانگ..... اپنی زندگی کے لئے دعا مانگ..... اپنی صحت کے لئے دعا مانگ..... اپنی اولاد کے لئے دعا مانگ..... لیکن اس وقت جب چیخ نکلے!)

سکینہؑ کہتی رہی:

''بابا..... بابا..... بابا!''

ساری رات کہتی رہی' اگلا دن جب نکلا..... بابا..... بابا..... اگلی رات بھی نکل گئی..... بابا' بابا..... اگلا دن گزر گیا' بابا..... بابا..... سارے منانے والے..... سکینہؑ رو رہی ہے' بابا..... بابا..... بابا! جب تیسری رات آئی..... آدھی رات کے وقت سجادؑ کہتا ہے:

"سکینہؑ تجھے میری غربت کا واسطہ اب سو جا۔"

کہتی ہے:

"پہلے تو سو...... پھر میں سوؤں گی۔"

سجادؑ سو گیا...... جب سجادؑ سو گیا نا...... اس وقت سکینہؑ نہ قیدی بیبیوں کے پاس گئی' نہ سجادؑ کے پاس گئی' زندان میں اتری...... گھس کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی...... (مجھے موت آ جائے گی جو آگے پڑھوں) آہستہ آہستہ چلتی گئی' زندان کی دیوار کے پاس جا کر پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا' اس کا سرہانا بنا کر...... اس پر سر رکھ کر آہستہ سے کہتی ہے:

"بابا! اس وقت شام کے رئیسوں کی بیٹیاں تکیوں پر سر رکھ کر سو رہی ہوں گی' آ دیکھ! تیری بیٹی پتھر کا سرہانہ بنا کر سو رہی ہے۔"

سکینہؑ کو نیند آ گئی' بیمار قیدی کو نیند آ گئی۔ (بابا......! نہیں ابھی نہیں' یہ کام نہ کرو) ادھر نیند آئی۔ (میں جنازہ برآمد کرا رہا ہوں اور زندان میں کراؤں گا' مجھے پتہ ہے' میں جانتا ہوں...... تم روتے آؤ!)

(بس ایسا ہے کہ سکینہؑ مر گئی' جنازے کو تھوڑی دیر...... جنازے کو تھوڑی سی دیر...... تھوڑی سی دیر......)

تیسری رات...... آخری رات...... آدھی رات کا وقت ہے' سکینہؑ کو نیند آئی' سجادؑ کو نیند آئی' زندان کے دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھلا' یزید کے سپاہی گئے زندان میں...... قیدی کی زنجیر ہلائی...... قیدی جاگ...... قیدی جاگ...... قیدی جاگ!

(روایتیں بہت سکینہؑ کی شہادت کے بارے میں' میں نے تو بزرگوں سے سنی ہیں۔

روایت ہے کہ سب سے زیادہ مظلومہ ہے سکینہؑ ...... وہی روایت سناتا ہوں' لیکن تینوں روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ سکینہؑ کی موت زندان میں ہوئی!)

قیدی جاگ...... سجادؑ کہتا ہے:

"کیا ہوا...... آدھی رات کے وقت......؟"

آواز آئی:

"تیری کتنی بہنیں ہیں؟"

سجادؑ کہتا ہے:

"تین...... ایک کو مدینے چھوڑ آیا ہوں' ایک کربلا میں بیوہ ہوگئی۔"

کہتا ہے:

"نہیں قیدی' تیری سب سے چھوٹی بہن...... جو تیرے ساتھ ہے اور بابا' بابا کر کے روتی ہے' وہ کہاں ہے؟"

آواز آئی:

"تین راتیں اور تین دن سے رو رو کر وہ سامنے مٹی پر سو رہی ہے۔"

کہتا ہے:

"قیدی اسے جگا۔"

سجادؑ کہتا ہے:

"کیوں......؟"

سپاہی کہتا ہے:

''شام کی عورتوں نے یزید کو درخواست دی ہے کہ زندان میں ایک قیدی بچی ہے' جو بابا کر کے روتی ہے' ہماری اولاد سو نہیں سکتی۔ اس بچی کو ایسے زندان میں قید کرو کہ اس کی آواز ہماری بچیاں نہ سن سکیں' اس کو کسی ایسے زندان میں قید کرو...... اس کی چیخیں ہم تک نہ پہنچیں۔ ہمارا دل لرزتا ہے' ہم ڈرتی ہیں' ہم سو نہیں سکتی ہیں۔ یزید نے حکم دیا ہے کہ اس بچی کو سارے قیدیوں سے علیحدہ کر کے علیحدہ زندان میں قید کرو۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''سکینہؑ اور علیحدہ زندان!''

آواز آئی:

''قیدی جلدی کر......''

سجادؑ اٹھا' زندان کی دیوار کے پاس آیا' سکینہؑ کو اٹھایا...... سکینہؑ کا سر اپنے زانوں پر رکھ کر' اپنی میلی عبا کے دامن سے سکینہؑ کے رخساروں کو صاف کر کے کہتا ہے:

''میں جو کہتا تھا نا...... کہ نہ رویا کر' نہ رویا کر...... نہ رویا کر......!''

آواز آئی:

''کیا ہوا......؟''

کہا:

''تیرے لئے علیحدہ زندان......''

(حوصلہ حوصلہ...... میں کہہ رہا ہوں حوصلہ کرو' آج سکینہؑ کا جنازہ نکلنا ہے' ذرا

دیکھنا میری طرف...... سانس لے لو...... کوئی نہیں سانس لے لو۔ مجھے بھی ساری زندگی پڑھنا ہے' مجھے بھی ساری زندگی رونا ہے' جب مر جاؤں تو یاد کرنا!)

''سجادؑ کہتا ہے:

''تیرے لئے علیحدہ زندان کا حکم ہے۔''

(آج بھرے میدان میں زندان پڑھ رہا ہوں' پوری زندگی میں یاسر بھائی ایسا زندان نہیں پڑھا جیسے میں آج پڑھ رہا ہوں!)

القائم کے نوجوانو! سجادؑ کی آواز آئی:

''سکینہؑ تیرے لئے علیحدہ زندان کا حکم ہے۔''

معصومہؑ کہتی ہے:

''یہ علیحدہ زندان کیا ہوتا ہے؟''

سجادؑ کہتا ہے:

''جہاں نہ میں ہوں گا' نہ پھوپھی زینبؑ ہوگی' نہ اماں ربابؑ ہوگی' نہ پھوپھی کلثومؑ ہوگی' نہ رقیہؑ ہوگی' نہ باقرؑ ہوگا' اکیلی...... اکیلی تو ہوگی اور زندان ہوگا۔''

رو کر کہتی ہے:

''مجھے نیچے اتار......''

سجادؑ نے اتارا...... چھوٹے چھوٹے ہاتھ سجادؑ کے قدموں پر رکھ کر کہتی ہے:

''سجادؑ بھائی تو ضمانت دے دے' میں تیری غربت کی قسم کھا کر وعدہ کرتی ہوں' اب نہیں روؤں گی' باباؑ کا نام لے کر نہیں روؤں گی'

مجھے علیحدہ زندان سے بچا لے۔"

سجادؑ کہتا ہے:

"میں قیدی ہوں' میری ضمانت کوئی نہیں مانتا۔ آ سکینہؑ ......"

سکینہؑ کو لے کر ساری بیبیوں کو جگایا۔ آدھی رات ہے' کوئی بی بیؑ سکینہؑ کی پیشانی چومتی ہے' کوئی سر چومتی ہے' کوئی رخسار چومتی ہے۔

زندان کا داروغہ کہتا ہے:

"جلدی کر......"

جلدی کا نام آیا...... جلدی کا نام آیا...... جلدی کا نام آیا' سجادؑ اٹھا' آواز دی:

"سکینہؑ سلام کر!"

آدھی رات کو حسینؑ کی بیٹی نے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر...... آہستہ آہستہ سکینہؑ کہتی ہے:

"پھوپھی زینبؑ سلام' کلثومؑ میرا سلام' اماں ربابؑ میرا سلام! (ایک لفظ کہا کہ) کربلا سے اب تک اگر مجھ غریب سے کوئی گستاخی ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا' پتہ نہیں کہ زندہ رہوں کہ نا...... (حوصلہ' حوصلہ' حوصلہ! میں آگے مصائب سنا کر پھر کہہ رہ ہوں' حوصلہ کرو!)

سب کو سلام کر لیا...... قیدی جلدی کر...... قیدی نے سکینہؑ کو لیا' آگے آگے یہ داروغہ ہے پیچھے پیچھے سجادؑ ...... پیچھے پیچھے سجادؑ ...... سجادؑ واپس آئے...... پھر عبا کے دامن میں کسی مستور کا ہاتھ آتا ہے' سجادؑ ایک دفعہ سکینہؑ کو لے آ' کوئی کہتا ہے' ہائے

سجادؑ ......کوئی کہتا ہے' ہائے سکینہؑ ......کوئی کہتا ہے' ہائے مدینہ......کوئی کہتا ہے' سکینہؑ کو لے کر آ!

سجادؑ جا رہا ہے' راستے میں کہتی ہے:

''سجادؑ بھائی تو روزانہ آیا کرے گا نا! سجادؑ مجھے اکیلے ڈر لگے گا تو روزانہ آئے گا نا...... یا نہیں آئے گا؟''

سجادؑ کہتا ہے:

''اگر کسی نے آنے دیا تو میں آؤں گا۔''

''سجادؑ بھائی ایک بات کا خیال رکھنا' ساری ساری رات میری ماں سو نہیں سکتی' اس کا خیال رکھنا' سجادؑ پھوپھیوں کا خیال رکھنا۔''

ساڑھے تین سال کی شہزادی اپنے بھائی کو بتاتی جا رہی ہے' آگے آگے

داروغہ......زندان آیا' زندان آیا' زندان آ گیا:

''قیدی یہ لے چابی' زندان کا دروازہ کھول!''

قیدی کہتا ہے:

''تو کیوں نہیں کھولتا؟''

داروغہ کہتا ہے:

''مجھے ڈر لگتا ہے۔''

قیدی کہتا ہے:

''انصاف تو کر......تو ظالم بھی ہے......تو سپاہی بھی ہے تجھے ڈر لگتا ہے' یہ معصوم ہے' اسے میں کیسے لے جاؤں؟''

''قیدی کھول......''

ادھر زندان کا دروازہ کھلا' (بس کرو' بس کرو...... دربار بھی نہیں پڑھا' زندان بھی نہ پڑھوں تو بہتر ہے' کیوں سید زادو......) بسم اللہ پڑھ کر سجادؑ نے پہلا قدم زندان میں رکھا' سکینہؑ نے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سجادؑ کی گردن میں ڈالے۔

آواز آئی:

''اندھیرا ہے سجادؑ بھائی......اندھیرا ہے۔''

داروغہ کہتا ہے:

''اگلے زندان میں......!''

آواز آئی:

''سجادؑ گرمی ہے۔''

داروغہ کہتا ہے:

''اگلے زندان میں......''

آواز آئی:

''سجادؑ بھائی تو مجھے اتار دے۔''

داروغہ کہتا ہے:

''اگلے زندان میں۔''

(حوصلہ' حوصلہ' حوصلہ...... تجھے حسینؑ کا واسطہ ذرا حوصلہ کر...... دو لفظ میرے سن لو' شاہ جی!)

سکینہؑ چوتھے زندان میں آئی' سکینہؑ کہتی ہے:

''مجھے اتار دے۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''یہاں نہیں۔''

سکینہؑ کہتی ہے:

''یہاں کیوں نہیں اتار رہا؟ اب جب تو اتارے گا میں نہیں اتروں گی۔''

پانچواں زندان آیا..... سکینہؑ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سجادؑ کی گردن میں' سکینہؑ بھائی کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے۔ آواز آئی:

''میری مانو گی۔''

سپاہی کہتا ہے:

''اتار دے بہن کو!''

سجادؑ کہتا ہے:

''اتر جا سکینہؑ!''

آواز آئی:

''نہیں اتروں گی' سجادؑ بھائی میں مر جاؤں گی' مجھے نہ اتارنا۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''سکینہؑ اتر جا' تجھے میری غربت کا واسطہ......!''

کہتی ہے:

''مجھے نہ اتار..... مجھے زندان میں نہ اتار.....''

آواز آئی:

اتر جا......سکینہؑ......سکینہؑ اتر جا!"

(بیٹھ جاؤ' بیٹھ جاؤ' بیٹھ جاؤ!)

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

متاعِ شوق کو خود سے جُدا نہیں کرتا
وہ اپنے دل پہ کبھی یہ جفا نہیں کرتا
علی کا عشق اک ایسی نماز ہے جس کو
قضا کے وقت بھی مومن قضا نہیں کرتا

(افسر عباس)

مجلس پنجم

علیؑ کہتے ہیں بلندی کی انتہا کو......

صلواۃ!......

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ...... ایک مرتبہ پھر بلند آواز سے صلواۃ......!

کائنات میں صرف ایک عمل ایسا ہے جب انسان وہ عمل کرے تو اللہ جیسا لاشریک بھی انسان کے ساتھ شریک ہوتا ہے' وہ ہے صلواۃ...... محمدؐ و آلِ محمدؐ پر...... جہاں تک میری نگاہ کام کر رہی ہے...... وہاں تک خطیب لوگ سننا کہ خطبہ کی گونج سے اپنی سماعت کو معطر اور مستفیض کرنے والوں کا ہجوم ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آخری آدمی تک جتنا ذہنی طور پر آلِ محمدؐ بلند ہو سکتے ہیں اتنی بلند صلواۃ......

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

میں یہ تین چار دفعہ اس لئے زحمت کر رہا تھا کہ میرا پہلا لفظ آپ کی بے

نیازی کی نظر نہ ہو جائے اور ذہنی انتشار کو منظم کرنے کے لئے ضروری ہے اور ارتکاز توجہ کے لئے کہ ہر آدمی ہمہ تن گوش ہو' پھر ایک ایسے خاندان کی جس کی نگاہ کو منقبت اللہ کرے تو فرشتے سنتے ہیں' فرشتے کریں تو بشر سنتے ہیں۔ بہت بڑا خاندان ہے' یہ خاندان وحشی کو انسان بناتا ہے۔ (آپس میں دیکھ لو' ایک دوسرے سے باتیں کر لو' میں پھر پہلا لفظ کہوں گا...... میری عادت ہے' ۲۲' ۲۳ سال ہو گئے اس دروازے کی گداگری اور نوکری کر رہا ہوں۔ اب آنکھیں دیکھ رہی ہیں' کوئی آدمی سویا ہوا ہو' کوئی آدمی توجہ نہ کر رہا ہو' پتہ چل جاتا ہے' اس لئے جب تک آپ میری طرف پوری طرح سے متوجہ نہ ہوں' میں پھر پہلا لفظ کہتا ہوں!...... نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

۱۸۰۰۰ عالمین نے...... ۱۸۰۰۰ عالمین...... سیاروں اور ستاروں سے سجی ہوئی اس کائنات میں...... سورج کی بینائی سے دیکھنے والی اس کائنات کو چاند کا جھومر! سجانے والی اس کائنات میں گردش لیل و نہار کی دہلیز پر...... چراغاں کرنے والی کائنات کو...... اس ساری کائنات کو...... موجودات سے سجی ہوئی اس کائنات کو...... اسرار و اصرار کے درمیان سے سانس لیتی ہوئی اس کائنات کو...... اس کائنات کو جو اسرار و اصرار کے درمیان میں سانس لے رہی ہے' مرتبہ و یقین کے درمیان دیکھتی ہوئی اس کائنات کو...... کبھی یقین اوڑھ کر...... کبھی گمان پہن کر' تاریخ لکھی ہوئی اس کائنات پر آدمؑ سے محمدؐ تک اور محمدؐ سے آج تک...... ساری کائنات میں...... آدمؑ سے محمدؐ تک اور محمدؐ سے آج تک جس انسان کے چہرے کو دیکھ کر کافر کو بھی اللہ یاد آئے...... اسے علیؑ کہتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری' یا علیؑ ......سلامت رہو' سلامت رہو!)

جس ایک انسان کے چہرے کو دیکھ کر کافر کو بھی اللہ یاد آئے' اسے علیؑ کہتے

ہیں۔علیؑ کے نام کا نعرہ بہت بلند ہے.....(نعرۂ حیدری)

دیکھو نا.....اتنا بڑا مجمع ہے' دس' بارہ ہزار کا! اتنے آدمی اگر نام لیں' تو علیؑ کا تو ایک دفعہ نام پر.....ایک ختم قرآن کا ثواب ہے' تو ہم ایک لمحے میں بارہ ہزار قرآن ختم کرتے ہیں۔(نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

سب مل کر بولو.....علیؑ علیؑ .....علیؑ علیؑ .....(نعرۂ حیدری)

(ہائے' ہائے) کتنا بڑا نعرہ ہے' آدمؑ نے یہ نعرہ لگایا' توبہ قبول ہوئی......
یعقوبؑ نے یہ نعرہ لگایا'.............................عیسیٰؑ نے یہ نعرہ لگایا' اللہ نے چوتھے آسمان پر بلا لیا' قبلہ یہ نعرہ لگایا.....عیسیٰؑ نے! چوتھے آسمان پر بلا لیا.....محمدؐ نے عجیب انداز میں نعرہ لگایا..... آدمؑ نے نعرہ لگایا تو توبہ قبول ہو گئی..... شیثؑ نے یہ نعرہ لگایا' نبوت قبول ہوئی.....شعبانؑ نے یہ نعرہ لگایا' محبت وصول ہوئی..... محلسؑ نے یہی نعرہ لگایا.....محوقؑ نے یہی نعرہ لگایا..... ہمیشاؑ نے یہی نعرہ لگایا..... یافسؑ نے یہی نعرہ لگایا..... جدہؑ نے.....عمرانؑ نے یہی نعرہ لگایا..... ابراہیمؑ نے یہی نعرہ لگایا...... اسماعیلؑ نے یہی نعرہ لگایا..... اسحاقؑ نے یہی نعرہ لگایا..... یعقوبؑ نے یہی نعرہ لگایا..... یوسفؑ نے یہی نعرہ لگایا.....شعیبؑ نے یہی نعرہ لگایا..... داؤدؑ نے یہی نعرہ لگایا..... موسیٰؑ نے یہی نعرہ لگایا..... نوحؑ نے یہی نعرہ لگایا' اپنے اپنے کام پورے ہوتے گئے' جب محمدؐ نے بھی یہی نعرہ لگایا' خیبر کا خیبر' گلی گلی' علیؑ علیؑ کرتا ہوا آسمان نظر آیا۔(نعرۂ حیدری.....نعرۂ حیدری.....نعرۂ حیدری..... یا علیؑ) یہ نعرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا.....(میرا کوئی لفظ ضائع نہ ہو' میں آج تمہیں کہہ رہا ہوں) یہ نعرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا مشترکہ قومی ترانہ ہے' یہ نعرہ..... نعرۂ حیدری ہے۔(نعرۂ

حیدری...... یاعلیؑ)

ایک لفظ کہتا ہوں' اللہ کرے سمجھ میں آ جائے اور میرے ساتھ بول پڑو...... یہ نعرہ لگایا کرو...... یہ نعرہ نام علیؑ کا نعرہ...... ہر انسان کے ایمان کی دیانت داری کی سند ہے' نعرۂ حیدری! (اب تم نہ بولو تو تمہاری مرضی ہے بھئی) یہ نعرہ سند ہے انسان کی دیانت داری کی' یہ نعرہ پروانہ ہے نجات کا' یہ نعرہ راہ داری ہے میدان محشر کی' یہ نعرہ اگر ذہن میں ہو تو مرتے وقت پریشان نہیں ہوتا' یہ نعرہ ذہن میں تو قبر میں فرشتوں سے ڈر نہیں لگتا۔ مولوی چیخ چیخ کر مر گیا کہ قبر میں فرشتے آئیں گے...... منکر نکیر آئیں گے' کچھ سوچ لو۔ میں نے کہا' مولانا! بات یہ ہے کہ فرشتوں کے ہم قائل ہیں' قبر میں آئیں گے' لیکن خدا کے لئے ان کے نام بدلو...... مومن مر جائے...... قبر میں جائے...... بیچارہ مرا ہوا پڑا ہوا سے آ کر فرشتے جگائیں:

پہلا فرشتہ پوچھے:

''تمہارا نام کیا ہے؟''

کہے گا:

''میں مومن ہوں۔''

مومن پوچھے گا:

''آپ کا نام کیا ہے......؟''

وہ کہے گا:

''میں منکر ہوں۔'' (نہیں سمجھ میں آئی بات آپ کے!...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

''کون ہوتم......''

''میں مومن ہوں۔''

''تم کون ہو......؟''

پہلے تو میں نے آج تک ایسا فرشتہ نہیں سنا جو منکر ہو' اگر یہ مان لیں کہ فرشتہ بھی منکر ہو سکتا ہے' اگر شیطان ہو تو شیطان......تو فرشتہ نہیں تھا وہ تو آگ سے بنا تھا' فرشتہ تو نور سے بنتا ہے' نور کبھی منکر ہو نہیں سکتا۔ (جاگو' جاگو!)

مومن پوچھے گا:

''تیرا نام کیا ہے......؟''

''میں منکر ہوں۔''

''پاس کون کھڑا ہے؟''

''یہ میرا سگا بھائی ہے نکیر!''

ایمان سے بتاؤ شیخوپورہ والو...... مومن کو شیخوپورہ میں منکر تو برداشت نہیں کرتے' قبر میں کیسے برداشت کرو گے؟ وہ تو تلاش میں رہتا ہے کہ منکر نظر آئے اور قبر میں اکیلا منکر مل جائے......فرشتوں کے ہم قائل ہیں' نام بدلو......مومن کی قبر میں...... قبلہ مولوی صاحب نے میری مشکل آسان کر دی کہ مومن کی قبر میں منکر نکیر نہیں جائیں گے' مبشر اور بشیر جائیں گے۔ مبشر کہتے ہیں خوشخبری سنانے والے کو...... بشیر کہتے ہیں اپنی راہ میں سیدھا چلنے والے کو! ایک کہے گا:

''السلام علیکم! یا علیؑ مدد!''

مومن کو اٹھائے گا۔ (آہا' آہا' آہا)

مومن کہے گا:

''وعلیکم السلام...... پیر مولا علیؑ مدد!''

وہ دوسرے سے کہے گا:

''اپنا پیر بھائی ہے۔'' (بھائی نہیں سمجھے نہیں سمجھے!)

اپنا پیر بھائی ہے' پہلا کہے گا:

''جنت میں چلنا ہے......''

یہ دیکھے گا' دوسرا ہاتھ ملا کر کہے گا کہ

''ہم بھی مومن ہیں' ابھی جانا ہے یا علیؑ کو آنے دیں۔'' (آہا' آہا' آہا!)

اب نعرہ مجھے سناؤ...... جتنا علیؑ بلند ہو سکتا ہے۔ (نعرۂ حیدری...... نعرۂ حیدری...... نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

سمجھ میں اس کی نہیں آتا علیؑ جو چڑتا ہم سے ہے۔

ابھاریں ڈوبتا سورج' جگائیں مردے ٹھوکر سے
جہاں میں بندگان با ہنر ایسے بھی ہوتے ہیں

کوئی بھولے بھٹکے موسم میں...... جیسے ایسے ہی بے خبری کے عالم میں رات کو سوتے ہوئے' دو چار بوندیں بارش کی برس جاتی ہیں' صبح پتہ چلتا ہے...... میں اسے داد دے رہا ہوں' مجھے چاہئے موسلا دھار بارش......

ابھاریں ڈوبتا سورج' جگائیں مردے ٹھوکر سے
جہاں میں بندگان باہنر ایسے بھی ہوتے ہیں

علیؑ میرا خدا ہرگز نہیں لیکن بتا مجھ کو
خداوندا! خدائی میں بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

نام علیؑ علیؑ ......کام کام علیؑ علیؑ ...... یہ نام علیؑ علیؑ ......کل ایمان...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ !)۔

علیؑ میرا خدا ہرگز نہیں لیکن بتا مجھ کو
خداوندا! خدائی میں بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

بہت بلند ہے علیؑ ...... بہت بلند ہے علیؑ ......علیؑ کا نام بہت بلند ہے' علیؑ عام بلندی کو نہیں کہتے۔ آپ بھی ماشاء اللہ دانشور ہیں' عام بلندی کے لئے عربی زبان میں رفعت کا لفظ ہے' عام بلندی کے لئے کمال کا لفظ ہے' عام بلندی کے لئے عروج کا لفظ ہے' عام بلندی کے لئے معراج کا لفظ ہے' علیؑ عام بلندی کو نہیں کہتے' عربی میں علیؑ اس بلندی کو کہتے ہیں جس کے سامنے کائنات کی ساری بلندیاں حجاب اور سجدہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

ہر بلندی کو علیؑ نہیں کہتے' علیؑ اس بلندی کو کہتے ہیں جس کے سامنے ہر بلندی......علیؑ تیرے میرے خیال کی بلندی کو نہیں کہتے' علیؑ وہ بلندی نہیں جو تیرے میرے خیال کی بلندی ہو' علیؑ اللہ کے آخری ارادے کی آخری منزل کو کہتے ہیں' علیؑ اللہ کے تصور کی تکمیل کو کہتے ہیں' علیؑ وہ بلندی نہیں جو تیری میری سمجھ میں آ جائے۔

(پڑھے لکھے دوست بیٹھے ہیں) علیؑ کہتے ہیں بلندی کی انتہا کو......انتہا کو علیؑ کہتے ہیں' انتہا کی بلندی کو علیؑ کہتے ہیں' بلندی کی انتہا کو یا انتہا کی بلندی کو علیؑ کہتے ہیں'

علیؑ اگر اپنے مقام پر ہو اور محمدؐ ملنے چلا جائے تو اسے مسلمان معراج کہتے ہیں۔(پوری توجہ یار ..... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) علیؑ کا معنی بہت بہت بلند' بہت بلند..... علیؑ کا معنی بہت بلند... (بولو بھئی!) بہت بلند! انتہا کی بلندی..... اس کے بعد بلندی کا تصور دم توڑنے لگتا ہے' علیؑ انتہا کی بلندی' علیؑ کا معنی بہت بلند' (اب آ گیا ذہن میں.....)
علیؑ کا معنی بہت بلند!

میں نے پروفیسر صاحب سے اسٹیج پر تصدیق کرا لی کہ علیؑ کا معنی بہت بلند! ہاں! اگر معنی ذہن میں آ گیا تو سنتے جاؤ! علیؑ کا نام بھی علیؑ' علیؑ کا کام بھی علیؑ' علیؑ کا مقام بھی علیؑ ! بہت بلند..... علیؑ کا نام بھی علیؑ ..... علیؑ کا کام بھی علیؑ ..... علیؑ کا مقام بھی علیؑ ..... علیؑ کا مزاج بھی علیؑ ..... علیؑ کی معراج بھی علیؑ ..... علیؑ کی گفتگو بھی علیؑ ..... علیؑ کی جستجو بھی علیؑ ..... علیؑ کی گفتار بھی علیؑ ..... علیؑ کا معیار بھی علیؑ ..... علیؑ کا کردار بھی علیؑ ..... علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا' وہ گھر بھی علیؑ !(نعرۂ حیدری..... یاعلیؑ)

علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا' وہ گھر بھی علی..... علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا......

(نعرۂ حیدری) علیؑ کا نام بھی علیؑ' بہت بلند..... علیؑ کا کام بھی علیؑ ..... علیؑ کا مزاج بھی علیؑ ..... علیؑ کی معراج بھی علیؑ ..... علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا' وہ گھر بھی علیؑ ..... علیؑ نے جس آغوش میں پرورش پائی' وہ آغوش بھی علیؑ ..... علیؑ کی ماں بھی علیؑ ..... علیؑ کا بابا بھی علیؑ ..... علیؑ کا دادا بھی علیؑ ..... علیؑ کا نانا بھی علیؑ ..... علیؑ کا سجدہ بھی علیؑ ..... علیؑ کا غیوب بھی علیؑ ..... علیؑ کا غیاب بھی علیؑ ..... علیؑ کا شہود بھی علیؑ ..... علیؑ کا غیاب بھی علیؑ ..... علیؑ کا تشہد بھی علیؑ ..... علیؑ کا روزہ بھی علیؑ ..... علیؑ کا حج بھی علیؑ ..... علیؑ کی زکوٰۃ بھی علیؑ ..... علیؑ کا حکم بھی..... علیؑ کا جہاد بھی علیؑ ..... علیؑ کا قبلہ

بھی علیؑ ...... علیؑ کا کعبہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا تصور بھی علیؑ ...... علیؑ کی تصویر بھی علیؑ ...... علیؑ کا خواب بھی علیؑ ...... علیؑ کی تعبیر بھی علیؑ ...... علیؑ کی دعا بھی علیؑ ...... علیؑ کی تاثیر بھی علیؑ ...... علیؑ کا نور بھی علیؑ ...... علیؑ کا قبلہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا کعبہ بھی علیؑ ...... علیؑ کی عبا بھی علیؑ ...... علیؑ کا عمامہ بھی علیؑ ...... علیؑ کی پیشانی بھی علیؑ ...... علیؑ کا ابرو بھی علیؑ ...... علیؑ کی آنکھیں بھی علیؑ ...... علیؑ کا چہرہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا ہاتھ بھی علیؑ ...... علیؑ کی تلوار بھی علیؑ ...... علیؑ کا حرف بھی علیؑ ...... علیؑ کی سطریں بھی علیؑ ...... علیؑ کا ہاتھ بھی علیؑ ...... علیؑ کی تلوار بھی علیؑ ...... علیؑ کا وار بھی علیؑ ...... علیؑ کی تلوار بھی علیؑ ...... علیؑ کا وار بھی علیؑ ...... علیؑ کا کعبہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا قبلہ بھی علیؑ ...... علیؑ کی پیشانی بھی علیؑ ...... علیؑ کا جھکنا بھی علیؑ ...... علیؑ کا رکنا بھی علیؑ ...... علیؑ کا سفر بھی علیؑ ...... علیؑ کا حضر بھی علیؑ ...... علیؑ کی مسند بھی علیؑ ...... علیؑ کا منبر بھی علیؑ ...... علیؑ کا خضر بھی علیؑ ...... علیؑ کا غوث بھی علیؑ ...... علیؑ کا قلندر بھی علیؑ ...... (حد ہو گئی......) علیؑ کا نبیؐ بھی علیؑ ...... علیؑ کا خدا بھی علیؑ ...... (کسی نے نعرہ نہیں لگایا......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

علیؑ کا نبیؐ بھی علیؑ ...... علیؑ کا خدا بھی علیؑ ...... محسن کی تقریر بھی علیؑ ...... مولوی شریف کی تقدیر بھی علیؑ ...... (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) علیؑ بہت بڑا ہے' میں نے کہا......علیؑ کا نبیؐ بھی علیؑ ...... علیؑ کا خدا بھی علیؑ ...... (ذرا توجہ!)

خبردار...... بنی امیہ کے دسترخوان کی نچڑی ہوئی ہڈیاں جھنجھوڑ کر پلنے والا کوئی ادھورا مولوی...... بنی امیہ کے دسترخوان کی نچڑی ہوئی ہڈیاں جھنجوڑ کر...... بنی امیہ کے دسترخوان......کوئی ادھورا مولوی...... (ذرا جاگو!) کوئی فتویٰ دینے کی کوشش نہ کرے کہ علیؑ کو اللہ سے ملا دیا' یاد رکھو علیؑ اللہ نہیں...... علیؑ اللہ نہیں' مجھے اللہ کی قسم...... علیؑ اللہ

نہیں...... مجھے علیؑ کی قسم! علیؑ اللہ نہیں...... مجھے سیدہؑ کی قسم! علیؑ اللہ نہیں...... مجھے محمدؐ کی قسم! علیؑ اللہ نہیں...... مجھے قرآن کی قسم! علیؑ اللہ نہیں...... مجھے حسنینؑ کی قسم! علیؑ اللہ نہیں...... مگر مجھے اللہ کی قسم! اللہ علیؑ ہے۔(جاگو میرے ساتھ جاگو!) اللہ علیؑ ہے قبلہ! نوٹ کرو محسن کہہ رہا ہے' علیؑ اللہ نہیں مگر اللہ علیؑ ہے' اگر اللہ علیؑ نہ ہوتا تو پرائمری سکول کی اسمبلی سے لے کر قومی اسمبلی تک صدر محترم کی تقریب حلف برداری تک...... پرائم منسٹر کی حلف برداری کی تقریر تک جو ہم ریڈیو پر سنتے ہیں...... T.V. پر دیکھتے ہیں' تقریب کے آغاز میں کسی بھی فقہ کا مولوی...... کسی بھی مصلح کا مولوی...... کسی بھی مذہب کا مولوی...... کسی بھی عقیدے کا مولوی' قرآن پاک کی تلاوت کر کے...... اللہ کی آیات کو پڑھ کر فوراً بعد کیوں کہتا ہے:

صدق الله العلی العظیم (نعرۂ حیدری)

مولوی کوئی بھی ہو...... مولوی کوئی بھی ہو...... یہ کیوں کہتا ہے:

صدق الله

اگر قرآن پڑھ کر جھوٹ بولتا ہے' قرآن کی آیات پڑھ کر...... باوضو ہو کے...... سر پر عمامہ رکھ کر...... آنکھوں میں سرمہ لگا کر...... داڑھی میں خوشبو لگا کر...... قرآن پڑھ کر...... آیات پڑھ کر مولوی کہتا ہے' صدق الله العلی العظیم کا مطلب کیا ہے؟ قرآن پڑھنے کے فوراً بعد کہتا ہے' صدق کا مطلب یہ ہے کہ ''سچا'' ہے وہ اللہ جو علیؑ بھی ہے۔(تھک گئے ہو) سچا ہے وہ اللہ جو علیؑ بھی ہے اور عظیم بھی! علیؑ بعد میں ہے پہلے...... (یار جاگو) صدق الله العلی العظیم (نعرۂ حیدری)

ہم تو پہچان لیتے ہیں کہ اگر مولوی صدق الله کے بعد العلی العظیم کہتے

ہیں۔ شاید بھائی کہتے ہیں کہ ڈر گیا' آپ چھوڑ دیں یہ نہیں ڈرنے والی شے...... ہمیشہ نقصان اس نے اٹھایا ہے' اسے پتہ ہی نہیں ہوتا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ اگر یہ پتہ چل جاتا کہ کیا کہہ رہا ہے تو مولوی کیوں ہوتا؟ پتہ ہی نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے:

صدق اللہ العلی العظیم

''سچا ہے وہ اللہ جو علیؑ بھی ہے اور عظیم بھی ہے۔''

آج مجھے القائم کے صدر محترم نے حکم دیا کہ فضائل بھی پڑھو' اس سے بڑا کیا فضائل ہو سکتا ہے؟ اس سے بڑا کوئی فضائل نہیں ہو سکتا' زمین پر بھی علیؑ ...... معراج رسولؐ پر ایک شعر یاد آ گیا۔ (توجہ سے سمجھو' پھر آپس میں سبزی گوشت لینے کے مشورے شروع کر دینا!...... بھائی کریم! میں آپ کے لئے ''شانِ حسینؑ'' میں ہوں!) علیؑ عظیم ہے۔

یہ معراج کی شب کہاں ہاتھ مارا
کہ مجھ سے بھی پہلے کے آئے ہوئے ہیں

(ہائے' ہائے شیخوپورہ والو...... اب تو سمجھو...... سمجھو!)۔

کہا دیکھ کر دستِ حیدرؑ نبیؐ نے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(نعرۂ حیدری)

کہا...... جی......۔

کہا دیکھ کر دستِ حیدرؑ نبیؐ نے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حسن جعفری صاحب کہتے ہیں خیبر سناؤ' القائم فیڈریشن کے صدر ہیں' انہوں نے کہا کہ خیبر میں ۴۰ دن لگتے ہیں۔ اچھی بات کی ہے' فتح کرنے میں ۴۰ دن لگتے ہیں' سنانے میں کوئی وقت نہیں لگتا۔ (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) ہاں جی! خیبر جو ہوا' خیبر کے مسئلے میں شیعوں سے زیادہ حاضر دماغ کون ہو گا؟ خیبر کے بارے میں کوئی سوال کرے' شیعہ کہتا ہے حاضر جواب...... یہ خیبر ہے ہی عجیب جنگ......علیؑ بادشاہ کا سن...... حضور کی ۴۰ سال کی عمر تھی' علیؑ کی خیبر میں ۲۰ سال' بدر میں ۲۱ سال' احد میں ۲۲ سال' خندق...... کیا شباب علیؑ ......۳۰ سال کا کڑیل جوان! خیبر میں پتہ نہیں اس وقت علیؑ کا عالم کیا ہو گا؟ ۳۰ سال کی عمر تھی جب پیغمبرؐ نے بلایا:

''سارے مجاہدوں کو جنگ میں چلنا ہے۔''

کہتے ہیں:

''حضورؐ! ضروری ہے؟''

سرکارؐ کہتے ہیں:

''ضروری ہے۔''

کہتے ہیں:

''جنگ ہے آخر کچھ نہ کچھ ملے گا' اگر جیت گئے تو ملے گا کیا......؟''

سرکارؐ کہتے ہیں:

''ہر مجاہد کو ایک ایک کلو سونا......''

سرکارؐ کہتے ہیں:

''نہیں جائے گا۔''

کہتے ہیں:

''مولاؑ...... وہ سونا (یار کچھ تو جا کو علیؑ کا واسطہ) وہ سونا...... وہ چاندی...... وہ کھجوریں ہم ڈال کر لے آئیں گے۔''

سرکارؑ کہتے ہیں:

''مجاہد نہیں ہو؟''

''اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں...... ویسے ضرور چلنا ہے۔''(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

چلے گئے قبلہ! بڑا طویل مضمون ہے یہ خصوصاً! علیؑ نہیں گیا' یہ پہنچ گئے۔ چھ مہینے کا راشن......ٹوٹے ہوئے دل تھے۔ روزانہ دیکھیں ادھر سے ہی آتا ہوتا ہے' سرکارؑ نے کہا:

''کون جائے گا اجل میں؟''

کسی نے کہا:

''اسے میں راستے میں دیکھتا آیا ہوں' یہ بہت دلیر ہے۔''

سرکارؑ نے کہا:

''تو جا......''

کہتا ہے:

''میں نے تو مشورہ دیا تھا مرضی ہے آپؑ کی' (کہا) کل نہ چلا جاؤں' آج ذرا دیکھ لیتے ہیں میدان کو' تھوڑی تھکن ہی اتار لیتے

ہیں۔“

سرکارؐ کہتے ہیں:

”جاؤ!“

آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ رسولؐ کہتے ہیں:

”جاؤ۔“

سوچتے ہیں...... سلمانؓ نے ایک ایک دوست سے کہا:

”رسولؐ فرما رہے ہیں جاؤ' اب مزید سوچا تو کافر ہو جاؤ گے۔“

۳۹ دنوں کا تاریخ میں تصویری خیبر نامہ موجود ہے۔ ۳۹ دن کے تھکے ہوئے شرمسار...... رسول مقدسؐ کے آخری خود ساختہ مجاہد نے یا باساختہ' میدان سے واپس آتے دیکھ کر شک کے دریا میں غوطہ لگایا۔ خیبر میں شام ہو گئی' منکر اسلام کے دشمنوں نے حکم دیا کہ فاحشہ عورتوں کو چوٹی پر بٹھا کر رسالتؐ کی توہین کرو' گیت گنواؤ...... عورتوں نے پہلا گیت گایا' جس سے رسالتؐ کی توہین ہوتی تھی' کبھی پریشان نہ ہونے والا رسولؐ پریشان ہوا:

”سلمانؓ!“

”جی! حاکم ایمان......!“

”ہمارے لئے مصلیٰ عبادت بچھاؤ۔“

جعفری صاحب! آج میں نے خیبر کا آغاز کر دیا ہے' اگر یہ سنتے ہیں تو جاگتے ہیں' تو پھر لطف آئے گا۔ ہاں قبلہ! سلمانؓ نے مصلیٰ بچھایا' اللہ کے رسولؐ نے دو رکعت نماز پڑھی' اس کے بعد دونوں ہاتھ بلند کئے' ابوطالبؑ کے بستر پر تربیت پانے

والا رسولؐ زندگی میں پہلی بار جلال میں ہے' کہا:

''بار الٰہی...... بار الٰہی...... بار الٰہی...... میں نہ کہتا تھا اسے ساتھ لے جاؤں' تو نے کہا تھا مدینے میں رہنے دے۔ (نعرۂ حیدری' یا علیؑ ......نعرۂ حیدری' یا علیؑ) میں نہ کہتا تھا اسے ساتھ لے جاؤں' تو نے کہا تھا مدینے میں رہنے دے' اسے چھوڑ آیا ہوں۔''

عرض کی:

''گیت تو سن رہا ہے؟''

کہا:

''میں ایسے گیت سننے کا عادی نہیں۔''

کہا:

''یاد رکھ! اگر آج کی رات تو نے میرا ناصر نہ بھیجا' تو کل...... کل میں محمدؐ خود تلوار لے کر میدان میں اتر جاؤں گا' یہ بھی یاد رکھ! جتنے زخم مجھے آئیں گے...... یہ مجھے نہیں آئیں گے...... تجھے آئیں گے۔''

یہ کہتا تھا کہ سلمانؓ کہتا ہے...... میں نے دیکھا'

''نادعلیؑ جنگ مظہر باعلیؑ ...... ظمتک یا اللہ......

بعظمتک یا اللہ...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... انا من شر اعدائک...... یا غیاث اغثنی...... یا والی الولی...... یا مظهر العجائب یا علیؑ...... یا مرتضی علیؑ...... بالقهر

من......(کچھ نہیں سمجھے...... میں بدل دیتا ہوں!)

میرا دل، میرا من...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ ......نہیں، نہیں اس

طرح نعرے پر نہ علیؑ آتا ہے نہ مجھے لطف آتا ہے...... نعرۂ

حیدری، یاعلیؑ !)

میرا دل، میرا من......(آہا، آہا، آہا)

میرا دل، میرا من، میرے دل کا چمن

میرے شعلہ بدن ذرا سامنے آ......(سارے مل کر نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

میرا دل، میرا من، میرے روپ کا جل

میرے حسن کا گگن......

(گگن کہتے ہیں آسمان کو!...... نیند کرنا ہے تو ڈرائیونگ سیٹ پر

مت بیٹھا کرو، علیؑ خیبر میں آ رہا ہے اور تو سو رہا ہے...... نعرۂ

حیدری...... بیٹے تجھے ایک کلو سونا نہیں ملے گا!)

میرا دل، میرا من...... میرے دل کا چمن

میرے شعلہ بدن...... ذرا سامنے آ

میرا روپ گگن...... میرا ڈھول بجن

میری جان ذرا سامنے آ...... (آہا، آہا، آہا...... نعرۂ حیدری،

یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری، یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری، یاعلیؑ)

ذرا سامنے آ...... ذرا روپ دکھا۔"

سلمانؓ:

والا رسولؐ زندگی میں پہلی بار جلال میں ہے کہا:

''بار الٰہی...... بار الٰہی...... بار الٰہی...... میں نہ کہتا تھا اسے ساتھ لے جاؤں' تو نے کہا تھا مدینے میں رہنے دے۔(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) میں نہ کہتا تھا اسے ساتھ لے جاؤں' تو نے کہا تھا مدینے میں رہنے دے' اسے چھوڑ آیا ہوں۔''

عرض کی:

''گیت تو سن رہا ہے؟''

کہا:

''میں ایسے گیت سننے کا عادی نہیں۔''

کہا:

''یاد رکھ! اگر آج کی رات تو نے میرا ناصر نہ بھیجا' تو کل...... کل میں محمدؐ خود تلوار لے کر میدان میں اتر جاؤں گا' یہ بھی یاد رکھ! جتنے زخم مجھے آئیں گے...... یہ مجھے نہیں آئیں گے...... تجھے آئیں گے۔''

یہ کہتا تھا کہ سلمانؓ کہتا ہے...... میں نے دیکھا'

''نادعلیؑ جنگ مظہر یاعلیؑ ...... ظمتک یا الله...... بعظمتک یا الله...... الله اکبر...... الله اکبر...... انا من شر اعدائک...... یا غیاث اغثنی...... یا والی الولی...... یا مظهر العجائب یاعلیؑ...... یا مرتضیٰ علیؑ...... بالقهر

والقهر فی قهر...... انت الحبیب انت الحبیب...... یاالله انت الخیر وارثنین ...... اغثنی بحق اغثنی بحق اغثنی...... بحق علی بحق واحده لاشریک!"

علیؑ میری مدد کر...... (تجھے علیؑ کا واسطہ......نعرۂ حیدری یاعلیؑ)

ب جب کھڑے ہو گئے' کہا:

"سلمانؓ! علیؑ سے میرے کچھ رشتے ہیں' آج سارے رشتے استعمال کر کے علیؑ کو بلاتا ہوں۔ (ہاں! قبلہ...... ۶ محرم ہے' ۷ مجالس پڑھ چکا ہوں' مہربانی ہے آپ کی میں اس طرح سے جو بول رہا ہوں' یہ احسان ہے آلِ محمدؐ کا! تم بولتے آؤ...... میں مرنے کے بعد بھی بولتا رہوں گا' لیکن میرے ساتھ ساتھ بولتے آؤ......علیؑ کا واسطہ...... بولتے آؤ!) میں نبیؐ ہوں' علیؑ امام ہے' آج نبیؐ بن کے حکم دوں گا' یاعلیؑ ...... آ...... میں رسولؐ ہوں' علیؑ وصی ہے...... رسولؐ بن کر کہوں گا یاعلیؑ ...... آ...... میں محبّ ہوں' علیؑ محبوب ہے' محبّ بن کے کہوں گا یاعلیؑ ......آ......محبّ بن کے تکلیف کروں گا' یاعلیؑ ...... زحمت فرما...... میں مشکل میں ہوں' علیؑ مشکل کشا ہے۔" (تھک گئے ہو' میرا خیال ہے خیبر کل سناؤں گا!)

سرکارؐ نے پہلا استغاثہ بلند کیا' کہا:

"سلمانؓ! میری تائید کرتے آنا۔" (اب اگر پہلے لفظ میں علیؑ کو

دیکھنا چاہتے ہو...... اپنے قلب میں اترتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہو...... علیؑ کا واسطہ...... توجہ میری جانب...... سماعتیں میری جانب......نعرے لگاتے آؤ اور دیکھتے آؤ......علیؑ کب آتا ہے!)

سرکارؒ نے دونوں ہاتھ بلند کیے......حضورؒ کہتے ہیں:

''سلطان عرب...... (شاباش' شاباش......جیو' جیو' جیو!)

سلطان عرب' معراج میں تب' اے ناصر ارض وسماں مدد دے!

اے مرکز عالم' علم و یقین' اے محور خبر ادا مدد دے!

اے رہبر کامل' منزل حق اے' پیکر سبط و صبا مدد دے!

اے علم کا گھر' اے علم کا در' حیدر کا دیا مدد دے!

تو سنے تو علیؑ جو جلی کا ولی تو علیؑ شیر خدا مدد دے!''

(اب نعرہ سناؤ بلند......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

آ گیا سمجھ میں کہ نہیں آیا! علیؑ مدد دے' یہ خیبر میں رسولؐ کہہ رہا ہے کہ علیؑ مدد کر! فرمایا:

''علیؑ آئے کے نہیں آئے......؟''

عرض کی:

''مولاؒ ! ابھی نہیں آئے۔''

سرکارؒ نے پوچھا' پھر دلاسہ دیا۔ سرکارؒ کہتے ہیں:

''میرا دل' میرا من...... (خدا کے لئے جاگو!)

میرا دل' میرا من...... میرا دل' میرا من...... میرا دل' میرا

من......(کچھ نہیں سمجھے...... میں بدل دیتا ہوں!)

میرا دل' میرا من...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ ......نہیں' نہیں اس طرح نعرے پر نہ علیؑ آتا ہے نہ مجھے لطف آتا ہے...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ!)

میرا دل' میرا من......(آہا' آہا' آہا)

میرا دل' میرا من' میرے دل کا چمن

میرے شعلہ بدن ذرا سامنے آ......(سارے مل کر نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

میرا دل' میرا من' میرے روپ کا جلن

میرے حسن کا گگن......

(گگن کہتے ہیں آسمان کو!...... نیند کرنا ہے تو ڈرائیونگ سیٹ پر مت بیٹھا کرو' علیؑ خیبر میں آ رہا ہے اور تو سو رہا ہے...... نعرۂ حیدری...... بیٹے تجھے ایک کلو سونا نہیں ملے گا!)

میرا دل' میرا من...... میرے دل کا چمن

میرے شعلہ بدن...... ذرا سامنے آ

میرا روپ گگن...... میرا ڈھول بجن

میری جان ذرا سامنے آ...... (آہا' آہا' آہا...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

ذرا سامنے آ...... ذرا روپ دکھا"

سلمانؓ:

''علیؑ آئے......''

فرمایا:

''نہیں......ابھی نہیں آئے......''

سرکارؐ نے پھر بلایا۔ (تین تین حدیثیں ایک ایک رات میں......علیؑ کا واسطہ مانناوہ کبھی نہیں ٹھکرائے گا' میں جان بوجھ کر علیؑ کا واسطہ دے کر کہہ رہا ہوں' جاگ کر میرے ساتھ بولتے آؤ!)

سرکارؐ کہتے ہیں:

''میرے نور نظر' میرے لخت جگر

میرے رخت سفر اب دیر نہ کر!''

کیوں کس لئے......

''میں شجر تو ثمر' میں دعا تو اثر

میں قدم تو ہے سر!'' (نعرۂ حیدری......یا علیؑ)

فرمایا:

''علیؑ آیا کہ نہیں......''

کہا:

''ابھی نہیں آیا۔''

''سلمانؓ! ہیں ہم بتاتے ہیں کہ علیؑ کیسے آئے...... اتنا فاصلہ بھی دیکھیں' مدینے سے خیبر کا فاصلہ بھی دیکھیں۔ سلمانؓ! ہم بتاتے ہیں علیؑ کیسے آئے...... (تمہیں علیؑ کا واسطہ جاگنا!) ہم بتاتے

ہیں..... کیسے آئے۔"

سرکارؐ کہتے ہیں۔

یاعلیؑ ! پھر کھینچ طنابیں دھرتی کی' پھر آج میرے انداز سے آ
کونین کی نظریں تھم جائیں' اس طور سے آ اس نام سے آ
خیبر سے مدینہ دور سہی' طاقت سے نہیں اعجاز سے آ

(نعرۂ حیدری..... یاعلیؑ)

"آیا کے نہیں آیا....."
"مولاؐ! ابھی نہیں۔"

فرمایا:

"آخری استغاثہ کر رہا ہوں۔"

آسمان کی طرف دیکھ کر رسولؐ کہتے ہیں:

"مجھے عرش پر جب..... مجھے عرش پہ جب کیا رب نے طلب
معراج کی شب ذرا یاد تو کر....."

(لطف آ رہا ہے کہ نہیں آ رہا ہے؟.....نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ..... جب علیؑ کا نعرہ لگاتا ہے تو دروازۂ رسولؐ سے کچھ لے کر آتا ہے!)

سلمانؓ کہتا ہے کہ جب میں نے دیکھا خیبر میں عشاء کے بعد تاریکی مسلط تھی' میں نے کہا:

"یارسول اللہؐ! دیکھیں وہ کیا ہے!"

رسول اللہؐ نے دیکھا' مسکرائے' سلمانؓ کو اشارہ کیا اور رسولؐ کہتے ہیں۔

تک سوئے فلک...... میرے عرش تلک ہے یہ جس کی جھلک وہ علیؑ تو نہیں

(نعرۂ حیدری)

مجھے عرش پہ جب کیا رب نے طلب' معراج کی شب ذرا یاد تو کر

تک سوئے فلک میرے عرش تلک ہے یہ جس کی جھلک وہ علیؑ تو نہیں

نگراں ہے فلک نہ جھپک تو پلک ہے یہ جس کی جھلک وہ علیؑ تو نہیں

سلمانؓ کہتا ہے' مولاؑ

ہوئی ایسی جھلک میرے دل کی دھڑک' مجھے پڑتا ہے شک وہ علیؑ تو نہیں

(نعرۂ حیدری)

حضورؐ کہتے ہیں:

''میں محمدؐ ہوں' میرے سامنے کوئی شک کرے' مجھے قبول نہیں' شک نہ کرو۔ پڑھو صلی اللہ وہ علیؑ آ گیا۔''

کہو قبلہ...... کعبہ ہے نام علیؑ ' اتنا بڑا علیؑ !...... آج چھٹا دن ہے' اس کی اولاد مہمان ہے امت کی! (شاباش' شاباش! باقی کل سناؤں گا اس لئے کہ اگر کوئی مومن اٹھنا شروع کر دے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ٹائم ختم ہو گیا...... خیبر پڑھتے ہوئے سوا گھنٹہ ہو گیا!) علیؑ کی اولاد کربلا میں ہے' چھ دن ہو گئے ہیں پڑھتے ہوئے' چار دن کا مہمان ہے حسینؑ ...... (جسے رونا نہ آئے اجازت ہے چلا جائے' نہ لڑتے ہیں' نہ ناراض ہوتے ہیں' یہ تو غم ہے اس میں جبر کیا! جس کا جی چاہے آئے ہمارے ساتھ رو سکے!) کربلا میں حسینؑ ...... جنگجو تو بہت تھے' لیکن کربلا کی مائیں بھی عجیب تھیں' ایسی مائیں بھی کبھی نہیں آئیں گی۔ قبلہ! یہ کربلا میں پہلی اور آخری دفعہ ہوا کہ ماں اپنے بیٹے سے

کہہ رہی ہے' پہلے تیری لاش آئے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا' اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ابراہیمؑ جب اسماعیلؑ کو لے کر جب جا رہا تو کئی دفعہ ہاجرہؑ نے بلا بلا کر خواب سنا' پھر مجبور ہوتی...... لیکن کربلا عظیم ہے' کربلا کی مائیں عظیم ہیں' کربلا کے معصومؑ عظیم ہیں' سب ایک دوسرے سے بڑھ کر عظیم ہیں' میدان میں بھیجنے والیاں...... اور میں جانے والے...... سر کٹانے والے...... بازو برید ا کرانے والے...... پیاسے تیر کھانے والے...... کربلا عظیم ہے' کربلا عظیم ہے......

اللھم صلی علیٰ محمد و آلِ محمدؑ

والی اسے کہتے ہیں ولی کہتے ہیں
مجموعہ اوصاف جلی کہتے ہیں
کہتے نہیں ہم مولا علی کو اللہ
اللہ کو البتہ علی کہتے ہیں

(افسر عباس)

مجلس ششم

"ہم اُسے نطقِ امامت میں حسنؑ کہتے ہیں"

صلواۃ!......

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......

مزاج عالی پر ناگوار نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے......! جس...... جس کے لاشعور احسانات آلِ محمدؐ کے کوئی گنجائش نہ ہو تو شکریہ ادا کرنے کے لئے صلواۃ بلند آواز میں پڑھیں...... بڑی مہربانی...... بہت نوازش!

تاحد نگاہ آلِ محمدؐ کے دیوانوں کا ہجوم ہے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کا تنہا فاتح حسینؑ ہے۔ یہ ہجوم اس بات کا ثبوت ہے کہ لشکروں کے مقابلے میں ایک انسان کا ڈٹ جانا اور ظلم کی بلندی کے مقابلے میں...... اپنے صبر سے عرش تک ہلا دینا یہی فلسفہ ہے حسینؑ کا! اور کوئی بات نہیں۔

حسینؑ کے لئے یہ نہیں کہ نماز کے لئے حسینؑ شہید ہوا' اصول ہے۔ حسینؑ نے نماز پڑھی۔ (حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد......نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)۔

محشر میں بھی انمول عقیدے کے عوض

ہم نہ سہی القائم کے نوجوان کہیں گے آج زور نہیں لگایا محسن صاحب نے...... آج آپ نے اونچی آواز میں رباعی نہیں پڑھی...... (نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) میں تو وفاداری کا حلف دے رہا ہوں' حسینؑ سے زندگی میں نہیں محشر کی بات کر رہا ہوں۔ جس کے دل کی آواز ہوگی بولے گا' جو نہیں بولے گا سمجھوں گا اس کے دل کی آواز نہیں ہے!۔

محشر میں بھی انمول عقیدے کے بھی عوض

ہم سمجھ گئے! اگر دل کی آواز ہے تو بولو' جو نہیں بولے جبر کوئی نہیں!۔

محشر میں بھی انمول عقیدے کے بھی عوض
محشر میں بھی انمول عقیدے کے بھی عوض ہم
بخشش نہ خریدیں تو گنہگار نہ کہنا

اور......

جنت میں بھی شبیرؑ تیرے غم کی قسم ہے
ماتم نہ کریں ہم تو عزادار نہ کہنا

شاباش' شاباش...... بڑی مہربانی سارے بول پڑے ہو! اب دیکھتا ہوں کون بولتا ہے' میں سبق دے رہا ہوں دنیا کو!...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

محشر میں بھی انمول عقیدے لے کے عوض ہم
بخشش نہ خریدیں تو گنہگار نہ کہنا
جنت میں بھی شبیرؑ تیرے غم کی قسم ہے

ماتم نہ کریں ہم تو عزادار نہ کہنا

(نعرۂ حیدری..... یاعلیؑ)

منافقت سے بھرے جہاں میں حسینؑ لکھو حسینؑ بولو

ہر اک زبان میں حسینؑ لکھو حسینؑ بولو

اب مجھے سکینہؑ کی قسم ہے!۔

ہر امتحان فتح قرآن کی نوید ثابت نہ ہو تو کہنا

پر شرط ہے اپنے امتحاں میں، حسینؑ لکھو حسینؑ بولو

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

شاباش......اور چیلنج کرتا ہوں آپ کی طرف سے حسینؑ لکھو......

(ہائے' ہائے' ہائے)

ڈاکٹر صاحب! کیسا مصرعہ ہے......آواز کا شوق ہے تو پہلے......

حسینؑ سیکھو حسینؑ سوچو..................

قبولیت کیلئے اذاں میں حسینؑ بولو...... حسینؑ بولو!

(نعرۂ حیدری)

آج بڑا خوبصورت نعرہ لگا رہا ہے میرا بھائی! اتنا خوبصورت نعرہ اگر ہو تو لطف آتا ہے' پھر اور ایسے نعرے مجھے بھی لطف دیتے ہیں' آپ کو بھی!۔

روح اذاں ہے باپ تو بیٹا نماز دیں

بہت گرمی ہے...... بہت گرمی ہے......قبلہ! آج بہت گرمی ہے۔ اس لئے آپ کی داد میں بہت نرمی ہے...... بہت نرمی ہے...... بہت نرمی ہے۔

روح اذاں ہے باپ تو بیٹا نماز دیں

بڑا خوش نصیب ہوتا ہے وہ شخص کہ جو زمین میں بیج بوئے اور اس کا پودا نکلے اور اس کی چھاؤں میں بیٹھا رہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ "شانِ حسینؑ" کا خواب دیکھا اور اس کی چھاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حسینؑ ہے ہی عظیم ہے......

روح اذاں ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ حسینؑ کا

(سلامت رہو!)

اللہ کرے میں سمجھا سکوں...... مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ...... مصلیٰ...... مصلیٰ حسینؑ کا!

جاگیر کبریا ہوئی تقسیم اس طرح
کعبہ علیؑ کا عرش معلیٰ حسینؑ کا

پھر ایک مشکل ترین رباعی پڑھ رہا ہوں...... مشکل ترین رباعی! دیکھو کون سمجھتا ہے۔

دھوپ کی موج میں سورج کا بھی خوں ملتا ہے
......دھوپ کی موج میں سورج کا بھی خوں ملتا ہے
سوگ میں پرچم بھی سرنگوں ملتا ہے
......سوگ میں پرچم بھی سرنگوں ملتا ہے
دھوپ کی موج میں سورج کا بھی خوں ملتا ہے
سوگ میں پرچم بھی سرنگوں ملتا ہے

ہاں مگر ابن علیؑ ایک شجر ہے ایسا
جس کے سائے میں شریعت کو سکوں ملتا ہے

(آہا' آہا' آہا......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

ہاں مگر ابن علیؑ ایک شجر ہے ایسا
جس کے سائے میں شریعت کو سکون ملتا ہے

بڑا ناز ہے مولوی کو' کہتا ہے حسینؑ نے بڑا جہاد کیا۔ میں آج ہی پڑھ رہا تھا ایک قومی اخبار میں...... میں پڑھ رہا تھا کہ حسینؑ نے جتنا بڑا جہاد کیا' اللہ کہتا ہے قرض دے کر مجھ پر احسان کرو۔ حسینؑ نے بھی بہت بڑا قرض دیا' اس کے بدلے میں اللہ جنت دے گا۔ کیا ہے تیری جنت حسینؑ کے قرض کے بدلے میں! جس کے بدلے میں جنت دے گا اللہ! ہمارا اور عقیدہ ہے۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی
جس کی رگوں میں حسینیت ہے وہ چپ نہ رہے۔
مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

حسینؑ کا واسطہ دے کر کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کا عقیدہ ہے تو بولنا ضرور ہے۔

مشکل ہے قرض کی ادائیگی
قدرت کو ادھار نہ لینا پڑے کہیں

(آہا' آہا' آہا)

میں حسینؑ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں...... بولو میرے ساتھ!۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

قدرت کو ادھار نہ.......................

قدرت کو ادھار...... ادھار...... ادھار نہ لینا پڑے کہیں......

کہتا ہے جنت ملے گی' میں کہتا ہوں قدرت کو ادھار نہ لینا پڑے کہیں!؎

جنت تو کچھ نہیں' مجھے ڈر ہے کہ حشر میں

اللہ کو اپنا عرش نہ دینا پڑے کہیں

یار اب تو بولو...... میرے ساتھ...... اب تو بولو...... سارے نعرۂ حیدری......

حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... سارے بھائی ایک دفعہ ہاتھ کھڑے کر کے نعرہ لگائیں...... حسینیت' زندہ بادؔ ...... یزیدیت' مردہ باد...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... حسینیت' زندہ باد...... سارے سارے...... سارے...... یزیدیت' مردہ باد...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ !

تم تو کہو گے ہم تو گھر سے اٹھ کر یہاں آ گئے ایسے...... وہ کہیں' بھئی پانچ سو...... آپ کہیں گے' بھئی اتنے کا نہیں۔ وہ جنت دینے پر تلا ہوا ہے اور کہے کہ جتنے میری جیب میں ہیں۔اے بھائی...... وہ جنت دینے پر تلا ہوا ہے......؎

کنکر نہیں ستارو، ڈر بن کہ بات کر

کیا دیکھتا ہے دولت اعمال جیب میں

جنت خریدنا ہے تو حُر بن کے بات کر

خریدنا ہے جنت تمہیں بھائی...... بولو بھائی...... ہاں! اچھا جی...... یہ جو نیا صدر ہے نا...... حسن رضا جعفری! یہ آپ کا بھی بھیدی ہے...... میرا بھی بھیدی ہے۔

دوست ہے میرا' بھائی ہے چھوٹا...... بھائی ہے۔ طریقے اسے بڑے آتے ہیں' کہتا ہے جی! وہاں جنت کی خریداری ہو رہی ہے تو یہاں کیوں نہ ہو...... سارے اگر خریدنا چاہتے ہو تو ہاتھ بلند کر کے (نعرۂ حیدریؑ ...... یاعلیؑ) سارے...... سارے! لو بھئی! اگر سارے خریدار ہوں تو پھر گھر بھی اتنے ہوں گے۔ آج کل تو نہ لاہور والے سنتے ہیں' نہ کوئی اور...... جتنا کسی کے پاس ہے' آٹھ آنے سے لے کر...... چاچا تیرے پاس تو ہو گا نا...... کتنا ہے...... دیکھنا ذرا...... واہ چاچا کے پاس پانچ روپے نکل آئے' اس کے پانچ گھر ہیں جنت کے...... مجھے دے ''کہندے نے پنجتن پاک دے ناں تے'' جتنے القائم کے نوجوان ہیں کھڑے ہو جاؤ اور جو جو کوئی دیتا جائے...... جنت کی خریداری کے لئے وہ لیتے جاؤ' ضد نہیں کرنی...... اور جلدی کرنا ہے...... جلدی کرنا ہے۔ حسینؑ کا واسطہ ہے۔

انوکھا غریب ہے حسنؑ ! قائم الیل' صائم النہار! سارا دن روزہ رکھتا ہے' ساری رات عبادت کرتا ہے' کسی کو کچھ نہ کہنے والا حسنؑ ...... کائنات کا شریف ترین امام حسنؑ ! جس نے کہا مجھے آرام سے رہنے دو' حکومت لے جاؤ۔ (شاباش' شاباش!) مجھے سکون سے رہنے دو' اللہ کی عبادت کرنے دو' تمہیں حکومت چاہئے لے جاؤ۔ پھر بھی سکون سے نہیں رہنے دیا' پتہ نہیں کیسی قسمت ہے بتولؑ کے بیٹوں کی! بڑا عجیب فرق ہے قبلہ! دونوں میں...... حسنؑ اور حسینؑ میں! (چونکہ رو پڑے ہو مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی!) بھائی عباسی ایک لفظ کہتا ہوں حسنؑ کو زہر ملا' حسینؑ کو تلواریں لگیں۔ وہ تلوار سے خنجر سے شہید ہوا' جس کو زہر ملا...... کیا قسمت ہے...... کیا کہے گی میدان محشر میں' و میرے بیٹے تھے' دو میری بیٹیاں تھیں۔ بابا! یہ تیری امت ہے' بیٹیاں زندان چلی

گئیں...... زہراؑ کی بیٹیاں ۳۶...... ۳۶ شہروں میں' ۲۷......۲۷ بازاروں میں......
ایک سو پچاس...... ایک سو پچاس گلیوں میں' تین سو...... تین سو موڑوں پر' ڈھائی لاکھ
کے ہجوم میں...... وہ زہراؑ کی بیٹیاں......

''اے لوگو! چادر دے دو...... میں یہ موڑ عبور کر لوں' واپس دے دوں گی۔ (شرم کر کے کوئی نہ روئے' میں ختم کر رہا ہوں!) چادر دے دو! اگلے موڑ پر لوگوں نے شراب پی رکھی ہے۔ لوگ نہیں جانتے ہیں زہراؑ کی بیٹی ہوں' مجھے چادر دے دو' میں علیؑ کی بیٹی ہوں' موڑ عبور کر لوں...... چادر واپس کر دوں گی......(ذرا دھیان سے سن میری بات) میں وعدہ کرتی ہوں۔''

دو بچے زہراؑ کے...... حسنؑ اور حسینؑ ......ایک کے جنازے میں تیر لگے......
ایک کا جنازہ تیروں پر...... (ہائے' ہائے) اس سے بڑا مصائب کوئی ہوتا ہے' ایک کے جنازے میں تیر قبلہ! ایک جنازہ تیروں پر...... یہ فرق ہے حسنؑ اور حسینؑ میں! میرا جی چاہتا ہے میں تجھے اور لفظ سناؤں۔ کائنات کے اس روزہ دار امامؑ کی شہادت' ۲۸ صفر' ۵۰ ہجری' ہفتے کا دن...... ۲۸ صفر...... ۵۰ ہجری...... ہفتے کا دن...... مدینے کا شہر...... بنی ہاشم کا محلّہ...... زہراؑ کی حویلی...... محمدؐ کا مزار...... اور حویلی کے درمیان کی گلی...... روزہ دار حسینؑ ! جعدہ کا گھر (سارا منظر تیرے سامنے آ گیا!) جعدہ بنت اشعث بن قیس ..... امام حسنؑ کی زوجہ ہے' اشعث بن قیس کی بیٹی ہے۔ اشعث بن قیس وہ ہے جس کے بیٹے اور بیٹیاں آلِ محمدؐ کی دشمنی میں سب سے آگے تھے۔ جعدہ (ج۔ ع۔ د۔ ہ) جعدہ بن اشعث بن قیس!

شاہ صاحب! اس نے حسنؑ کو زہر دیا' اس کا بھائی محمد بن اشعث بن قیس جس نے کوفہ میں مسلمؑ بن عقیلؑ کو پہلی بار چہرے پر تلوار ماری اور یہی محمد اشعث بن قیس جعدہ کا بھائی...... اس نے کربلا میں تیز دوڑتے ہوئے گھوڑے سے گرتے ہوئے حسینؑ کو طمانچہ مارا۔ (کوئی شرم کر کے نہ روئے...... حسینؑ کا واسطہ میں زیادہ تکلیف نہیں دے رہا ہوں) جعدہ کی بہن محمد بن اشعث کی...... امام حسنؑ کے گھر...... نو دفعہ پہلے بھی زہر مل چکا تھا حسنؑ بچ گیا' آج تازہ زہر آیا شام سے...... (تو تو مر جاتا...... اس لفظ پر' تیری سمجھ میں نہیں آیا' لفظ ''شام''......) تازہ زہر آیا...... ساتھ ایک خط آیا:

''۷۰ پشتوں تک مچھلیوں پر اثر رہتا ہے اگر اس کا ایک تنکا سمندر میں ڈال دیا جائے' انسان کے لئے اس کا ایک قطرہ کافی ہے۔''

حسنؑ آ کر بیٹھا' افطار کا وقت ہے۔ اس ملعونہ نے دودھ میں زہر ملایا اور لا کر امامؑ کو دیا۔ ملعونہ نے کہا کہ افطار کریں۔ (تیری اولاد قربان ہو جائے!) حسنؑ نے جعدہ کو بھی دیکھا...... دودھ کے جام کو بھی دیکھا۔ (علم گرنے لگا تھا نا...... میں حسنؑ کی شہادت پڑھ رہا ہوں' عباسؑ بڑا غیرت مند ہے' بڑا غیرت مند ہے۔ ''شانِ حسینؑ'' میں پڑھ رہا ہوں' یہ علم عباسؑ کا ہے' کوئی تو نشانی ہونی چاہئے نا...... عباسؑ کو دکھ ہوا حسنؑ کی شہادت کا! آگے بتاؤں گا چل کے......!)

جعدہ کو دیکھا' دودھ کے گلاس کو دیکھا' آسمان کو دیکھا' آسمان کو دیکھا' دودھ کے گلاس کو دیکھا' جعدہ کو دیکھا...... اور کہا:

انا للہ و انا الیہ راجعونO

ایک دودھ کا گھونٹ لیا۔ (قبلہ بخاری صاحب! سید ہوتے ہوئے...... آپ

کو سید سمجھتے ہوئے یہ مصائب سناتے ہوئے' نہ آپ اس اسٹیٹ کے آدمی ہیں' نہ میں اس اسٹیٹ کا آدمی ہوں' مظلوم کا ماتم ہے' عزادار بن کر سنیں......عزادار بن کر پڑھتا ہوں' قبلہ! عزادار بن کر پڑھ رہا ہوں!) ایک گھونٹ پیا امامؑ نے......جگر کو چیرتا ہوا گزرا...... جام واپس کیا۔ جعدہ کہتی ہے:

''مولاؑ! اور پئیں نا......''

میرا امامؑ کہتا ہے:

''تیرا کام اسی سے ہو جائے گا۔'' (کیوں شرم کر کے روتے ہو......کوئی اور رُت تو نہیں آنی ہے مصائب کی!)

تیرا کام اسی سے ہو جائے گا' جعدہ واپس چلی گئی...... آیا تھا اپنی مرضی سے......میرے بزرگو! آیا تھا حسنؑ اپنی مرضی سے' اٹھا سہارا لے کر' گھر کی دہلیز پر آیا' بیٹھ گیا۔ جگر کے ٹکڑے باہر آنا شروع ہوئے' مغربین کے بعد کا وقت ہے' گلی میں اندھیرا ہے' آواز آئی پیغمبرؐ کی:

''حسنؑ بیٹا کس نے زہر دیا؟''

''ناناؐ جعدہ نے......''

رو کر رسولؐ فرماتے ہیں:

''یہاں کیوں آیا......''

آواز آئی:

''ناناؐ غریب بھی ہوں' مظلوم بھی ہوں۔ صرف اس لئے آیا ہوں ناناؐ اگر کل آ جاؤں تو اپنی قبر کے پہلو میں جگہ دے دے گا؟''

رسولؐ کی آواز آئی:

"میں تو نانا ہوں...... اگر امت آنے دے تو مجھے کیا اعتراض؟" (تو اٹھ کر ماتم کرے گا' اگر میں دو لفظ یہ پڑھوں)

حسنؑ اٹھا' پھر گر پڑا۔ رسولؐ کی آواز آئی:

"ماں یاد کر رہی ہے' جلدی جا......"

اب میری مائیں جانتی ہیں' چاہے ماں قبر میں ہو...... بیٹے کو تکلیف ہو...... کفن کے اندر کانپ جاتی ہے۔ حسنؑ کو زہر ملا' جب رسولؐ کی قبر کو حسنؑ نے دونوں ہاتھوں سے سینے سے لگایا' جنت البقیع کانپ اٹھا' دائیں بائیں گرتا پڑتا...... بڑی مشکل سے ماں کی قبر پر آیا:

"اماں میرا اسلام......"

دو ہاتھ قبر سے نکلے...... آواز آئی:

"جلدی آ حسنؑ ...... مجھے چین کوئی نہیں...... کیا ہوا؟"

"اماں! زہر مل گیا۔"

"کس نے دیا......؟"

"جعدہ نے......"

"حسنؑ کہاں چلا گیا تھا......"

"اماں! نانا کے پاس!"

"کیوں گیا تھا......؟"

"اماں! قبر کی جگہ مانگنے......"

اللہ جانے بتولؑ نے کیا کہا! (سنا دیتا ہوں) زہراؑ کہتی ہے:

"نہ خود رو نہ مجھے رلا' وہاں نہ جاتا...... میں ماں جو موجود ہوں'
شروع سے یہیں چلے آتا۔"

حسنؑ کہتا ہے:

"اماں! کیوں......؟"

آواز آئی:

"میں جو بتولؑ ہوں' وہاں نہ جانا...... پتہ نہیں امت کیا حساب
کرے۔"

گھر آیا...... (صرف ڈھائی منٹ میں اپنے آپ کو چیلنج ہے کہ پڑھ لوں...... مگر میں پڑھ نہیں سکوں گا!) ماں کی قبر سے ہو کر واپس آیا اپنے حجرے کی طرف! جنابہ ام فروہؑ کے پاس...... قاسمؑ کی ماں کے پاس! (اب تک جو نہیں رویا' محسن گزارش کر رہا ہے چھوڑ دے خیال ادھر ادھر کا! حسنؑ کا پرسا دینا ہے شاہ جی!) اتنا کمزور ہو گیا تھا حسنؑ! اپنے دروازے پر دستک نہیں دی' زنجیر در پکڑتے پکڑتے بیٹھ گیا۔

آواز آئی:

"قاسمؑ کی ماں! دروازہ کھول مجھ سے اٹھا نہیں جاتا۔"

جنابہ فروہؑ دوڑ کے آئی...... دروازہ کھولا...... اپنے شوہر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔ آواز آئی:

"مولاؑ! کیا ہوا' آپؑ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے؟"

آواز آئی:

''جلدی کر...... میرا بستر بنا...... میرا بستر بنا...... مجھے زہر مل گیا ہے۔''

قاسمؑ کی ماں نے...... ام فروہؓ نے جلدی سے بستر لگایا' امام حسنؑ دراز ہوئے۔ بستر پر جگر کے ٹکڑے باہر آنا شروع ہوئے' بستر پر جگر کے ٹکڑے باہر آنا شروع ہوئے' کچھ ہاتھوں پر لئے...... کچھ طشت میں لئے...... تھوڑی دیر ہوئی' کہا:

''میرا قاسمؑ کہاں ہے؟''

(تین سال کی عمر ہے قاسمؑ کی! کتنے سال کا...... تین سال کا قاسمؑ!)

آواز آئی:

''مولاؑ! بچہ ہے نا...... انتظار کر کے سو گیا۔''

حسنؑ کہتا ہے:

''آج سونے کی رات نہیں' جلدی اٹھا کر لا......''

سوئے ہوئے قاسمؑ کو ماں اٹھا کر لائی...... کانپتے ہاتھوں سے حسنؑ نے عبا کے بٹن کھولے...... آواز آئی:

''میرے سینے پر سُلا قاسمؑ کو!''

قاسمؑ اگرچہ نیند میں تھا' ماں نے تین سال کے بچے کو شوہر کے سینے پر سُلا دیا۔ جب قاسمؑ سویا' اتنا گرم تھا سینہ حسنؑ کا' قاسمؑ جاگ گیا۔ آواز آئی:

''اماں اتنی گرم جگہ......''

حسنؑ کی آواز آئی:

''قاسمؑ! کوئی گرم جگہ نہیں' یہ باباؑ کا سینہ ہے۔'' (آج کی رات

کوئی مصائب سنے نہ سنے میں اس سے آگے نہیں پڑھ سکتا......

آج کی رات!)

قاسمؑ اٹھا......

''بابا! بہت گرم ہے۔''

''قاسمؑ میرے قریب آ!''

قاسمؑ کی پیشانی چومی' قاسمؑ کے رخسار چومے' ہاتھ چومے' بازو چومے' سینہ چوما......

''قاسمؑ جلدی جا...... بی بی زینبؑ کے دروازے پر! اگر دروازہ بند ہو دستک نہ دینا' چپ کر کے بیٹھ جانا۔ تھوڑی دیر بعد تیری پھوپھی عبادت کے لئے اٹھے گی' تیری شکل دیکھے گی' پہچان لے گی۔ بس اتنا کہنا' پھوپھی جلد کر!''

(اب تم سے سوال کرتا ہوں شاہ جی! آپ جعفری صاحب...... آپ سے میری ماؤں بہنو...... آپ سے سوال ہے' تین سال کا بچہ ہو' نیند سے ابھی جاگا ہو' اسے آپ بھیج دیں کہیں......) دروازہ بند بی بی زینبؑ کا! قاسمؑ دروازے کی دہلیز پر دروازے سے ٹیک لگا کر سو گیا۔ ادھر آئی...... تھوڑی دیر کے بعد بی بی زینبؑ وضو کے لئے اٹھیں...... معصوم بچہ تھا' سو گیا لگ کر دروازے کے ساتھ! بی بیؑ نے دروازہ کھولا۔ (اب تم بتاؤ! بچہ دروازے کے ساتھ بیٹھا ہو' اندر سے کوئی دروازہ کھولے...... بچہ نیند میں ہو...... یقیناً...... گرے گا!) دروازہ کھلا...... نیند میں سویا ہوا قاسمؑ گر پڑا' بی بی زینبؑ کے قدموں میں ایک معصوم کا سر آیا۔ بی بیؑ کہتی ہے:

''اماں فضہؓ! چراغ لا......''

چراغ سامنے آیا' دیکھا قاسمؑ کا گریبان چاک ہے' آستین الٹی ہوئی ہیں' بالوں میں ریت ہے۔ آواز آئی:

''اے میری جان! بتا تیرے باباؑ کا کیا حال ہے؟''

قاسمؑ کا سر بی بی زینبؑ کے قدموں میں گرا...... آواز آئی:

''قاسمؑ جاگ......!''

(اس میں بھی کوئی خالق کا راز ہے' بجلی کا چلے جانا! ہوسکتا ہے زہراؑ کو آنا ہو' ہوسکتا ہے بی بی زینبؑ کو آنا ہو' ہوسکتا ہے ام فروہؑ کو آنا ہو! کوئی علامت ہوتی ہے نا...... قبلہ! ان کے آنے کی۔ چلو پرسا دیتے ہیں حسنؑ کو!)

قاسمؑ کو اٹھایا' قاسمؑ کیا ہوا:

''پھوپھیؑ! باباؑ کو زہر مل گیا۔''

''تو کس وقت آیا تھا......؟''

''کافی دیر ہوگئی۔''

''یہ حال کس نے بنایا......''

''باباؑ نے......!''

''کوئی پیغام......؟''

''باباؑ کہتا تھا جلدی آ......''

قاسمؑ کو سینے سے لگایا' سب سے پہلے کلثومؑ کے پاس آئی' کلثومؑ جلدی آ...... میں اجڑ گئی' حسینؑ کے دروازے پر آئی' حسینؑ جلدی آ...... ہم اجڑ گئے'

عباسؑ کے دروازے پر آئی' عباسؑ جلدی آ...... زہراؑ کا گھر اجڑ گیا۔ ایک ایک مستور کو بلا بلا کر شہزادی کونینؑ !(اللہ جانے کس انداز میں آگے میری بہنیں جانتی ہیں کہ بھائی کا آخری وقت ہو' بھائی جوان ہو قبلہ!...... پھر نہیں دیکھتی......کون کھڑا ہے' آس پاس! اسے کوئی ہوش نہیں ہوتا!)

بی بی زینبؑ قریب آئی' اپنی چادر ہٹائی اٹھائی' قبلہ! بال کھولے' حسنؑ کو سینے سے لگایا' پیار کیا:

''حسنؑ کیا ہوا......؟''

حسنؑ کہتا ہے:

''کوئی اتنی دیر بھی لگاتا ہے۔''

آواز آئی:

''تیری غربت کی قسم...... قاسمؑ اب آیا' مجھے پتہ اب چلا ہے' مجھے معلوم اب ہوا ہے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''کس نے زہر دیا......؟''

(اللہ کرے بجلی آ جائے نہیں تو تمہارے لئے مشکل ہو جائے گی' میری تو کوئی بات نہیں تلا ہوا ہوں مرنے کیلئے!)

حسینؑ نے آغوش میں سر لیا' بی بی زینبؑ نے ہاتھوں میں ٹکڑے لئے۔

آواز آئی حسنؑ کی:

''حسینؑ کہاں ہے......؟''

''مولاؑ! میں بیٹھا ہوا ہوں۔''

''محمد حنفیہؓ ہاں ہے......؟''

''سامنے کھڑا ہے۔''

''اکبرؑ کہاں ہے......؟''

''چاچا(تایا) میں حاضر ہوں۔''

''عونؑ و محمدؑ کہاں ہیں......؟''

''موجود ہیں۔''

''رقیہؑ کہاں ہے......؟''(اب تو رو یا نہ رو!)

بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''جب سے آئی ہے تیرے پاؤں کی تلیاں چوم چوم کر رو رہی ہے۔''(ہائے او عباسؑ کی بہن! اگر مصائب سننے کا ارادہ ہے تیرا!)

جب سے آئی ہے تیرے پاؤں کی تلیاں چوم چوم کر رو رہی ہے...... سب کو دیکھ کر حسنؑ کہتا ہے:

''میرا عباسؑ کہاں ہے......؟''

حسینؑ کہتا ہے:

''باہر تک تو میرے ساتھ آیا تھا۔''(جلدی کرو بھائی!)

باہر تک تو میرے ساتھ آیا تھا...... (بھائی نے جس قسم کا حکم دیا ہے اس کی

تعمیل ہو جائے تو حسینؑ کی غربت کا واسطہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی بجائے' آج اتنا ماتم کرو کہ ام فروہؑ خود کہے' قاسمؑ یتیم نہیں تھا۔

(جلدی بابا...... جلدی' جلدی' جلدی!...... بخاری صاحب میرے سامنے آ کر بیٹھ جائیں...... او بھائی اگر پرسا دینا ہے تو مل کر پرسا دیتے ہیں!)

لیلیٰؑ آ گئی' ربابؑ آ گئی...... ہاں سب کو دیکھ کر کہتا ہے:

''میرا عباسؑ کہاں ہے؟ (شرم کر کے نہ رو) عباسؑ کہاں ہے؟
اکبرؑ جلدی جا...... چاچا عباسؑ سے کہہ! حسنؑ کہتا ہے میرے پاس
بہت کم وقت ہے ایک دفعہ میں تیری ریش کو چوم لوں...... پھر
سکون کا وقت ہوگا' چپ کر گیا۔''

(آج تک میں نے ایسے مصائب نہیں پڑھے جیسے میں پڑھ رہا ہوں۔ وعدہ کر رہا ہوں آج تک ایسے مصائب نہیں پڑھنے!) اکبرؑ جب باہر آیا' غازیؑ کبھی اس دیوار سے کبھی اس دیوار سے...... کبھی کہتا ہے:

واغربتاہ

''ہائے میری قسمت! میں بھی زندہ رہا...... زہر بھی مل گیا۔''

اکبرؑ کہتا ہے:

''چاچا' چاچا! حسنؑ بلا رہا ہے۔''

غازیؑ نہیں آیا۔ واپس آیا' اکبرؑ حسینؑ سے کہتا ہے:

''بابا! چاچا نہیں آتا۔''

حسینؑ باہر گیا...... پھر واپس آیا۔ حسنؑ کہتا ہے:

''عباسؑ مجھ سے ناراض ہے؟''

آواز آئی:

''حسنؑ میں ناراض نہیں۔''

''عباسؑ عباسؑ ...... میں نے کہا جلدی آ!''

کہتا ہے:

''آقاؑ! میں کیسے آؤں' اندر تیری بہن زینبؑ اور کلثومؑ کی چادر اتری ہوئی ہے' ان کی چادریں اتری ہوئی ہیں' ان سے کہہ چادریں پہنیں' میں پھر آؤں گا۔ میں عباسؑ ہوں' ان کے سر سے اتری ہوئی چادر نہیں دیکھ سکتا۔'' (سلامت رہو...... سلامت رہو!)

آج پوچھ نہ لوں' عباسؑ اپنے گھر میں زینبؑ اور کلثومؑ کے سر پر چادریں نہ دیکھ کر حسنؑ کے جنازے پر نہیں آ رہا' اللہ جانے اس دن کہاں ہوگا؟ جب ۳۶' ۳۶ شہروں میں زینبؑ کہے گی' چادر دو...... عباسؑ اس دن کہاں ہوگا؟ لوگ پتھر ماریں گے' کہیں گے باغی کی بہن ہے' باغی کی بہن ہے۔ (سلامت رہو...... سلامت رہو بھئی!...... حوصلہ میرے نوجوان! میں تیرے تیور جانتا ہوں...... حوصلے سے سن آج کچھ پتہ نہیں!) عباسؑ آیا قبلہ!...... عباسؑ اندر آیا۔ حسنؑ کہتا ہے:

''حسینؑ میرے قریب آ......''

حسینؑ قریب آیا۔

''زینبؑ اپنا ہاتھ دے' کلثومؑ اپنا ہاتھ دے' رقیہؑ اپنا ہاتھ دے۔

زینبؑ کا ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں رکھا' ان کا خیال کرنا۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''مجھے کس کے سپرد کیا؟''

آواز آئی:

''عباسؑ میرے قریب آ...... عباسؑ میرے قریب آ...... میرے حسینؑ کا خیال رکھنا' میرے حسینؑ کا خیال رکھنا۔''

یہ کہہ کر کہا:

''قاسمؑ میرے قریب آ......''

تین سال کا قاسمؑ آیا...... حسینؑ سے کہتا ہے:

''حسینؑ آج مجھ سے وعدہ کر میرے بعد قاسمؑ کو اکبرؑ سمجھ کر پیار کرے گا۔''

آواز آئی:

''مولاؑ! تیری غربت کی قسم! میں اکبرؑ سے زیادہ پیار کروں گا۔''(اگلا سوال سن!)

حسنؑ کہتا ہے:

''حسینؑ قاسمؑ کی ماں فروہؑ نے ساری زندگی مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا' تجھ سے بھی کوئی سوال نہیں کرے گی۔ اگر کوئی سوال کرے' تیری غربت کا واسطہ اسے ٹھکرانا نہیں...... اسے ٹھکرانا نہیں۔''(روتے آؤ...... ماتم کرتے آؤ!)

یہ کہا' حسنؑ کے ہاتھ ڈھیلے ہوئے' سانسیں رکنے لگیں' زینبؑ اور کلثومؑ نے

اپنے آپ کو بھائی پر گرایا' کوئی کہتی ہے واہ جداہ...... کوئی کہتے ہے ویران مدینہ......
کوئی مستور دیوار سے...... کوئی دروازے سے سر ٹکرا رہی ہے۔

انا للہ و انا لیہ راجعونO

حسنؑ کی زندگی ختم ہوئی' قبلہ! ادھر زندگی ختم ہوئی' حسینؑ نے غسل دیا' عباسؑ نے پانی دیا۔(اب بھی نہیں روئے!) محمد حنفیہؑ نے کفن دیا۔ کتنا خوش نصیب ہے حسنؑ' بھائی غسل دے رہے ہیں' بہنیں ماتم بھی کر رہی ہیں...... رو رہی ہیں۔ ہائے ہائے غربت حسینؑ کی' سگی بہنیں قریب آ کر رو نہیں سکتی تھیں' بغیر کفن کے تین دن حسینؑ کی لاش پڑی رہی...... ہو گیا کفن کا انتظام! (رو میری ماں کوئی روئے نہ روئے تم ضرور رو لو!) جنازہ تیار ہوا' سادات کے گھر میں قیامت ہے......! ایک پایہ حسینؑ نے اٹھایا' ایک عباسؑ نے' ایک محمد حنفیہؑ نے' ایک اکبرؑ نے! جنازہ حسنؑ کے گھر سے نکلا' نانا کی قبر پر آیا' تین سو تلواریں باہر آ ئیں......!

"حسینؑ کیوں آیا ہے؟"

آواز آئی:

"کمال ہے ایک تو میرا بھائی مر گیا اور پوچھتے ہو آیا کیوں......؟ یہ میرے نانا کی قبر ہے' اپنے بھائی کو اس کے پہلو میں دفن کرنا چاہتا ہوں۔"

مسلمان کہتے ہیں:

"یہاں نہیں دفنانا۔"

حسینؑ کہتا ہے:

''کیوں.....؟''

آواز آئی:

''ہماری مرضی!''

جب تلواریں نکلیں، حسینؑ کہتا ہے:

''عباسؑ!''

آواز آئی:

''جی مولاؑ!''

آواز آئی:

''جنازہ واپس لے چل.....'' (ہائے او حسینؑ تیری غربت!)

کہتا ہے:

''کہاں جاؤں؟'' (کوئی ماتم کرے نہ کرے مرضی ہے اس کی!)

آواز آئی:

''واپس لے چل جنازہ!''

''مولاؑ! میں عباسؑ حسنؑ کا جنازہ واپس لے چلوں۔ مولاؑ دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے، قبرستان جا کر..... کوئی جنازہ واپس گھر جائے؟''

آواز آئی:

''میں حسینؑ ہوں، میں جو کہتا ہوں جنازہ لے چلو۔''

قبلہ! جب جنازہ اٹھایا، باب اسلام کے درمیان میں باہر نکلے۔ (اب میں

چھپا نہیں سکتا' مجھے گولی مار دو میں چھپا نہیں سکتا!) جیسے جنازہ نکلا' ایک گھر سے کسی نے رومال کا اشارہ کیا' ۰ے تیر اوپر سے نکلے' کوئی حسنؑ کی پسلی میں' کوئی حسنؑ کے سینے میں' کوئی حسنؑ کے سر میں...... ۰ے تیر جب جنازے میں پیوست ہوئے' عباسؑ نے جنازہ چھوڑا' ننگے پاؤں عباسؑ دوڑا۔ زینبؑ کھڑی تھی دروازے پر! آواز آئی:

''کلثومؑ! خیر کوئی نہیں ہے' عباسؑ ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔''

ادھر سے عباسؑ آیا' آواز آئی:

''زہراؑ کی بیٹی...... میرے راستے سے ہٹ جا! میری تلوار کہاں ہے؟ عباسؑ کی زندگی میں...... عباسؑ کی زندگی میں حسنؑ کے جنازے پر تیر لگ جائیں' میری تلوار کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''حسینؑ' حسینؑ! عباسؑ کو روک!

(ابھی نہیں' ابھی نہیں' بخاری صاحب کہتے ہیں حوصلے سے پڑھ! میں کہاں سے حوصلہ کروں!...... ہاں جی' جی......) حسینؑ دوڑتا ہوا آیا' آواز آئی:

''عباسؑ ...... میری غربت کا واسطہ تلوار نہ اٹھا۔''

عباسؑ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ آواز آئی:

''زینبؑ عباسؑ سے تلوار لے۔''

زینبؑ کہتی ہے:

''عباسؑ تجھے میری عزت کا واسطہ...... تجھے میری چادر کا واسطہ

تلوار رکھ دے۔"

عباسؑ نے تلوار پھینکی...... سامنے کھڑی تھی ام البنینؑ ! ماں...... عباسؑ دوڑ کر پاس گیا:

"اماں تو میری ماں ہے' ذرا چادر دے دے۔"

ماں نے چادر دی' دوڑ کر آیا' حسینؑ اور زینبؑ کے قدموں میں اپنی ماں کی چادر ڈال کر کہتا ہے:

"میری ماں کا واسطہ...... مجھے تلوار دے دو اور کوئی مظلوم نہ بنے'
میری ماں کی چادر کا واسطہ! (میری اولاد قربان ہو جائے!)

آواز آئی:

"چادر دے۔"

ماں نے چادر دی۔

"ماں کی چادر کا واسطہ! مجھے تلوار دے دو' مجھے آج لڑنے دو' نہیں
تو قیامت تک پھر میں لڑ نہ سکوں گا۔"

(بس جی' جی' جی...... کھڑا ہو کر بتا...... کیا کہنا چاہتا ہے؟ بول آگے سننا چاہتا ہے!) تلوار نہیں ملی' (آگے سننا چاہتا ہے) سفید کفن میں حسنؑ کا جنازہ گیا تھا' گلابی کفن میں جب واپس آیا' ساری بہنیں بیٹھ گئیں' کوئی تیر زینبؑ نکالتی ہے' کوئی کلثومؑ نکالتی ہے' کوئی رقیہؑ نکالتی ہے' کوئی فروہؑ نکالتی ہے۔ جہاں جہاں سے تیر نکلتا ہے' خون کا فوارہ چھوٹتا ہے۔ زینبؑ حسنؑ کا خون لے کر اپنے سر پر مل رہی ہے۔ آواز آئی' قیامت کے دن! (سلامت رہو......)

ٹھیک ہے جی...... یہ ۲۸ صفر تھی' ۵۰ ہجری تھی' ۱۰ محرم' ۶۱ ہجری' یہی وقت

اکبرؑ کی لاش آئی' قاسمؑ اپنے خیمے میں گیا۔ آواز آئی:

''اماں ام فروہؑ ......''

کہتی ہے:

''مجھے اماں نہ کہہ...... میں بیوہ ضرور ہوں' تو حسنؑ کا یتیم ہے۔
اکبرؑ کی لاش پہلے آ گئی' جاتا کیوں نہیں؟''

آواز آئی:

''اماں مجھے اجازت نہیں ملتی۔''

ماں لے کر آئی:

''حسینؑ کے خیمے میں...... حسینؑ اجازت دے' حسنؑ لکھ کر دے
گیا تھا۔''

تعویذ پڑھا۔(زیادہ سے زیادہ گھڑی دیکھ لو آدھا منٹ سے زیادہ نہیں پڑھوں گا!) قاسمؑ کو سجایا' حسینؑ نے قاسمؑ کو سجایا...... عباسؑ نے چھوٹے ہونٹوں پر بوسہ دیا' تلوار دی...... قاسمؑ کے لئے سواری لایا۔ حسینؑ نے سوار کرایا' ۸۸ مستورات ہیں' ۱۲۲ بچے ہیں۔ اللہ جانے کس انداز میں قاسمؑ جانے لگا؟ فضہؓ کہتی ہے:

''قاسمؑ رک جا...... قاسمؑ رک جا...... قاسمؑ رک جا۔''

قاسمؑ رکا' جب فضہؓ ایک مستور کو لائی' اللہ جانے کس انداز میں پردہ کیا ہوا ہے؟(آہستہ آہستہ) قاسمؑ کہتا ہے:

''کون ہے؟''

آواز آئی:

''فاطمہ کبریٰؑ ہے۔ پوچھنے آئی ہے' تیرے بعد کہاں جاؤں گی؟''

پوچھنے آئی ہے (شاباش' شاباش' شاباش' سارا دن روتے رہو گے!..... اب دیکھ میری طرف.....) قاسمؑ نے الوداع کہا' ماں نے کہا:

''قاسمؑ! میں سیدزادی نہیں.....''

آواز آئی:

''اماں دیکھتی رہنا.....''

قاسمؑ خیمے سے گیا.....

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

آل نبی و فخر صحابہ آئے

حسنین خوش اطوار کے بابا آئے

اترے جو علی اس میں تو بولا کعبہ

صد شکر میرے قبلہ و کعبہ آئے

(افسر عباس)

مجلس ہفتم

آیا ہے علم اور علمدارؑ نہ آیا......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......

صلواۃ!......

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ...... (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

کائنات کے سب سے بڑے خاندان کو یاد کر کے بلند آواز سے صلواۃ...... (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) جہاں تک میری نظر کام کر رہی ہے اور جہاں تک آپ کی سماعت کے مقفل دروازے پر میری آواز دستک دے رہی ہے' وہاں تک میری گزارش ہے کہ ایک صلواۃ اتنا بلند پڑھیں جتنا ذہنی طور پر بلند ہو سکتا ہے...... بڑی مہربانی...... بہت نوازش!

آج آٹھ محرم ہے' ۱۴۱۶ھ ''شان حسینؑ'' امام بارگاہ شیخوپورہ میں اس عشرہ محرم کی مجالس میں سے یہ ایک آخری مجلس ہے' یہ عشرہ محرم اپنی معراج کو پہنچا ہوا ہے۔

آلِ محمدؐ کے احسانات سے میری دعا ہے کہ آپ سب کو اللہ اس عشرہ کی مجالس میں اپنا گھر بار بند کر کے' کاروبار بند...... صبح کے سکون میں جناب زہراؑ کو پرسا دینے کے لئے آتے ہیں۔ اللہ عادل ہے...... وہ کسی کی محنت و عاجزی کو رائیگاں نہیں کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن جب اعمال نامے دیکھے جائیں گے' ان میں یہ چیز یقیناً درج ہو گی۔ قرآن کہتا ہے کہ

''تمہارا ہر فعل تمہارا عمل...... تمہارے اعمال نامے میں درج ہوتے ہیں۔''

ہمارے اعمال نامے میں یقیناً درج ہو گا کہ یہ حسینؑ کی عزاداری میں مصروف رہتا تھا۔ گھر کا خیال نہ کام کاج کا' صرف حسینؑ کا ہو کر رہا! اور کائنات میں اللہ اور حسینؑ کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا ہے:

فاذکرونی اذکرکم

''تم میرا ذکر کرو' میں (اللہ) وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارا ذکر کروں گا۔''

تو...... اللہ تو زبان بدلتا نہیں اور حسینؑ نے نیزے کی نوک پر بھی اللہ کا ذکر نہیں چھوڑا' تن علیحدہ ہو گیا...... سر علیحدہ ہو گیا...... جو نیزے پر بھی تلاوت کرتا رہا اور حسینؑ پسند تو آیا نا...... اللہ کو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں نے بھی اس طرح میرا ذکر نہیں کیا جس طرح حسینؑ نے کیا۔ اب اللہ پر واجب ہو جاتا ہے......

اللہ کہتا ہے' مجھ پر واجب ہے' عام آدمی پر بھی' جیسے کاظمی صاحب ابھی کہہ رہے تھے کہ واجب نماز ۱۹۳۶ء سے کبھی قضا نہیں کی۔ ایک عام انسان بھی اگر واجب

نماز قضا نہ کرے تو اسے اپنے عمل پر ناز ہوتا ہے' جب اللہ پر واجب ہو جائے کہ حسینؑ کا ذکر کرنا ہے۔ (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) تو اس کی مرضی ہے کہ جیسے جس جس ذریعے سے اس کا ذکر کرائے۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہمیں چن لیا ہے کہ تم حسینؑ کا تذکرہ کر کے میرا وعدہ نبھاؤ۔ ذکر تم کرو گے' حسینؑ سے میں کہوں گا...... میں وعدہ نبھا رہا ہوں۔

القائم کے اسکاؤٹ' مولاؑ ان کی عمر دراز کرے' ان کا مستقبل آلِ محمدؐ ہمیشہ تابناک کرے اور حسینؑ کی ماں یقیناً گواہ رہے گی کہ شیخوپورہ میں ماؤں نے اپنے بیٹوں کو...... ان دنوں میں زہراؑ کے لعل کے عزاداروں کی پاسداری اور نگہبانی کیلئے...... انہیں ان کی خدمت کیلئے...... ان کے خاندان' برادری کیلئے...... ماؤں نے وقف کر دیا تھا' یہ دلیل ہے اس امر کی! بی بیؑ ! جتنی خدمت کے لائق اس روئے زمین پر ہم ہیں' ہمارے بچے حاضر ہیں' اگر کربلا میں ہوتے تو یقیناً یہ مائیں اپنے بچوں کو قربان کر دیتیں نا...... قبلہ! اجر کا اپنا انداز ہے' میں دعاگو بھی ہوں القائم اور آرگنائزیشن کا اور خصوصاً جو نئی تنظیم ہے' اس کے صدر محترم جناب رضا جعفری صاحب اور ان کی مکمل ٹیم...... ان کے دوسرے عہدے دار...... یہ سب ہمہ تن...... شب و روز اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ''شانِ حسینؑ'' کو وہاں تک لے جائیں جہاں تک ان کے خیالوں کی بلندی ہے اور یہ بات آج میں انوکھے انداز میں کرنے لگا ہوں جو شاید کوئی مولوی نہیں کرے گا۔

دنیا میں ماہرین نفسیات نے لکھا ہے کہ سات عجوبے ہیں...... اس وقت دنیا میں سات عجوبے ہیں۔ جو ہیں وہ سات ہیں...... جیسے تاج محل ہو گیا' دیوار چین ہو گئی'

یعنی کہ اب دنیا ایسا نہیں بنا سکتی تو ان کا مطالعہ کرنے کے بعد مورخین اور ماہر نفسیات نے لکھا کہ یہ کیسے ممکن ہوا...... دیوار چین جو ہے' چین میں جو دیوار بنائی گئی...... چاند پر جب انسان پہنچا تو دیکھا کہ زمین پر کوئی چیز نظر آ رہی ہے' اس ساری زمین میں صرف دیوار چین نظر آ رہی ہے' چاند سے...... اور بنائی انسانوں نے! تاج محل ہے آگرہ میں...... یہ عجائبات میں شمار ہوتا ہے' احرام مصر ہے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔ تو تجزیہ کرنے کے بعد انہوں نے لکھا (دیکھو میری طرف!) لکھا ہے کہ جہاں جذبہ اور خیال یکجا ہو جائیں...... ہم وزن ہو جائیں...... وہاں عجائبات تعمیر ہو جاتے ہیں۔ تاج محل کا خیال آیا' جتنا منہ زور خیال تھا' اتنے ہی وزن کے جذبے کے ساتھ اسے بنایا گیا' تو تاج محل بن گیا۔ خیر یہ تو دنیاوی مثالی ہیں کہ عجائبات بن جاتے ہیں' جو خیال تھا نا...... کربلا والوں کا! مثلاً حسینؑ اگر کبھی گزرا ہوگا...... کربلا کے اجاڑ جنگل کو دیکھا ہوگا' جی چاہا ہوگا اس کو بساؤں گا...... آباد کروں گا۔ ایک خیال تھا نا...... آباد کروں گا۔ اس جذبے سے حسینؑ نے آباد کیا' کربلا ''معلیٰ'' بن گیا۔ اسی طرح ''شان حسینؑ'' آج سے دس سال پہلے بھی دیکھا تھا کیسا ہے' تو کل مجھے ملک ریاست صاحب اس کی "History" بتا رہے تھے' یہاں صرف دو جلوس برآمد ہوتے تھے۔ بس کاظمی صاحب نے مہربانی کی' انہوں نے اسے سنوارنے کا عزم کیا' نوجوانوں نے...... نوجوانوں نے کوشش کی' سارے اکٹھے ہو گئے کہ ''شان حسینؑ'' حسینؑ کی شان کے مطابق بننا چاہئے۔ تو قیامت تک ''شان حسینؑ'' جب تک رہے گا...... قیامت تک جب تک رہے گا شان حسینؑ! آپ کے ایک روپے کا ثواب آپ کی نسلوں تک ملتا رہے گا۔ یہ تو حسینؑ سے تجارت ہے' ۷۰ گنا یہاں ملتا ہے اور وہاں کا تو مالک ہی وہ خود ہے۔ اپنے

ایمان سے بتاؤ کہ قیامت کے دن' مولا حسینؑ میں نے ۱۰ روپے "شان حسینؑ کی تعمیر کے لئے دیئے تھے شیخوپورہ میں...... تو مولاؑ ! اب تو دیکھ نا کہ قیامت ہے...... کتنا ہو چکا ہوگا' تو مجھے ایک گھر دے دے نا...... جنت میں! حسینؑ دے دے گا۔ آخر وہاں بھی اس کا سالار غازی عباسؑ ہے' یہاں بھی ہمارا سالار غازی عباسؑ ہے۔ دعا کیا کرو ان نوجوانوں کے حق میں' مولاؑ ان کی زندگی دراز کرے اور القائم آرگنائزیشن کا جذبہ اور ان کا خیال اسی طرح سے برقرار رکھے' محبت آل محمدؐ ان کے سینے میں بڑھتی رہے۔ تم سے ہر انسان جو یہاں بیٹھا ہے...... مومن ہے وہ القائم کا سرپرست ہے اور اسے چاہئے کہ عملی طور پر القائم کی سرپرستی کرے۔ یہ سارے آپ کے سپاہی ہیں' آپ کے خدمت گزار ہیں' انہیں مشورہ دیا کریں کہ یہ کریں...... یہ کریں' یہ آپ کے مشوروں کو سرآنکھوں پر لیتے ہیں۔ (صلواۃ بلند آواز سے پڑھ لیں......!)

یہ میری ساری تقریر کا اثر ہے' اس صلواۃ سے اندازہ کریں کہ اتنا خوبصورت اثر لیا ہے آپ نے! (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) آخری آدمی تک جتنی بلند صلواۃ پڑھ سکتے ہو' پڑھو!

آج شبیہ علم برآمد ہوگی' کردار وفا جناب عباسؑ کے علم کی زیارت! علم غازی عباسؑ کا کتنا خوبصورت لگتا ہے' جس گھر میں علم ہو۔ (اللہ کرے فقرہ میرا سمجھ میں آ جائے!) جس گھر میں علم ہو...... اس گھر میں دنیا کا الم داخل نہیں ہوسکتا...... جس گھر میں غازی کا علم ہو...... دنیا کا الم...... دنیا کا رنج وغم داخل نہیں ہوسکتا۔ اس علم کو اگر گھر پر لہراؤ...... اور کبھی صبح کی نماز کے وقت دیکھو...... جب ہوا چل رہی ہو...... اس وقت ایسا لگتا ہے' عباسؑ کا علم اشارے کر رہا ہے' ہوا کو کہ اس طرف جا...... اس طرف

جا...... یہاں عباسؑ کا ماتنے والا ہے۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) پھر اس کا پنجہ ہے (دست مبارک)! اس علم میں بڑے بڑے خوبصورت علم بناتے ہیں مومن! اس پنجے پہ میں نے پچھلے سال ایک شعر سنایا تھا' وہ شعر...... ورد بن گیا میرا آج تک......

کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دور ہے
کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دور ہے
کوئی تو ہے جو ضبط اناء کا غرور ہے

اس طرح سے سننا ہے نا...... آج پروگرام یہی ہے نا...... بڑا اچھا پروگرام ہے' مجھے کوئی اعتراض نہیں' اسی طرح سے سنتے آؤ

کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دور ہے

پیچھے جو بھائی بیٹھے ہیں ان کے سامنے علم ہے' آپ بھی دیکھ رہے ہیں علم! علم کا پنجہ ہے' اس کو ذہن میں رکھ کر میرا شعر سنو

کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دور ہے
کوئی تو ہے جو ضبط اناء کا غرور ہے
اب تک جو سرنگوں نہ ہوا پرچم حسینؑ

وجہ کیا ہے......؟

اس پر کسی کے ہاتھ کا سایہ ضرور ہے

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

اب تک جو سرنگوں نہ ہوا پرچم حسینؑ
اس پر کسی کے ہاتھ کا سایہ ضرور ہے

☆

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخِ گیتی کی سرِ عرش تلک ہے

یہ آٹھ' دس' بارہ' چودہ مومن جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہو' تھکے ہوئے ہو' بولا کرو...... آپ کی واہ' واہ' صلواۃ' نعرہ ان سب پر بھاری ہے۔ اس لئے نعرہ حیدری...... ورنہ پاس بیٹھنے والوں سے تو رسولؐ بھی ڈرتا گیا ہے' اس لئے جو بولتے نہیں...... کہتے ہیں ہمیں بھول گیا کہ ہمیں رسولؐ نے کس کا ہاتھ پکڑ کر دکھایا تھا۔

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے

لفظ بہت بڑا تھا اس لئے میں بار بار پڑھ رہا ہوں تاکہ سمجھ میں آ جائے' میرے جیسے کم پڑھے لوگ بھی تو بیٹھے ہیں نا...... میرا چھوٹا سا پرائمری سکول آگے کھلا ہوا ہے' ان کے سینے میں...... سمجھا' نا......

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخِ گیتی کی سرِ عرش تلک ہے
یہ کہہ کے گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل
بجلی تیرے عباسؑ کے لہجے کی کڑک ہے

(نعرہ حیدری' یا علیؑ ...... نعرہ حیدری' یا علیؑ)

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخِ گیتی کی سرِ عرش تلک ہے
یہ کہہ کے گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل

بجلی تیرے عباسؑ کے لہجے کی کڑک ہے

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

(چمن چمن' کلی کلی' علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ ......نگر نگر' گلی گلی' علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ !)ے

اللہ رے بچپنے میں یہ عباسؑ کی پھبن

(نعرۂ حیدری)

اللہ رے بچپنے میں یہ عباسؑ کی پھبن
انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانکپن
آنکھیں ہیں شوخ شوخ تو چہرۂ چمن چمن
رخسار پھول پھول تو زلفیں شکن شکن
عباسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا
حیدرؑ کے بعد فلک شجاعت کا نامور
وہ بادشاہ صبر و تحمل کا ہمسفر

(بولو...... بولو......نعرۂ حیدری)

حیدر کے بعد ملک شجاعت کا نامور
وہ بادشاہ صبر و تحمل کا ہمسفر
جس نے کیا امام شریعتؑ کے دل میں گھر
جس کے نقوش پا کی بھکارن بنی سحر

(نعرۂ حیدری......یاعلیؑ)

جس نے کیا امام شریعتؑ کے دل میں گھر
جس کے نقوش پا کی بھکارن بنی سحر
جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آ گیا
عباسؑ فاطمہؑ کی دعا بن کے چھا گیا

(صلواۃ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

کردار کردگار کی شاہی میں لازوال
گفتار بولتے ہوئے قرآن کی مثال
رفتار میں وہ عزم کہ محشر میں پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذوالجلال
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے
عباسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے

اس وقت ایک مصرعہ ہے' جو صرف ابھی کہہ سکتا ہوں۔ یہ مصرعہ اگر تیری سمجھ میں آ گیا تو قیامت تک میرے حق میں دعا......

جس کی جبیں کے تل سے زیادہ نہ تھی فرات

(واہ' واہ' واہ!)

جس کی جبین کے تل سے زیادہ نہ تھی فرات
مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات
قدموں کی ٹھوکروں سے لپٹے تھے معجزات
عباسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا

بوڑھے بہادروں کو علیؑ یاد آ گیا

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

عاشور کا ڈھل جانا صغریٰؑ کا وہ مر جانا
اکبرؑ تیرے سینے میں برچھی کا اتر جانا
سجادؑ یہ کہتے تھے معصوم سکینہؑ سے
عباسؑ کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

سجادؑ یہ کہتے تھے معصوم سکینہؑ سے
عباسؑ کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا

(میں معافی چاہتا ہوں!) پانچ سال کی عمر میں ایک دن عباسؑ دیر سے آئے'

ام البنینؑ کہتی ہیں:

''کہاں گیا تھا......؟''

خوش ہو کر کہتا ہے:

''اماں اپنی بہن زینبؑ کے گھر!''

بہن زینبؑ کا نام آیا' ام البنینؑ نے عباسؑ کے چہرے کو دیکھنا شروع کیا:

''عباسؑ! زینبؑ تیری کیا لگتی ہے؟''

''اماں! میری بہن ہے' کلثومؑ میری بہن ہے' حسینؑ میرا بھائی ہے۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''میرے قریب آ...... میں تیری کیا لگتی ہوں۔''

آواز آئی:

''تو میری اماں ہے۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''اپنے ہاتھ آگے بڑھا' میرے سر پر رکھ!''

پانچ سال کے عباسؑ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے...... کانپتے کانپتے ہاتھ ماں کے سر پر رکھے۔ بی بیؑ کہتی ہے:

''آج سے میری چادر کی قسم کھا کر میرے ساتھ وعدہ کر' پوری زندگی زینبؑ کو بہن نہیں کہے گا' کلثومؑ کو بہن نہیں کہے گا' حسینؑ کو بھائی نہ کہنا۔''

ہاتھ کانپ رہے ہیں' پانچ سال کا عباسؑ کہہ رہا ہے:

'اماں! تیری چادر کی قاسم کھاتا ہوں' اب میں بی بی زینبؑ کو اپنی بہن نہیں کہوں گا' لیکن اماں اگر وہ پوچھ لیں...... میں تیری کیا لگتی ہوں' تو کیا کہوں......؟''

''عباسؑ! تو کہا کر تو بتولؑ کی بیٹی ہے' تو آقازادی ہے' میں کنیز کا بیٹا ہوں میں تیری کنیز کا بیٹا ہوں۔ یاد رکھ عباسؑ! اگر صبح بی بی زینبؑ بلائے اور فضہؓ کے ساتھ جاؤ تو زینبؑ کے مصلٰی سے چودہ قدم دور ہٹ کر...... ہاتھ جوڑ کر رکوع کی حالت میں جا کر...... پیشانی پر دونوں ہاتھ رکھ کر کہنا' آقازادی! غلام کا سلام! اور اب

عباسؑ بی بی زینبؑ کی آغوش میں نہ بیٹھنا......تو کنیز کا بیٹا ہے' وہ
آقازادی ہے' حسینؑ کا تو غلام ہے' ثابت کرنا ہے عباسؑ ......"
ماں ساری رات سمجھاتی رہی' صبح ہوئی...... فضہؒ عباسؑ کو لینے آئی۔(پہلے تو
چل پڑنا تھا' نا......) اب عباسؑ اپنی ماں کے پاس آیا...... پانچ سال کا عباسؑ ماں
کے پاس آیا:

"اماں! اجازت ہے' آقازادی زینبؑ نے بلایا ہے' میں ہو
آؤں؟"

بی بیؑ کہتی ہے:

"ہو آؤ عباسؑ ......"

عباسؑ فضہؒ کی انگلی پکڑ کر جا رہا ہے' دروازے کے قریب گیا' ام البنینؑ کہتی
ہے:

"عباسؑ عباسؑ! سبق یاد ہے۔"

عباسؑ کہتا ہے:

"ہاں ماں!"

"شاباش! عباسؑ۔"

اب جو زینبؑ کی حویلی آئی' فضہؒ کی انگلی پکڑ کر آ رہا ہے عباسؑ! عباسؑ کو
دیکھ کر بی بی زینبؑ کا چہرہ کھل اٹھتا تھا:

"میرا عباسؑ آ گیا۔"

پہلے تو عباسؑ آتا تھا' نا...... چھوٹے چھوٹے ہاتھ بی بی زینبؑ کی گردن میں

ڈالتا' بی بیؑ پیشانی چومتی...... آج ایسا نہیں ہے' چودہ قدم دور...... قبلہ! فضہؓ کی انگلی چھوڑ دی' رکوع کی حالت میں گیا' پیشانی پر ہاتھ رکھے۔ آواز آئی:

''آقازادیؑ! غلام کا سلام!''

بی بی زینبؑ سے مصلیٰ چھٹ گیا' آواز آئی:

''عباسؑ! پھر سلام کرنا''

عباسؑ کہتا ہے:

''آقازادیؑ! غلام کا سلام!''

بی بیؑ کہتی ہے:

''میں تیری کیا لگتی ہوں......؟''

''بی بیؑ تو بتولؑ کی بیٹی ہے' میں تیری کنیز کا بیٹا ہوں...... میں غلام ہوں تو آقازادی ہے۔''

''کلثومؑ تیری کیا لگتی ہے......؟''

''کلثومؑ بھی آقازادی ہے۔''

بی بی زینبؑ نے پھر پوچھا:

''حسینؑ! تیرا کیا لگتا ہے......؟''

حسینؑ آقا ہے...... میں غلام ہوں۔''

رو کر زینبؑ کہتی ہے:

''یہ تمہیں کس نے سمجھایا ہے؟''

آواز آئی:

''میری ماں ام البنینؑ نے! ساری رات سمجھاتی رہی ہے' پیار کے انداز میں...... محبت کے انداز میں!''

بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''عباسؑ! اگر تو میرا کچھ نہیں لگتا میرے گھر کیوں آتا ہے۔'' (پیار کے انداز میں)

پانچ سال کا عباسؑ پچھلے پاؤں پیچھے ہٹتا گیا...... ہٹتا گیا' ہاتھ جوڑ کر رو کر کہتا ہے:

''آقازادیؑ! غلام کی گستاخی معاف...... آئندہ نہیں آؤں گا......''

پانچ سال کا عباسؑ ہے...... پانچ سال کا! آئندہ نہیں آؤں گا' میں وعدہ کرتا ہوں' آئندہ نہیں آؤں گا' یہ کہتے ہوئے عباسؑ زینبؑ کے حجرے سے باہر چلا گیا۔ بی بی زینبؑ سارا دن' ساری رات روتی رہی' (جی' جی' جی!) کلثومؑ روتی رہی۔ (سلامت رہو بھئی! پھر پڑھوں...... رونے کے لئے تو کافی ہے سارا دن!) واپس چلا گیا عباسؑ...... سارا دن نہیں آیا' رات ہو گئی...... رات ڈھل گئی۔ فضہؓ نے دروازہ کھولا' بی بی زینبؑ کے حجرے سے وضو کا پانی لینے کے لئے فضہؓ حجرے میں آئی...... چاندنی رات ہے' دیکھتی کیا ہے؟ بی بی زینبؑ کے گھر کی دیوار کے سائے میں پانچ سال کا ایک بچہ مٹی پر سو رہا ہے۔ زینبؑ قریب آئی' فضہؓ قریب آئی...... رو کر چیخ ماری...... آواز آئی:

''زینبؑ میں اجڑ گئی...... جلدی آ...... یہ تو عباسؑ ہے۔''

بی بی زینبؑ تڑپ اٹھی' (قبلہ!) عباسؑ کو اٹھایا' خاک صاف کی۔ عباسؑ نے

آنکھیں کھولیں۔(ہائے اوئے تربیت ام البنینؑ کی!) آنکھیں کھول کر...... زینبؑ کی آغوش میں...... پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پانچ سال کا عباسؑ سے کہتا ہے:

''آقازادیؑ! غلام کا سلام!''

بی بیؑ کہتی ہے:

''کب سے سویا ہوا ہے؟''

آواز آئی:

''کل آپؑ نے کہا تھا' نا...... میرے گھر نہ آیا کر! میں گیا تھا اپنے گھر...... میری ماں نے کہا' کیوں جلدی آ گیا......؟ میں نے کہا' بی بی زینبؑ نے گھر آنے سے روک دیا ہے۔ میری ماں ام البنینؑ نے کہا' زینبؑ تجھ سے ناراض ہو گئی ہے' عباسؑ چلا جا! جب تک زینبؑ معافی نہ دے...... میرے گھر نہ آنا۔''

(پتہ نہیں کس انداز میں ماتم کرتے ہو' اللہ جانے کس انداز میں روتے ہو؟ شاباش ماتم کرو' پتہ چلے عباسؑ کا ماتم ہو رہا ہے!)

آواز آئی:

'میری ماں نے کہا...... میرے گھر نہ آنا...... آقازادیؑ میں آیا' معافی مانگنے کیلئے' لیکن آپؑ کا دروازہ بند تھا' میں نے سوچا...... ہو سکتا ہے بی بیؑ ناراض ہو جائے' میں دیوار کے ساتھ سو گیا۔ آقازادیؑ! مجھے آپؑ بھی معاف کر دیں...... چل کر میری ماں سے بھی معافی دلوا دیں۔''

بی بی زینبؑ نے عباسؑ کو اٹھایا...... سینے سے لگایا' جلدی جلدی ام البنینؑ کے حجرے میں آئی۔ ام البنینؑ نے دیکھا' فوراً اٹھی:

''آقازادیؑ ! کنیز کا سلام......''

ام البنینؑ نے کہا' سلام...... بی بی زینبؑ روتی جا رہی ہے۔ آواز آئی:

''اماں ام البنینؑ ...... اگر آج تیرا عباسؑ مر جاتا...... میری چادر کا وارث کون تھا؟'' (شاباش' شاباش!...... یہ ہے عشرۂ محرم ہے...... شاباش!)

آواز آئی:

''اگر میرا عباسؑ مر جاتا...... کون میرے پردے کا ضامن تھا؟''

(یہ ام البنینؑ تھی' میں ان کی تربیت بتا رہا ہوں۔ آج کی ساری مجلس ام البنینؑ کی تربیت پر ہے' اپنی ماؤں بہنوں کو بتانے کیلئے! غازیؑ کا واسطہ...... آج عباسؑ کا علم برآمد ہونا ہے' عباسؑ کی سگی بہن رقیہؑ لاہور سے...... شیخوپورہ...... کوئی اور نہیں' آج تیری مہمان ہے...... تو علم اٹھائے گا' رقیہؑ کہے گی......

''آ دیکھ ام البنینؑ ! تیرے عباسؑ کو رونے والے کتنے ہیں۔'' (شاباش روتے رہو...... کرتے آؤ ماتم...... حوصلہ بھائی!)

۲۸ رجب' ۶۰ ہجری! (غلط سمجھتی ہے دنیا کے کہ ہم رونے سے رک جائیں گے' یہ دیکھو تو سہی...... پانچ پانچ سال کے بچے ہیں' ماں نے جگایا ہوگا اٹھو مجلس میں جاؤ۔ تیرے بچے پانچ بجے آرام سے ایئر کنڈیشنر میں سوئے ہوئے ہیں' میرے بچے ننگے پاؤں' ننگے پاؤں سکینہؑ کے چاچا کا پرسہ دینے کے لئے ''شان حسینؑ'' میں بیٹھے

ہوئے ہیں۔ ماتم کرتے آؤ...... صرف دو لفظ ہیں!)

۲۸ رجب' ۶۰ ہجری کو حسینؑ جانے لگا' تین میل مدینے سے دور نکل آئے'
پیچھے مڑ کر دیکھا' قبلہ...... ایک ضعیفہ ہے......!

(آج اگر گھر جاؤ نا...... گھر جاؤ...... اگر سارے بیٹھے ہو ام البنینؑ کو پرسا دینے کیلئے! مشکیزہ ہو تو ٹھیک...... مشکیزہ نہ ہو...... کوئی برتن ہو...... میری ایک گزارش یاد رکھنا...... سید ہو کر ہاتھ جوڑ رہا ہوں' عباسؑ کے نام کا تھوڑا سا شربت' اپنے گھر میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بلا کر تقسیم کر دینا' عباسؑ شرمندہ گیا ہے سکینہؑ سے! سارے مل کر پرسا دینا ام البنینؑ تیرے بیٹے نے بڑی وفا کی۔ غازیؑ کے علم کی قسم...... کوئی منت مان لیں...... پوری ہو جائے گی!)

حسینؑ کہتا ہے:

''اماں ام البنینؑ! پردہ اٹھایئے۔''

''فاطمہؑ کے بیٹے میں تو تیری کنیز ہوں۔''

''اماں...... کیوں آ رہی ہے......؟''

بی بی کہتی ہے:

''حسینؑ! میرا عباسؑ کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''وہ سامنے......!''

بی بیؑ کہتی ہے:

''بلا اسے......''

حسینؑ نے بلایا:

''عباسؑ جلدی آؤ۔''

عباسؑ آیا' گھوڑے سے اترا...... ماں کے قدموں میں سر رکھا' ماں کے قدم چومے۔ آواز آئی:

''عباسؑ اپنی بہن رقیہؑ کو بلا۔''

بی بی رقیہؑ قریب آئی۔

''حسینؑ اگر تکلیف نہ سمجھے تو تھوڑی دیر انتظار کر میں عباسؑ اور رقیہؑ کو ساتھ لئے جا رہی ہوں' تھوڑی دیر میں ابھی واپس آئی۔''

عباسؑ اور رقیہؑ کو بی بی کہاں لے آئی؟ رسولؐ کے روضے پر......

''عباسؑ دروازہ بند کر......''

عباسؑ نے دروازہ بند کیا۔ بی بیؑ کہتی ہے:

''میں کون ہوں؟''

''اماں تو میری ماں ہے۔''

''عباسؑ یہ کیا ہے......؟''

''یہ نبیؐ کی قبر ہے۔''

آواز آئی:

''کہیں روشنی تو نہیں آ رہی ہے نا......''

''اماں روشنی نہیں ہے۔''

ضعیفہ ماں نے اپنے سر سے چادر اتاری:

''عباسؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے' رقیہؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے'
میرے سر پر ہاتھ رکھ دو' دوسرا ہاتھ نبیؐ کی قبر پر رکھ کر وعدہ کرو کہ
سفر میں کہیں زینبؑ اور حسینؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے۔''

(روتے بھی آؤ' سنتے بھی آؤ!)

جب بی بیؑ نے کہا نا...... عباسؑ' رقیہؑ!! کہیں سفر میں زینبؑ اور حسنؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے؟ عباسؑ نے قسم کھا کر کہا:

''اماں تیری چادر کی قسم! اگر بچ کے آئیں گے وہ تجھے بتائیں گے
کہ عباسؑ نے کس طرح وفا کی ہے۔''

بی بی رقیہؑ سے کہا:

''رقیہؑ! جوان لڑتے رہتے ہیں' شہید ہوتے رہتے ہیں' وعدہ کرو
کہ عباسؑ کے ہاتھ سے گرتے ہوئے علم کو ایسے لو گی کہ زہراؑ کی
بیٹیوں کو احساس تک نہ ہو کہ عباسؑ مارا گیا' ہم بے آسرا ہو
گئے۔'' (یہ وفا ہے ام البنینؑ کی!)

وصیت کر کے واپس آئی...... حسینؑ کے سپرد کیا...... چلے گئے...... (قبلہ! تقریر ختم...... آخری دو لفظ پڑھتا ہوں!) جب رہا ہو کر بی بی زینبؑ مدینے میں آئی' (یاد کرو گے محسن نقوی کا انداز مصائب پڑھنے کا!) قبلہ! جب مدینے واپس آئی...... گئے تھے ۵۳ محمل...... واپس آئے تین! آٹھ محرم ہے آج تو مصائب پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں' آج تو خواہ مخواہ رونا آتا ہے۔ سادات کے بچوں پر پانی بند ہے' آج تو کوئی ویسے بھی پڑھے یا نہ پڑھے۔ ہائے غازیؑ...... ہائے غازیؑ)

بشیر ابن جذلم مہاری نے منادی کی:

''مدینے والو مدینے کے سردار اجڑ کر آ گئے۔''

یہ منادی کس نے سنی..... عباسؑ کا گیارہ سال کا بیٹا ہے عبیدؒ! عباسؑ فضل کو ساتھ لے گیا تھا' عبیدؒ کو چھوڑ گیا تھا مدینے میں اپنی ماں ام البنینؑ کی خدمت کیلئے!

عبید بن عباسؑ نے سنا..... منادی سنی..... دوڑ کے آیا:

''دادی!''

ام البنینؑ :

''جی بیٹے!''

''مبارک ہو..... منادی والا منادی کر رہا ہے' مدینے کے سردار واپس آ گئے' اللہ کرے گا بابا بھی آیا ہو گا' اللہ کرے میرا بھائی فضلؑ بھی آیا ہو گا' اللہ کرے اکبرؑ بھی آیا ہو گا' اللہ کرے قاسمؑ بھی آیا ہوگا۔'' (روؤ..... لیکن شرم کر کے نہ رو!)

جلدی جلدی اٹھی' اپنی چادر سے مسند صاف کرنے لگی..... ہو سکتا ہے زینبؑ سب سے پہلے یہیں بیٹھے.....

''جانا ذرا منادی والے کو بلا کر لے آ!''

عباسؑ کا بیٹا گیا:

''منادی والے! میرے ساتھ آ..... میری دادی بلا رہی ہے۔''

لے آیا' دروازے کے قریب کھڑا ہے۔

''واپس آ گئے مدینے والے؟''

روکر کہتا ہے:

''سارے نہیں۔''

''میرے حسینؑ کا کیا حال ہے..... میرے حسینؑ کا کیا حال ہے؟''

بشیرؓ کہتا ہے:

''تو حسینؑ کی کیا لگتی ہے؟''

گیارہ سال کا عبیدؓ آگے بڑھا.....آواز آئی:

''ادب سے بات کر یہ میری دادی ام البنینؑ ہے' میرے بابا عباسؑ کی ماں!''

عباسؑ کی ماں کا نام آیا..... بشیر بن جذلم نے اپنا عمامہ اتارا..... مدینے کی مٹی بالوں میں ملائی' ماتم کر کے کہتا ہے:

''عباسؑ کی ماں! پرسا لے' تیرا عباسؑ مارا گیا۔''

جب کہا' نا..... تیرا عباسؑ مارا گیا' بی بی کہتی ہے:

''نہیں' نہیں.....''

بی بیؑ کہتی ہے:

''میرے عباسؑ کو چھوڑ..... حسینؑ کا کیا حال ہے؟''

(ہائے' ہائے' ہائے)

آواز آئی:

''عباسؑ کو چھوڑ..... یہ بتا حسینؑ کا کیا حال ہے۔''

آواز آئی:

''حسینؑ مارا گیا۔''

ام البنینؑ کہتی ہے:

''پہلے عباسؑ مارا گیا کہ حسینؑ؟''

بشیر کہتا ہے:

''پہلے عباسؑ مارا گیا۔''

بی بیؑ کھڑی ہوتی ہے...... آواز آئی:

''منادی والے یہ بتا جنگ کتنے دن رہی؟ عباسؑ سے لڑنے والے کتنے تھے......؟''

بشیر کہتا ہے:

''بی بی دو لاکھ......''

دو لاکھ کا نام آیا' عباسؑ کی ماں کے تیور تبدیل ہوئے' آواز آئی:

''مجھے اپنے دودھ کی تاثیر پر ناز ہے' دو لاکھ سے میرا عباسؑ نہیں مرتا۔''

(پتہ نہیں سن رہے ہو کہ نہیں سن رہے ہو مصائب' اللہ جانے کس انداز میں مصائب سنتے ہو بھئی...... اس سے آگے تو پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں!)

آواز آئی:

''مجھے اپنے دودھ کی تاثیر پر ناز ہے' دو لاکھ سے میرا عباسؑ نہیں مرتا۔''

روکے کہتا ہے:

''آقا زادیؑ! تیرے عباسؑ نے جنگ نہیں کی۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''کیوں......؟''

آواز آئی:

''اسے اجازت نہیں ملی۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''کس نے نہیں دی؟''

آواز آئی:

''حسینؑ نے......''

بی بیؑ کہتی ہے:

''اچھا ہوا' اجازت نہیں دی...... کیا کرنے گیا؟''

آواز آئی:

''پانی لینے گیا تھا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''پانی لایا یا نہیں۔''

آواز آئی:

''نا...... بی بیؑ مشکیزہ اس کے بازو میں تھا' لیکن بازو کٹ گیا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''بازو کٹ گیا' دوسرے بازو میں لے لیتا؟''

آواز آئی:

''دوسرے بازو میں لیا...... وہ بھی بازو کٹ گیا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''بازو چھوڑ...... یہ بتا مشک پہنچی یا نہیں؟''

بی بیؑ کہتی:

''یہ بتا...... مشکیزہ پہنچا کہ نہیں؟''

آواز آئی:

''نہیں پہنچا......''

بی بیؑ کہتی ہے:

''کیوں......؟''

آواز آئی:

''عباسؑ نے منہ میں مشکیزہ لیا تھا...... چار سو تیر اندازوں کے تیر مشک میں پیوست ہوئے' پانی بہہ گیا۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''زخم عباسؑ کے سینے پر تھے۔(ہائے ام البنینؑ) یا پشت پر؟''

آواز آئی:

''سینے پر تھے۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''یہ بتا! بازو کٹ گئے...... مشکیزہ بہہ گیا' عباسؑ خیمے میں آیا یا
نہیں......''

''نہیں بی بیؑ!''

کہا......

''کیوں؟''

کہا:

''طفیل بن حکیم نے برج مارا تیرے عباسؑ کے سر پر' دوڑتے
ہوئے گھوڑے سے تیرا عباسؑ گر پڑا۔''

اس وقت ام البنینؑ اٹھی' اٹھ کر اپنی چادر اتاری...... آواز آئی:

''اتنا بتا! بازو تو کٹ گئے تھے' گھوڑے سے گرا ہے...... زمین تک
کیسے آیا؟'' (اللہ جانے سن رہے ہو یا نہیں سن رہے!)

یہ بتاؤ زمین پر کیسے آیا...... آواز آئی:

''آقازادیؑ ...... دوڑتے ہوئے گھوڑے سے!''

(شاباش...... شاباش' شاباش!)

جب منادی والے نے بتایا کہ بغیر بازو کے زمین پر آیا' اس وقت ام البنینؑ نے اپنی چادر زمین پر پھینکی' مٹی اٹھا کر بالوں میں ملائی' رو کر...... ماتم کر کے عباسؑ کی ماں کہتی ہے:

''اب یقین آ گیا' حسینؑ بھی مارا گیا' زینبؑ بھی قید ہو گئی' میرا
عباسؑ جو مارا گیا۔'' (شاباش' شاباش' شاباش!)

(معراج پر پہنچی ہے مجلس! اب اجازت دو میں آخری لفظ پڑھوں ''علم'' برآمد کراؤں!) سات محرم صبح پانی بند ہوا (رو میری ماں حوصلے سے رو...... گرمی زیادہ ہے' میں سنبھل کر پڑھتا ہوں' کوئی مومن مر نہ جائے۔ کون سن سکتا ہے' عباسؑ کی وفا...... میں شہادت نہیں پڑھ سکتا!)

امام علی شاہ کاظمی کہتے ہیں خوب پڑھو...... عباسؑ کی پوری شہادت پڑھو...... شاہ صاحب آپ ضعیف آدمی ہیں' اب اگر میں شہادت کا ایک لفظ سنا دوں کہ جیسے جیسے عباسؑ گھوڑے سے گرتا آیا' ویسے ویسے حسینؑ کرسی سے اٹھتا آیا' (بس زیادہ سے زیادہ دو منٹ یا تین منٹ پڑھتا ہوں' اس سے زیادہ نہیں سن سکتے تم!) اکبرؑ چلا گیا' قاسمؑ چلا گیا' عونؑ و محمدؑ چلے گئے...... سارے چلے گئے۔ اس وقت عباسؑ آیا' تھکے تھکے قدموں سے...... سر رکھا حسینؑ کے قدموں میں...... آواز آئی:

''مولاؑ! اب تو اجازت دے دے......''

(نہیں سن سکتے' میرے سر پر قرآن رکھ دو' اگر تو دو منٹ سن جائے۔ میں تیرے تیور دیکھ رہا ہوں' غازیؑ کی قسم! تم نہیں سن سکتے' اس لئے کہ نام کے شیعہ ہو!)

عباسؑ کہتا ہے:

''مولاؑ! اجازت دے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''عباسؑ! تو میری فوج کا سالار ہے' جس فوج کا سالار مارا جائے اس کے پاس کیا رہ جاتا ہے؟''

جب حسینؑ نے کہا' تو میری فوج کا سالار ہے۔ ام البنینؑ کے بیٹے کا سر

زمین پر لگا' رو کر کہتا ہے:

''مولاؑ! جس فوج کا میں سالار ہوں...... وہ فوج کہاں ہے......؟'' (کیوں شرم کر کے روتے ہو!)

وہ فوج کہاں ہے؟...... آواز آئی:

''ماری گئی۔''

''اب تو اجازت دے۔''

''عباسؑ! اندر جا خیمے میں...... پردہ داروں سے پوچھ...... تجھے موت کی اجازت کون دے گا۔''

عباسؑ اپنے خیمے میں آیا' جناب لبابہؑ خاتون (عباسؑ کی زوجہ) سامان سفر تیار کر رہی ہے۔ عباسؑ کہتا ہے:

''کیا کر رہی ہو؟''

آواز آئی:

''تو جان...... جنگ جانے...... میں نجف جا رہی ہوں۔''

''کیوں......؟''

آواز آئی:

''چودہ دفعہ حسینؑ کی معصومہ بیٹی سکینہؑ خالی کاسہ لئے میرے خیمے سے ہو کر گئی ہے' آخری دفعہ کہتی تھی...... چاچا سے کہنا' مجھے اپنے لئے پانی نہیں چاہئے میرا اصغرؑ مر جائے گا۔''

اس وقت عباسؑ نے خیمے کی دہلیز پکڑی' آواز آئی:

واعظ شاہ

''میں کیا کروں حسینؑ اجازت نہیں دیتا۔''

اجازت کا نام آیا' حسینؑ اور زینبؑ سامنے آئے...... بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''لے اجازت! سکینہؑ میرے پاس بھی آئی تھی۔''

سکینہؑ دوڑ کر آئی:

''پھوپھی! اگر ضمانت ہے تو بابا سے کہہ اجازت دے۔''

عباسؑ چوبیس گھنٹے ہمیشہ جنگ کے لباس میں رہتا تھا۔ (عباسؑ کی شہادت میں پڑھوں...... میں مر جاؤں تو تم کرتا آ ماتم...... میری لاش ساتھ ساتھ جائے' میں بھی کہوں میں بھی عباسؑ کا ماتمی ہوں۔ ہاں قبلہ! کیا کریں گے زندہ رہ کے! عباسؑ مارا گیا' ہم زندہ ہیں' میری اولاد قربان ہو جائے!)

حسینؑ کہتے ہیں:

''سکینہؑ! چاچا کو بھیج رہی ہے۔''

''ہاں بابا! روکنا نہیں' میرا چاچا جنگ کرنے نہیں جا رہا......''

حسینؑ کہتے ہیں:

''کیا کرنے جا رہا ہے؟''

''صرف اصغرؑ کے لئے پانی لینے جا رہا ہے۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''تو ضامن...... صرف پانی لینے جا رہا ہے۔''

عباسؑ کہتا ہے:

''مولاؑ! اس کی ضمانت نہ لے میں تیری شہزادی کے سر پر ہاتھ رکھ
کر قسم کھاتا ہوں' زہراؑ کے لعل میں لڑوں گا نہیں' اس معصوم کے
لئے پانی لینے جا رہا ہوں۔''

(اب سن میرے لفظ...... برداشت کر سکتا ہے تو کر...... میں چیلنج کرتا ہوں
کہ کوئی برداشت نہیں کرے گا!)

حسینؑ کہتا ہے:

''اگر لڑنا نہیں ہے تو خود اتار......''

عباسؑ نے خود اتارا' شبیرؑ کے قدموں میں رکھا۔ حسینؑ کہتا ہے:

''صرف پانی لینے جا رہا ہے' زرہ اتار......''

عباسؑ نے زرہ اتاری۔ حسینؑ کہتا ہے:

''پانی لینے جا رہا ہے' تلوار مجھے دے۔''

تلوار کا نام آیا' عباسؑ نے کانپتے ہاتھوں سے تلوار دی۔ بی بی زینبؑ چلی
گئی...... حسینؑ کہتا ہے:

''کہاں جا رہی ہے......؟''

زینبؑ کہتی ہے:

''میں یہ سب دیکھ نہ سکوں گی۔ حسینؑ عباسؑ کو ایسے جاتے ہوئے
دیکھ نہ سکوں۔''

۸۸ مستورات...... ۱۲۲ بچے سادات کے! عباسؑ کے گرد کھڑے ہیں۔

عباسؑ کہتا ہے:

''میری سواری کہاں ہے؟''

عباسؑ کی سواری آئی' عباسؑ نے گھوڑے کو دیکھا' پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:

واغربتاہ

تین دفعہ عباسؑ نے کہا:

''ہائے او میری غربت......''

حسینؑ کہتے ہیں:

''عباسؑ کیا ہوا......؟''

آواز آئی:

''مولاؑ! انصاف تو کر' اٹھارہ جوانان بنی ہاشم میرے شاگرد ہیں۔
میں جب پہلے سوار ہوتا تھا' عونؑ و محمدؑ گھوڑے کی باگیں پکڑتے
تھے' دائیں رکاب میں اکبرؑ کا ہاتھ' بائیں رکاب میں قاسمؑ کا ہاتھ!
آج کوئی بھی نہیں۔''

عباسؑ کا یہ کہنا تھا کہ ایک مستور کا ہاتھ عباسؑ کے گھوڑے کی رکاب میں آیا۔ آواز آئی:

''سوار ہو...... میرے اکبرؑ کے استاد...... میں اکبرؑ کی ماں
لیلیٰؑ ہوں۔''

(سلامت رہو...... سلامت رہو! یہ عباسؑ کا ماتم ہو رہا ہے' عباسؑ کا صدقہ آج کی رات میرے مولاؑ قبول کر ہمارا پرسا!)

بائیں رکاب میں ہاتھ آیا:

''سوار ہو...... میرے قاسمؑ کے استاد! میں ام فروہؑ ہوں۔''

عباسؑ سوار ہوا' (اللہ جانے آپ سمجھ سکو یا نہ سمجھ سکو!) عباسؑ کا گھوڑا' غازیؑ کا گھوڑا نہیں' عباسؑ کا جنازہ ہے' جو خیمہ گاہ میں پھر رہا ہے۔ کوئی مستور رُ چومتی ہے' کوئی کہتی ہے:

واغربتاہ

کوئی کہتی ہے:

واحجابا

''ہائے میری چادر! ہائے او میری چادر!''

عباسؑ تیار ہوا۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے' یہ پہلا نوجوان ہے جو نو دفعہ آیا...... نو دفعہ واپس خیمے میں گیا۔ حسینؑ کہتے ہیں:

''عباسؑ کوئی مستور مر جائے گی۔''

عباسؑ خیمے میں جاتا تھا...... پھر باہر آتا تھا۔ جب دسویں دفعہ باہر عباسؑ جانے لگا میدان کی طرف...... عباسؑ نے مڑ کر دیکھا' میرے آقا حسینؑ عمامے کے پیچ گردن میں' پاؤں میں نعلین نہیں' دوڑتا آتا ہے۔ حسینؑ کہتا ہے:

''دیکھو! یہ بھی میرا بھائی ہے' وہ میرا بیٹا ہے' یہ بھی میرا بھائی ہے۔''

عباسؑ چلا گیا...... عباسؑ چلا گیا...... ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے:

''بابا! مجھے اٹھا' میں دیکھوں۔''

حسینؑ نے سکینہؑ کو اٹھایا' اپنی چھوٹی چھوٹی بانہیں بابا کی گردن میں ڈال

ی ہے:

''بابا! میرا چاچا آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا......!''

ینؑ کہتا ہے:

''سکینہؑ ! نہ خود رو' نہ مجھے رلا......!''

از آئی:

''بابا! تجھے تیری غربت کی قسم! مجھے صرف ایک دفعہ بتا دے' میرا چاچا واپس آ جائے گا؟ میرا اصغرؑ پانی پی لے گا؟''

جب چوتھی دفعہ سکینہؑ نے کہا' حسینؑ نے سکینہؑ کو اتارا' کربلا کی ریت
کینہؑ کے بالوں میں ڈالی...... آواز آئی:

''سکینہؑ ! اگر ضد کرتی ہے تو سن' پھر سن...... واپس میرا بھی کوئی نہیں آیا' بچتا تیرا بھی نہیں......! (ہائے' ہائے' ہائے) واپس میرا بھی نہیں آتا' بچتا تیرا بھی نہیں' میرا بھی مارا جائے گا...... تیرا بھی مارا جائے گا۔'' (حوصلہ' حوصلہ میرے نوجوانو!)

باسؑ گیا' مشکیزہ بھرا' دوش پر رکھا' گھوڑے پر سوار ہوا۔ کہتا ہے:

''سکینہؑ پانی مل گیا...... میں آ رہا ہوں۔''

(ہائے عباسؑ' ہائے سکینہؑ) سکینہؑ پانی مل گیا' میں آ رہا ہوں...... عباسؑ پانی
لے کر چلا' ایک ظالم نے وار کیا' عباسؑ کا بایاں بازو کٹ گیا۔ آواز آئی:

''اصغرؑ کا صدقہ......''

عباسؑ نے مشکیزہ دائیں بازو میں ڈالا...... ایک ظالم نے دائیں بازو پر تلوار

ماری' مشکیزہ گرنے لگا' عباسؑ نے مشکیزہ منہ میں لیا۔ آواز آئی:

''سکینہؑ کی خیرات......''

عباسؑ خیموں کی طرف...... چلا...... تیز رفتار گھوڑا' خیموں کی طرف ہے...... عباسؑ کے سر میں گرز لگا' تین سو تیر مشکیزہ میں پیوست ہو گئے۔ عباسؑ مشکیزہ کو دیکھا...... آسمان کی طرف دیکھا اور کہا:

''بارالہا! میں مرجاؤں' مشکیزہ پڑا رہے' حسینؑ میری لاش پر آئے مشکیزہ لے جائے' سکینہؑ کے لئے پانی لے جائے۔''

مشکیزہ چھد گیا' دوڑتے ہوئے گھوڑے سے عباسؑ گرا' (بھائی دوڑ ہوئے گھوڑے سے اگر سوار گرے ...... رو یا نہ رو صرف اتنا بتا دے کہ وہ کس سہارے گرتا ہے؟ بازوؤں کے سہارے...... گرتے وقت دونوں ہاتھ اپنے چہرے رکھتا ہے!) عباسؑ کے دونوں بازو نہیں ہیں' گھوڑا دوڑ رہا ہے' عباسؑ دوڑتے ہو گھوڑے سے گرا۔ آواز آئی:

''مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ......''

پھر کوئی آواز نہ آئی۔ (بس آخری لفظ' میں علم برآمد کراتا ہوں' وہاں پہنچ تمہیں عباسؑ کا واسطہ اٹھنا نہیں!) حسینؑ آئے عباسؑ کی لاش پر...... آواز آئی:

''عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں۔'' (جیسے آیا' نہیں بتاتا!)

عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں' عباسؑ کے ہاتھ تو ہیں نہیں' عباسؑ نے تین سرزمین پر مارا۔ آواز آئی:

السلام علیک ایھا الغریب

''غریب حسینؑ میرا اسلام!''

حسینؑ نے عباسؑ کا سر زانو پہ لیا' عباسؑ کی آنکھوں میں تیر ہیں۔

ن کہتا ہے:

''عباسؑ ! دیکھ میری طرف۔''

ز آئی:

''آقاؑ ! میری آنکھوں میں تیر ہیں۔''

حسینؑ نے ایک ایک کر کے تیر نکالے' عباسؑ نے آنکھیں پھر بھی نہ

لیں۔ آواز آئی:

''عباسؑ ! آنکھ کھول...... میں حسینؑ ہوں' میں آ گیا ہوں......''

از آئی:

''مولاؑ ...... آنکھیں بعد میں کھولوں گا' پہلے یہ بتا سکینہؑ تو ساتھ نہیں آئی...... مولاؑ میں تیری بیٹی سے شرمندہ ہوں' اگر سکینہؑ نے پوچھ لیا' چاچا عباسؑ پانی کہاں ہے؟ مولاؑ ! میں کیا جواب دوں گا؟''

از آئی:

''عباسؑ ...... میرے بھائی...... آخری وقت ہے' ایک خواہش ہے میرے دل میں' تو نے ساری زندگی خود کو میرا غلام کہلوایا ہے' آج میں حسینؑ ...... ہاتھ جوڑ کر سوال کرتا ہوں' مجھے ایک دفعہ بھائی

کہہ......!''

آواز آئی:

''مولا حسینؑ ! میں نے اپنی ماں ام البنینؑ سے وعدہ کیا تھا کہ میں
تیرا غلام بن کے رہوں گا۔''

حسینؑ کہتا ہے:

''عباسؑ ...... تجھے میری غربت کا واسطہ! مجھے بھائی کہہ!''

آواز آئی:

''مولاؑ ! میری ماں ناراض ہو گی' میں نے ماں سے وعدہ کیا ہے
مولاؑ میرا عہد نہ توڑ......''

جب کئی بار ماں کا نام آیا' عباسؑ کے سرہانے' عباسؑ کے سر کی طرف سے ایک مستور کی چیخ سنائی دی۔ آواز آئی:

''عباسؑ تو ام البنینؑ کا نہیں' تو مجھ زہراؑ کا بیٹا ہے۔ میں
زہراؑ تیری ماں آ گئی' عباسؑ حسینؑ کو بھائی کہہ!''

عباسؑ نے تین مرتبہ کہا:

''ہائے او میرا غریب بھائی' ہائے او میرا غریب بھائی...... ہائے او
میرا غریب بھائی!''

حسینؑ نے علم اٹھایا' خالی مشکیزہ لیا' خیمے کی طرف چلے۔ علم کو دیکھا' مشکیزہ کو دیکھا' سکینہؑ آگے بڑھی:

''بابا ...... چاچا عباسؑ آ گئے...... پانی آ گیا...... چاچا عباسؑ آ

گئے......" (ہائے ہائے ہائے!)

"آیا ہے علم اور علمدارؑ نہ آیا"

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

رک گیا روداد اوصاف جلی کہتے ہیں

کیوں جھجکتا ہے ولی کو کو تو ولی کہتے ہیں

جب اسے مولائے کل تسلیم کرتا ہے تو پھر

موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علی کہتے ہوئے

(افسر عباس)

مجلس ہشتم

کمال وحدت ہے نام اس کا!

صلواۃ!...... یہ درس سمجھ کر نہیں' فرض سمجھ کر صلواۃ......

اللھم صلی علی محمدً و آلِ محمدً

اپنی تمام حاجتوں کو مدنظر رکھ کر اور آلِ محمدؐ کو وسیلہ بنا کر...... بلند آواز میں صلواۃ پڑھیں......!

آپ میں کوئی تھکا ہوا ہو بے شک باہر چلا جائے' مجھے ناراض ہونا نہیں آتا۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) لیکن اتنی گزارش ہے کہ میں جتنی دیر آپ کے تاج محل کے کانوں کو دستک دے رہا ہوں' میں محسوس کر رہا ہوں' ڈاکٹر صاحب بھی پڑھ رہے تھے' ان سے پہلے میں کافی دیر سے آیا ہوا ہوں' پڑھتا جاؤں گا' اگر لطف آئے تو ضرور...... بس اتنی گزارش ہے کہ آلِ محمدؐ کی مودت میں لطف آتا جائے' میرے ساتھ بولتا جائے...... اور یہ دور جس دور میں ہم سانس لے رہے ہیں' اس دور میں شیعوں کو ضرورت ہے اونچا بولنے کی! ہم اونچا نہیں بولیں گے' اگلے سمجھیں گے یہ مردہ قوم ہے' سمجھ گئے نا...... سمجھ گئے نا! بات جو میں کر رہا ہوں' میرا خیال ہے ذہن میں آ گئی......

میں پہلا نکتہ آپ کی نظر کر کے سماعتوں کا اندازہ لگا لوں گا' پانچ منٹ سننا ہے یا پانچ گھنٹے سننا ہے! پانچ منٹ سے مراد ہے کہ مجلس پانچ منٹ بھی پڑھی جا سکتی ہے' مجلس کے پانچ گھنٹے کا احساس ہو میرے بادشاہ! شکیل صاحب ہیں' عرفان بھائی ہیں' ہم سارے ایک ہی طرح کے...... ہم سارے ایک ہی طرح...... ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں' میں ان کا ٹائم نہیں لینا چاہتا ہوں اور نہ میں اپنا ٹائم انہیں دینا چاہتا ہوں' یہ بات ذہن میں رکھ لیں...... اسٹیج سیکرٹری صاحب سارا دن یہاں بیٹھے رہے...... اگر پہلا لفظ پسند آئے تو بولنا...... اتنا کہ مجھے لطف آ جائے' پسند نہ آیا تو بے شک نہ بولیں۔

ساری کائنات میں پہلا لفظ ہے بھئی...... (پوری توجہ!) حضور ساری کائنات میں جو انسان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوںؑ کے قرضے' (ذرا سمجھ کر...... سمجھ میں آئے تو بولنا ہے...... اگر سمجھ میں نہ آئے تو میری قسمت!) ساری کائنات میں...... جو انسان...... جو انسان...... جو انسان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوںؑ کے مشترکہ قرضے...... مشترکہ قرضے' ایک مختصر ترین سجدے کی مہلت میں ادا کر کے' اپنی باقی عبادت سے توحید کو اپنا مقروض بنا دے' اسے حسینؑ کہتے ہیں۔ (اس پر اگر کوئی نہ بولے تو اس کی مرضی...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

جو انسان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوںؑ کے قرضے ایک مختصر ترین سجدے کی مہلت میں ادا کر کے اپنی باقی عبادت سے توحید کو اپنا ذاتی مقروض بنا دے' اسے حسینؑ کہتے ہیں...... نبوت بشریت انسانیت کو قیامت تک کے لئے اپنا ذاتی مقروض بنا دے' اسے حسینؑ کہتے ہیں...... جو انسان ہر دور کے یزید سے ٹکرا کر اکیلا اسے

ملیامیٹ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوا سے حسینؑ کہتے ہیں۔(میرے ساتھ ساتھ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) بنی امیہ کے حرام دودھ پر پلنے والے کیا جانیں کہ حسینؑ کون ہے......؟ (اگر علیؑ ذہنوں میں ہے تو نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ ! سارے مل کر...... سارے مل کر نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... حسینیت' زندہ باد...... حسینیت' زندہ باد...... یزیدیت' مردہ باد...... محسن نقوی' زندہ باد!)

تل تل کر تمہارے خلاف ہیں...... کل تک مجھے کافر کہتے تھے' میں خوش تھا' مجھے کافر کہہ رہے ہیں۔ میں خوش ہوتا تھا کہ چلو ۱۴ سو سال بعد یہی تاریخ کی سپریم کورٹ نے مجھے فیصلہ تو دیا' مجھے ۱۴ سو سال بعد معلوم تو ہوا' ۱۴ سو سال بعد ہی بھید تو کھلا...... ۱۴ سال بعد ہی اصل چہرہ تو سامنے آیا' ۱۴ سو سال بعد ہی پتہ چلا کہ ۱۴ سو سال پہلے...... ۱۴ سو سال پہلے...... جن کے باپ اور دادا نے علیؑ کے باپ کو کافر کہا تھا' ان کی ناجائز اولاد آج ہمیں کافر کہہ رہی ہے۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) خوش ہو جاؤ' میں خوش ہوتا تھا قبلہ! لیکن علیؑ کی عزت کی قسم! اب مجھ سے معاملہ بڑھ گیا ہے...... تجھ سے معاملہ بڑھ گیا ہے اب ''سگ دہن دریدہ'' ایک لفظ میں نے کہہ دیا ہے' اس کا ترجمہ کسی سے پوچھ لینا' ''سگ دہن دریدہ'' اب ہمارے آئمہ اطہارؑ کی طرف رخ کر رہے ہیں اور اب بھی شیعو! ہم چپ رہیں تو پھر اس سے بہتر ہے کہ مر جائیں اور بیماری سے مرنا...... دشمن کی گولی سے بھی مرنا! بیماری سے مرنے کو پوچھتا کوئی نہیں' یہ موت اچھی ہے یا وہ موت اچھی ہے؟ ادھر یزید کے لشکر کے بچے ہوئے کسی حرام زادے کی گولی ہمارے سینے کے پار...... آنکھیں بند ہوں...... ادھر زہراؑ کہے ''بسم اللہ''! (با آواز بلند...... امام حسینؑ کے نام بلند آواز میں

(صلواۃ!)

زندگی...... میرے عزیزو! کچھ پتہ نہیں کب ختم ہونی ہے' کوئی معلوم نہیں......
کچھ معلوم نہیں...... ہر نماز کے بعد ہم زیارت پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں:

یا لیتنا کن معکم فافوز فوزا عظیما

''میں ہوتا' کاش میں ہوتا' آپؑ کے ساتھ شہید ہو کر قربان ہو
جاتا...... شہید ہو کر رتبہ پا جاتا۔''

آج کوئی مختلف دور ہے' حسینؑ وہی ہے' یزید بدلتا ہے۔(آہا' آہا' آہا...... ذرا جاگ کے آؤ' ذرا جاگ کے آؤ...... علیؑ کا واسطہ جاگو...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) حسینؑ وہی ہے قبلہ! یزید کا روپ بدلتا ہے' کل معاویہ کے بیٹے کا نام یزید تھا...... آج نامعلوم...... نامعلوم...... شجرہ نسب رکھنے والے...... شناختی کارڈ کے ولدیت کے خانے کو جان بوجھ کر خالی رکھنے والے...... آج وہ یزید ہیں...... حسینؑ کا واسطہ مجھے گولی لگ جائے...... مجھے قتل کر دے کوئی! حسینؑ جانتا ہے' کچھ نہیں پتہ اگلے لمحے کا! لیکن اس مجلس کو آخری مجلس سمجھ کر ایک پیغام دے رہا ہوں تمہیں...... جو ذاکر بھی آئے' اس سے کہا کرو ایک منٹ نہیں' دو منٹ نہیں' پانچ منٹ نہیں...... اپنی قوم کو جگائے...... حسینؑ جاگتا ہے۔ اتنے ہزاروں کا مجمع میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے' اگر میں ایک رباعی پڑھوں' آپ آسمانوں پر چلے جائیں گے۔ دو لفظ مصائب کے پڑھوں گا' آپ رو پڑیں گے' میرا فرض پورا نہیں ہوگا' کیونکہ مجھ پر یہ فرض عائد ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ اس دور میں "Crtifay" سون سون ہواؤں میں پلنے والے گندے کیڑے اس دور میں گندے کیڑے...... کوئی کسی نام سے کوئی کسی نام سے...... یزید بنے ہوئے ہیں'

اب بھی ہم چپ رہیں تو پھر اس سے بہتر تو مر جانا بہتر ہے۔ ادھر یزید کے لشکر کے بچے ہوئے کسی حرام زادے کی گولی ہمارے سینے سے پار ہو...... اور زہراؑ کہے "بسم اللہ"...... یہ موت ہے اس موت کو چاہتے ہیں ہم...... (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)۔

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل

نہ مجھے رباعی پڑھنی آتی ہے اور نہ میں پڑھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رباعی تیری سمجھ میں آ جائے۔ تمہاری طرف سے کہہ رہا ہوں' ان کو کہہ رہا ہوں' جن کو تم کہنا چاہتے ہو اور کہہ نہیں پاتے اور تمہاری طرف سے کہہ رہا ہوں۔

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل

نہیں سمجھ میں آئی بات...... کیا میری رباعی کا مصرعہ نیچے رہ گیا' آپ عرش پر چلے گئے؟......

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی

آخری آدمی تک دیکھتا ہوں کہ کون سمجھتا ہے۔

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی
توحید ہے نہ مسجد میں' نہ مسجد کی صفوں میں
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی

(نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

مہربانی جناب......! آہستہ آہستہ کہتے ہو...... ایسا لگتا ہے' اگلے "ماشاء اللہ"

کہہ رہے ہیں اور پچھلے ''انا اللہ'' کہہ رہے ہیں۔(سارے مل کر نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی
توحید ہے نہ مسجد میں' نہ مسجد کی صفوں
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی

☆

انگشتری ہے دین کی نگینہ حسینؑ کا

شکر ہے یا حسینؑ ......شکر ہے میرے مولاؑ ...... بول پڑا مجمع!

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

بولو بولو میرے ساتھ......

سورج پہ سورج' چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

(نعرۂ حیدری)

جتنی بھی آواز حسینؑ نے دی ہے' ایک دفعہ نعرۂ حیدری...... چیخ چیخ کر مر گیا مولوی...... حسینؑ نے قرض دیا ہے' اللہ جنت دے گا۔ مولوی چیخ چیخ کر مر گیا حسینؑ نے قرض دیا...... اللہ جنت دے گا۔ کیا ہے تیری جنت میرے حسینؑ کے مقابلے میں! (یار کہاں بیٹھے ہو...... کہاں بیٹھے ہو؟ خدا کیلئے......) اور حسینؑ کو بھی قرض کے بدلے جنت ملے۔ نہیں' نہیں! محسن نقوی کا عقیدہ اور ہے۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی
قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں

(کوئی تو جاگے' کوئی تو جاگے!)۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی
قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں

وہ کہتے ہیں نا کہ جنت ملے گی' میں کہتا ہوں قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں!۔

جنت تو کچھ نہیں مجھے ڈر ہے کہ حشر میں
اللہ کو اپنا عرش نہ دینا پڑے کہیں

اب تو نعرہ میرا حق بنتا ہے۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

یہی پڑھوں رباعی کہ دوسری پڑھوں؟ مشکل ہے تو دوسری پڑھ دیتا ہوں' اگر نہیں تو پھر (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) یہی ربعی پڑھ دیتا ہوں۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی
قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں
جنت تو کچھ نہیں مجھے ڈر ہے کہ حشر میں
اللہ کو اپنا عرش..............................

جو حسینؑ والے ہو تو دیکھو میری طرف......! قبلہ! میں بتاتا ہوں...... جنت ہے کیا...... جنت ہے کیا......؟۔

ملنگوں کی نگاہوں میں عجب مستی نظر آئی

(اوذرا تو جاگو یار!)

بلندی آسمانوں کی انہیں پستی نظر آئی
کبھی بہلولؒ نے بیچی کبھی حُرؑ نے خریدی
خداوند تیری جنت بڑی سستی نظر آئی

اب تو کہہ دو نا...... اب تو کہہ دو نا...... مہربانی سر...... نعرۂ حیدری...... آخری آدمی تک جن کی رگوں میں علیؑ کا درد ہے' دونوں ہاتھ بلند کر کے...... نعرۂ حیدری!۔

دن رات تیری عقل میں تازہ فتور ہے

ذرا جاگو' جاگو...... رات کے اس وقت صبح کہ اس وقت میں علیؑ کا واسطہ دوں تو وہ بھی نہیں ٹھکراتا' تم میں سے ہر مومن کو کہتا ہوں' علیؑ کا واسطہ جاگ کے سننا' دور تک آواز جائے' علیؑ والے موجود ہیں۔

دن رات تیری عقل میں تازہ فتور ہے
تجھ کو حسینیت سے حد پہ غرور ہے

مولاؑ تیرے نام کا یہ نعرہ بلند کر رہا ہوں۔ (نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)۔

دن رات تیری عقل میں تازہ فتور ہے
تجھ کو حسینیت سے حد پہ غرور ہے

ڈائریکٹ دشمن امام زمانہ سے کہہ رہا ہوں۔

دن رات تیری عقل میں تازہ فتور ہے
تجھ کو حسینیت سے حد پر غرور ہے

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... سلامت رہو' جیو!)

دیتا ہے سدا قاسمؑ شبیرؑ پہ فتوے
پھر اس پر شفاعت کا طلبگار بھی تو ہے
یہ راز تیرے حفظ حسد سے ہوا افشاں
شاید تیری شہ رگ میں امیہ کا لہو ہے

(نعرۂ حیدری)

ایک خواب ہے' کسی کتاب سے نہیں پڑھ رہا ہوں' کوئی حوالہ نہیں' خواب ہے...... خواب ہے' خواب دیکھنے پر پابندی کوئی نہیں۔

کل شب کو خواب میں اے میرے دور پرفتن

بہت دور سے آئے ہوئے نوجوان میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں' خیبر سے کراچی تک سب جانے پہچانے بیٹھے ہیں' انہیں سنا رہا ہوں۔ دوسرا مصرعہ سمجھ میں آ جائے تو بولنا ضرور!۔

کل شب کو خواب میں اے میرے دور پرفتن

دور پرفتن کا مطلب ہے' فتن کا مطلب ہے۔ فتنے...... فتنے کی جمع...... یعنی بہت فتنے! جس میں جمع ہوں' جیسے کوئی اپنے اپنے آپ کو سپاہ کا نام دے دے۔

کل شب کو خواب میں اے میرے دور پرفتن
دیکھی یزیدیت کے قبیلے کی اک دلہن

اب جاگ میرے ساتھ......اب جاگ میرے ساتھ!

آنکھوں میں سرخ کاجل کی ڈوریاں
ماتھا منافقت کی تپش شکن شکن
گردن میں طوق لعنت پروردگار تھا
پھڑپھڑ جب آنکھ پھرکی حقارت کا بانکپن
ہونٹوں پہ من میں بد کی شعور و یہود کی
پاؤں میں ڈالروں کی جھنا جھن جھنا جھن
چشمہ جبیں پہ آلِ محمدؐ کی دشمنی
سانسوں میں گرد را ہے لگی وسعت گھٹن
لگتی تھی دور سے ابوسفیان کی کنیز
سینچا گیا تھا شعلہ نمرود سے بدن
گزری جو پاس سے ابوجہل کی بہو
میں نے کہا یہ کون ہے بدکار بدچلن

(اب کوئی نہ جاگے تو میرا قصور نہیں......) میں نے کہا یہ کون ہے بدکار بدچلن! (مولا حسینؑ تیرے مومن تھکتے جا رہے ہیں)۔

گزری جو پاس سے ابوجہل کی بہو
میں نے کہا یہ کون ہے بدکار بدچلن

(جاگو بھئی......جاگو! اب کوئی نہ جاگے تو میرا قصور کوئی نہیں) میں نے کہا۔

میں نے کہا یہ کون ہے بدکار' بدچلن
آئی صدا کہ اس کے مقابل کرو جہاد

کیوں......؟

دیکھو یہ ہے سپاہ صحابہ کی انجمن

علم پر پنجہ بنا ہوتا ہے' آج تک کسی نے پنجے پر شعر نہیں کہا' آج محسن نقوی سناتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ شعر عام ہو۔

کوئی تو ہے جو ظلم کے حملوں سے دور ہے
کوئی تو ہے جو ضبط وفا کا غرور ہے
اب تک جو سرنگوں نہ ہوا پرچم حسینؑ
آپ پر کسی کے ہاتھ کا سایہ ضرور ہے

(جاگتے آؤ......سارے مل کر......سارے مل کر نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)۔

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رُخ گیتی کی سر عرش تلک ہے
یہ کہہ کر گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل
بجلی میرے عباسؑ کے لہجے کی کڑک ہے

بڑے پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں اور کچھ میری طرح تھوڑے پڑھے ہوئے ہیں' جن کی سمجھ میں یہ رباعی آئے گی' بہت بلند آواز سے جواب دینا۔(نعرۂ حیدری......نعرۂ حیدری' یا علیؑ ......علیؑ علیؑ ......علیؑ علیؑ ......) سلامت رہو قبلہ!۔

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) اٹھ کر نعرہ لگاؤ تا کہ مجھے بھی پتہ چلے......نعرہ کیا ہوتا ہے۔ وہ سارے مل کر نعرہ لگائیں۔(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) سارے مل کر...... آلِ محمدؐ آپ کی زندگی دراز کرے' شان حسینؑ کی گلیوں میں نہیں......اینٹ اینٹ پر لکھا ہونا چاہیے۔

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو
اس کو خطاب کوفی و شامی دیا کرو
جب بھی مقابلے میں صفیں ہوں یزید کی
عباسؑ کے علم کو سلامی دیا کرو

(آہا' آہا' آہا......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

اگر اجازت دیں سید تو...... ہاں جی! دوبارہ پڑھوں۔

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو
اس کو خطاب کوفی و شامی دیا کرو
اٹل وعدہ ہے اپنا اے سخی عباسؑ کے پرچم

(آہا' آہا' آہا!)

اٹل وعدہ ہے اپنا اے سخی عباسؑ کے پرچم

(جس کا وعدہ ہے وہ بولے' جو نہیں بولے گا میں سمجھوں گا' اس کا وعدہ نہیں ہے!)

یہ دنیا کیا ہے محشر کو بھی ہم بیدار کر دیں گے

(جس کے دل کی آواز ہے وہ بولے' جو نہ بول رہا ہوگا میں سمجھوں گا اس کے

دل کی آواز نہیں ہے' کوئی جبر نہیں......کوئی جبر نہیں (!)

اٹل وعدہ ہے اپنا اے سخی عباسؑ کے پرچم
یہ دنیا کیا ہے' محشر کو بھی ہم بیدار کر دیں گے
اگر شبیرؑ کے ماتم میں پابندی ہے جنت میں
تو پھر جنت میں بھی ہم جانے سے انکار کر دیں گے

(آہا' آہا' آہا......جن کی رگوں میں علیؑ بستا ہے......نعرۂ حیدری......یا علیؑ !)

.... اے سخی عباسؑ کے پرچم
یہ دنیا کیا ہے' محشر کو بھی ہم بیدار کر دیں گے
اگر شبیرؑ کے ماتم میں پابندی ہے جنت میں

بڑی جنت لئے پھرتا ہے! قبلہ! خواہ مخواہ جنت لئے پھرتا ہے' مجھے حسینؑ کی عظمت کی قسم! نہ ہم جنت چاہتے ہیں' نہ ہمیں دوزخ کا خوف ہے۔ قیامت کے دن اللہ یہ کہہ دے کہ یہ حسینؑ کے ہیں' پھر جہاں بھیج دیں وہی جنت ہے...... وہی جنت ہے۔

پھر رند جس در کو چھو لیں کوہ پیمانہ ہے
جس جگہ بیٹھ کر پی لیں وہی مے خانہ ہے

(نعرۂ حیدری......یا علیؑ)

قبلہ! ہمیں تو معلوم ہے' جنت کیا ہے...... دوزخ کیا ہے......محشر کیا ہے...... کوثر کیا ہے۔

تحت الثریٰ ہے بغض علیؑ کی گھٹن کا روپ
جنت میرے حسینؑ کی بخشش کا نام ہے

(نہیں' نہیں یوں نہیں! جس طرح مستانہ وار سن رہے ہو' اسی طرح سے سنو!)

کوثر علیؑ کے سجدہ وافر کی ہے زکوٰۃ
دوزخ بتول پاکؑ کی رنجش کا نام ہے

ہمیں پتہ ہے کہ دوزخ کیا ہے...... جنت کیا ہے! سیدھی سی بات ہے قبلہ! عقیدے کی بات ہے' اگر شاعری سننا ہے تو پھر سنتے آؤ' عرض کروں قبلہ! اجازت ہے!

تحت الثریٰ ہے بغض علیؑ کی گھٹن کا روپ
جنت میرے حسینؑ کی بخشش کا نام ہے
کوثر علیؑ کے سجدہ وافر کی ہے زکوٰۃ

دوزخ کیا ہے......؟

دوزخ بتولؑ پاک کی رنجش کا نام ہے

کمال ہے تو زہراؑ کے دروازے پر آگ لے کر آئے اور جنت میں جائے...... (جی' جی' جی!) مجھے علم کی عزت کی قسم! جب سے مسلمانوں کے دربار سے واپس آئی' باباؐ کی قبر پر بیٹھ کر کہتی ہے' بابا اتنی مصیبت ہوئی ہے' اتنی تکلیف دی ہے مسلمانوں نے...... میں زہراؑ تیری قسم کھا کر کہتی ہوں' دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی...... جنت میں جائے!(جی' جی' جی!) مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! جب سے مسلمانوں کے دربار سے واپس آئی...... باباؐ کی قبر پر بیٹھ کر کہتی ہے...... باباؐ! اتنی

مصیبت' اتنی تکلیف دی ہے مسلمانوں نے' میں زہراؑ تیری قسم کھا کر کہتی ہوں کہ دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی۔

بانی مجلس کا فرمان ہے' لیکن تو رو پڑا ہے' تجھے میں کیا مصائب سناؤں' جی بھر کے رو...... میں حج کر کے آیا ہوں۔ جی' پھر بتاؤں! (آئے' ہائے' ہائے) اچھا بابا اچھا......تو نے واسطہ دیا ہے' میں تیری حکم کی تعمیل کرتا ہوں' بانی مجلس نے بھی واسطہ دیا......

شاہ صاحب روتے ہم اس لئے ہیں...... بہت سے حاجی بیٹھے ہیں' جو نہیں گئے اللہ انہیں بھی حج نصیب کرے۔ میں ہو کے آیا ہوں' ہو کے آئے ہو قبلہ! جہاں میں ہو کر آیا ہوں (مجلس پڑھ رہا ہوں) یہ ہے ''جنت البقیع''، جہاں سے تم گلی مڑے ہو وہاں ہے مسجد نبویؐ...... فاصلہ دیکھ لو...... یہ زہراؑ کی قبر ہے قبلہ...... اتنے فاصلے پر مسجد ہے۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ روتے کیوں ہیں......؟ حاجی جانتے ہیں اگر میں غلط پڑھوں' زہراؑ میری شفاعت نہ کرے۔ شام ہوتی ہے' نبیؐ کی مسجد کے ۳۰ ہزار بلب روشن ہوتے ہیں' زہراؑ کی قبر پر چراغ جلانے والا کوئی نہیں۔(اب بھی نہ روئے...... نا...... نا' ایسے نہ رو' شاہ صاحب!)

مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں نے زہراؑ کی قبر پر کھڑے ہو کے...... عرب کی پولیس کے طمانچے کھا کر...... میں نے زہراؑ کی مجلس پڑھی ہے۔ جب وہ مجھے گھسیٹ رہے تھے قبلہ کہ یہاں مجلس نہ پڑھ...... میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا' جنگلہ ہے' جنگلے سے ٹکر مار کر پاکستان کی ایک سیدزادی' جس کا سفید سر تھا' ٹکریں مار رہی ہے' اس کے سر سے خون جاری ہوا۔ رو کر کہتی ہے:

''زہراؑ اس سے بہتر تھا پاکستان آ کے مرجاتی' ہم اپنی بیٹیوں کا
زیور بیچ کر تیری قبر بنواتے۔'' (شرم کر کے نہ رو!)

اس سے بہتر تھا پاکستان آ کر مرجاتی' ہم اپنی بیٹیوں کے زیور بیچ کر تیری قبر بنواتے...... میں شرطیہ کہتا ہوں کوئی سنی' شیعہ اس بات پر اپنے آنسو سنبھال کر رکھے۔ میری مائیں بیٹھی ہیں سفید سروالی مائیں...... میں ان کے سامنے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم روؤ یا نہ روؤ...... تمہاری مرضی ہے' لیکن میرا ایمان ہے' اس وقت زہراؑ بھی مجلس میں موجود ہے' آؤ اسے پرسا دیتے ہیں۔ شاہ صاحب! یہ سامنے جو دیوار ہے' اس میں جو دروازہ ہے...... یہ دروازہ ہے بتولؑ کا دروازہ' جہاں میں کھڑا ہوں' یہاں منبر رسولؐ کا اتنا فاصلہ ہے۔ آ کے بی بیؑ کھڑی ہوتی ہے' ۳ گھنٹے کھڑی رہی...... پاؤں پر ورم آ گئے' کسی بے غیرت کو شرم نہیں آئی کہہ دیتا' زہراؑ بیٹھ جا......! ۳ گھنٹے بعد کہا:

''چاچا سلمانؓ! میں تھک گئی ہوں۔'' (کیوں شرم کر کے روتے ہو؟)

چاچا سلیمانؓ! میں تھک گئی ہوں...... سلیمانؓ کہتا ہے:

''ہے کوئی جو بتولؑ کو بیٹھنے کی اجازت دے۔''

(میں آگے نہیں پڑھ سکتا...... علیؑ کے سر پر قرآن رکھ...... اگر میں غلط کہوں تو زہراؑ میری شفاعت نہ کرے' اگر صحیح پڑھوں اٹھ کر ماتم کرنا!) جب سلیمانؓ نے کہا' میری آقا زادی بتولؑ اتنی دیر کھڑی رہنے کی عادی نہیں...... اسے بیٹھنے کی اجازت دو۔ حاکم وقت منبر سے اترا' منبر سے اتر کے کیا کہا اس نے...... سن لیں گے...... بتا دوں میں! کہتا ہے:

''سلیمان 'سلیمانؓ!! اپنی آقا زادیؑ سے کہہ' اب یہ منبر تیرے باپ کا نہیں۔'' (پتہ نہیں کس انداز میں رونے کا عادی ہے تو!)

اب یہ منبر تیرے باپ کا نہیں...... بی بیؑ کہتی ہے:

''چاچا سلیمانؓ! چپ ہو جا......اب اس سے کوئی سوال نہ کرنا۔''

قبلہ! زہراؑ نے اپنی ردا سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک کاغذ دیا:

''یہ میرے باباؐ کی سند ہے۔''

(مجھے موت آ جائے!) ایک گھنٹے تک وہ سند سارے دربار میں پھرائی جاتی رہی:

''پہچانئے! یہ دستخط محمدؐ کے ہیں یا نہیں......''

ایک گھنٹے تک! حاکم منبر سے اترا' (اب دعا کرو مجھے موت آ جائے) دیکھ کر کہتا ہے:

''سند کس کی ہے؟''

پردے کے اندر سے آواز آئی:

''میرے باباؐ کی...... میرے بابا محمدؐ کی!''

حاکم کہتا ہے:

''کوئی گواہ!''

سات سال کا حسینؑ ......نو سال کا حسنؑ! چھوٹے چھوٹے عمامے ہاتھوں میں لے کر کہتے ہیں:

''سند نہ مانگ' حق نہ دے......لیکن ہماری ماں کو نہ جھٹلا......''

ناناؐ کا نام آیا..... ہر آنکھ رو پڑی ہے قبلہ! حاکم نے سند اونچی کی۔ آواز آئی:

''کیا چاہیے.....؟''

بتولؑ کہتی ہے:

''مجھے حق دے۔''

بتولؑ کے دل کی دھڑکن تیز ہے' سلیمانؓ چپ ہے' دربار میں سناٹا ہے' رسولؐ کی قبر میں زلزلہ ہے' حاکم نے قبلہ چار چکر لگائے:

''یہ محمدؐ کی قبر ہے؟''

آواز آئی:

''ہاں!''

کہتا ہے:

''نہیں جانتا!''

یہ کہہ کر حاکم نے سند کے ٹکڑے کر دیئے۔ ٹکرے گرے' کوئی سلیمانؓ نے چنے..... کوئی حسینؑ نے چنے..... کوئی حسنؑ نے چنے..... بتولؑ کی آواز آئی:

''بابا! میں غریب ہوگئی.....''

(حوصلہ میرے نوجوانو! شرم کر کے نہیں رونا..... جی' جی' جی..... کیا ہوا' بے ہوش ہوگئی ہے تو کیا ہوا' مستور ہے' اسے معلوم ہے' جج اپنا ہے' کوئی تازیانے نہیں مارے گا! وہ زینبؑ تھی' کربلا سے شام تک..... پھوپھی کہتی ہے' سکینہؑ نہ رو..... سکینہؑ نہ رو شمر دیکھ لے گا۔ ماتم کرو..... ماتم کرو..... فرمان ہے مجمع کا' شہزادی کے بول سنا تیرا فرمان ہے انعام بھائی کہ میں شہزادے علی اکبرؑ کی شہادت سناؤں۔ حسینؑ کی

غربت کی قسم میں آگے نہیں پڑھ سکتا' مجھ میں جرات نہیں جو بات کہہ سکوں۔ مجھے پڑھتے ہوئے اس وقت چالیس منٹ ہوئے ہیں' اگر اجازت ہو تو پانچ منٹ اور میں مصائب پڑھتا ہوں' اس سے زیادہ میں مصائب پڑھ نہیں سکتا!)

جی! چوتھا دن تھا...... علیؑ قرآن پڑھ رہے ہیں' زہراؑ چپ کر کے بیٹھی ہیں' گلی میں شور بلند ہوا۔ آواز آئی:

''فضہؓ! جا دیکھ کون ہے؟''

آواز آئی:

''زہراؑ تو اجڑ گئی' تیرے دروازے پر مسلمان لکڑیاں اکٹھی کر رہے ہیں۔'' (روتا بھی آ...... ماتم بھی کرتا آ......)

آواز آئی:

''کیا ہوا؟''

کہا:

''لوگ کہہ رہے ہیں علیؑ باہر آؤ' ورنہ دروازہ جلا دیں گے۔''

(اگر میں شرم کر کے پڑھوں تو قاتلوں میں شمار ہوتا ہوں' اگر شرم نہ کروں تو ٹکریں مار مار کر مر جاؤں۔ تھوڑی سی لائٹ کم ہو رہی ہے یا جانے لگی...... لوڈشیڈنگ...... نہیں میرا ایمان ہے کوئی نہ کوئی علامت ضرور ہوتی ہے یا خود آتی ہے یا لاہور والی بیٹی سے کہا ہوگا' جا میرے پردے کو رو رہی ہیں مستورات' دیکھ کے آ...... کون کون رو رہا ہے۔ شرم کر کے نہ رو...... سید زادو! اگر اس طرح میں نہیں پڑھ سکتا...... میں شہادت بی بیؑ کی نہیں پڑھ سکتا۔ دو لفظ پڑھ کر ختم کر دیتا ہوں!)

مجھے حسینؑ کی غربت کی قسم! فضہؓ کہتی ہے:

''باہر لوگ آئے ہیں......''

علیؑ کہتا ہے:

''میں جاتا ہوں۔''

آواز آئی:

''یاعلیؑ آپ بیٹھیں......'' (اگر اجازت ہو تو یہ لفظ پڑھ دوں' اگر اجازت نہ ہو تو نہیں پڑھتا!)

دروازہ فضہؓ نے بند کیا' چپ کر کے کھڑی ہے دروازے کے پیچھے زہراؑ کی بیٹی! کہا:

''کیوں آئے ہو؟''

آواز آئی:

''ہم دروازہ جلانے آئے ہیں۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''تمہیں معلوم نہیں...... یہ رسولؐ کی بیٹی کا گھر ہے۔''

اتنا کہنا تھا کہ آواز آئی:

''آگ لگاؤ۔''

جب آگ لگانے کا نام آیا' (اللہ جانے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں) ادھر آگ لگی' ادھر دروازہ گرا...... ادھر ایک چیخ آئی:

واغربتاہ

''ہائے ہائے! میری غربت......'' (اللہ جانے آج میں پڑھ سکوں

گا یا نہیں!)

ادھر دروازہ گرا...... دروازہ پہلو پر لگا' بتولؑ کی آواز آئی:

''یا علیؑ ! میرا محسنؑ ...... یا علیؑ ! میرا محسنؑ شہید ہو گیا۔''

ادھر دروازہ گرا' محسنؑ شہید ہو گیا۔ (ہائے' ہائے' ہائے!)

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

باوصفِ کمال ہمہ دانی نہیں آئے

ذہنوں میں مفاہیم نہانی نہیں آئے

حق مدحت حیدر کا ادا ہو بھی تو کیونکر

الفاظ کے قابو میں معانی نہیں آئے

(دانش عباس)

مجلس نہم

اس سلطنت کا ایک جزیرہ بہشت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلواۃ!......خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غم حسینؑ
قصر ارم تو اس کیلئے سنگ و خشت ہے
جس سلطنت پہ راج ہے میرے حسینؑ کا
اس سلطنت کا ایک جزیرہ بہشت ہے

مولاؑ ان سب کی زندگی سلامت رکھے......میرے بھائی علامہ عرفان عابدی کو مولاؑ سلامت رکھے' انہوں نے جی بھر کر مجلس پڑھی اور اب مغرب سے پہلے مجلس کو ختم بھی ہونا ہے۔ میرے بعد استاد الذاکرین......میرے بزرگ محترم قبلہ خان محمد بخش بھی تشریف فرما ہیں اور ان کے علاوہ پروفیسر علامہ عبدالحکیم ترابی بھی آپ سے خطاب کریں گے' مجھے جو وقت آج ملا ہوا ہے' میری خواہش تو یہ تھی کہ میرے بھائی عرفان

صاحب جتنی دیر پڑھ گئے...... اتنی دیر میں بھی پڑھوں تا کہ لوگ...... تا' کہ مختصر' جتنا مجھے جو وقت کہا ہوا ہے ۲۰' ۲۵ منٹ! اس میں' میں کوشش کروں گا کہ اتنا کچھ کہہ جاؤں کہ آپ کی طبیعت اور آپ کی مودت آلِ محمدؐ جو معراج پر پہنچی ہوئی ہے...... اس کا لطف آ سکے۔ یہ ہوتا ہے کہ کبھی عرفان صاحب مجھ سے پہلے پڑھ لیں تو وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ میں بعد میں...... مجھے وقت ہی اتنا ملے...... کوئی نہیں' ۷ جنوری کو پھر اکٹھے ہو رہے ہیں' انشاء اللہ...... اور میں پہلے پڑھوں گا اور وہ بعد میں پڑھ لیں گے' مقابلہ کوئی نہیں جی......!

یہ میخانہ ہے بزمِ جم نہیں ہے
یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے

(نعرۂ حیدری' یا علیؑ...... یا علیؑ...... یا علیؑ)

علیؑ ...... علیؑ' علیؑ' علیؑ! آغاز کر رہا ہوں' آج ۲۵ دسمبر ہے اور ذکر کر رہا ہوں کہ انسانیت کا حقیقی قائداعظم ''علیؑ'' ہے۔ (بھائی ذرا یوں نہیں!) کوئی لفظ میں بار بار نہیں کہتا کہ تاریخی فیصلہ یہ نہیں' وہ نہیں...... آج فیصلے ہوتے رہیں گے' لیکن از راہ نوازش تا کہ میں دو رباعیاں اور تھوڑا سا مصائب پڑھ کر آپ سے اجازت چاہوں اور پہلی بات یہ ہے کہ

کچھ سوچ جب گئے تھے سرِ عرش مصطفیٰؐ

رباعی اگر توجہ سے سن لیں تو بہت لطف آئے گا' نہ سنی توجہ سے میری اپنی قسمت!

کچھ سوچ جب گئے تھے سر عرش مصطفیؐ
آواز کے حجاب میں دراصل کون تھا؟

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

وہ جو میرے بھائی تھے نا...... بلند نعرے لگانے والے...... وہ عرفان صاحب ساتھ لے گئے' اس لئے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا اور جنہیں انہوں نے شیعہ کیا ان کی شکل ہم نے نہیں دیکھی' وہ بھی ساتھ گئے ہیں ان کے! اب ہم ہیں اور آپ ہیں......!

کچھ سوچ جب گئے تھے سر عرش مصطفیؐ
آواز کے حجاب میں دراصل کون تھا؟

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

جلال مرتضیٰؑ سے عزم کی تلقین ملتی ہے
دعا کو ہر طرف سے دولت آمین ملتی ہے

میں کوئی ریفرنڈم نہیں کرا رہا ہوں' میں تاریخی فیصلہ نہیں کر رہا ہوں' میں کسی قسم کی ایسی بات نہیں کر رہا ہوں' جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ کہی ہو...... جو کچھ کہنا تھا خیبر میں نبیؐ کہہ گئے' ہم اس کی تشریح کر رہے ہیں۔

جلال مرتضیٰؑ سے عزم کی تلقین ملتی ہے
دعا کو ہر طرف سے دولت آمین ملتی ہے
خدا برحق سہی' لیکن پریشانی کے عالم میں
علیؑ کا نام لینے سے بڑی تسکین ملتی ہے

(جاگتے آؤ..... جاگتے آؤ..... بلند آواز سے نعرۂ حیدری..... یاعلیؑ .....گلی گلی، علیؑ علیؑ ..... گلی گلی، علیؑ علیؑ .....) عرفان بھائی نے جو آغاز کیا تھا تقریر کا! میں بیٹھا ہوا تھا' کہا تھا علیؑ ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ پہلا مصرعہ اگر سن لیا تو کھڑے ہو کر داد دینا' اگر کروڑ روپے کا مصرعہ ہو تو کم از کم دس پیسے کی داد مجھے ضرور دینا' کوئی بات نہیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ عرفان صاحب کہہ رہے تھے کہ علیؑ بادشاہ سمجھ میں نہیں آتا' لیکن ہماری نہیں' اس کی (مولوی)۔

ازل سے عقل کا اندھا' مولا علیؑ کو کیا جانے
ازل سے عقل کا اندھا' مولا علیؑ کو کیا جانے
کہ خوشبو کا مقام و مرتبہ موج صباء جانے

مشکل نہیں ہے حرف سمجھنا!

ازل سے عقل کا اندھا' مولا علیؑ کو کیا جانے
کہ خوشبو کا مقام و مرتبہ موج صباء جانے

علیؑ کیا ہے..... توجہ میری جانب!

یہی ایک بات اپنے دل کو سمجھانے کو کافی ہے

ایک مصرعہ پہ آخری لفظ..... یہ میں خود بھی ''نام علیؑ'' لینا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ بھی نام علیؑ لیں۔

ازل سے عقل کا اندھا' علیؑ مولا کیا جانے
کہ خوشبو کا مقام و مرتبہ موج صباء جانے
یہی اک بات اپنے دل کو سمجھانے کو کافی ہے

خدا کیا ہے علیؑ جانے، علیؑ کیا ہے خدا جانے

(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) میرے عشق کی تار نہ توڑو......!

سو بار عدو خاک زمیں چھان چکا ہے

رم جھم نہیں...... حوصلہ دھار بات کہیں

سو بار عدو خاک زمیں چھان چکا ہے
ہمسر علیؑ کا نہ ہو گا نہ ہوا ہے

(آہا' آہا' آہا!)

جز مولا علیؑ کوئی نہیں وارث منبر

یہ مصرعہ میرا اگر ضائع ہو گیا تو مجھے قبر تک دکھ رہے گا

جز مولا علیؑ کوئی نہیں وارث منبر
تو کیا ہے، خلیفوں نے یہ اقرار کیا ہے
مشکل جو پڑے، مانگ مدد شیر جلی سے
خیبر میں پیامبرؐ نے یہی درس دیا ہے

☆

کچھ مال سقیفہ...... (واہ' واہ' واہ!) نہیں سمجھ رہے یہ ساری باتیں کرنے کے بعد چیلنج کر رہا ہوں کہ کچھ مال سقیفہ سے، اگر ممکن ہو تو پھر اس کے مقابل ابھی سے آ......

کچھ مال سقیفہ سے اگر اب بھی بچا ہے
لیکن یہی شرط وہ انسان ہو کے علیؑ تھا

دنیا اسے دیکھے تو کہے عقد کشا ہے

کیا ہو جو علیؑ کا ہمسر ہو......؟

جس کی سمجھ میں نہ آئے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں اور اگر شعر ضائع ہو گیا تو تکلیف ہوگی۔

اعمال سے ظاہر ہو کہ بندہ ہے خدا کا

تیور یہ بتاتے ہوں کہ بندوں کا خدا ہے

علیؑ کا واسطہ دے رہا ہوں قبلہ! جاگو...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)۔

یہ شرط ہے پوری کہ تیرا بخت کھلے گا

ورنہ تجھے لعنت کے سوا کچھ نہ ملے گا

(نعرۂ حیدری......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

میرا جی چاہتا ہے ابو جہل کی لاڈلی بیٹی کا تعارف کرا دوں' ابوسفیان کی لے پالک دختر کا! عوام سے...... (محسن صاحب بہت احسان ہوگا آپ کا!...... ''سامعین'')

ہاں! آج میں صحیح طرح سے تعارف کرا دوں گا۔

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

جاگو! علیؑ کا واسطہ دے کر کہہ رہا ہوں میں...... جاگو میرے ساتھ...... جاگتے آؤ......

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

غلط کہا میں نے...... نہ شکل ہے' نہ عقل ہے...... نہ لباس ہے' نہ مزاج ہے...... نہ تربیت ہے...... نہ نیت ہے...... نہ عقیدہ ہے...... نہ شریعت ہے۔

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

کربلا گاہے شاہ ہے' تاریخی مجلس ہے۔ عزت اور لاج رکھنے والا میرا مولاؑ ہے داد دینے والے آپ ہیں' داد آپ سے لوں گا قیمت علیؑ سے لوں گا۔

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

نہ منزل میسر نہ راہ صحابہ

ذرا جاگو...... ذرا جاگو...... علیؑ کا واسطہ......!

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

سقیفہ سے نکلی...... ''ڈی آئی جی'' نوٹ کرے' محسن نقوی کہہ رہا ہے' نوٹ کریں ڈی آئی جی...... (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

سقیفہ سے نکلی جہالت کی ٹکڑی

نہ منزل سید نہ راہ صحابہ

وہ مشیت کی اندھی شریعت میں بھنگی

وہ نا آشنائے نگاہ صحابہ

وہ مغضوب و ظالم ٹولے کی دختر

روزانہ نماز میں تم پڑھتے ہو نا...... سورۂ فاتحہ کی یہ آیت:

انعمت علیهمO غیر المغضوب علیهم و لا الضالینO

وہ مغضوب و ظالم ٹولے کی دختر

یہ لفظ میں پڑھ چکا' جس کی سمجھ میں آئے گا' وہ بولے گا۔

وہ مغضوب و ظالم ٹولے کی دختر
وہ ہے رندائے بارگاہ صحابہ

اگر میں نے کھڑے ہو کر داد نہ لی تو میں نے نجف والے سے بھیک ہی مانگی۔

وہ ہے رندائے بارگاہ صحابہ
وہ ہے ابن پیغمبرؐ کی ابجد سے کوری
وہ ناواقف انتہائے صحابہ
یہ کیوں سائے دست شیطان ہٹا کر
سجاتی ہے سر پر کلہائے صحابہ

(توجہ......توجہ...... میرے دوستو توجہ!)۔

یہی ہے وہ آلِ محمدؐ کی دشمن
جو اب ڈھونڈتی ہے پناہ صحابہ

(جی جی......توجہ......!)۔

یہی ہے وہ آلِ محمدؐ کی دشمن
جو اب ڈھونڈتی ہے پناہ صحابہ

(یہ ہے کون...... بھائی آپ...... جناب آپ......محترم سے!)۔

جو اب ڈھونڈتی ہے پناہ صحابہ

دو لفظ کہہ رہا ہوں' اس کا تعارف ختم کر رہا ہوں۔ اب پتہ نہیں یہ لفظ سمجھ میں بھی آئے یا نہ آئے۔

جو اب ڈھونڈتی ہے پناہ صحابہ
یہ ناواقف انتہائے صحابہ
یہ ہے رندائے بارگاہ صحابہ
نہ منزل میسر نہ راہ صحابہ
جو اب ڈھونڈتی ہے پناہ صحابہ
اسی کا تخلص تھا فوج یزیدی
اسی کا لقب ہے سپاہ صحابہ

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ...... نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ یاعلیؑ ...... دونوں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

جو انسان ہر دور میں اپنے دشمن کا انجام دنیا کو دکھائے اسے حسینؑ کہتے ہیں۔(تھک کے نہیں بیدار ہو کے آؤ نا' کہ لطف آئے۔ لاہور کے پڑھے لکھے لوگ ہیں' بیدار مجمع ہے' بیدار لوگ ہیں' ڈیڑھ اسماعیل خان سے لے کر پشاور تک...... پشاور سے کراچی تک کہ مومنین موجود ہیں...... کوئی لفظ ضائع ہونے کا مجھے اندیشہ نہیں۔ پتہ ہی نہیں چلے گا میں کس وقت ختم کرتا ہوں اور یہ لفظ میرے ساتھ ساتھ چلتا آئے تو مجھے لطف آئے گا!)

ہر دور میں ہر انسان کو اپنے دشمن کا انجام دکھانے والے کا نام ہے حسینؑ ! یزید کل بھی تھا...... یزید کل بھی تھا...... میرے حسینؑ سے ٹکرایا تھا...... ٹکرایا تھا نا...... دنیا بھر کے آثار قدیمہ کو محسن نقوی...... دنیا بھر کے شیعوں کی جائیداد لکھ کر دینے کو تیار ہے اگر آثار قدیمہ کے ماہرین...... ماہرین انسان ۱۴ سو سال پہلے میرے حسینؑ سے

ٹکرانے والے یزید کی قبر کا نشان دکھا دیں۔(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ ...... ایک مرتبہ آسمانی نعرہ......نعرۂ حیدری...... یا علیؑ !)

اگر کوئی اس یزید کی قبر کا نشان یا اس کی کوئی ہڈی......کوئی پسلی یا اعضاء دکھا دے۔(سلامت رہو......سلامت رہو' لاہور والو!) تو میں جائیدادیں پوری شیعہ قوم کی دینے کو تیار ہوں۔ ۱۴ سو سال بعد بھی ایک یزید مزاج انسان میرے حسینؑ سے ٹکرایا۔(کوئی لفظ اگر پسند نہ آئے تو میرے ساتھ بولنا ضرور' اس لئے کہ سارے ماشاء اللہ میرے سامنے پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں!) ۱۴ سو سال بعد بھی ایک انسان یزید کی شبیہ بن کر...... دوسرے یزید اور اس میں مشابہت یہ تھی کہ یزید کو بھی فوج پر ناز تھا' (پتہ نہیں کہاں بیٹھے ہوئے ہو!) اسے بھی فوج پر ناز تھا...... یزید کو بھی خزانے پر ناز تھا' اسے بھی خزانے پر ناز تھا...... یزید کے ابرو کا اشارہ بھی قانون کہلاتا تھا' اس کے ابرو کا اشارہ بھی قانون کہلاتا تھا...... اس کے پاس بھی کرسی تھی' اس کے پاس بھی کرسی تھی...... اس کے پاس بھی مشیر تھے' اس کے پاس بھی مشیر...... وہ بھی مولوی خریدتا تھا' یہ بھی مولوی خریدتا ہے۔(جاگتے آؤ...... جاگتے آؤ......نعرۂ حیدری)

اس کے دور میں بھی سب سے زیادہ بکے ہیں' اس کے دور میں بھی سب سے زیادہ سستے بکے ہیں...... وہ بھی اپنے پیچھے مولوی چھوڑ گیا تھا جنہوں نے ایک چھوٹا سا گروپ بنا لیا تھا حسینؑ کے خلاف! یہ بھی خود مر گیا' اس کی بھی قبر کا نشان نہ ملا' لیکن اس کو اپنوں پراؤں سب نے...... ٹی وی پر دیکھا کہ میرے حسینؑ سے ٹکرانے والے ۱۴ سو سال بعد یزید کے اس دوسرے روپ...... اس یزید کو...... میرے حسینؑ سے ٹکرانے والے اس یزید کو...... اس یزید کو نہ آسمان نے پناہ دی' نہ زمین نے جگہ

دی' اللہ جانے جہنم کی آگ اسے کہاں لے گئی۔(خود نعرہ حیدری...... یا علیؑ ...... نعرہ حیدری' یا علیؑ) نہ اس کی قبر کا نشان' نہ اس کے نشان...... کوئی اللہ جانے ڈبے میں کیا بند کیا' کچھ نہیں پتہ...... کہتے ہیں کچھ دانت تھے' جو دکھانے کے تھے۔(پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں!) یہ بھی ختم ہو گیا' وہ بھی ختم ہو گیا...... وہ بھی اپنے پیچھے ایک گروپ چھوڑ گیا ہے' اپنے آپ کی وراثت میں' کیونکہ یہ اپنے آپ کو لشکری کہتا تھا...... فوجی کہتا تھا۔ اس نے بھی ایک گروپ چھوڑا' اس کا نام سپاہ رکھ لیا اور ان کا ایک لشکری الیکشن میں...... اس دور میں شناختی کارڈ میں' کل تک کہتے تھے کہ کسی گھر میں ''علم'' ہے' نہیں مانتے...... کل تک کہتے تھے خاتون کی حکمرانی نہیں مانتے...... یہی اعظم طارق کہتا ہے...... کیا کہتا ہے...... آج اسی اسمبلی میں وہی اعظم طارق...... پتہ نہیں کس مشیت کے تحت وہ بیٹھا ہے۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا

تھک گئے ہو' جو تھک گیا ہے وہ صلواۃ پڑھے...... اور جو نہیں تھکا وہ بھی صلواۃ پڑھ لے اب۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

یوں نہیں' ایسے تو میں نے میلاد کی محفل میں پڑھا تھا' تو مجھے داد ملی تھی جو آج تم دے رہے ہو۔ میں پھر پڑھتا ہوں' کئی دفعہ پڑھوں گا۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

آج خطیب آلِ محمدؐ قبلہ اظہر حسن زیدی صاحب کی بھی برسی ہے' آلِ محمدؐ ان کا مقام بلند کریں...... جن کے بچے کھچے لفظ ہم سمیٹ کر لے آئے ہیں' جس نے پچاس سال تک منبر پر ذاکری کی۔ خطیب آلِ محمدؐ کے لقب کو اس کی برسی پر شیعہ اپنے بچھڑنے والوں کو یاد رکھتے ہیں' جبکہ انہیں یاد نہیں' انہیں اپنی ماں کی شہادت یاد آئی۔

ابھی ۱۴ سو سال بعد...... ابھی ۱۵ سال ہوئے یاد کیا ہو گا...... کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو! ہم اگر علی مولاؑ کی شہادت مناتے ہیں تو ولادت بھی مناتے ہیں۔ چھوٹے سے بچے کو اٹھا کر میں پوچھتا ہوں کہ علیؑ کی ولادت کب ہوئی؟ وہ کہے گا' ۱۳ رجب! شہادت پوچھوں گا' ۲۱ رمضان...... ہمارا درس یہی ہے...... ہم یاد رکھتے ہیں' ہم شہادت بھی مناتے ہیں...... ولادت بھی مناتے ہیں۔ تم جو علیؑ کے مقابلے میں لاتے ہو اور ان کے ایام شہادت منانے کے بڑے بڑے اشتہار چھپتے ہیں' پھر شیعہ قوم کے ہزاروں کے مجمع میں' لاکھوں کے مجمع میں محسن نقوی چیلنج کرتا ہے' تم جنہیں علیؑ کے مقابلے میں لا رہے ہو اور جن کا یوم شہادت منا رہے ہو' ہماری ریت سے...... ان میں سے کسی ایک کا' کسی ایک کا یوم ولادت تو مناؤ۔

یہ لاہور ہے (سمجھ میں نہیں آئی بات......) تم ان کے یوم ولادت تو مناؤ۔ (نعرۂ حیدری) میری جان پتہ ہی نہیں' کون کہاں پیدا ہوا...... معلوم ہی نہیں کون کیسے پیدا ہوا...... معلوم ہی نہیں' کس کا باپ' کس کی ماں کون کون تھے...... چلو ٹھیک ہے...... مناؤ' نا...... ولادت...... تمہارا حافظہ کمزور ہے' شہادت منا رہے ہو ہماری طرح! بتاتے ہیں ۱۹ کو سجدے میں ضرب لگی...... بتاتے ہیں نا...... قاتل کون تھا؟ عبدالرحمٰن...... عبدالرحمٰن کے باپ کا کیا نام تھا؟ ملجم...... کیوں آیا تھا؟ ''قطام'' نامی

ایک عورت نے بھیجا تھا...... قطام کو کس نے خریدا تھا؟ معاویہ نے...... معاویہ کے باپ کا نام ابوسفیانؔ ابوسفیان کے باپ کا نام حرب تھا' حرب کے باپ کا نام امیہ...... ہم قاتل کا بھی بتاتے ہیں اور وجہ قتل بھی بتاتے ہیں' مقتول کے بارے میں بھی بتاتے ہیں کہ علیؑ کو سجدے میں ضرب لگی۔ علیؑ کے قاتل کا نام عبدالرحمٰن' اس کے باپ کا نام ملجم' عبدالرحمٰن کو قطام نامی عورت نے بھیجا تھا۔ معاویہ! اس کے باپ کا نام ابوسفیان' اس کی آل امیہ تھی' امیہ اس کا دادا یا باپ دیکھیں۔ ہم سب کچھ بتا رہے ہیں کہ نہیں بتا رہے؟ مجلسوں میں' جلسوں میں' چوکوں میں' ہر جگہ آپ کو بتاتے ہیں۔ تم نے ۱۴' ۱۵ سال پہلے اس رمضان شریف میں اپنی والدہ محترمہ کی شہادت منانا شروع کی ہے' شکر ہے تمہیں یاد آ گئی کہ تمہاری ماں بھی شہید ہوئی تھی...... تمہاری ماں بھی شہید ہو گئی تھی' شکر ہے تمہیں یاد آیا کہ تمہاری ماں بھی شہید ہوئی تھی۔ ۱۴ سو سال بعد اپنے مردوں کو شہادت کے تمغے دینے والو! محسن نقوی کی ایک التجا ہے' ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں' تمہاری ماں ہماری بھی ماں ہے' ہمیں کوئی اعتراض نہیں' جس کا یوم شہادت مناتے ہو' ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنی والدۂ گرامی کا ۱۴ سو سال بعد صرف ۱۴ سال ہوئے یوم شہادت منا رہے ہو' لیکن خدا کے لئے سارے علمائے کرام مل کر کسی ایک جلسے میں آہستہ سے ہی بتا دو کہ تمہاری ماں کا قاتل کون تھا؟ (آہا' آہا' آہا!) کوئی تو بتائے؟ (نعرۂ حیدری) بتاؤ تو سہی ماں کو دعوت کس نے دی؟ بتاؤ تو سہی' ماں کو دعوت کس نے دی تھی؟ بتاؤ تو سہی ماں کے لئے قالین کس نے بچھایا تھا؟ بتاؤ تو سہی دسترخوان کس نے چنا تھا؟ بتاؤ تو سہی' کھانا کس نے پکایا تھا؟ بتاؤ تو سہی' گڑھا کس نے کھودا تھا؟ بتاؤ تو سہی' دھکا کس نے دیا؟ بتاؤ تو سہی' چونا کس نے بھرا؟ بتاؤ تو سہی' پانی کس نے ڈالا؟ بتاؤ تو سہی'

نشان کس نے مٹایا؟...... ماں سے اتنی محبت' ماموں کو بچاتے ہو۔(آہا' آہا' آہا!)۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا

مجھے چاہئے تھا ایک آسمانی نعرہ کہ گر جبرائیلؑ سنتا تو رشک سے مجلس کے درمیان میں آ جاتا۔(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ) میں اس کو بار باراس لئے دہرا رہا ہوں کہ میرے اشعار کا مطلب سمجھ میں نہ آیا تو میں برداشت نہیں کرتا۔

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا
سورج پہ سوچ چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

(نعرۂ حیدری' یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ !)

تقسیم ہورہا ہے پسینہ حسینؑ کا......مولوی چیخ چیخ کر مرگیا کب سے' شہید ہوا تھا' بولتے ہیں جنت ملے گی' جنت ملے گی...... جنت ملے گی۔کیا ہے تیری جنت......؟ کس کو کہتا ہے تو جنت......کون سی جنت......؟ کون سی جنت جو حسینؑ کو ملے گی؟ اتنی بڑی قربانی کے بدلے میں جنت ملے گی' یہی صلہ ہے حسینؑ کا! قرض دیا ہے حسینؑ نے......

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

اگر لاہور میں میرا شعر ضائع ہوا تو مجھے تکلیف ہوگی۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

آدم زادے...... اس کا باپ...... اس کا دادا...... اس کی اولاد سن لے...... سن لے!

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

تو کہتا ہے' جنت ملے گی...... میں کہتا ہوں۔

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں

تو کہتا ہے' جنت ملے گی...... میں کہتا ہوں' جنت تو کچھ بھی نہیں۔

جنت تو کچھ نہیں' مجھے ڈر ہے کہ حشر میں

اللہ کو اپنا عرش نہ دینا پڑے کہیں

(آہا' آہا' آہا...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

مشکل ہے قرض...... تیرے تو بڑوں کو بھی پتہ نہیں کہ جائیں گے کہ نہیں! (آئے' ہائے' ہائے' ہائے!) ہاں قبلہ! انہیں تو پتہ بھی نہیں کہ جائیں گے بھی کہ نہیں۔ علیؑ کی عزت کی قسم......!

مشکل ہے قرض ابن علیؑ کی ادائیگی

شعر سمجھتے بھی ہو...... سنتے بھی ہو' داد بھی دیتے ہو اور ۲۲ سال ہو گئے آپ کی خدمت کرتے ہوئے۔

قدرت کو پھر ادھار نہ لینا پڑے کہیں

تو کہتا ہے' جنت......

جنت تو کچھ نہیں مجھے ڈر ہے کہ حشر میں

اللہ کو اپنا عرش نہ دینا پڑے کہیں

میری طرف دیکھو دوستو! جنت ہے کیا......؟ میرے بھائیو! جنت ہے کیا ....
میرے عزیزو! جنت ہے کیا......؟ ہمارے نزدیک جنت ہے کیا......؟؟؟

ملنگوں کی نگاہوں میں عجب مستی نظر آئی
بلندی آسمانوں کی انہیں پستی نظر آئی
کبھی بہلولؒ نے بیچی' کبھی حُرؑ نے خریدی
خداوندا! تیری جنت بڑی سستی نظر آئی

(نعرۂ حیدری......یاعلیؑ)

رہ گئی اذاں' مارا گیا اکبرؑ

ہاں! یہ مصائب ہے۔ رہ گئی اذاں' مارا گیا اکبرؑ ...... رہ گئی اذاں...... رہ گئی اذاں......قبلہ ہر لفظ میں پڑھوں......مولاؑ اس مجلس کا ثواب بابا معین اللہ اور ان کی بیگم کو بخشے اور قبلہ خطیب آلِ محمدؑ سید اظہر حسن زیدی کی روح کو بخشے۔

رہ گئی اذاں' مارا گیا اکبرؑ

شاہ صاحب! اگر اجازت دیں تو آگے پڑھوں۔ میں زیادہ سے زیادہ تین منٹ' تین منٹ کے بعد میں نہ پڑھ سکوں گا' نہیں بابا...... (پانچ منٹ پڑھو بیٹا......!)

رہ گئی اذاں' مارا گیا اکبرؑ
رہ گئی نماز' مارا گیا حسینؑ
رہ گیا پانی' مارا گیا عباسؑ
رہ گئے دریا' مارا گیا اصغرؑ

ابھی نہیں...... ابھی نہیں سارے روتے ہیں' جیسے رو رہے ہو...... او میری

ماؤں' بہنو!

رہ گئے زنداں' ماری گئی سکینہؑ

رہ گئے زنجیر' خون روتا رہا سجادؑ

او میری ماؤں' بہنو! مجھے حسینؑ کی غربت کی قسم! مجلس میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کوئی میری ماؤں' بہنوں کی طرف میلی نظر سے دیکھے' اللہ کرے شمر کے ساتھ کھڑا ہوا' شمر کے ساتھ اس کا حشر ہو۔ مجھے علیؑ کی غربت کی قسم! جناب خادم حسین کے صاحبزادے! ایک لفظ کہتا ہوں' حسینؑ کی غربت کی قسم!

رہ گئی تمہاری چادر..................

سلامت رہو...... سلامت رہو...... میں نے وعدہ کیا ہے تین چار منٹ سے زیادہ پڑھنا نہیں مجھے۔

رہ گئی چادر بے پردہ ہو گئی زینبؑ

اجڑ گئی زینبؑ ...... او میری ماؤں بہنو! جو شام ہو آئی ہیں' مولاؑ انہیں دوبارہ نصیب کرے۔ میں شام میں گیا ہوں قبلہ! شام میں گیا ہوں' صحن ہیں بی بی زینبؑ کے...... صحنوں کے اندر یعنی دروازے...... ہر دروازے کے اندر جب تم جاتے ہو' ایک فرمان لکھا ہوا ہے' جیسے فرمان لکھا ہوتا ہے نا...... بحکم ڈپٹی کمشنر صاحب...... بحکم ایس ایچ او...... بحکم ڈی آئی جی...... وہاں بورڈ پر لکھا ہوا ہے:

بحکم ملکة الحجاب

''پردوں کی ملکہ کا حکم!''

لکھا ہے:

''اے مستورات! اگر میری قبر پہ آتی ہو' تمہارے پاس چادر ہو تو
میں زینبؑ مبارک دیتی ہوں اور اگر چادر نہ ہو تو یہ برقعے پڑے
ہیں' کوئی برقعہ سر پر لے لو۔ ننگے سر میرے پاس نہ آنا' مجھے
عباسؑ سے شرم آتی ہے۔'' (آہا' آہا' آہا!)

مجھے عباسؑ سے شرم آتی ہے...... مجھے عباسؑ سے شرم آتی ہے۔ (جی بابا' جی! تو روتا مر نہیں جائے گا) میری بی بیؑ کا حکم ہے' بحکم ملکة الحجاب اگر تیرے پاس چادر ہو تو مبارک ہو تجھے! علیؑ کی عزت کی قسم! آج کوئی بھائی' کوئی باپ' کوئی شوہر اپنی زوجہ' اپنی بیٹی...... اپنی ماں کے سر سے چادر اتارنے کی جرات نہیں کرتا۔ (روتے ہوئے) پتھر ہو جائے وہ آنکھ جو بی بی زینبؑ کو رو نہیں سکتی' جو بی بی زینبؑ کو رو نہیں سکتی۔ شرم کر کے نہ رونا' میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں' زیادہ سے زیادہ دو منٹ...... میرے دل میں چونکہ درد ہے آگے نہیں پڑھ سکوں گا۔ دو منٹ اگر سننا ہے تو اٹھ کر ماتم کرنا' تجھے غازیؑ کے علم کی قسم! اگر تم نے سن لیا' مجھ سے یہ مصائب جو میں شروع کر رہا ہوں' زیادہ نہیں گھڑی دیکھ لو' ایک منٹ یا ڈیڑھ منٹ! اس سے زیادہ نہیں میں پڑھ سکتا' نہ مجھ میں جرات ہے۔

حسن عباس شاہ صاحب کو دیکھ کر...... جھوٹے پر لعنت ہے' سلطان الذاکر ہے۔ آج ۵۰ سال ہو گئے ہیں ذاکری کرتے' اجازت لے کر یہ لفظ کہتا ہوں' سید بھی ہے نقوی بھی ہے' نمازی بھی ہے...... اصلی نقوی سید سمجھ کر...... سامنے قبر ہے زیدی صاحب کی' ان کو سنانے کے لئے ایک لفظ کہتا ہوں' قبلہ! اگر تم نے سن لیا...... میاں ریاض صاحب نے چھوڑا ہے وہیں سے شروع کرتا ہوں۔

حرم پہ سکینہ ہے' شبیرؑ سجدے میں ہے۔ پہلی ضرب چلی (اٹھ کر ماتم کرنا' آ! تو نے اٹھ کر ماتم نہیں کیا تو میں سمجھوں گا' مصائب کوئی معجزہ ہی نہیں۔ او میری ماؤں بہنو! اپنے آپ کو قابو میں رکھنا' جتنا روسکتی ہو آج رولو!) قبلہ! ۱۲ ضربیں سکینہؑ کے سامنے شمر نے اس انداز میں لگائیں کہ سکینہؑ تڑپ کر آئی...... دوڑ کر آئی۔ جب تیرھویں ضرب چلی' اس وقت سکینہؑ دوڑتی ہوئی کہتی ہے:

"باباؑ! اور کوئی نہیں...... میں سکینہؑ حاضر ہوں۔"

شبیرؑ کے زخمی لب ہلے' آواز آئی:

"سکینہؑ! مجھے پیاس لگی ہے...... سکینہؑ مجھے پیاس لگی ہے......
سکینہؑ! (رو!) مجھے پانی پلا۔"

(روتا آ' ماتم کرتا آ...... سلامت رہو' دیکھو جی! جتنا وعدہ کیا ہے اتنا پڑھتا ہوں' سنبھل کے...... مومنو! سنبھل کے...... نوجوانو! سنبھل کے......) تیرہ ضربیں لگیں...... حسینؑ کے گلے پر خنجر کی تیرہ ضربیں......!

(سننے آئے ہو' رونا...... بے شک منہ دوسری طرف کر کے! میرا ایمان ہے اس مجلس میں' ان قناتوں کے پیچھے صبح سے بیٹھی ہوں گی' تو چلا جائے گا' وہ بیٹھی رہیں گی' ایک ایک زخم کو روتی رہیں گی!)

تیرہ ضربیں لگا کر' شبیرؑ کی گردن پر' محمدؐ کے بوسہ گاہ پر' تیرہ ضربیں لگا کر میرے باباؑ کو یوں نہ اٹھا...... میری دادی نے چکیاں پیس کر پالا ہے۔ او میرے بابا (ماتم کرتے آنا...... ماتم کرتا آ...... تاکہ پتہ چلے کہ حسینؑ کو رونے والے بیٹھے ہیں' خبردار شرم نہ کرنا' ختم ہوئی مجلس!) میرے بابا کا سر یوں نہ اٹھا۔ (سنبھال لو کچھ نہیں

ہوتا' تو بے ہوش ہونے دو' میری بہن ہے یا ماں ہے' اگر بے ہوش ہو گئی ہے تو اس کی تلیاں ملنے والے ہیں!) مجھے غازی کے علم کی قسم! ۱۸۲ مستورات شام غریباں کے بعد اسیر ہوئیں...... کربلا سے شام پہنچیں' اللہ جانے...... کوئی راستے میں مر گئی...... کوئی تازیانے کھا کر مر گئی۔ خدا جانے کس کی قبر بنی...... کس کی قبر نہیں بنی۔ قبلہ! لے کر سر......!

(بابا خادم ادھر...... بابا خادم حسین شاہ کہتا ہے' روایت ضرور پڑھ' لیکن نرم دل شیعہ ہے' خیال کر کے پڑھنا' بابا! اگر میں چھپاؤں تو امام زمانہؑ کا مجرم...... اگر درست پڑھوں تو روتے روتے مر جاؤں!) جب سکینہؑ نے کہا' یوں نہ اٹھا' ایک ہاتھ میں شبیرؑ کا سر ہے' دوسرا ہاتھ شمر کا اٹھا! اللہ جانے کس انداز میں...... سکینہؑ زمین پر گری...... آواز آئی' چاچا عباسؑ...... چاچا عباسؑ (ماتم کر' ماتم کر) ادھر سکینہؑ گری...... عباسؑ کی لاش سے آواز آئی' آقا زادی...... آقا زادی...... میں شرمندہ ہوں تجھ سے!(ہائے' ہائے' ہائے...... ماتم کرو...... ماتم کرو!)

عباسؑ کی لاش...... (جی' جی' جی! ہاتھ نہ جوڑو' میرے سامنے' ہاتھ نہ جوڑو...... جی میں تو چھوڑ دیتا ہوں' اگر بتولؑ کا واسطہ دیتا ہے' جی! اگر بتولؑ کا واسطہ دیتا ہے!) بابا خادم حسین شاہ! مجھے بی بی زینبؑ کی پاک چادر کی قسم! بابا مجھے پاک زہراؑ کی پاک چادر کی قسم! شمر نے سکینہؑ کو طمانچہ مارا' ادھر سکینہؑ گری' ادھر ایک ہاتھ میں شبیرؑ کا سر ہے' ایک ہاتھ میں نیزہ ہے اللہ جانے کہاں گیا؟ زینبؑ کے خیمے میں...... پتہ نہیں کس انداز میں گیا؟ جب واپس آیا' اسی نیزے پر ایک چادر ہے' ایک ہاتھ میں شبیرؑ کا سر ہے' ایک ہاتھ میں نیزے پر چادر ہے' (ہائے زینبؑ تیری چادر......) شمر

نیزے پر چادر کو لہراتا ہوا وہاں گیا جہاں عباسؑ سویا ہوا تھا۔ وہاں جا کے کہتا ہے' یہی وہ چادر تھی' اسی چادر کے لئے درختوں سے پرندے اڑاتا تھا' لو! سنبھال لو اسے...... لو! سنبھال لو اسے...... (ہائے زینبؑ تیری چادر...... ہائے زینبؑ تیری چادر......!)

اللّٰھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

منفرد صاحبِ توقیر کسے کہتے ہیں
حامل قدرتِ تحریر کسے کہتے ہیں
لکھ کے محشر میں جو پروانۂ جنت دے دے
اور پھر کاتب تقدیر کسے کہتے ہیں

(افسر عباس)

مجلس دہم

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

صلواۃ...... بلند آواز سے......!

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ......! بلند آواز سے......

اگر آپ کے مزاج معلیٰ کی نفاستوں پر گراں نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں۔

میرے خیالوں کی وسعت سے بھی زیادہ ہے مجمع' رات کے اس وقت محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ کا خالق بحق محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ عشرۂ ثالث کی مجالس میں آپ حضرات کی حاضری کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

خصوصاً برادر بزرگ بھائی منظور حسین اور ضیغم عباس صاحب اپنے خاندان سمیت' خالق انہیں اس عشرے کے اجر کے طور پر ہر قسم کی آفات سماوی اور بلیات ارضی سے محفوظ رکھے' ان کے رزق میں وسعت اور برکت عطا ہو اور جو جو مومن اور مومنات کسی مقصد یا حاجت لے کر باب الحوائج کی دہلیز پر حاضری دینے آئے ہیں' خالق ان کی مراد پوری فرمائے' کیونکہ رات کافی ڈھل چکی ہے اور مجھ سے پہلے بہت

سے جید ذاکرین اور علماء خطاب کر چکے ہیں' میں...... اپنی وسعت کے مطابق' مدحت منقبت آل محمدؐ کا فریضہ عادت نہیں عبادت سمجھتے ہوئے ادا کرتا ہوں۔

آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ اگر نیند اور تھکن اجازت دے تو تھوڑی دیر کے لئے توجہ سے سماعت آپ کریں گے اور میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے توجہ کی تو ہم دونوں' آپ اور میں دامن مراد بھر کے یہاں سے جائیں گے۔ آج ماتم داری بھی شروع ہو رہی ہے۔

پہلا لفظ ہے میرا آج کی گفتگو کا...... کہ اسلام کی بنیاد لا الہ الا اللہ اور لا الہ کی پہچان حسینؑ' اسلام کا معیار لا الہ الا اللہ اور لا الہ کا معیار حسینؑ۔

حسینؑ اسلام کا قد و قامت اور لا الہ الا اللہ کا قد و قامت حسینؑ! حسینؑ اسلام کا لباس اور لا الہ الا اللہ کا لباس حسینؑ! اسلام کی عریانی کو چھپانے والا پہلا لفظ لا الہ اور لا الہ کی (برہنگی) برہنی کو چھپانے والا پہلا انسان حسینؑ۔ اس لئے جو شخص بھی اپنے آپ کو دائرۂ اسلام میں شامل سمجھتا ہے اس کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جو لا الہ الا اللہ کہے' اس کے لیے واجب ہے کہ وہ حسینیت اختیار کرے۔

(ذرا ذرا سمجھتے ہیں میری بات کو!) اگر سمجھتے آئیں گے تو...... (نعرۂ حیدری)

نہیں تھکا تھکا نعرہ نہیں' ابھی رگوں سے علیؑ پھوٹے گا اور زبان پر آئے گا۔

جب زبان پر آتا ہے تو رکتا نہیں۔ (نعرۂ حیدری' نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

اسلام کی پہچان لا الہ الا اللہ اور لا الہ کی پہچان حسینؑ! اسلام کا معیار شریعت محمدیؐ' شریعت محمدیؐ کا معیار حسینؑ! اس لئے کہ حسینؑ شخص نہیں شخصیت ہے۔

بڑے آہستہ آہستہ میں بتاتا ہوں' تاکہ دوسروں کو سمجھا سکوں۔

حسینؑ شخص نہیں......شخصیت ہے۔

حسینؑ آدمی نہیں......آدمیت ہے۔

حسینؑ انسان نہیں......انسانیت ہے۔

حسینؑ ذہن نہیں......ذہنیت ہے۔

حسینؑ پابند شریعت نہیں' حسینؑ خود شریعت ہے۔

(واہ' واہ!......میرے ساتھ ساتھ آؤ......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

حسینؑ پابند شریعت نہیں خود شریعت ہے۔ کائنات میں شریعت دو طرح سے ہر آدمی اختیار کر سکتا ہے۔

ذرا پوری توجہ سے......!

یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ سمجھ آ جائے اور ادھر ادھر نہیں دیکھو۔ جب آپ پسند کریں میں اس پوائنٹ پر آ جاؤں گا' جس کا آغاز کر رہا ہوں۔ بسم اللہ......! شریعت دو طرح سے ہے جو انسان اختیار کرتا ہے۔ پہلی شریعت کلمہ پڑھ لے' دوسری دل سے کلمہ پڑھے۔

ایک ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے' تلوار سے بچنے کے لئے' جنگ سے بچنے کے لئے......موت سے بچنے کے لئے......موت سے بچنے کیلئے!(توجہ میری جانب!) کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا لیا اور تلوار سے بچ گئے' موت سے بچ گئے' شر سے بچ گئے' جنگ سے بچ گئے' میدان میں بچ گئے اور خیر و عافیت سے گھر پہنچ گئے......کس نے بچایا......؟

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نے! لیکن پتہ نہیں ''الہ'' کا مطلب کیا ہے؟ ''الہ''

کا مطلب کیا ہے؟ الا اللہ کا مطلب کیا ہے؟ محمد رسول اللہ کا مطلب کیا ہے؟

بس پڑھ لیا اور اسے پڑھنے کی برکت سے بچ گئے۔ (سمجھ رہے ہیں میری بات!) ایک ہے اس طرح سے پڑھنا' ایک ہے دل سے پڑھنا! بس یہی ہے فرق شیعان حیدر کرارؑ میں اور کائنات کے باقی فرقوں میں! ہم جو پسند کرتے ہیں دل سے پسند کرتے ہیں' جو پڑھتے ہیں دل سے پڑھتے ہیں۔

اب چونکہ توجہ ہوئی ہے' میں وہ لفظ کہنے والا ہوں جس کا میں نے آغاز کیا تھا کہ...... ہم نے شریعت کو دل سے تسلیم کیا۔ (سبحان اللہ!)

یہ جو سبحان اللہ ہے نا...... ابھی پتہ نہیں کہاں پہنچے گی۔ ہمیں شریعت دل سے قبول' ہم دل والی شریعت چاہتے ہیں...... بل والی شریعت نہیں چاہتے۔ (سبحان اللہ...... واہ' واہ!)

ایسے نہیں دل والی شریعت چاہتے ہیں' بل والی شریعت نہیں چاہتے' جو شریعت بل سے آئے۔ (شیخوپورہ ہے)

جو شریعت بل سے آئے' ہمیں نہیں چاہئے...... جو شریعت دل سے آئے وہ...... (خبردار سوئے ہوؤں کو جگانے کے لئے بات کر رہا ہوں)

یہ بات میں اپنے مجمع میں نہیں بلکہ پورے شہر میں کہہ رہا ہوں۔ وہ شریعت جو حسینؑ کے خلاف ہو' وہ شریعت جو حسینؑ کو پہچانتی نہ ہو' وہ شریعت جو حسینؑ کے تمام تر ذرائع ممنوع قرار دے' وہ بل والی شریعت ہے اور اس کے ہم قائل نہیں ہیں۔ لاکھ اسمبلیاں توڑ' لاکھ حکومتیں بدلو' ہم قائل نہیں اس شریعت کے! خاندان کی حکومت ہے۔

واہ' واہ...... ذرا آہستہ آہستہ میرے ساتھ ساتھ چلتے آؤ تاکہ میں رباعی پڑھ

سکوں...... خاندان غلاماں کی حکومت...... صدر کون؛ غلام...... وزیراعظم کون...... غلام!

(واہ واہ!) وزیراعلیٰ کون؟ یہ خاندان غلاماں کی حکومت ہے بھائی! میرے ساتھ چلتے آؤ...... (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

خاندان غلاماں کی حکومت میں اختیارات تو ہیں نہیں۔(سبحان اللہ؛ سبحان اللہ) نہیں ہیں نا...... اختیارات!

خاندان غلاماں میں کون سے اختیارات ہوتے نہیں اور چوکیدار! وزیراعظم صاحب بھئی نگران وزیراعظم کا یہی ترجمہ ہوگا؛ ہے نا...... چوکیدار!

(تھک گئے ہو) چوکیدار ہوتا ہے نا...... نگران!

اور باکمال چوکیدار وہ ہوتا ہے جسے پتہ ہو کہ گھر والوں نے گھر واپس بھی آنا ہے۔(نعرۂ حیدری)

اور جسے پتہ ہو کہ واپس آنا ہے اور میں چوکیداری کے لئے چوکیدار مقرر کرتا جاؤں۔ اب خود اندازہ لگا لو کہ کتنا دیانت دار چوکیدار ہوگا کہ گھر والے چلے جائیں؛ دو چار دن کے لئے باہر...... اور کہہ جائیں کہ گھر کی نگرانی کرو اور وہ گھر کی تلاشی لینا شروع کر دے۔(واہ واہ!...... نعرۂ حیدری؛ یاعلیؑ)

نہیں چاہئے اس لئے کہ رگوں میں علیؑ ہے؛ رگوں میں حسینؑ ہے۔ آج سارے چیخ رہے ہیں؛ سارے چیخ رہے ہیں؛ کل ہم جو کہتے تھے کہ ''یاعلیؑ مدد'' اپنی رگوں میں بسا لو ورنہ سخت مصیبت پیش آئے گی؛ یہودیوں سے مدد مانگنا پڑے گی۔(واہ واہ!)

قرآن پاک کی طرف آؤ؛ بڑے آرام آرام سے!(نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ)

مدد مانگنا پڑے گی عیسائیوں سے' مدد مانگنا پڑے گی' ہے نا......ہم جو کہتے تھے' اب بھی کہہ رہے ہیں۔

بڑے آرام آرام سے کہہ رہا ہوں میں...... جیسے آپ چاہتے ہیں' شاید نہ کہہ رہا ہوں۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

(واہ' واہ......ذرا جاگتے رہو!)۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

(اپنے انداز سے کہو!)۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی

(ذرا جاگتے آؤ' ذرا جاگتے آؤ!......نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

پوری توجہ سے میرے چاروں مصرعے سن لیں۔ (پوری توجہ سے!)

ایمرجنسی کے بغیر حکومت نہیں کر سکتے اور یہودیوں سے مدد مانگی جا رہی ہے۔

ایک طرف یہ ایک طرف وہ! دونوں کو چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی

اگر مصرعے میرے پسند آئیں تو میرے ساتھ بولنا' کیونکہ یہ محسوس نہ ہو کہ ساڑھے بارہ ہیں یا ایک بج رہا ہے۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی
کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی
اے خانہ خدا کے نگہبان سنبھل ذرا

(واہ واہ!......ذرا جاگتے آؤ......اور میرے ساتھ ساتھ آؤ!) ؎

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی
کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی

اے خانہ خدا کے......مجاز!

اے خانہ خدا کے......نگہبان!

اے خانہ خدا کے...... بھکاری!(ذرا جاگو!)

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی

اے خانہ خدا کے بھکاری......!

شیعان شیخوپورہ کی طرف سے سعودی عرب کی پوری حکومت کو چیلنج کر کے محسن نقوی سب کو کہہ رہا ہے۔

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی
کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی
اے خانہ خدا کے نگہبان سنبھل ذرا
اک دن تجھے پڑے گی ضرورت حسینؑ کی

(آہا......آہا......آہا!) اے خانہ خدا!! (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

(بہت بلند نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

کب تک بھلائے گا کوئی صورت حسینؑ کی
کب تک رہے گی دل میں کدورت حسینؑ کی
اے خانہ خدا کے نگہبان سنبھل ذرا
اک دن تجھے پڑے گی ضرورت حسینؑ کی

تو نے حسینؑ کو چھوڑ دیا اور کعبہ کو سنبھال لیا' تو نے حسینؑ کو چھوڑ دیا اور کعبہ کو سنبھال لیا' تو نے علیؑ کو چھوڑ دیا۔ تجھے پتہ ہی نہیں کہ کعبہ اور علیؑ میں رشتہ کیا ہے؟ (شیخوپورہ میں تاریخی بات محسن نقوی کہہ کر جا رہا ہے آج......!) تجھے پتہ ہی نہیں کہ کعبہ اور علیؑ میں رشتہ کیا ہے؟۔

اسلام پر احسان کیا میرے علیؑ نے
(سنو پوری توجہ سے!)۔
اسلام پر احسان کیا میرے علیؑ نے
ہم رتبہ قرآن کیا میرے علیؑ نے
(جاگو جاگو......!)۔
اسلام پر احسان کیا میرے علیؑ نے

(اگلے سال کی ۲۶ محرم تک اگر میری رباعی بھول گئی...... میں نے خیرات کوئی نہیں مانگی اور تو نہ بھولے تو جان اور علیؑ جانے!)۔

اسلام پر احسان کیا میرے علیؑ نے
ہم رتبہ قرآن کیا میرے علیؑ نے
اور کعبہ زمانے کو سکھاتا رہا تہذیب

لیکن کعبے کو مسلمان کیا میرے علیؑ نے

(واہ واہ!......نعرۂ حیدری یاعلیؑ)

پتہ نہیں رشتے کا تجھے کہ کعبہ اور علیؑ میں رشتہ کیا ہے؟ کعبہ بھی بلند اور علیؑ بھی بلند!

کعبہ تو زمانے کو سکھاتا رہا تہذیب
کعبے کو مسلمان کیا میرے علیؑ نے

(ذرا جاگو ذرا جاگو!)

اہل ایمان کو ولی ابن ولی یاد آیا

(جاگو ذرا جاگو...... جو سوئے ہوئے ہیں ان کو جگا کر سناؤ!)

اہل ایمان کو ولی ابن ولی یاد آیا
بت شکن روح اذاں شیر ولی بت شکن
یزدانی روح اذاں شیر جلی یاد آیا
جب کبھی ماہ رجب صحن حرم سے گزرا
مسکراتے ہوئے کعبے کو علیؑ یاد آیا

(نعرۂ حیدری یاعلیؑ ......نعرۂ حیدری یاعلیؑ)

جب کبھی ماہ رجب صحن حرم سے گزرا
مسکراتے ہوئے کعبے کو علیؑ یاد آیا

نہیں بھی یاد آتا ہے علیؑ! آتا ہے قبلہ! جب کبھی جنگ چھڑے پھر نعرے سنو ان سے...... جب انڈیا حملہ کرے (ستمبر ۶۵ء میں) اس نعرے کو سنا کرو کوئی اور نعرہ

یاد نہیں آتا۔ پھر میں کہتا ہوں۔

لڑکھڑائی جو زبان اس کو جلی یاد آیا

(جا گو' جا گو' جا گو......!)۔

لڑکھڑائی جو زبان اس کو جلی یاد آیا
کوئی مشکل جو پڑی حق ولی یاد آیا
اور زندگی بھر تو پنجتن کہہ کر مکرنا سیکھا
موت جب سامنے آئی تو علیؑ یاد آیا

(بہت بلند نعرۂ حیدری' یا علیؑ ......نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

(سلامت رہو! صلواۃ بلند آواز سے......!)

اللہ! سجدہ کرنے والے کو کہتے ہیں ساجد! ساجد اسے کہتے ہیں جو سجدہ کرے' اسے کہتے ہیں جو سجدہ کرے۔ ڈاکٹر صاحب! ساجد اسے کہتے ہیں جو سجدہ کرے اور سجدے جسے تلاش کریں وہ سجادؑ !......(واہ' واہ!)

جو سجدہ کرے وہ ساجد اور سجدے جسے تلاش کریں وہ سجاد! ساجد سجدہ کرنے کے لئے مسجد تلاش کرتا ہے۔

(بات میں کہہ گیا...... جو معرفت والے مومن ہیں!)

ساجد سجدہ کرنے کے لئے مسجد تلاش کرتا ہے اور سجادؑ جہاں سجدہ کرے وہیں مسجد بن جاتی ہے۔ (بڑا فرق ہے!......) پھر کہتا ہوں ساجد...... (جن کی نظروں میں تاریخ ہے......) جہاں سجدہ کرے سجدہ کرنے کے لئے مسجد تلاش کرتا ہے۔ (جی وہ میرے بہت سے بزرگ سید عزادار مجھے کہتے ہیں کہ پھر پڑھ......)

ساجد سجدے کے لئے مسجد تلاش کرتا ہے اور سجادؑ اسے کہتے ہیں' جہاں سجدہ

کرے وہاں مسجد بن جائے۔

میرا ایک شعر مجھے یاد آ گیا۔

جب کبھی بیمارؑ زنداں میں اٹھا پڑھنے نماز

جب کبھی بیمارؑ ...... (ہائے' ہائے!)۔

جتنی زنجیریں تھیں...... ....

(آہا' آہا...... واہ' واہ!)

(اتنا خوبصورت مجمع' اتنا نرم دل مجمع' میں تو سوچ رہا تھا کہ کوئی نظم پڑھوں گا'

اتنا تیار ہو کے آیا ہے...... مصائب کیلئے!)

کائنات میں کربلا کی لڑائی میں ہر مجاہد کے پاس تلوار تھی۔(آہا' آہا آ......)

میں دوبارہ کہہ دیتا ہوں' ساجد سجدہ کرنے کے لئے مسجد تلاش کرتا ہے اور

سجادؑ جہاں سجدہ کرے وہیں مسجد بن جاتی ہے۔

(اگر تو کہتا ہے تو پھر کہے دیتا ہوں!)

ساجد نماز کے وقت کا محتاج ہوتا ہے اور سجادؑ کے لئے کوئی وقت نہیں۔(آہا'

آہا...... واہ' واہ!)

چاہے اونٹ کی گردن پر ہو' چاہے میدان ہو...... چاہے بازار میں ہو!

(بھائی ضیغم عباس اور میرے نوجوانو! مولاؑ تمہیں سلامت رکھے۔)

میں حیران تو اس وقت ہوتا ہوں کہ بازار شام میں جب شام ہوئی تھی' تین

دفعہ معصومؑ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

بی بی زینبؑ کہتی ہے:

''کیوں بار بار دیکھتا ہے؟''

''پھوپھی میں سارے زمانے کا امامؑ ہوں' میرے پیچھے نماز کوئی نہیں پڑھتا۔ (رو کر) میں سارے زمانے کا امامؑ ہوں' میرے پیچھے نماز پڑھنے والا کوئی نہیں۔''

اس وقت بی بی زینبؑ نے کہا:

''تو نماز پڑھ' میں حاضر ہوں۔''

اگر مجھے سید اور غیر سید ذاکر بھائی معاف رکھو...... اگر کبھی ذہن پر زور دے کر سوچا کرو' ایک سجدہ سجادؑ نے بازار میں بھی کیا۔

یقیناً کیا...... کیا کہ نہیں......!

بابا جعفری صاحب اذان ہوتی...... مجھے علیؑ کی عزت کی قسم! مر جاؤں میں یہ لفظ نہ پڑھوں' رکوع یہاں کیا' سجدہ وہاں کیا۔ یہ پہلا نمازی ہے کائنات کا' جس نے جہاں جہاں اٹھتا گیا' سجدہ کرتا گیا۔

آواز آئی:

''پھوپھی کچھ دیر کے لئے ہجوم کو روک' میں نماز مکمل کروں۔''

زینبؑ کہتی ہے:

''میں کیسے روکوں ہجوم کو۔''

میں جناب سجادؑ کی نیاز شروع کرتا ہوں۔ کبھی احساس کیا کہ ۵ شعبان' ۳۸ ہجری کو پیدا ہوا۔ (مجھے پانچویں مجلس ہے' آج دن کی! یہی ذکر کر رہا ہوں مسلسل' لیکن

مختلف انداز سے!) ۵ شعبان ۳۸ ہجری کو پیدا ہوا' دو سال کا تھا کہ علیؑ کا جنازہ دیکھا...... (جس کے دل میں درد ہو وہ سنتا ہے)

دو سال کا تھا علیؑ کا جنازہ دیکھا' ۱۲ سال کا تھا حسنؑ کے جنازے سے تیر کھینچے...... ۲۲ سال کا تھا کہ باپ کے رخساروں پر پہلا طمانچہ سنا' ۲۲ سال ۲ دن کا تھا جب بیماری کے عالم میں...... (اب اجازت ہو تو میں مصائب شروع کر دیتا ہوں' نہیں پڑھتا فضائل' کوئی لفظ نہیں! یہ سجادؑ کی مختصر ترین زندگی ہے)

دو سال کا تھا علیؑ بادشاہ گئے' ۱۲ سال کا تھا حسنؑ کے جنازے سے تیر کھینچے

جب ۱۲ سال کا ہو گیا' ایک دن جناب عباسؑ نے کہا:

"ریاض الحزان آ تجھے آداب جنگ سکھاؤں۔"

ہاتھ میں تلوار دی' تلوار دیکھ کر رونے لگ گیا سجادؑ! حسینؑ قریب سے گزرا' آواز آئی:

"عباسؑ کیا کر رہا ہے؟"

فرمایا:

"سجادؑ کو جنگ کے آداب سکھا رہا ہوں۔"

اتنے میں زینبؑ آ گئی' جلدی سے تلوار سجادؑ سے لے کر کہتی ہے:

"اسے کیوں سکھاتا ہے' اس نے کوئی لڑنا ہے؟ اس نے تو کوئی لڑنا تو نہیں...... اسے سکھاتا ہے......!"

اس دن کے بعد پھر تلوار نہیں اٹھائی۔ روایت اپنی جگہ سہی قبلہ! اتنا نفیس شہزادہ تھا۔ آپ کی والدہ کا خاندان ایران کا نفیس ترین خاندان' علیؑ جیسے بادشاہ کا پوتا'

دو شاہی خون آپس میں ملے ہوئے۔

سجادؑ اتنا نفیس انسان تھا، ۴ سال کی عمر میں امام حسینؑ نے کہہ دیا تھا، بی بی زینبؑ کو بلا کے، ۴ سال کا تھا سجادؑ! جب بی بی زینبؑ سے حسینؑ نے کہا کہ

"سجادؑ جب صحن میں ہو، اپنی کنیزوں سے کہہ دو کہ کوئی کنیز بغیر چادر کے اس کے سامنے سے نہ گزرے۔"

(آہستہ آہستہ روتے آؤ تاکہ میں دو لفظ پڑھ سکوں، میرے اپنے دل میں درد ہے!) ۲۸ رجب کو آدھی رات کے وقت جب بی بی زینبؑ کو لے کر حسینؑ باہر آئے، مولا حسینؑ نے اپنے زانو کو آگے کیا:

"زینبؑ بہن سوار ہو۔"

آواز آئی:

"نہیں سوار ہوتی۔"

عباسؑ آگے آیا:

"آقازادیؑ! میری ہتھیلیوں پر قدم رکھ کر سوار ہوں۔"

آواز آئی:

"نہیں سوار ہوتی۔"

اکبرؑ سامنے آیا:

"پھوپھی اماں! میرا شانہ حاضر ہے۔"

بی بی کہتی ہے:

"نہیں......!"

حسینؑ کہتا ہے:

''کون سوار کرے؟''

اس وقت بی بی زینبؑ نے کہا:

''حسینؑ مجھے آج مدینہ سے وہ سوار کرے جو واپس مدینہ چھوڑ جائے۔''

(تیرے دل میں اگر درد ہو تو دو چار لفظ کافی رہیں گے!)

اس وقت حسینؑ نے کہا:

''سجادؑ آ...... پھوپھی کو سوار کرا!''

سجادؑ نے سوار کرایا' پردوں کا واقف' بہت زیادہ شریعت کا پابند' زمانے کا امامؑ بیمار نہیں تھا' ۱۰ محرم کی رات بیمار ہوا' حسینؑ کے صحابیوں کی آواز سن کر! جب اس نے کہا:

''بابا! یہ آوازیں کیسی ہیں؟''

حسینؑ کہتا ہے:

''میرے صحابیوں کی ہیں۔''

آواز آئی:

''میری پھوپھیاں سن رہی ہیں۔''

(جس کے دل میں درد ہے اس کا میں ضامن ہوں' باقی کا میں ضامن نہیں!)

آواز آئی:

''بابا! یہ تیرے صحابیوں کی آوازیں...... میرے بزرگ ہیں ان کی

آوازیں میری پھوپھیاں سن رہی ہیں' کیا ان کے خیمے دور نہیں ہو سکتے؟"

(پتہ نہیں تو سن رہا ہے کہ نہیں' میں اس کے آگے بڑھا تو نہیں کرتا!)

"میری پھوپھیوں کے خیمے دور نہیں لگ سکتے۔"

پیشانی چومتے ہوئے حسینؑ کہتے ہیں:

"آج دسویں کی رات ہے' میری مرضی سے خیمے لگے رہنے دے' کل کی رات آئے گی..... پھر تو جان اور خیمے جانیں' تیری مرضی خیمے لگا نہ لگا تیری مرضی....."

(سلامت رہو! آہستہ آہستہ..... دو چار مصائب پڑھ کر میں آخری موڑ پر آ کر چھوڑتا ہوں' کیونکہ آج کل دن ہی ایسے ہیں "ماتم کرنا ہے" آہستہ آہستہ..... تجھے میں سانس بھی لینے دیتا ہوں' پڑھنے بھی دیتا ہوں)۔

پہلی مصیبت سجادؑ نے دیکھی جسے شام غریباں کہتے ہیں' پہلی مصیبت اس سے پہلے نہیں..... ساری تاریخیں اٹھا کے دیکھو۔

چپ کر کے سویا ہے' دسویں کی رات..... دسویں کا دن..... سارا دن! (بڑے اطمینان سے پڑھ رہا ہوں) عونؑ و محمدؑ آئے پاؤں کے تلوے چوم کر چلے گئے' قاسمؑ آیا پاؤں چوم کر چلا گیا' اکبرؑ آیا ہاتھوں کو بوسہ دے کر چلا گیا' عباسؑ آیا پیشانی چوم کر چلا گیا۔

حسینؑ اٹھاتا رہا آنکھ نہیں کھلی ..... چلا گیا۔ جاگا کس وقت ہے.....؟ خود نہیں جاگا' جب سارے خیمے جل گئے۔

(تیرے بچوں کو بھی یاد ہے شامِ غریباں' تیرے حصے میں ہے شامِ غریباں'
میں کہاں تک پڑھوں گا؟)

سارے خیمے جل گئے......اس وقت آگ آخری خیمے میں......!

حمید کہتا ہے' اس طرف سے علیؑ کی بیٹی آئی کہ چار دفعہ خیمے میں آنا چاہا' لیکن آگ نے اندر نہ جانے دیا' جب چوتھی دفعہ خیمے کی طرف بڑھی تو میں نے کہا:

''بی بیؑ! کیوں جا رہی ہے؟''

آواز آئی:

''میری بہت قیمتی امانت اندر ہے' یا علیؑ کہہ کر جلتے ہوئے خیمے کے اندر گئی۔''

میں نے دیکھا کہ ایک بستر پر بیمار سویا ہوا تھا' اونٹ کے چمڑے کا بستر تھا' اس پر وہ بیمار سویا ہوا تھا۔ وہ اندر گئی' اس کی پیشانی کو بوسہ دیا' سینے کے بٹن کے دونوں شانے ہلا کر آہستہ سے نہیں' بلند آواز میں کہا:

''اب تو جاگ!''

(میں شیخوپورہ میں بیٹھا ہوں' اس سے بڑا مصائب میرے نزدیک ہے کوئی نہیں!)

''اب تو جاگ!''

حمید کہتا ہے' میں نے دیکھا بیمارؑ نے دونوں آنکھیں کھولیں' آنکھیں کھلتے ہی.....اللہ جانے کہاں نظر پڑی' دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر چیخ کر رو دیا۔ آواز آئی:

''پھوپھی تیری چادر کہاں گئی؟''

اس وقت زینبؑ نے کہا:

''چھین لی گئی۔''

آواز آئی:

''حسینؑ کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''مارا گیا۔''

''اکبرؑ کہاں ہے......؟''

''مارا گیا۔''

''عونؑ و محمدؑ کہاں ہیں؟''

''مارے گئے۔''

''عباسؑ کہاں ہے؟''

''مارا گیا۔''

اس وقت تڑپ کر کروٹ بدلنا چاہی' کروٹ نہیں بدل سکا۔

بی بیؑ کہتی ہے:

''اب دیکھ میری طرف...... اور جلدی کر جلدی کر (آخری منزل پر آؤ) جلدی کر......''

نہیں اٹھ سکتا' تین دفعہ کوشش کی نہیں اٹھ سکا۔ (میں نے پڑھ لیا تو نے سن لیا' اگر تیرا ذہن کربلا میں ہوتا تو مجھے آج پڑھنا نہ پڑتا!)

چار دفعہ بی بیؑ نے کہا' پانچویں مرتبہ جب آگ نے گھیر لیا' اس وقت زہراؑ

کی بیٹی خیمے کے دروازے پر آئی' حسینؑ کی لاش کو دیکھا' پھر واپس آئی۔

آواز آئی:

''آ...... سجادؑ ......کوئی اور اٹھائے نہ اٹھائے میں جو حاضر ہوں۔''

(اگر کہے تو میں تجھے طریقہ بتاؤں' تیرے ذہن میں آ گیا ہو تو ماتم کر بیٹھیں قبلہ جعفری صاحب!)

بستر کے ساتھ بیٹھ کر جیسے مزدور اٹھاتا ہے نا...... سامان' سجادؑ کو اٹھا کر باہر آئی۔ ایک لفظ کہا بی بی زینبؑ نے...... (شاید تجھے زندگی میں بھی یاد رہے)

آواز آئی: (حسینؑ کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے)

''حسینؑ تین دفعہ اکبرؑ کی لاش اٹھاتے ہوئے تو نے خیمے کی طرف دیکھ کر کہا تھا' میں غریب ہو گیا ہوں' کوئی لاش اٹھوائے...... مجھے دیکھ میں ۲۲ سال کا جوان اپنی پشت پر اٹھائے ہوں' چادر میرے سر پر نہیں (ماتم کرتا آ......)' میں سجاد کو خیمے سے باہر لے کر آ رہی ہوں' میں نے نہ عباسؑ کو بلایا ہے اور نہ حسینؑ کو بلایا ہے۔ اب جان...... اب یقین کر لے' اپنی نسل ختم کر کے تیری نسل کو بچا کر میں باہر لے آئی ہوں۔''

(سلامت رہو بھئی...... الحمدللہ!...... اسی طرح سے روتے آؤ)

آخری بار...... آخری بار...... آخری بار سجادؑ نے کہا:

''بارالہا! کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔''

(مصائب بتا کے چھوڑ دیتا ہوں!)

گیارہ محرم کو ظہر کی اذان بی بی زینبؑ نے کربلا میں سنی اور مغرب کی اذان کوفہ میں سنی۔ جب مغرب کی اذان کوفہ میں سنی! (اللہ جانے تیرا ذہن ہے نا نہیں)

جب کوفہ میں آئی' تو جتنی جلدی آئی۔ ہاتھ بندھے ہوئے تھے' بغیر پلان کے سوار تھی' ہر ماں کے چھوٹے چھوٹے بچے' کسی بچے نے گردن پکڑی ہوئی' کسی نے ماں کا کُرتا پکڑا ہوا' جب اونٹوں کو چابک لگتا تھا تو بچوں کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی تھی۔

چھوٹے چھوٹے بچے کہتے:

''اماں میں گر پڑوں گا۔''

ماں کہتی:

''میرے ہاتھ معذور ہیں' (سلامت رہو' میرے ساتھ!) مصروف ہیں...... میرے ہاتھ!''

جب اونٹوں کو زیادہ چابک لگتے' اونٹ دوڑنے لگتے' بچہ گرنے لگتا' ماں کہتی:

''اللہ کے حوالے!''

حمید کہتا ہے' بچہ گر پڑتا ہے' اونٹ گزر جاتا' ایک سیاہ برقعہ والی مستور آتی' ایک ہاتھ پہلو پر...... بچے کو اٹھاتی...... اپنے دامن سے خاک صاف کرتی' کوئی مسافر گزرتا...... اس سے کہتی:

''راہی! میں ہوں زہراؑ' تیرے رسولؐ کی بیٹی! میری اولاد مر گئی ہے' اسے دفن کرتا جا۔ میں زہراؑ تیری شفاعت کروں گی۔''

کربلا سے کوفہ ۴۵ میل ہے۔ (مجھے موت نہ آ جائے!)

کی بیٹی خیمے کے دروازے پر آئی' حسینؑ کی لاش کو دیکھا' پھر واپس آئی۔

آواز آئی:

''آ...... سجادؑ ......کوئی اور اٹھائے نہ اٹھائے میں جو حاضر ہوں۔''

(اگر کہے تو میں تجھے طریقہ بتاؤں' تیرے ذہن میں آ گیا ہو تو ماتم کر بیٹھیں قبلہ جعفری صاحب!)

بستر کے ساتھ بیٹھ کر جیسے مزدور اٹھاتا ہے نا...... سامان' سجادؑ کو اٹھا کر باہر آئی۔ ایک لفظ کہا بی بی زینبؑ نے...... (شاید تجھے زندگی میں بھی یاد رہے)

آواز آئی: (حسینؑ کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے)

''حسینؑ تین دفعہ اکبرؑ کی لاش اٹھاتے ہوئے تو نے خیمے کی طرف دیکھ کر کہا تھا' میں غریب ہو گیا ہوں' کوئی لاش اٹھوائے...... مجھے دیکھ میں ۲۲ سال کا جوان اپنی پشت پر اٹھائے ہوں' چادر میرے سر پر نہیں (ماتم کرتا آ......)' میں سجاد کو خیمے سے باہر لے کر آ رہی ہوں' میں نے نہ عباسؑ کو بلایا ہے اور نہ حسینؑ کو بلایا ہے۔ اب جان...... اب یقین کر لے' اپنی نسل ختم کر کے تیری نسل کو بچا کر میں باہر لے آئی ہوں۔''

(سلامت رہو بھئی...... الحمدللہ!...... اسی طرح سے روتے آؤ)

آخری بار...... آخری بار...... آخری بار سجادؑ نے کہا:

''بارالہا! کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔''

(مصائب بتا کے چھوڑ دیتا ہوں!)

تین دفعہ کہا:

''کاش! میں پیدا نہ ہوتا۔''

(میری ماؤں' بہنوں کی آوازیں تو سن رہا ہے' رو بڑے آرام سے رو' میں بھی سید ہوں میرے دل میں بھی درد ہے۔ مجھے پتہ ہے آدھی رات ہے مجھے پاک حسینؑ کی غربت کی قسم! آدھی رات کو بھی اگر زندان میں سکینہؑ روتی تھی' بی بی زینبؑ کہتی تھی' نہ رو ''شمر'' سن لے گا! آہ! اس طرح سے آرام آرام سے رو جتنا رو سکتا ہے)۔

(دو لفظ سن لو میرے...... اور میں جاؤں......!)

تین مرتبہ' تین مقامات پر...... قبلہ کہا ہے' سجادؑ نے......

''اے کاش! میں پیدا نہ ہوتا۔''

پہلی دفعہ اس وقت کہا:

''جب خمس لے چکا حسینؑ۔''

(آہ' آہ!...... کتنا بڑا مصائب دے دیا!)

کسی نے خمس میں پتھر مارے' کسی نے خمس میں تیر مارے' کسی نے خمس میں نیزہ مارا' کسی نے خمس میں گرم ریت پھینکی۔ تھک کے سو گیا حسینؑ!

آ گئے مسلمان...... دروازۂ زینبؑ پر! بی بی کہتی ہے:

''کیوں آئے ہو......؟''

''حسینؑ مارا گیا' عرب کی رسم کے مطابق اس کے ایک بیمار بیٹے کی دستار بندی کرنے آئے ہیں۔''

''دستار بندی کرانے آئے ہیں۔'' دستار بڑی تھی' جاتے ساتھ کچھ سر پر آئی'

کچھ گردن میں آئی' کچھ کمر میں آئی' کچھ پاؤں میں آئی' کچھ ہاتھوں میں آئی' بچ گئی تو

پانچ سال کے باقرؑ نے اٹھائی۔(ہاں ہاں......سلامت رہو!)

دستار بڑی تھی' کچھ سر پر آئی' کچھ گردن میں آئی' کچھ کمر میں آئی' کچھ

پاؤں میں آئی' کچھ ہاتھوں میں آئی' جو بچ گئی' پانچ سال کے باقرؑ نے اٹھائی۔

تھک کے سو گیا حسینؑ ! (سید زادو! تازہ دم ہو کے) کھڑی ہوئی

زینبؑ ......سجادؑ سامنے ہے۔

(اب شاید آگے تو سن نہ سکے یا میں پڑھ نہ سکوں) بات ایک ہوگی' یقیناً زیور

پہن لئے ہوں گے۔ سوچ رہا ہوں کہاں سے پڑھوں' کربلا سے کوفہ...... ۴۵ میل'

کربلا سے کوفہ ۴۵ میل......

(میں آرام آرام سے اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ کہیں تیرے دل پہ ٹھیس نہ

پہنچے) یہ بڑے مشکل واقعات ہیں' کہاں کہاں سے پڑھوں' کہاں کہاں سے چھوڑوں'

بانی مجلس میرے سامنے بیٹھے ہیں...... اجازت ہے کہ مصائب شروع کروں' بسم اللہ!

تیاری کر دو لفظوں کی' کربلا سے کوفہ ۴۵ میل۔

کربلا سے کوفہ ۴۵ میل! اگر اونٹ چلے تو ایک گھنٹے میں ۳ میل کرتا ہے۔

(تیرے دل میں بات نہ اترے میں ضامن ہوں)

۴۵ میل کتنے گھنٹے میں کرے گا شاہ جی!

۱۵ گھنٹے میں دو قدم سفر کرے' عام آدمی پیدل چلے۔ ایک گھنٹے میں ۳ میل

یعنی ۱۵ گھنٹے میں کربلا سے کوفہ...... اونٹ کی مسافت یا عام آدمی کی مسافت ۱۵ گھنٹے

کی...... اللہ جانے......عونؑ و محمدؑ کی ماں کو جلدی کیا تھی۔

گیارہ محرم کو ظہر کی اذان بی بی زینبؑ نے کربلا میں سنی اور مغرب کی اذان کوفہ میں سنی۔ جب مغرب کی اذان کوفہ میں سنی! (اللہ جانے تیرا ذہن ہے تا نہیں)

جب کوفہ میں آئی' تو جتنی جلدی آئی۔ ہاتھ بندھے ہوئے تھے' بغیر پلان کے سوار تھی' ہر ماں کے چھوٹے چھوٹے بچے' کسی بچے نے گردن پکڑی ہوئی' کسی نے ماں کا کُرتا پکڑا ہوا' جب اونٹوں کو چابک لگتا تھا تو بچوں کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی تھی۔

چھوٹے چھوٹے بچے کہتے:

''اماں میں گر پڑوں گا۔''

ماں کہتی:

''میرے ہاتھ معذور ہیں' (سلامت رہو' میرے ساتھ!) مصروف ہیں...... میرے ہاتھ!''

جب اونٹوں کو زیادہ چابک لگتے' اونٹ دوڑنے لگتے' بچہ گرنے لگتا' ماں کہتی:

''اللہ کے حوالے!''

حمید کہتا ہے' بچہ گر پڑتا ہے' اونٹ گزر جاتا' ایک سیاہ برقعہ والی مستور آتی' ایک ہاتھ پہلو پر...... بچے کو اٹھاتی...... اپنے دامن سے خاک صاف کرتی' کوئی مسافر گزرتا...... اس سے کہتی:

''راہی! میں ہوں زہراؑ' تیرے رسولؐ کی بیٹی! میری اولاد مر گئی ہے' اسے دفن کرتا جا۔ میں زہراؑ تیری شفاعت کروں گی۔''

کربلا سے کوفہ ۴۵ میل ہے۔ (مجھے موت نہ آ جائے!)

علم میرے سامنے ہے' اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ۴۵ میل آج بھی اگر کوئی زائر جائے تو اس راستے سے ۵۵ قبریں سادات کی ایسی ہیں جہاں پتہ نہیں چلتا کہ یہ کس کس کی قبر ہے' یہ کس کی قبر ہے...... یہ کس کی قبر ہے۔ بنتی گئی قبریں...... آ گئی بتولؑ کی جائی کوفہ کے بازار میں! (بیٹھ جاؤ' بیٹھ جاؤ...... میں نے اس لئے فضائل تھوڑا پڑھا' میرا جی چاہتا ہے رونے کو!)

کوفہ کے بازار میں آئی' میں پھر بھی ایک دفعہ کہوں گا' کوفہ کے بازار میں آئی۔ آگے آگے ہیں شہیدوں کے سر' اس کے پیچھے ہے بیمارؑ' اس کے پیچھے ہے زینبؑ' اس کے پیچھے ہے کلثومؑ!

گلی نہیں بازار ہے' عام بازار نہیں کوفہ کا بازار ہے' بند بازار نہیں سجا ہوا بازار ہے' لوگ عام نہیں بہترین کپڑے بدل کر' خوشیاں منا کے' جھولیاں پتھروں کی بھر کے ایک ایک ظالم کو پوچھتے ہیں:

''ان میں باغی کی بڑی بہن کون ہے؟''

(پتہ نہیں کس انداز میں مصائب سنتا ہے!)

ایک ضعیفہ آئی' سب سے بڑے نیزے کو دیکھا' خولی ملعون سے پوچھتی ہے:

''کس کا سر ہے؟''

آواز آئی:

''باغی کا!'' (تیری مرضی بھائی!)

آہستہ آہستہ' زیر لب کہتی ہے:

''باغی کا سر ہے۔ یہ کیا کرتا تھا......؟''

آواز آئی:

''نماز نہیں پڑھتا تھا۔''

(میں آرام آرام سے اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ تیرے جگر میں لفظ اترے تا کہ......)

''نماز نہیں پڑھتا تھا۔''

ضعیفہ نے کہا:

''اس نیزے کو جھکا۔''

جب نیزہ جھکا' (بھائی ضیغم عباس!) اس نے اپنی میلی چادر سے شبیرؑ کی پیشانی سے زخم صاف کیا اور کہا:

''اللہ تجھ پر لعنت کرے' تم نے پتھر مارے...... اس کے سجدے کا نشان تو مٹا نہیں۔(آہ' آہ!) اس کے سجدے کا نشان تو نہیں مٹا......تم تو کہتے ہو نماز نہیں پڑھتا تھا۔''

وہ اس سے آگے بڑھی:

''یہ کس کا سر ہے؟''

آواز آئی:

''باغی کے بھائی کا!''

''کون تھا یہ......؟''

''اس کی فوج کا سالار تھا۔''

کہتی ہے' ذرا نیزہ جھکا' نیزہ جھکا' عباسؑ کی آنکھوں سے خاک صاف کی'

چہرے سے خون صاف کیا اور اپنے گرد کھڑی ہوئی مستورات کو دیکھ کر کہتی ہے:

''مجھ سے اللہ کی قسم لے لو' اس کی آنکھوں کی مسرت بتا رہی ہے

کہ اسے لڑنے کی اجازت نہیں ملی۔''

(رو' رو...... شرم کر کے نہ روؤ!)

آگے آ گئی' تیسرے سر پر آئی:

''یہ کس کا سر ہے؟''

آواز آئی:

''باغی کے بڑے بیٹے کا!''

''ذرا نیزہ جھکا' نیزہ جھکا۔''

سر لیا' خون صاف کیا' سر دیکھ کر کہتی ہے:

''یہ یتیم ہو گیا' یہ محمدؐ کے گھر والے ہیں...... یا محمدؐ کے محلے میں

رہتے تھے' اس کی شکل کسی نبی سے کم تو نہیں۔''

آگے آئی:

''یہ کس کا سر ہے؟''

آواز آئی:

''اس کے بھتیجے کا ہے۔''

عورتوں کی طرف دیکھ کر کہتی ہے:

''ایسا لگتا ہے یہ کوئی دولہا تھا یا اس کی بارات اجڑ گئی ہو یا اس کے

سہرے لوٹ لیئے گئے ہوں۔'' (سلامت رہو' سلامت رہو!)

آخری سر پر آئی' نیزہ بڑا ہے..... سر چھوٹا ہے۔ نیزہ بڑا تھا' سر چھوٹا تھا۔(ہائے!)

۴۰' ۴۵ عورتیں کھڑی ہیں' انہیں دیکھ کر کہتی ہے:

''کیا عمر ہوگی اس کی؟''

ایک کہتی ہے:

''۶ ماہ۔''

دوسری کہتی ہے:

''۴ ماہ۔''

تیسری کہتی ہے:

''اس کے ہونٹوں سے ابھی تک دودھ کی لکیر جاری ہے' ایسا لگتا ہے ماں سے ابھی ابھی بچھڑا ہے۔''

(اگر تیرے جگر میں کرب ہے تو اس کے آگے پڑھوں یا نہ پڑھوں' تو سوچتا رہے گا!) وہ ضعیفہ آگے آئی اور حُرمل کا شانہ ہلا کر کہتی ہے:

''اے ظالم یہ بھی باغی تھا؟''

(اے شیخوپورہ والو! اے عزت مند مومنو! اس سے آگے مجھے پڑھنا نہیں چاہئے تھا) وہ ضعیفہ اصغرؑ کے سر کو دیکھ کر کہتی ہے:

''یہ بھی باغی تھا؟''

کہتا ہے:

''باغی نہیں تھا' باغی کا بیٹا تھا۔''

کہتی ہے:

''اس کا نیزہ جھکا۔''

نیزہ جھکا...... ادھر نیزہ جھکا آہستہ سے اصغرؑ کا سر لیا' ایک ایک مستور نے اٹھایا' اپنے اپنے انداز میں کسی نے خون صاف کیا' کسی نے پیشانی پر بوسہ دیا' کسی نے سینے سے لگایا۔ جب عورتیں چوم رہی تھیں' سینے سے لگا رہی تھیں تو اس ضعیفہ نے عورتوں کو دیکھ کر کہا:

''ایک دعا مانگو...... ایک دعا مانگو...... ایک دعا مانگو۔''

عورتیں کہتی ہیں:

''کون سی دعا؟''

آواز آئی:

''دعا مانگو' اللہ کرے اس بچے کی موت دیکھنے سے پہلے اس کی ماں مر گئی ہو۔''

اس وقت ایک محمل سے آواز آئی ربابؑ کی:

''میں زندہ ہوں۔ میرے سامنے یہ تین دفعہ شہید ہوا ہے' ایک دفعہ حُرملؔ کے تیر سے' ایک دفعہ ایک ظالم کی تلوار سے' ایک دفعہ نیزے سے۔ میں ابھی زندہ ہوں......!''

جب رباب نے کہا' میں زندہ ہوں تو اس وقت ضعیفہ کہتی ہے:

''زندہ کیوں ہے؟''

آواز آئی:

''ایک امانت تھی دے آئی ہوں' ایک امانت کو ساتھ لے کر جا رہی ہوں شام کے زندان میں...... سپرد کر کے پھر واپس وطن جاؤں گی۔ بھائی سے سرخرو ہو گئی ہوں' بہن سے سرخرو ہونا ہے۔''

(سلامت رہو بھئی! دو لفظ اور...... لے لو سانس' رات ڈھل گئی ہے' آدھی رات ہے......جن کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہے۔ رو لو' رو لو میرے ساتھ!)

دربار کے دروازے پہ آئی۔ (ذاکرین سے تم سنتے ہو' یہ روایتیں میں بھی پڑھی ہیں)

شمر کہتا ہے:

''پھوپھی سے کہہ دربار چلے۔''

سجادؑ کہتا ہے:

''پھوپھی اماں دربار جاؤ۔''

بی بیؑ کہتی ہے:

''دربار......اور میں!''

(جیوں مجھے حسینؑ کی عزت کی قسم! میں بہت بڑی کوئی مجلس پڑھ کر آؤں اور ماتم کرتے کرتے مر جاؤں' مجھے اتنا لطف نہیں آئے گا جتنا لطف اس وقت آ رہا ہے۔ ہر آنکھ رو رہی ہے اور آہستہ آہستہ رو رہی ہے' یہی میرا مصائب ہے اور یہی میں چاہتا ہوں)۔

آواز آئی:

''بھائی بھی میرے مرے' بیٹے میرے مرے' چادر بھی میری چھنی

اور دربار بھی میں جاؤں......نہیں جاتی دربار!"

جب بی بی زینبؑ نے کہا نا کہ نہیں جاتی دربار...... اب زینبؑ کی "نہیں" تھی' ہر شہید کی آنکھ سے آنکھ ملی' ہر نیزہ رک گیا۔

شمر کہتا ہے:

"سجادؑ! تیرے باباؑ کے سر والا نیزہ نہیں ہلتا۔"

آواز آئی:

"کیسے ہلے؟ میری پھوپھی نے دربار جانے سے انکار کر دیا ہے۔"

شمر نے ہنٹر کو ہاتھ میں لیا اور لہرایا۔

(اب مجھے معاف رکھنا) سجادؑ پھوپھی کے پاس آ کر کہتا ہے:

"پھوپھی! تیری مرضی دربار جا یا نہ جا' میری پشت پر تو کوئی جگہ ایسی نہیں بچی جہاں کربلا کی تاریخ لکھی جائے...... تیری مرضی تو جا نہ جا۔"

اس وقت زینبؑ نے حسینؑ کے سر کو دیکھا' دو آنسو حسینؑ کی آنکھوں سے گرے۔

آواز آئی:

"تو نہ رو میں جاتی ہوں۔" (ہائے' ہائے) تو نہ رو میں دربار جاتی ہوں۔"

جب بی بیؑ نے پہلا قدم بڑھایا' قبلہ! ادھر قدم بڑھایا' ادھر حسینؑ نے آنکھیں بند کیں۔ ادھر حسینؑ کی آنکھیں بند ہوئیں' ادھر زینبؑ کی آواز آئی:

"حسینؑ! ستر قدم پر تو ذبح ہوتا رہا میں نے آنکھیں بند نہیں کیں، شمر خنجر چلاتا رہا میں نے آنکھیں بند نہیں کیں، آخری وار چلا میں نے آنکھیں بند نہیں کیں، اس نے تیرا سر اٹھایا میں نے آنکھیں بند نہیں کیں، تجھے نیزے پر سوار ہوتے دیکھا میں نے آنکھیں بند نہیں کیں، تیری لاش پر گھوڑے دوڑتے رہے میں نے آنکھیں بند نہیں کیں۔ میرا پہلا قتل ہے یہ...... پہلی دفعہ قتل ہو رہی ہوں، اب آنکھیں بند نہ کر، مجھے دربار جاتا ہوا دیکھ!"

ادھر بی بی زینبؑ نے قدم بڑھایا...... دربار کے دروازے کے اوپر سے آہستہ سے آواز آئی:

"السلام علیک حجتہ و صابرة و مظلومہ، السلام علیک و المجاھدہ"

صابرۃ بی بیؑ نے اوپر دیکھا...... مسلمؑ کا سر ہے۔

آواز آئی:

"اتنے دن ہو گئے غلام انتظار میں ہے، اللہ جانے کیوں دیر ہو گئی تھی، آؤ......! میں تو استقبال کے لئے کھڑا ہوں۔"

آواز آئی:

"مسلمؑ جوڑی کہاں گئی؟"

آواز آئی:

"ماری گئی۔"

''میری بیٹیاں کہاں ہیں؟''

آواز آئی:

''میرے پیچھے پیچھے آ رہی ہیں۔'' (سلامت رہو بھئی!)

(آگے ہیں مصائب...... جس نے دعا مانگنی ہے' میری ماؤں بہنوں نے' جس نے بھی دعا مانگنی ہے اسی مصائب میں مانگ لے' پھر ماتم شروع ہو جائے گا۔)

آ گئی...... دربار ابن زیاد میں (اب دعا کرو میں سید ہوں مجھے موت آ جائے' آدھی رات کو) ابن زیاد کے دربار میں!

(دعا کرو مجھے موت آ جائے' میں زینبؑ کی پیشی نہ پڑھوں' بس اتنی دعا مانگو مجھے موت آ جائے شیخوپورہ میں! میں علیؑ مسجد کے قریب کھڑے ہو کر علم میرے سامنے ہے' منہ سے نہیں کہہ رہا ہوں' دل سے کہہ رہا ہوں' مجھے موت آ جائے' میں یہ نہ بتاؤں کہ زینبؑ کیسے دربار میں آئی)۔

(ہائے' ہائے!) کس انداز میں سیدہؑ دربار میں آئی جب اللہ جانے...... (تو سنے یا نہ سنے) آج بھرے بازار میں کوئی مستور جائے تو سر سے چادر کا پلو اپنے منہ پر رکھ لیتی ہے۔

ہاتھ بندھے ہوئے ہیں' آگے آگے سیدہؑ ہے' سیدہؑ کی پشت کے پیچھے آواز آئی:

''اماں تیز نہ چلنا' کہیں تو ادھر ادھر ہو جائے اور ظالم مجھے دیکھ لیں' ظالم مجھے نہ دیکھیں۔''

سکینہؑ سیدہ کے پیچھے پیچھے ہے۔ ساری بیبیوں کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے

ہیں..... دربار میں کھڑی ہیں' تھوڑی دیر کھڑی رہنے کے بعد آواز آئی:

''اماں! میں تھک گئی ہوں۔''

سیدہؑ کہتی ہے:

''بیٹھ جا......!''

(میں نے وعدہ کیا ہے بیبیوں سے' تجھ سے کوئی وعدہ نہیں جہاں تک رو سکے رو) جب بی بی زینبؑ بیٹھی ابن زیاد نے دیکھا' ابن زیاد نے دیکھا' آواز آئی:

''شمر! یہ کون قیدی بیٹھی ہے؟''

آواز آئی:

''علیؑ کی بڑی بیٹی۔''

علیؑ کی بیٹی' ابن زیاد کہتا ہے:

''اس سے جا کر کہہ' علیؑ کی بیٹی! میرا دربار اور تو بیٹھے۔ (کیوں شرم کر کے روتے ہو؟) علیؑ کی بیٹی...... میرا دربار...... (ماتم بھی کرتے آؤ نا......) علیؑ کی بیٹی...... میرے دربار میں بیٹھے۔''

ابھی آواز نہیں دی کہ بی بی زینبؑ پھر کھڑی ہوئی' چپ کر کے کھڑی ہے بی بیؑ ......تخت کی آخری سیڑھی کے پاس۔ (میں نے وعدہ کیا ہے' تو رو پڑا ہے' تیری بڑی مہربانی!)

مظلوم کا سر طشت پر رکھا ہے' ابن زیاد کے ہاتھوں میں شوبران کی چھڑی ہے۔ شوبران اس درخت کو کہتے ہیں جس کی شاخ پر کانٹے لگے ہوں۔ شوبران کی چھڑی لے کر زخمی ہونٹوں پر مارتا ہے' کہتا ہے:

''یہی وہ ہونٹ تھے جنہیں محمدؐ چومتا تھا' یہی وہ ہونٹ تھے جنہیں زہراؑ چومتی تھی۔'' (اب بھی تیری مرضی تو ماتم کر نہ کر..... بھئی!)

کہ یہی وہ ہونٹ تھے جنہیں محمدؐ چومتا تھا۔''

یہ ظالم گستاخی کر رہا ہے' اس وقت پہلی بار سجادؑ نے کہا:

''بارالہا! کاش میں پیدا نہ ہوتا۔''

اس وقت یہ ظالم کہتا:

''آج کوئی شیعہ ہوتا' میں اسے بتاتا..... حسینؑ کا انجام کیا ہوا۔''

ایک درباری اس سے کہتا ہے:

''اگر تو بلا لے موجود تو ہے۔''

آواز آئی:

''کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''مختار!''

زندان میں سپاہیوں کو بھیجا جائے۔ (آہ..... میرے آخری الفاظ ہیں) سپاہی آئے..... زندان کا دروازہ کھولا' تاریک زندان میں مختار بیٹھا ہوا ہے' بوسیدہ عمامہ' پھٹی ہوئی عبا' گردن میں طوق' ہاتھوں میں ہتھکڑیاں' کمر میں زنجیریں' پاؤں میں بیڑیاں۔

اندھیرے میں کبھی کبھی ٹھنڈی سانس لے کر کہتا ہے:

''حسینؑ مولا تیرا وعدہ تو سچا ہے' تو نے کہا تھا ۱۲ محرم کو کوفہ آؤں گا۔ ۱۲ محرم کی رات ڈھل رہی ہے' اللہ جانے..... خیریت ہو..... تو

کونے کیوں نہیں آیا؟''

اس وقت سپاہی نے کہا:

''مختار! زندان سے باہر آ...... ہتھکڑیاں سمیت ہی باہر آ۔''

آواز آئی:

''کہاں......؟''

آواز آئی:

''دربار میں آ۔''

(بس ختم کر دی میں نے مجلس جتنا تو نے رولیا' رولیا' اب اس کے بعد ماتم ہے' رونا نہیں...... ماتم کرے گا تو...... رو نہ رو اپنی قسمت!)

آ گیا دربار کے بڑے دروازے پر...... مختار آیا...... زنجیروں کی جھنکار آئی۔

سیدہؑ نے مڑ کر دیکھا' قیامت تھی۔ تین دفعہ آسمان کی طرف دیکھ کر سیدہؑ کہتی ہے:

واغربتاہ

''ہائے ہائے ہماری غربت۔''

اس وقت بی بیؑ کہتی ہے:

''اماں فضہؑ!''

آواز آئی:

''زینبؑ! دعا مانگ اماں مر جائے۔''

آواز آئی:

''کیوں......؟''

آواز آئی:

''زینبؑ تو بھی دربار میں ہے اور مختار بھی آ گیا ہے۔''

مختار کا نام آیا' دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر آسمان کی طرف دیکھا اور بی بی زینبؑ نے فریاد کی:

واحجاہا

''ہائے...... ہائے میری چادر۔''

میرا بھائی بھی دربار میں آ گیا۔ میری چادر بھی نہیں ہے۔

مختار سامنے آ۔ (روتے آؤ' روتے) مختار سامنے آ......!

ابن زیاد کہتا ہے:

''مجھے مبارک دے۔''

آواز آئی:

''کس بات کی؟''

''ہمارا باغی مارا گیا۔''

مختار کہتا ہے:

''پھر......''

آواز آئی:

''میں قیدیوں کو رعایت دے رہا ہوں' کوئی رعایت مانگنی ہے تو مانگ۔''

مختار کہتا ہے:

''اگر رعایت دیتا ہے تو گھوڑے دے دو' سپاہی دے دو' جسم زنجیروں سے جکڑا رہے۔''

آواز آئی:

''کہاں جائے گا؟''

کہتا ہے:

''مدینے جاؤں گا۔''

''کیوں جائے گا......؟''

''میرے آقا حسینؑ نے آج کوفہ آنا تھا' حسینؑ نہیں آیا۔ تیرے سپاہیوں کے پہرے میں جا کر پوچھ آؤں کہ مولاؑ سب خیریت ہے...... اکبرؑ تو خیریت سے ہے' قاسمؑ تو خیریت سے ہے' عونؑ تو خیریت سے ہے' محمدؑ تو خیریت سے ہے۔''

ابن زیاد کہتا ہے:

''اگر حسینؑ دربار میں مل جائے......؟''

دربار کا نام آیا' مختار نے کرسیوں پر نگاہ دوڑائی' آواز آئی:

''یہاں نہیں ہو سکتا' لوگ شراب پی رہے ہیں۔''

آواز آئی:

''طشت میں دیکھ!''

طشت میں دیکھا مظلوم کے سر کو' دائیں جانب سے زلفیں پلٹیں' بائیں جانب سے زلفیں پلٹیں! کٹے ہوئے ابرو' زخمی پیشانی' آنکھوں میں تیر' رخسار نیلے' اصغرؑ کے خون

سے داڑھی تر......

دیکھ کر کہتا ہے:

''جو بھی ہے' ہے بڑا مظلوم! اگر اجازت دے تو اس کا سر اٹھا کر
اپنی میلی عبا کے دامن سے اس کا خون صاف کر دوں' شاید کہ
پہچان جاؤں۔''

(اب ذرا سنبھل کے میری بات سن!) اجازت لی' ہتھکڑیاں والے ہاتھوں میں حسینؑ کا سر اٹھایا' اپنی عبا کے دامن سے آنکھوں سے خون صاف کیا۔ ادھر خون صاف کیا' شبیرؑ نے آنکھیں کھولیں' اس کا دل دھڑکا' آواز آئی:

''یا کوئی ولی ہے یا کسی نبی کا بیٹا ہے' مرنے کے بعد بھی آنکھیں
کھول رہا ہے۔'' (اللہ جانے تم سمجھو نہ سمجھو میرا مصائب ختم ہے!)

چہرے سے خون صاف کرتا ہے۔ (ساری کائنات کی قسمت کا ایک لفظ کہہ رہا ہوں۔ مصائب اتنا ہے کہ تو گھر تک روتا جائے' اگر تو نے توجہ کی!)

خون صاف کرتا ہے...... حسینؑ کا سر...... حسینؑ کا چہرہ...... دل دھڑکتا ہے...... اپنے آپ سے کہتا ہے:

''لگتا ہے وہی ہے' اللہ کرے وہ نہ ہو...... لگتا وہی ہے' اللہ کرے
وہ نہ ہو۔''

ہونٹوں سے خون صاف کیا' شبیرؑ کے لب ہلے' مختار نے کان لگایا' آواز آئی شبیرؑ کی:

''مختار بھائی میرا سلام! وعدہ پورا ہو گیا' میں حسینؑ ہوں۔''

حسینؑ کا نام سنا' آواز آئی:

'مولاؑ ! اس رنگ میں...... اس حال میں! عباسؑ کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''نیزے پر دیکھ!''

'اکبرؑ کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''سامنے نیزے پر دیکھ!''

''قاسمؑ کہاں ہے؟''

آواز آئی:

''سامنے دیکھ!''

مختار نے حسینؑ کا سر لیا' سپاہی سے تلوار چھینی...... اور آ گیا ابن زیاد کے پاس:

''میرے آقاؑ کو قتل کیا ہے اور مجھے کہتا ہے...... مبارک باد' مجھے مبارک باد دے رہا ہے۔''

مختار آگے بڑھنے لگا' (میری ماؤں اور بہنو! دیکھنا میری طرف' میرے بھائیو! دیکھنا میری طرف!)

مختار آگے بڑھا جب...... پیچھے زنجیروں کی جھنکار آئی' بیمار سجادؑ کے ہاتھ مختار کی عبا پر آ گئے......

اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ